معارف الاحادیث

سینکڑوں کُتب احادیث سے ماخوذ ، ہزاروں احادیث کا جدید انتخاب مع مُستند ترجمہ
اور معانی احادیث کی دِلنشین تشریح ، عُلوم حدیث کا لُبِّ لُباب ، احادیثِ نبویہ کا سمندر
جمالِ احادیث کا پیکر ، معارف اسرار و حکم کا خزانہ ، مشہور و متداول احادیث

الجامع الصغير
من أحاديث البشير النذير

تالیف

الإمام جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي

المتوفى سنة ٩١١ھ

جلد چہارم

فيض القدير

للحافظ الفقيه
عبد الرؤوف بن علي بن زين العابدين المناوي
المتوفى سنة ١٠٣١ھ

اردو ترجمہ و تشریح و زیر نگرانی

مولانا امداد اللہ انور

وَاِنَّکَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (الشوریٰ: ۵۲)

(اور بیشک آپؐ سیدھی راہ کی رہنمائی کرتے ہیں)

معارف الاحادیث

سینکڑوں کتب احادیث سے ماخوذ، ہزاروں احادیث کا جدید انتخاب مع مستند ترجمہ اور معانی احادیث کی دلنشین تشریح، علوم حدیث کا لب لباب، احادیث نبویہ کا سمندر جمال احادیث کا پیکر، معارف اسرار و حکم کا خزانہ، مشہور و متداول احادیث

جلد چہارم

تالیف

مولانا امداد اللہ انور

استاذ جامعہ قاسم العلوم، ملتان

خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی قدس سرہ العزیز

دار المعارف، ملتان

رابطہ نمبر 0092-300-6351350

کاپی رائٹ کے تمام حقوق محفوظ ہیں

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر.....

ادبی اور فنی تمام قسم کے حقوق ملکیت مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب کے نام پر رجسٹرڈ اور محفوظ ہیں اس لئے اس کتاب کی مکمل یا منتخب حصہ کی طباعت، فوٹو کاپی، ترجمہ، نئی کتابت کے ساتھ طباعت یا اقتباس یا کمپیوٹر میں یا انٹرنیٹ میں کاپی وغیرہ کرنا یا چھاپنا مفتی امداد اللہ انور صاحب کی تحریری اجازت کے بغیر کاپی رائٹ کے قانون کے تحت ممنوع ہے امداد اللہ انور

نام کتاب : معارف الاحادیث (جلد چہارم)

الجامع الصغیر امام جلال الدین السیوطیؒ

فیض القدیر شرح الجامع الصغیر محدث عبدالرؤف المناویؒ

اُردو ترجمہ وتشریح : علامہ مفتی محمد امداد اللہ انور دامت برکاتہم

رئیس التحقیق والتصنیف دار المعارف ملتان

استاذ تخصص فی الفقہ جامعہ قاسم العلوم ملتان

خلیفہ مجاز حضرت اقدس سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق استاذ جامعہ دار العلوم الاسلامیہ لاہور

طباعت بحسن انتظام: حضرت اقدس مولانا سید لیاقت علی شاہ صاحب دامت برکاتہم

ناشر : حافظ محمد ابوبکر (دار المعارف ملتان)

جلد : چہارم

صفحات : 500 (پانچ سو)

اشاعت اوّل : 20 ذوالقعدہ 1434ھ بمطابق 27 ستمبر 2013ء

ہدیہ : .....

ملنے کے پتے

مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور جامعہ قاسم العلوم کچہری روڈ ملتان

رابطہ نمبر: 061-4012566=0300-6351350

مکتبہ رحمانیہ لاہور 0423-7224228	مکتبہ زکریا ڈیرہ غازی خان
مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور	بیت القرآن اردو بازار کراچی
شمع بک ایجنسی لاہور 0324-4151326	اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ سید احمد شہید لاہور 0300-4501769	مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی
مکتبہ سلطان عالمگیر لاہور 0321-4284784	مکتبہ الحمید ڈیرہ اسماعیل خان 0345-9822722
ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور	مکتبہ فریدیہ جامعہ فریدیہ E/7-اسلام آباد
مکتبہ اصلاح وتبلیغ حیدر آباد	مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
اسلامی کتب خانہ لاہور 0423-7223506	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ 081-2662263
مولانا اقبال نعمانی سابقہ طاہر نیوز پیپر صدر کراچی	مکتبہ عارفی جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
مظہری کتب خانہ، گلشن اقبال، کراچی	مکتبہ مدینہ بیرون مرکز رائے ونڈ
مکتبہ زکریا بنوری ٹاؤن کراچی	مکتبہ النور بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ
مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴	مکتبہ رشیدیہ نزد جامعہ رشیدیہ ساہیوال
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی	اسلامی کتب خانہ نزد مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی	مکتبہ صفدریہ بہاولپور 0313-7790908
دار الاشاعت اردو بازار کراچی	ادارہ اشاعت الخیر ملتان 0300-7301239
ادارۃ المعارف دار العلوم کراچی ۱۴	یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	مکتبہ حقانیہ ملتان 0300-6345306
مکتبۃ النور کراچی 0324-2855000	مکتبہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

اور ملک کے سب چھوٹے بڑے دینی کتب خانے

فہرست معارف الاحادیث

کتاب الجہاد

۱	کتاب الجہاد	۳۰
۲	جب تک جہاد ہے ہجرت بھی باقی ہے	۳۱
۳	جنت تلواروں کے سائے تلے ہے	۳۱
۴	تلواریں جنت کی چابیاں ہیں	۳۲
۵	گھڑ دوڑ اور نشانہ بازی	۳۲
۶	گھوڑوں میں قیامت تک خیر ہے	۳۳
۷	تین آنکھیں جہنم پر حرام ہیں	۳۴
۸	تین قسم کی آنکھیں قیامت میں جہنم کو نہیں دیکھیں گی	۳۵
۹	تین محبوب ترین اعمال صالحہ	۳۶
۱۰	سمندر کا غزوہ خشکی کے غزوہ سے دس گنا افضل ہے	۳۷
۱۱	جہاد میں روزہ رکھنا جہنم سے ستر سال دور کر دیتا ہے	۳۷
۱۲	جنگ چال ہے	۳۸
۱۳	مال غنیمت اور زکوٰۃ وغیرہ میں چوری	۴۰
۱۴	کمزوروں کا جہاد کیا ہے؟	۴۰
۱۵	مجاہد مؤمن کی فضیلت	۴۱
۱۶	اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کا ثواب	۴۲
۱۷	جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا	۴۲
۱۸	ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا	۴۳
۱۹	جہاد کا معنی	۴۴
۲۰	حکایت	۴۴
۲۱	سات کبیرہ گناہ	۴۴
۲۲	مثلہ ممنوع ہے	۴۵
۲۳	جہاد میں عورتوں اور بچوں کا قتل ممنوع ہے	۴۶

۲۴	تبلیغی جماعت کا جہاد	۴۷
۲۵	سوکن پر غیرت کو برداشت کرنا	۴۸
۲۶	**شہید**	۴۸
۲۷	شہداء کا مدفن کہاں ہونا چاہئے؟	۴۸
۲۸	شہداء کی پچاس اقسام	۴۹
۲۹	شہید اور مجاہد چوکیدار کے انعام	۵۰
۳۰	عام موت اور شہادت کی موت کا فرق	۵۱
۳۱	شہداء کی ارواح جنت میں کہاں ہیں؟	۵۲
۳۲	شہادت کے وقت موت کی تکلیف کی مقدار	۵۳
۳۳	شہداء کو بغیر غسل کے کفن دیا جائے	۵۳
۳۴	شہداء کی بعض اقسام	۵۴
۳۵	صدیق اور شہید سے قبر کا امتحان نہیں ہوگا	۵۵
۳۶	انبیاءؑ علماء اور شہداء کی شفاعت	۵۶
۳۷	**نظام حکومت**	۵۷
۳۸	حاکم کی اطاعت جائز کام میں درست ہے	۵۸
۳۹	حکمرانوں کی گناہ میں فرمانبرداری درست نہیں	۵۸
۴۰	عادل متواضع سلطان کا مرتبہ	۵۹
۴۱	نظام حفاظت	۶۰
۴۲	سربراہ دوسروں کے حق کو مقدم رکھیں	۶۰
۴۳	عادل وظالم حکمرانوں کی قبر کی حالتیں	۶۱
۴۴	عہدہ طلب کرنیوالا عہدہ کا مستحق نہیں ہوتا	۶۲
۴۵	مرد کیلئے عورت کی اطاعت ہلاکت ہے	۶۳
۴۶	سرکاری افسروں کے ہدایا خیانت اور رشوت ہیں	۶۴
۴۷	ہر معاملہ میں انصاف کرنیوالوں کی شان	۶۵

۴۸	**آداب قضاء**	۶۵
۴۹	آداب قضاء	۶۵
۵۰	قاضی کا حق اور ناحق فیصلہ	۶۶
۵۱	قاضی کیساتھ اللہ کے ہونے کا مطلب	۶۷
۵۲	دعویٰ کا ثبوت اور تردید کا طریقہ	۶۸
۵۳	**قسم**	۶۸
۵۴	غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے	۶۸
۵۵	غیر اللہ کی قسم کھانا	۶۹
۵۶	**گناہ**	۷۰
۵۷	رشوت لینے اور دینے کا گناہ اور سزا	۷۱
۵۸	ججوں کیلئے ہدیہ لینا حرام ہے	۷۱
۵۹	سرکاری افسروں کے ہدایا خیانت اور رشوت ہے	۷۲
۶۰	رشوت کے متعلق تین قسم کے لعنتی	۷۳
۶۱	تین قسم کے لوگ جنت سے محروم	۷۳
۶۲	شراب ہر برائی کی جڑ ہے	۷۴
۶۳	پیٹ اور شرمگاہ کی اتباع کا فتنہ	۷۵
۶۴	امانت میں خیانت	۷۶
۶۵	فلمیں اور ڈرامے کبیرہ گناہ ہیں	۷۷
۶۶	جھوٹ بولنے سے فرشتے دور ہو جاتے ہیں	۷۸
۶۷	دیگر اقوام میں جھوٹ کی مذمت	۸۰
۶۸	فرشتوں کو گناہوں سے ایذا ہوتی ہے	۸۰
۶۹	تکبر سے بچو	۸۱
۷۰	بری خصلت والے اور چیخنے والے کو اللہ پسند نہیں کرتا	۸۲
۷۱	بیوی سے لواطت حرام ہے	۸۲

۷۲	زمین کے سب سے اچھے اور برے مقامات	۸۳
۷۳	کبیرہ گناہ والا بھی جنت میں جائیگا	۸۴
۷۴	گھنٹی شیطان کا باجا ہے	۸۶
۷۵	منافق کی چار علامات	۸۶
۷۶	گناہگار نمازی کے کونسے اعضاء جہنم سے محفوظ رہیں گے؟	۸۷
۷۷	فقر اور حسد کی خطرناکیاں	۸۸
۷۸	چھ مجالس گناہ کا کفارہ ہیں	۸۹
۷۹	مؤمن کو برا بھلا کہنا	۹۰
۸۰	نماز سے صغیرہ گناہ معاف	۹۱
۸۱	نو ذی الحجہ کا روزہ	۹۱
۸۲	ظلم اور بخل	۹۲
۸۳	غنی کا بھیک مانگنا	۹۳
۸۴	گناہ کا خیال آنا گناہ نہیں ہے	۹۴
۸۵	انسان کی اکثر خطائیں زبان سے صادر ہوتی ہیں	۹۵
۸۶	گناہ کب تک نہیں لکھا جاتا؟	۹۶
۸۷	ہبہ سے پھر جانے کی مذمت	۹۷
۸۸	اجنبی مرد و عورت کا ننگ دیکھنا	۹۸
۸۹	غیبت	۹۸
۹۰	متکبر اور عظمت جتلانے والا دوزخی ہے	۹۹
۹۱	متکبر ہلاک ہو کر رہے گا	۱۰۰
۹۲	مؤمن کو قتل کرنا بڑا گناہ ہے	۱۰۱
۹۳	چھوٹے گناہوں کو معمولی نہ سمجھو	۱۰۱
۹۴	جس کی غیبت ہو جائے اس کیلئے استغفار کرو	۱۰۳
۹۵	تین باتوں پر جھوٹ معاف ہے	۱۰۳
۹۶	بین کرنیوالی عورت کا عذاب	۱۰۴

۹۷	معمولی سی چوری کرنے پر بھی خدا کی لعنت ہے	۱۰۵
۹۸	گناہ کے دل پر اثرات	۱۰۶
۹۹	گناہ گار کیلئے استغفار بہترین دعا ہے	۱۰۸
۱۰۰	گناہگار کو توبہ کے بعد گناہ پر عار دلانے کی شامت	۱۰۸
۱۰۱	خطاء نسیان اور استکراہ میں درگذر	۱۰۹
۱۰۲	گواہان گناہ کو توبہ کے بعد گناہ بھلا دیا جاتا ہے	۱۱۰
۱۰۳	سات کبیرہ گناہ	۱۱۰
۱۰۴	بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ	۱۱۱
۱۰۵	شلوار وغیرہ تکبراً ٹخنوں سے نیچے رکھنا	۱۱۲
۱۰۶	شراب پینے والا آخرت کی شراب سے محروم رہیگا	۱۲۲
۱۰۷	شرابی قیامت میں پیاسا ہوگا	۱۱۳
۱۰۸	تکبر اختیار کرنا اور تکبر کی چال چلنا کبیرہ گناہ ہے	۱۱۳
۱۰۹	سات کبیرہ گناہ	۱۱۴
۱۱۰	قیامت کی پانچ علامات	۱۱۵
۱۱۱	تین قسم کے لوگ جنت سے محروم	۱۱۷
۱۱۲	تین قسم کی آنکھیں قیامت میں جہنم کو نہیں دیکھیں گی	۱۱۸
۱۱۳	تین قسم کے لوگوں پر جنت حرام ہے	۱۱۹
۱۱۴	**زنا**	۱۱۹
۱۱۵	زبان اور شرمگاہ کی حفاظت	۱۱۹
۱۱۶	زنا کے وقت ایمان خارج ہو جاتا ہے	۱۲۰
۱۱۷	زنا سے ایمان نکل جانے کی تحقیق	۱۲۱
۱۱۸	زنا کا بدلہ اسکے اہل خانہ سے لیا جائیگا	۱۲۲
۱۱۹	زنا فقیر کر دیتا ہے	۱۲۳
۱۲۰	زنا کی قباحتیں	۱۲۴

۱۲۱	خواتین کو بیعت کرنے کا طریقہ	۱۲۵
۱۲۲	زنا میں تلوث کا خطرہ	۱۲۶
۱۲۳	زنا اور سود عذاب الٰہی کا سبب ہیں	۱۲۷
۱۲۴	گھر میں تنہا عورت کے پاس نامحرم کا جانا	۱۲۸
۱۲۵	نامحرم کو ہاتھ لگانے کا گناہ	۱۲۹
۱۲۶	بلاضرورت ننگ کھولنا منع ہے	۱۲۹
۱۲۷	شرمگاہ کی حفاظت	۱۳۰
۱۲۸	شدید ترین زنا کون سے ہیں؟	۱۳۱
۱۲۹	پڑوسن سے گناہ کی وعیدِ شدید	۱۳۲
۱۳۰	عورتوں کا باہمی گناہ	۱۳۳
۱۳۱	زنا کی حد زانی کے زنا کا کفارہ ہے	۱۳۴
۱۳۲	خون اور زنا کی اجرت حرام ہے	۱۳۵
۱۳۳	**غیر فطری عمل - متعہ**	۱۳۶
۱۳۴	عورت کے پچھلے مقام کا استعمال قابل لعنت ہے	۱۳۷
۱۳۵	اغلام باز قوم لوط میں منتقل کر دیا جاتا ہے	۱۳۷
۱۳۶	متعہ حرام ہے	۱۳۸
۱۳۷	**تصویر - جوا - ظلم - گانے - فلمیں - ڈرامے**	۱۳۹
۱۳۸	**تصویر - جوا**	۱۴۰
۱۳۹	جاندار کی تصویر ممنوع ہے	۱۴۰
۱۴۰	تصاویر کا حکم	۱۴۰
۱۴۱	تصاویر اور مورتیوں والے گھروں میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے	۱۴۲
۱۴۲	جہنم میں مصور کا عذاب	۱۴۲
۱۴۳	تصویر بنانے والے سخت عذاب میں ہوں گے	۱۴۳
۱۴۴	معمولی سی چوری کرنے پر بھی خدا کی لعنت ہے	۱۴۴

۱۴۵	تین کبیرہ گناہ	۱۴۴
۱۴۶	جوئے کی بعض اقسام	۱۴۵
۱۴۷	سات کبیرہ گناہ	۱۴۶
۱۴۸	تین کبیرہ گناہ	۱۴۷
۱۴۹	**ظلم**	۱۴۸
۱۵۰	ظلم کی گناہ کے اعتبار سے تین اقسام	۱۴۸
۱۵۱	ظلم اور بخل	۱۴۹
۱۵۲	حکمرانوں کا ہدیہ اور رشوت لینا	۱۵۰
۱۵۳	مظلومین قیامت میں کامیاب ہونگے	۱۵۱
۱۵۴	ظلم قیامت میں اندھیرا بن جائیگا	۱۵۱
۱۵۵	ظالم پر شدید ترین عذاب	۱۵۲
۱۵۶	ناحق زمین چھیننے کا عذاب	۱۵۳
۱۵۷	زمین غصب کرنے کا عذاب	۱۵۴
۱۵۸	ظالم کو مہلت دینے کی حکمت	۱۵۴
۱۵۹	مظلوم کی بددعا سے بچو	۱۵۵
۱۶۰	کافر مظلوم کی بددعا	۱۵۶
۱۶۱	**گانے۔ فلمیں۔ ڈرامے**	۱۵۷
۱۶۲	گھنٹی شیطان کا باجا ہے	۱۵۷
۱۶۳	دو ملعون آوازیں	۱۵۸
۱۶۴	عورتوں کے ناچ گانے اور ماڈلنگ کی کمائی حرام ہے	۱۵۸
۱۶۵	جھوٹی کہانیوں اور ہنسی مزاح وغیرہ کا نقصان	۱۵۹
۱۶۶	فلمیں اور ڈرامے کبیرہ گناہ ہیں	۱۶۰
۱۶۷	**کتاب الحدود والقصاص**	۱۶۲
۱۶۸	نافرمان خوشحال کی اللہ کے نزدیک حیثیت	۱۶۳

۱۶۹	زنا اور والدین کی نافرمانی کی کچھ سزا دنیا ہی میں مل جاتی ہے	۱۶۴
۱۷۰	حدود جاری کرنے میں احتیاط	۱۶۴
۱۷۱	شرعی حد میں مارنے کیلئے اور جانور کو ذبح کرنے کیلئے سہل طریقہ اپنائیں	۱۶۵
۱۷۲	خودکشی کرنیوالے کا حکم	۱۶۶
۱۷۳	خیرخواہی کے بموجب بعض گناہوں کی سزا دنیا میں دے دی جاتی ہے	۱۶۸
۱۷۴	قاتل ومقتول جہنم میں جائینگے	۱۶۹
۱۷۵	عذاب میں نیک بھی پس جاتے ہیں	۱۷۰
۱۷۶	قیدیوں سے حسن سلوک	۱۷۰
۱۷۷	اقامت حدود کی فضیلت	۱۷۱
۱۷۸	پاکدامن پر زنا کی تہمت لگانا	۱۷۱
۱۷۹	مسجد میں سزا نہ دیجائے	۱۷۲
۱۸۰	چہروں پر نہ مارو	۱۷۳
۱۸۱	جلانے کی سزا مت دو	۱۷۳
۱۸۲	زنا کی حد زانی کے زنا کا کفارہ ہے	۱۷۴
۱۸۳	انبیاء کو گالی دینا موجب قتل ہے	۱۷۵
۱۸۴	بچہ خاوند کا ہوگا اور زانی کیلئے حد زنا	۱۷۶
۱۸۵	مثلہ ممنوع ہے	۱۷۷
۱۸۶	**کتاب التوبہ**	۱۷۸
۱۸۷	اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ سے خوش ہوتے ہیں	۱۷۹
۱۸۸	سب مؤمنین اللہ کے سامنے توبہ کیا کریں	۱۷۹
۱۸۹	سچی توبہ کی تعریف	۱۸۰
۱۹۰	ندامت پر بخشش	۱۸۱
۱۹۱	ندامت توبہ کا اہم رکن ہے	۱۸۱
۱۹۲	قاتل کی توبہ	۱۸۲

۱۹۳	توبہ کرنیوالے کے گناہ مٹادئے جاتے ہیں	۱۸۳
۱۹۴	توبہ سے گناہ مٹ جاتے ہیں	۱۸۴
۱۹۵	توبہ کی قبولیت کا آخری وقت	۱۸۵
۱۹۶	حالت غرغرہ سے پہلے کی توبہ قبول ہے	۱۸۶
۱۹۷	روزہ سے بھی سابقہ گناہ معاف ہوتے ہیں	۱۸۷
۱۹۸	توبہ اور اس کے احکام ومسائل	۱۸۸
۱۹۹	توبہ کرنے والے سے اللہ کتنا خوش ہوتا ہے	۱۸۹
۲۰۰	اللہ تعالیٰ توبہ کرنیوالے کے گناہوں کو کراماً کاتبین وغیرہ سے بھلوا دیتے ہیں	۱۹۰
۲۰۱	صلوۃ التوبہ	۱۹۰
۲۰۲	ظالم کے لئے توبہ کی اہمیت	۱۹۱
۲۰۳	حضور ﷺ سو مرتبہ دن میں استغفار کرتے تھے	۱۹۱
۲۰۴	توبہ کرنے والے قیامت کے دن بے خوف ہوں گے	۱۹۲
۲۰۵	توبہ کی عادت کا فائدہ	۱۹۲
۲۰۶	توبہ کرنے والا گناہ نہ کرنے والے کی طرح ہے	۱۹۴
۲۰۷	مخفی اور علانیہ گناہوں کی توبہ کا طریقہ	۱۹۴
۲۰۸	اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ کا منتظر رہتا ہے	۱۹۴
۲۰۹	اللہ تعالیٰ نوجوان کی توبہ کو پسند کرتا ہے	۱۹۵
۲۱۰	اللہ کا پسندیدہ بندہ	۱۹۵
۲۱۱	توبہ کب تک قبول ہوتی ہے	۱۹۵
۲۱۲	گناہ کی وجہ سے کبھی جنت بھی ملتی ہے	۱۹۶
۲۱۳	گناہ کی تاریکی اور اس کی صفائی	۱۹۶
۲۱۴	گناہ پر افسردگی پر بھی معافی مل جاتی ہے	۱۹۷
۲۱۵	بڑے گناہ گاروں کی بدحالی	۱۹۷
۲۱۶	گناہ کب تک نہیں لکھا جاتا	۱۹۸

۲۱۷	توبہ کا دروازہ	۱۹۸
۲۱۸	سعادت مند انسان	۱۹۹
۲۱۹	عذر خواہی کم کردو	۱۹۹
۲۳۰	توبہ میں ٹال مٹول	۱۹۹
۲۳۱	خلوتوں میں گناہوں کی معافی مانگنا	۲۰۰
۲۳۲	اللہ کی معافی گناہوں سے بڑی ہے	۲۰۰
۲۳۳	تم معافی مانگتے رہو میں معاف کرتا رہوں گا	۲۰۱
۲۳۴	مغفرت خداوندی کا اندازہ	۲۰۱
۲۳۵	گناہ کا کفارہ شرمندگی بھی ہے	۲۰۲
۲۳۶	توبہ کا کمال	۲۰۳
۲۳۷	بعض لوگوں کے گناہ نیکیوں سے بدل دیئے جائیں گے	۲۰۳
۲۳۸	استغفار کا مقام	۲۰۴
۲۳۹	گناہ پر ندامت	۲۰۴
۲۴۰	جہنم میں جانے والا گناہ گار	۲۰۴
۲۴۱	خدا کے سامنے گناہوں کی جرأت	۲۰۵
۲۴۲	توبة النصوح کیا ہے	۲۰۵
۲۴۳	کون سی غلطیاں معاف ہیں	۲۰۶
۲۴۴	کون لوگ مرفوع القلم ہیں	۲۰۶
۲۴۵	تین قسم کے گناہ	۲۰۷
۲۴۶	گناہ نیکیوں کو کھا جاتے ہیں	۲۰۷
۲۴۷	چالیس سال کی عمر والے کے لئے نصیحت	۲۰۸
۲۴۸	معذوری کی عمر	۲۰۸
۲۴۹	گناہ کا برملا اظہار کرنے والے کی معافی نہیں ہوگی	۲۰۹
۲۵۰	کبھی گناہ بھی مفید ہوتا ہے	۲۰۹

۲۵۱	دن کے فرشتے نرم اور رات کے سخت ہیں	۲۱۰
۲۵۲	مسلمانوں کے گناہ یہود و نصاریٰ اٹھائیں گے	۲۱۱
۲۵۳	خدا کے خوف سے بخشش ہوگی	۲۱۱
۲۵۴	خدا کی رحمت و عفو سے ناامید کی حکایت	۲۱۲
۲۵۵	ہر شخص کو مہلت نہیں ملتی	۲۱۳
۲۵۶	وسعت رحمت خداوندی	۲۱۴
۲۵۷	گناہگار امت کا غفور رب	۲۱۴
۲۵۸	روضۂ اقدس پر اللہ سے بخشش مانگنے والے کی بخشش	۲۱۵
۲۵۹	**ممنوع اعمال**	۲۱۶
۲۶۰	**ممنوعات**	۲۱۷
۲۶۱	مردوں کو برا کہنا ممنوع ہے	۲۱۷
۲۶۲	تہمت کے مواقع میں احتیاط	۲۱۷
۲۶۳	گھر میں کتا رکھنا	۲۱۹
۲۶۴	کتا رکھنا	۲۱۹
۲۶۵	برا کہنے والے کو برا نہ کہو	۲۲۰
۲۶۶	مسلمان پر ہتھیار لہرانا	۲۲۰
۲۶۷	کسی کی منہ پر تعریف کرنا	۲۲۱
۲۶۸	سیاہ خضاب	۲۲۲
۲۶۹	مصیبت کے وقت نوحہ کرنا، گریبان پھاڑنا اور نسب میں طعن کرنا	۲۲۳
۲۷۰	بعض بڑے درجہ کی حرام چیزیں	۲۲۳
۲۷۱	جھوٹی کہانیوں اور ہنسی مزاح وغیرہ کا نقصان	۲۲۴
۲۷۲	قہقہہ اور مسکراہٹ	۲۲۵
۲۷۳	کھیلوں کی ممانعت	۲۲۵

۲۷۴	**عورت کی ہلاکت خیزیاں**	۲۲۶
۲۷۵	اس امت کا سب سے بڑا فتنہ عورتیں ہیں	۲۲۶
۲۷۶	عورتوں کا جسم کو بلیچ کرنا	۲۲۸
۲۷۷	عورت نہ ہوتی تو اللہ کی عبادت خوب ہوتی	۲۲۹
۲۷۸	عورتیں گھروں میں نماز پڑھیں	۲۲۹
۲۷۹	خواتین ہر وقت تسبیح، تہلیل اور تقدیس میں مصروف رہیں	۲۳۰
۲۸۰	عورتیں مردوں پر غالب ہی رہتی ہیں	۲۳۱
۲۸۱	جنت میں پہلے پہل عورتیں کم داخل ہونگی	۲۳۱
۲۸۲	مال، جان، دین اور اہل خانہ کی حفاظت میں مرنے والا شہید ہے	۲۳۲
۲۸۳	عورت کا عورت کے ستر کو دیکھ کر خاوند کو اسکی صفت بیان کرنا	۲۳۳
۲۸۴	ران ننگ ہے	۲۳۳
۲۸۵	**دعا - آداب دعا**	۲۳۵
۲۸۶	دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے	۲۳۶
۲۸۷	دعا تقدیر کو کیسے ٹالتی ہے	۲۳۷
۲۸۸	نیکی عمر کو کیسے بڑھاتی ہے؟	۲۳۷
۲۸۹	دعا مصیبت کو ٹال دیتی ہے	۲۳۷
۲۹۰	اللہ کے نزدیک دعا سے بڑی کوئی چیز نہیں	۲۳۸
۲۹۱	دعا مؤمن کا ہتھیار ہے	۲۳۹
۲۹۲	شان ورود	۲۳۹
۲۹۳	افطار کے وقت کی دعاء رد نہیں ہوتی	۲۴۰
۲۹۴	ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا	۲۴۱
۲۹۵	ہاتھ اٹھا کر مانگی ہوئی دعا رد نہیں ہوتی	۲۴۱
۲۹۶	دعا میں ہاتھ اٹھانے کا طریقہ	۲۴۲
۲۹۷	دعا میں ہاتھ اٹھانے کا طریقہ	۲۴۳

۲۹۸	دعا کے بعد ہاتھ چہرے پر پھیرے	۲۴۳
۲۹۹	ہتھیلیوں سے دعا کر کے چہرے پر ہاتھ پھیرنا	۲۴۴
۳۰۰	خدا سے نہ مانگنے والے پر خدا ناراض ہوتا ہے	۲۴۴
۳۰۱	درود دعا کی قبولیت کا سبب ہے	۲۴۵
۳۰۲	نماز میں خشوع اور بعد میں دعا ضروری ہے	۲۴۵
۳۰۳	اذان کے وقت دعا کی قبولیت کا طریقہ	۲۴۶
۳۰۴	نفلی نماز کے سجدوں میں کثرت سے دعائیں کرو	۲۴۷
۳۰۵	مظلوم کی بددعا سے بچو	۲۴۸
۳۰۶	کافر مظلوم کی بددعا	۲۴۹
۳۰۷	اللہ کے واسطہ سے جنت جیسی چیزیں طلب کی جائیں	۲۵۰
۳۰۸	جنت کی طلب اور جہنم سے پناہ مانگنے کا طریقہ	۲۵۱
۳۰۹	صبح وشام جہنم سے پناہ کا عمل	۲۵۱
۳۱۰	اپنے لئے دعا کرنا افضل ہے	۲۵۲
۳۱۱	پہلے اپنے لئے دعا کرے پھر دوسروں کیلئے	۲۵۲
۳۱۲	گناہگار کیلئے استغفار بہترین دعا ہے	۲۵۳
۳۱۳	مسلمانوں کی حل مشکلات کیلئے قبولیت دعا کا خاص وقت	۲۵۴
۳۱۴	دعا کی قبولیت کا ادب	۲۵۵
۳۱۵	سب سے افضل ذکر اور دعا	۲۵۵
۳۱۶	مؤمنین کی دعائیں حاصل کرو	۲۵۶
۳۱۷	دعا قبول ہونے کی حالت	۲۵۷
۳۱۸	**کتاب الدعاء**	۲۵۹
۳۱۹	**دعائیں**	۲۶۰
۳۲۰	سوتے وقت کی دعا	۲۶۰
۳۲۱	سوکر اٹھنے کی دعا	۲۶۰

۳۲۲	وسعت رزق کی دعا	۲۶۱
۳۲۳	حفاظت نعمت کی دعا	۲۶۱
۳۲۴	بڑھاپے میں وسعت رزق کی دعا	۲۶۲
۳۲۵	دنیا اور آخرت کی خیر کی دعا	۲۶۲
۳۲۶	دنیا و آخرت کی خیر کی دعا	۲۶۳
۳۲۷	شر سے بچنے کی دعا	۲۶۴
۳۲۸	حفاظت نفس کی دعا	۲۶۴
۳۲۹	آگ بجھانے کے وظائف	۲۶۵
۳۳۰	مصیبت کے وقت کی خاص دعا	۲۶۶
۳۳۱	مشکلات میں کشادگی کے کلمات	۲۶۷
۳۳۲	کھانے اور دودھ پینے کے وقت کی دعائیں	۲۶۷
۳۳۳	مسافر کیلئے وداع کی دعا	۲۶۸
۳۳۴	آئینہ دیکھنے کی دعا	۲۶۹
۳۳۵	جامع دعا	۲۷۰
۳۳۶	ایک جامع دعا	۲۷۰
۳۳۷	لیٹرین میں جانے سے پہلے کی مشروع دعا	۲۷۰
۳۳۸	لاحول ولا قوۃ الا باللہ جنت کا خزانہ ہے	۲۷۱
۳۳۹	موت کی سختی سے بچنے کی دعا	۲۷۲
۳۴۰	دفن کے بعد میت کیلئے ایک بہترین دعا	۲۷۲
۳۴۱	**عملیات**	۲۷۴
۳۴۲	جھاڑ پھونک	۲۷۵
۳۴۳	درد ختم کرنے کا عمل	۲۷۵
۳۴۴	کونسے تعویز اور دم ناجائز ہیں؟	۲۷۶

۳۴۵	کتاب التجارۃ	۲۷۸
۳۴۶	امانتدار تاجر کا انعام	۲۷۹
۳۴۷	سب سے افضل کمائی	۲۷۹
۳۴۸	بکریوں کی برکت	۲۸۰
۳۴۹	اچھے لوگوں سے خیر کی طلب کرو	۲۸۱
۳۵۰	ذخیرہ اندوزی کب اور کہاں حرام ہے؟	۲۸۲
۳۵۱	کونسی ذخیرہ اندوزی درست ہے اور کونسی ممنوع؟	۲۸۲
۳۵۲	زمین بیچنے والا اپنے پڑوسی یا شریک کو ترجیح دے	۲۸۳
۳۵۳	اپنی ضروریات کی تکمیل میں اخفاء سے کام لو	۲۸۴
۳۵۴	کوئی کاروبار درست چل رہا ہو تو اس کو نہ چھوڑو	۲۸۵
۳۵۵	سودا کرنے میں جرأت کرنیوالا تاجر برکت دیا جاتا ہے	۲۸۶
۳۵۶	سودا زیادہ دینا تجارت کا بہترین اصول ہے	۲۸۶
۳۵۷	گاہک سے نرمی	۲۸۸
۳۵۸	پشیمان کی بیع موڑنا	۲۸۸
۳۵۹	مسجد میں ممنوع کام	۲۸۹
۳۶۰	مسجد میں تجارت اور گمشدہ چیز کا اعلان نہ کرو	۲۹۰
۳۶۱	دھوکہ دینے والا ہم میں سے نہیں ہے	۲۹۰
۳۶۲	بیع کی صحت کی ایک لازمی شرط	۲۹۱
۳۶۳	غیر موجود چیز کی بیع ممنوع ہے	۲۹۱
۳۶۴	بیع میں بولی لگانے کا حقدار	۲۹۲
۳۶۵	خریدار اور بائع کیلئے بعض احکام	۲۹۳
۳۶۶	جانور کی جانور کے بدلہ میں بیع	۲۹۳
۳۶۷	کتوں کی خرید و فروخت ممنوع ہے	۲۹۴
۳۶۸	پھل پکنے سے پہلے بیع	۲۹۴

۳۶۹	نرکی جفتی کی قیمت اور قفیز طحان ممنوع ہے	۲۹۵
۳۷۰	خون اور زنا کی اجرت حرام ہے	۲۹۶
۳۷۱	بعض بڑے درجہ کی حرام چیزیں	۲۹۷
۳۷۲	مال کے دفاع میں مارا جانیوالا شہید	۲۹۷
۳۷۳	مال، جان، دین اور اہل خانہ کی حفاظت میں مرنے والا شہید ہے	۲۹۸
۳۷۴	حالت قرض میں مرنے پر وعید	۲۹۸
۳۷۵	شہید سے قرض معاف نہیں ہوگا	۲۹۹
۳۷۶	اولاد کی تعلیم اور عورت کا گھریلو پیشہ	۲۹۹
۳۷۷	پودا لگانے کا ثواب	۳۰۰
۳۷۸	**کتاب الاجارۃ**	۳۰۲
۳۷۹	**مزدوری اور اجرت**	۳۰۳
۳۸۰	کھانا کھلانے والے ملازم سے حسن سلوک	۳۰۳
۳۸۱	دینی خدمات پر اجرت لینا	۳۰۴
۳۸۲	مزدوری سے پہلے اجرت طے کی جائے	۳۰۵
۳۸۳	مزدور سے اسکی مزدوری پہلے طے کرو	۳۰۵
۳۸۴	مزدور کی اجرت کی ادائیگی	۳۰۶
۳۸۵	**سود**	۳۰۷
۳۸۶	سود کا قاعدہ کلیہ	۳۰۸
۳۸۷	سود شرک کی طرح برا ہے	۳۰۸
۳۸۸	سود لینے دینے والے دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں	۳۰۹
۳۸۹	سود پر لعنت	۳۰۹
۳۹۰	زنا اور سود عذاب الٰہی کا سبب ہے	۳۱۱
۳۹۱	سود زنا سے زیادہ برا کیوں ہے؟	۳۱۱

۳۹۲	**کتاب الاکل والشرب**	۳۱۳
۳۹۳	**رزق**	۳۱۴
۳۹۴	گناہ رزق سے محرومی کا سبب ہے	۳۱۴
۳۹۵	دعا تقدیر کو کیسے ٹالتی ہے	۳۱۵
۳۹۶	نیکی عمر کو کیسے بڑھاتی ہے؟	۳۱۵
۳۹۷	فقر اور حسد کی خطرناکیاں	۳۱۵
۳۹۸	گزارے کی روزی کی فضیلت	۳۱۶
۳۹۹	بہترین ذکر اور بہترین رزق	۳۱۷
۴۰۰	ذکر جہری کا جواز	۳۱۸
۴۰۱	شادی وسعت رزق کا سبب بھی ہے	۳۱۸
۴۰۲	نکاح کر کے رزق میں برکت کرو	۳۱۹
۴۰۳	وسعت رزق کی دعا	۳۲۰
۴۰۴	بڑھاپے میں وسعت رزق کی دعا	۳۲۰
۴۰۵	تین سانس میں پانی پینے کے فوائد	۳۲۰
۴۰۶	پانی کو چوس چوس کر پیو	۳۲۱
۴۰۷	سب سے بڑا صدقہ پانی پلانا ہے	۳۲۲
۴۰۸	**آداب طعام**	۳۲۳
۴۰۹	برتن سے منہ ہٹا کر سانس لو	۳۲۳
۴۱۰	بند برتن سے پانی پینا ممنوع ہے	۳۲۳
۴۱۱	آب زمزم ہر مقصد میں مفید ہے	۳۲۴
۴۱۲	شراب کے متعلق دس قسم کے لوگ لعنتی ہیں	۳۲۵
۴۱۳	تین لوگوں پر جنت حرام ہے	۳۲۶
۴۱۴	کھانے کیلئے ہاتھ دھونا باعث برکت ہے	۳۲۶

۴۱۵	کھانے سے پہلے بسم اللہ	۳۲۷
۴۱۶	کھانا ٹھنڈا کر کے کھاؤ	۳۲۸
۴۱۷	کھانا برتن کے کنارہ سے کھایا جائے	۳۲۹
۴۱۸	ایک طرف سے کھانا باعث برکت ہے	۳۲۹
۴۱۹	وسط طعام سے کھانے میں برکت نہیں رہتی	۳۲۹
۴۲۰	برکت طعام کا معنی	۳۳۰
۴۲۱	دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور پیو	۳۳۰
۴۲۲	تین انگلیوں سے کھانا مسنون ہے	۳۳۰
۴۲۳	ٹیک لگا کر نہ کھاؤ	۳۳۱
۴۲۴	ٹیک لگا کر کھانا درست نہیں ہے	۳۳۱
۴۲۵	گرے ہوئے لقمہ کو کھانا	۳۳۲
۴۲۶	کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لو	۳۳۲
۴۲۷	سالن کا شوربا زیادہ کرنا	۳۳۳
۴۲۸	اجتماعی کھانے کی برکت	۳۳۴
۴۲۹	مکھی وغیرہ سالن میں گر جائے تو کیا کریں؟	۳۳۴
۴۳۰	دودھ پی کر کلی کریں	۳۳۵
۴۳۱	گائے کے دودھ، گھی اور گوشت کا استعمال	۳۳۶
۴۳۲	گائے کے دودھ میں شفاء، گھی میں دوا اور گوشت میں مرض ہے	۳۳۷
۴۳۳	کھانے اور دودھ پینے کے وقت کی دعائیں	۳۳۸
۴۳۴	گوشت دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار	۳۳۸
۴۳۵	سب سے برا کھانا	۳۳۹
۴۳۶	شیطان بائیں ہاتھ کیساتھ کھاتا ہے	۳۳۹
۴۳۷	کھڑے ہو کر کھانا پینا	۳۴۰
۴۳۸	رزق کا احترام	۳۴۱

۴۳۹	دسترخوان اٹھانے کے بعد اٹھنا چاہئے	۳۴۲
۴۴۰	کمزوروں کی وجہ سے رزق ملتا ہے	۳۴۲
۴۴۱	کھا کر شکر کرنیوالا صابر روزہ دار کی طرح ہے	۳۴۵
۴۴۲	کھانا کھا کر شکر کرنیوالے کا ثواب	۳۴۵
۴۴۳	مہمانی تین دن تک ہے	۳۴۶
۴۴۴	بغیر طلب کے کوئی چیز ملے تو لے لو	۳۴۶
۴۴۵	**حرام اور حلال جانور**	۳۴۷
۴۴۶	دو مردار اور دو خون حلال ہیں	۳۴۷
۴۴۷	ان جانوروں کا حکم جن میں اپنا خون نہیں	۳۴۸
۴۴۸	حلال جانور کی سات مکروہ چیزیں	۳۴۹
۴۴۹	کون سے درندے چرندے حرام ہیں؟	۳۵۰
۴۵۰	گھوڑے، خچر، گدھے، درندے حرام ہیں	۳۵۰
۴۵۱	حرام جانوروں سے علاج	۳۵۱
۴۵۲	بقدرِ مجبوری روٹی، کپڑا، مکان معاف ہے	۳۵۲
۴۵۳	کھانا حاضر ہو تو پہلے کھانا پھر نماز پڑھو	۳۵۲
۴۵۴	مثلہ ممنوع ہے	۳۵۳
۴۵۵	**متفرقات**	۳۵۴
۴۵۶	**شعر**	۳۵۵
۴۵۷	کونسی شعر و شاعری اچھی ہے اور کونسی بری؟	۳۵۵
۴۵۸	**کھیل**	۳۵۵
۴۵۹	کھیلوں کی ممانعت	۳۵۵
۴۶۰	شطرنج وغیرہ کے کھیل کھیلنا	۳۵۶
۴۶۱	قہقہہ اور مسکراہٹ	۳۵۸

۴۶۲	**سفر**	۳۵۸
۴۶۳	رات کو سفر کرنا	۳۵۸
۴۶۴	سفر میں رفیق سفر ساتھ لو اور گھر حاصل کرنے سے پہلے اسکے پڑوسیوں کو دیکھو	۳۵۹
۴۶۵	خاوند کی اجازت کے بغیر حج کرنا محرم کے بغیر عورت کا سفر کرنا	۳۶۰
۴۶۶	بلا محرم عورت کا سفر کیوں ممنوع ہے؟	۳۶۰
۴۶۷	سفر سے واپسی پر رات کو گھر نہ جائے الا یہ کہ اطلاع ہو	۳۶۱
۴۶۸	**مرض - مصائب**	۳۶۲
۴۶۹	اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے	۳۶۳
۴۷۰	اکابر پر آزمائشیں	۳۶۴
۴۷۱	بیماری گناہوں کا کفارہ بھی ہے	۳۶۵
۴۷۲	مصیبت زدہ کا ثواب	۳۶۷
۴۷۳	بیماری کی شکایت نہ کرنیوالے کا بدلہ	۳۶۸
۴۷۴	دکھ سے گناہوں کا کفارہ اتارا جاتا ہے	۳۶۹
۴۷۵	عیادت کے وقت مریض سے اپنے لئے دعا کراؤ	۳۶۹
۴۷۶	قیام، قعود اور لیٹ کر نماز پڑھنے سے ثواب کی مقدار	۳۷۰
۴۷۷	نابینا ہو جانیکا انعام	۳۷۱
۴۷۸	**موت - تدفین - وراثت**	۳۷۲
۴۷۹	موت اور فقر سے کراہت نہ کریں	۳۷۳
۴۸۰	موت مؤمن کیلئے تحفہ ہے	۳۷۴
۴۸۱	تمنائے موت کی ممانعت	۳۷۶
۴۸۲	موت کی سختی سے بچنے کی دعا	۳۷۷
۴۸۳	موت کے وقت جنت میں داخل کرنیوالے کلمات	۳۷۷
۴۸۴	حالت ایمان پر وفات کی علامت	۳۷۸

۴۸۵	اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مرنا شہادت ہے	۳۷۹
۴۸۶	مصیبت کے وقت نوحہ کرنا' گریبان پھاڑنا اور نسب میں طعن کرنا	۳۸۰
۴۸۷	رونے سے میت کو تکلیف ہوتی ہے	۳۸۰
۴۸۸	دو ملعون آوازیں	۳۸۱
۴۸۹	تعزیت کا ثواب مصیبت برداشت کرنے کے برابر ہے	۳۸۱
۴۹۰	میت کو قبر میں اتارتے وقت کے کلمات	۳۸۳
۴۹۱	دفن کے بعد میت کیلئے ایک بہترین دعا	۳۸۳
۴۹۲	مُردوں پر سورۂ یاسین پڑھنے کا فائدہ	۳۸۴
۴۹۳	موت کے بعد نفع پہنچانے والی چیزیں	۳۸۶
۴۹۴	مُردوں کو برا بھلا کہنے والا	۳۸۶
۴۹۵	حالت قرض میں مرنے پر وعید	۳۸۷
۴۹۶	موت کی موت اور اہل جنت و دوزخ کا دوام زندگی	۳۸۷
۴۹۷	علم میراث سیکھنے کی اہمیت	۳۸۹
۴۹۸	اپنے ورثاء کو محتاج نہیں چھوڑنا چاہئے	۳۸۹
۴۹۹	اپنی اولاد کو ہدایا میں برابر رکھو	۳۹۰
۵۰۰	زندگی میں اولاد کو جائیداد میں برابر کا حصہ دیا جائے	۳۹۱
۵۰۱	ورثاء کیلئے حصہ سے زیادہ ترکہ دینے کی وصیت کرنا درست نہیں	۳۹۱
۵۰۲	قاتل میراث سے محروم ہو جاتا ہے	۳۹۲
۵۰۳	موت کے بعد ثواب کے مستحق حضرات	۳۹۳
۵۰۴	مسئلہ ایصال ثواب	۳۹۳
۵۰۵	میت کو اچھائی سے ذکر کرو برائی سے نہ کرو	۳۹۴
۵۰۶	**جنازہ**	۳۹۵
۵۰۷	جنازہ رکھنے سے پہلے نہ بیٹھو	۳۹۶
۵۰۸	جنازہ میں سب کیلئے دعا	۳۹۶

۵۰۹	جنازے کے بعد دعا کا استدلال	۳۹۷
۵۱۰	نماز جنازہ میں چالیس موحدین کی شرکت سے مغفرت	۳۹۸
۵۱۱	حکایت	۳۹۹
۵۱۲	جنازہ کو جلدی دفن کرو	۳۹۹
۵۱۳	ضائع ہونے والے بچہ کا ثواب	۴۰۰
۵۱۴	**حیاۃ الاموات**	۴۰۱
۵۱۵	مردہ کو ایذا پہنچانا زندہ کو ایذا دینے کے برابر ہے	۴۰۲
۵۱۶	روح کا بدن سے تعلق اور سماع اموات	۴۰۲
۵۱۷	روح کا جسم سے تعلق	۴۰۴
۵۱۸	انبیاءؑ اپنی قبور میں زندہ ہیں	۴۰۵
۵۱۹	حیات الانبیاء	۴۰۶
۵۲۰	قبرستان میں سلام کے الفاظ	۴۰۷
۵۲۱	میت پر سلام کے الفاظ	۴۰۸
۵۲۲	قبر میں سوال پر حضور کی نبوت کے سوال پر پختہ شہادت دو	۴۰۹
۵۲۳	**عذاب قبر**	۴۰۹
۵۲۴	صدیق اور شہید سے قبر کا امتحان نہیں ہوگا	۴۰۹
۵۲۵	قبر میں پہلے پیشاب سے پرہیز کا حساب ہوگا	۴۱۰
۵۲۶	عذاب قبر حق ہے	۴۱۱
۵۲۷	قبر کا عذاب	۴۱۳
۵۲۸	قبر کا عذاب وثواب	۴۱۳
۵۲۹	عذاب قبر کے بعض واقعات	۴۱۷
۵۳۰	عادل وظالم حکمرانوں کی قبر کی حالتیں	۴۱۸
۵۳۱	قبر پر کچھ نہ لکھا جائے	۴۱۹
۵۳۲	قبرستان جانا	۴۲۰

۵۳۳ قبر پر یا قبر کی طرف نماز پڑھنا ۴۲۰

۵۳۴ مُردوں کو برا کہنا ممنوع ہے ۴۲۱

خواب اور تعبیر ۴۲۲

۵۳۵

۵۳۶ مؤمن کے سچے خواب اور ختم نبوت ۴۲۳

۵۳۷ مؤمن کے خواب کی عظمت ۴۲۴

۵۳۸ صادق ترین خواب کا وقت ۴۲۴

۵۳۹ خواب میں حضورؐ کی زیارت ۴۲۵

۵۴۰ اچھے اور برے خوابوں کے ذریعہ عمل پر تنبیہ ۴۲۶

۵۴۱ برا خواب دیکھنے کے بعد کیا کرنا چاہئے ۴۲۷

۵۴۲ خوابوں کی حقیقت ۴۲۷

۵۴۳ برے خوابوں کا ضرر دور کرنے کا طریقہ ۴۲۸

۵۴۴ برے خواب کے ضرر سے بچنے کی تدبیر ۴۲۹

۵۴۵ خواب گھڑنے کی سزا ۴۲۹

کتاب الطب ۴۳۱

۵۴۶

۵۴۷ حقیقی طبیب اللہ ہے ۴۳۲

۵۴۸ ہر بیماری کا علاج ۴۳۲

۵۴۹ اپریشن مجبوری پر کیا جائے ۴۳۳

۵۵۰ علاج کے طریقے ۴۳۴

۵۵۱ دو شفاؤں شہد اور قرآن کو لازم کرلو ۴۳۵

۵۵۲ شہد کے فوائد ۴۳۵

۵۵۳ صدقہ سے بیماریوں کا علاج ۴۳۸

۵۵۴ آب زم زم غذا بھی ہے شفاء بھی ۴۳۹

۵۵۵ تعویذ اور جھاڑ پھونک اور جادو کا حکم ۴۴۱

۵۵۶ بغیر طبی علم اور تجربہ کے مطب کرنا جرم ہے ۴۴۳

۵۵۷	پوسٹمارٹم وغیرہ حرام ہے	۴۴۳
۵۵۸	خبیث دواؤں سے علاج	۴۴۴
۵۵۹	حرام میں شفاء نہیں ہے	۴۴۵
۵۶۰	حرام جانوروں سے علاج	۴۴۶
۵۶۱	متعدی امراض والوں سے احتیاط	۴۴۶
۵۶۲	وبائی علاقے میں جانے اور اس سے ہجرت کرنے کا حکم	۴۴۷
۵۶۳	پانی سے بخار کے علاج کا طریقہ	۴۴۸
۵۶۴	کلونجی میں شفاء ہے	۴۴۹
۵۶۵	کلونجی کے خواص	۴۴۹
۵۶۶	زیتون کے منافع	۴۵۰
۵۶۷	زیتون سے بواسیر کا علاج	۴۵۱
۵۶۸	گائے کے دودھ میں شفاء، گھی میں دوا اور گوشت میں مرض ہے	۴۵۱
۵۶۹	گائے کے دودھ میں شفاء ہے	۴۵۲
۵۷۰	گائے کے دودھ، گھی اور گوشت کا استعمال	۴۵۳
۵۷۱	چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنے کے طبی فوائد	۴۵۴
۵۷۲	مسواک کے دس فوائد	۴۵۵
۵۷۳	مختصر حالات مؤلف از حضرت مفتی اللہ واللہ انور دامت برکاتہم	۴۵۶
۵۷۴	نام	۴۵۶
۵۷۵	پیدائش	۴۵۶
۵۷۶	والدین	۴۵۷
۵۷۷	تعلیم	۴۵۸
۵۷۸	فن مناظرہ کی تربیت	۴۶۰
۵۷۹	مناظروں کا درس وتدریس	۴۶۱
۵۸۰	مناظرے	۴۶۱

۵۸۱	شمشاد سلفی سے بحث	۴۶۹
۵۸۲	مماتیوں سے مباحثے اور مناظرے	۴۷۱
۵۸۳	بریلویوں سے مناظرہ	۴۷۲
۵۸۴	شیعوں سے مباحثہ	۴۷۴
۵۸۵	عیسائیوں سے مناظرہ	۴۷۶
۵۸۶	ایک اور مناظرہ	۴۸۰
۵۸۷	پادری وکلف اے سنگھ سے گفتگو	۴۸۲
۵۸۸	تھیولاجیکل سیمنریز کالج گوجرانوالہ میں مباحثے	۴۸۳
۵۸۹	ہندوؤں کو تبلیغ اسلام	۴۸۳
۵۹۰	تدریس	۴۸۶
۵۹۱	شعبہ تحقیق وتصنیف	۴۸۷
۵۹۲	احکام القرآن للتھانوی کی تالیف	۴۸۸
۵۹۳	احسانیہ وسعت رحمت خداوندی	۴۹۰

کتاب الجہاد

۱ - فضائل جہاد

۲ - جہاد کی اقسام

۳ - اسلحہ وتیاری

۴ - فضائل مجاہد

۵ - شہید

جہاد

جب تک جہاد ہے ہجرت بھی باقی ہے

(حدیث ۹۵۴) حضرت جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ نے کہا کہ ہجرت باقی ہے اور بعض نے کہا کہ ختم ہوگئی ہے۔ یہ بات آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْهِجْرَةَ لَاتَنْقَطِعُ مَادَامَ الْجِهَادُ—(حم)عن جنادة—(صح) (۹۵۴)

(ترجمہ) جب تک جہاد باقی ہے ہجرت منقطع نہیں ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

ہجرت کا معنی دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف نقل مکانی کرنا ہے اور یہ اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک جہاد کا حکم باقی ہے اور جہاد کا حکم قیامت تک کے لئے جاری ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے: "الجهاد ماض إلى يوم القيامة" (جہاد قیامت تک جاری رہے گا)۔

اس لئے اگر دینی مصلحت نہ ہو تو دارالکفر کو چھوڑ کر دارالاسلام کی طرف نہ آنا مکروہ ہے۔

جنت تلواروں کے سائے تلے ہے

(حدیث ۹۵۵) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ—(حم،م، ت) عن ابی موسی—(صح). (۹۵۵)

---

۹۵۴ (الجامع الصغیر: ۲۱۴۷) ـــ رواہ احمد (۴:۶۲'۵:۳۷۵) تهذیب تاریخ دمشق لابن عساکر (۳: ۴۱۱) وقال الهیثمی رجاله رجال الصحیح وکنزالعمال (۱۱۰۱۸).

۹۵۵ (الجامع الصغیر: ۱۲۶۸) ـــ رواہ احمد (۴:۳۹۶' ۴۱۱) ومسلم (فی الإمارة ص ۱۴۶) والترمذی (۱۶۵۹) الترغیب والترهیب (۲: ۲۹۰).

(ترجمہ) جنت کے دروازے (جہاد کی) تلواروں کے سایوں تلے کھلتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

تلواروں کے سایہ کے نیچے کا مطلب یہ ہے کہ مجاہد جنگ میں دشمن کے اتنا قریب ہو کہ دشمنوں کی تلواریں اس کے اوپر چمک رہی ہوں اور یہ ان کے نیچے ہو۔

حدیث میں ''ابواب الجنۃ'' فرمایا ہے جنت نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ جہاد جنت کا راستہ ہے اور اس میں جہاد کی فضیلت کی دلالت بھی ہے۔

تلواریں جنت کی چابیاں ہیں

(حدیث ۹۵۶) حضرت یزید بن شجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلسُّیُوْفُ مَفَاتِیْحُ الْجَنَّةِ–ابوبکر فی الغیلانیات، وابن عساکر عن یزید بن شجرة – (ح). (۹۵۶)

(ترجمہ) تلواریں جنت کی چابیاں ہیں۔

(لطائف ومعارف)

ان تلواروں سے مراد مجاہدین کی تلواریں ہیں اور خالی تلواریں ہی نہیں بلکہ ان کا استعمال آدمی کو جنت کا مستحق بنا دیتا ہے اور جنت میں استحقاق بھی سابقین کے درجہ میں ہوتا ہے کیونکہ جنت کے دروازے بند ہیں، ان کو یہ اطاعت کے سوا نہیں کھول سکتے اور جہاد سب سے بڑی اطاعت ہے، جس میں جان کا نذرانہ بھی پیش کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے جب آدمی جہاد کرتا ہے تو (اور آج کل تلوار کی جگہ گولی یا گولہ ہے) ایسا شخص جنت کا مستحق بن جاتا ہے۔

گھڑ دوڑ اور نشانہ بازی

(حدیث ۹۵۷) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

۹۵۶ (الجامع الصغیر: ۴۸۵۰) ــــ رواہ الحاکم فی المستدرک (۳: ۴۹۴) وابوبکر فی الغیلانیات وابن عساکر فی التاریخ وکنز العمال (۱۰۵۸۰).

أَحَبُّ اللَّهْوِ إِلَى اللهِ تَعَالٰى إِجْرَاءُ الْخَيْلِ وَالرَّمْيِ - (عد) عن ابن عمر - (ض). (۹۵۷)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ کھیل گھوڑے دوڑانا اور تیراندازی کرنا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی گھوڑوں کا مقابلہ بازی میں اس لئے دوڑانا تاکہ جہاد کی تیاری ہوتی رہے اور عورت کیلئے بہترین کھیل سوت کاتنا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے، بعض خواتین کا جہاد میں نکلنا زخمیوں کی مرہم پٹی اور حفاظت سامان کے لئے بھی ٹھیک ہے۔ لیکن یہ تب ہے جب مسلمان فوج کی تعداد کم ہو اور خواتین کی ایسے کاموں کیلئے ضرورت ہو ورنہ بلاضرورت عورتوں کو اور لیڈی ڈاکٹروں کو فوج کے ساتھ جانا درست نہیں ہے۔

فرمان باری تعالیٰ: واَعدّوا لهم ما استطعتم من قوة کی تفسیر تیراندازی سے بھی کی گئی ہے۔ آج کل تیراندازی کی جگہ بندوق، توپ اور میزائل وغیرہ نے لے لی ہے، فی زمانہ اس طرح کے گولہ بارود اور ان کی نشانہ بازی اور میزائل ٹیکنالوجی وغیرہ میں مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ محنت کر کے اسلامی افواج کو ناقابل تسخیر بنانا چاہئے تاکہ دشمنان اسلام کو میلی آنکھ سے دیکھنے کی ہمت نہ ہو سکے۔

گھوڑے دوڑانے اور تیراندازی کرنے کا اس حدیث میں کھیل کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسلمان حقیقتاً تو کفار کے مقابلہ کی تیاری کرتا ہی ہے لیکن اگر کھیل کود کرے تو بھی جنگ کی مشقیں کرے، اس سے تفریح طبع بھی ہوگی اور جسمانی ورزش بھی۔

گھوڑوں میں قیامت تک خیر ہے

(حدیث ۹۵۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ -

۹۵۷ (الجامع الصغير: ۲۱۶) ــــ كامل ابن عدى واسناده ضعيف.

مالک (حم،ق،ن،ہ) عن ابن عمر (حم،ق،ہ) عن عروة بن الجعد (خ) عن انس (م،ت،ن،ہ) عن ابی هریرة — (حم) عن ابی ذر، وعن ابی سعید (طب) عن سوادة بن الربیع، وعن النعمان بن بشیر، وعن ابی کبشة — (ح). (۹۵۸)

(ترجمہ) گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کیلئے خیر لازم کردی گئی ہے۔

تین آنکھیں جہنم پر حرام ہیں

(حدیث ۹۵۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةُ اَعْيُنٍ لَا تَمَسُّهَا النَّارُ: عَيْنٌ فُقِئَتْ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ، وَعَيْنٌ حَرَسَتْ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ، وَعَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ — (ک) عن ابی هریرة. (۹۵۹)

(ترجمہ) تین قسم کی آنکھیں ایسی ہیں جن کو آگ نہیں چھوئے گی۔ (۱) وہ آنکھ جو اللہ کے راستہ میں پھوڑ دی گئی ہو (۲) وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستہ میں پہرہ دیا (۳) وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے رو پڑی۔

(لطائف ومعارف)

اللہ کے راستہ کا اولین مصداق جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ باقی مصداق دوسرے درجہ کے ہیں اور وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روتی ہے، اس سے مراد عالم، عابد، مجاہدہ کرنے والے شخص کی آنکھ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ

---

۹۵۸ (الجامع الصغیر: ۴۱۵۶) — رواه أحمد (۲: ۱۰۲) والبخاری (۴: ۲۵۲) ومسلم (فی الإمارة ۹۶) والنسائی فی الخیل (باب ۷) وابن ماجة (۲۷۸۷، ۲۷۸۸) عن ابن عمر واحمد والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجة عن عروة بن الجعد ورواه البخاری عن انس ورواه مسلم والترمذی (۱۶۳۶) والنسائی وابن ماجة عن ابی هریرة ورواه أحمد عن ابی ذر وعن ابی سعید.

۹۵۹ (الجامع الصغیر: ۳۴۹۳) — رواه الحاکم وقال صحیح (۲: ۸۲) درمنثور (۱: ۲۴۶) کنز العمال (۴۳۲۳۸) ورده الذهبی بأن عمر ضعفوه 'الترغیب والترهیب (۲: ۲۵۰).

الْعُلَمَاءَ کہ اللہ کی ذات سے اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں اور جو خدا کو جانتا پہچانتا نہیں وہ خدا سے کیا ڈرے گا ایک شخص اس آیت کو پڑھ کر ہی مسلمان ہو گیا۔
امام غزالیؒ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ خوف اللہ تعالیٰ کا کوڑا ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو علم و عمل کی طرف دائمی طلب کے ساتھ چلاتے ہیں۔
ان تین آنکھوں کے جہنم پر حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کی تینوں آنکھوں والے حضرات جہنم سے محفوظ رہیں گے۔

تین قسم کی آنکھیں قیامت میں جہنم کو نہیں دیکھیں گی

(حدیث ۹۶۰) حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا تَرٰی اَعْیُنُهُمُ النَّارَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ: عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ، وَعَیْنٌ حَرَسَتْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَعَیْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ۔ (طب) عن معاویة بن حیدة۔ (ح). (۹۶۰)

(ترجمہ) تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ ان کی آنکھیں قیامت کے دن جہنم کو نہیں دیکھیں گی۔
(۱) وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے رو پڑی۔ (۲) وہ آنکھ جس نے جہاد فی سبیل اللہ میں پہرہ دیا (۳) وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے سے بند ہو گئی۔
(لطائف و معارف)

اللہ کے خوف سے رونے سے مراد عورتوں کا سا رونا اور ان جیسی رقت قلبی کا ظاہر کرنا مراد نہیں ہے جو ایک لمحہ کے لئے روتی ہیں پھر عمل صالح چھوڑ دیتی ہیں، بلکہ اس سے مراد وہ خوف ہے جس سے دل کو سکون حاصل ہو حتیٰ کہ زبردستی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور اس کو گناہوں کے قریب جانے سے روکے اور فرمانبرداری پر قائم رہنے پر

۹۶۰ (الجامع الصغیر: ۳۵۱۸) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر (۱۹: ۴۱۷) درمنثور (۱: ۲۴۷) الترغیب والترهیب (۲: ۲۴۹، ۳: ۳۵، ۴: ۲۳۰) کنز العمال (۴۳۲۵۱) وقال الهیثمی فیه ابو حبیب العقری ویقال العنزی ولم أعرفه وبقیة رجاله ثقاة.

برانگیختہ کرے۔ ایسا رونا مقصود ہے اور ایسی خشیت مطلوب ہے احمقوں والا خوف وخشیت مطلوب نہیں ہے کہ جب وہ ایسی باتیں سنیں جن سے خوف لاحق ہو لیکن وہ رونا نہ چاہیں اور زبانی کہیں اے اللہ ہمیں بچا ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں اور اس کے ساتھ وہ گناہوں پر مصر رہیں۔ ایسے لوگوں سے شیطان مذاق کرتا ہے جیسا کہ تو اس شخص سے مذاق کرتا ہے۔ جس کی طرف چیر پھاڑ کرنے والا درندہ آ رہا ہو اور وہ کسی محفوظ قلعہ کے کونہ میں ہو اور اس کا دروازہ بھی کھلا ہو لیکن وہ اس میں جا کر پناہ نہ لے بلکہ یہی کہتا رہے اے اللہ! مجھے بچا حتیٰ کہ درندہ آ کے اسے کھالے۔

تین محبوب ترین اعمال صالحہ

(حدیث ۹۶۱) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا ، ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ، ثُمَّ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔ (حم،ق،د،ن) عن ابن مسعود —(صح). (۹۶۱)

(ترجمہ) اللہ کے نزدیک اعمال میں سے سب سے زیادہ محبوب نماز کا اس کے وقت میں ادا کرنا ہے، پھر والدین سے حسن سلوک کرنا پھر اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

(لطائف ومعارف)

سب سے زیادہ محبوب کا معنی یہ ہے کہ یہ عمل اللہ کے نزدیک سب اعمال صالحہ سے زیادہ ثواب والا ہے۔

حضور ﷺ نے نماز کے بعد والدین کے حسن سلوک کو ذکر فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً وبالوالدین احسانا. اور اس لئے بھی کہ نماز بندے اور رب تعالیٰ کے درمیان سب سے بڑا تعلق ہے اور والدین سے حسن سلوک بندے اور مخلوق کے درمیان سب سے بڑا جوڑ ہے اس لئے پہلے نماز کو ذکر کیا پھر خدمت والدین کو۔

جہاد فی سبیل اللہ کفار کے ساتھ قتال کرنے کو کہتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کا دین بلند ہو

۹۶۱ (الجامع الصغیر: ۱۹۶) — کنز العمال (۱۸۸۹۷) مسند احمد، بخاری، مسلم، ابو داود، نسائی، ابن ماجۃ، ابن حبان وغیرہ۔

اوراس کے دین کے شعار کا اظہار ہو۔

مطامح میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے جہاد کو بعد میں ذکر کیا باوجود یہ کہ اس میں جان بھی خرچ کرنی پڑتی ہے اس لئے کہ نماز کے اپنے اول وقت پر ادا کرنے کا التزام کرنا اور اپنے والدین کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک کا التزام کرنا اور بار بار اس عمل کو ہر دن زندگی بھر نباہنا بڑے جان جوکھوں کا کام ہے اور زندگی بھر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی پابندی کرنا صدیقین کا ہی کام ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نیک اعمال پر کسی سے محبت کرنا اس کو اپنی طرف سے جزائے خیر عطاء کرنے کے معنی میں ہے۔

سمندر کا غزوہ خشکی کے غزوہ سے دس گنا افضل ہے

(حدیث ۹۶۲) حضرت ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

غَزْوَةٌ فِي الْبَحْرِ مِثْلُ عَشْرِ غَزَوَاتٍ فِي الْبَرِّ، وَالَّذِي يَسْلُرُ فِي الْبَحْرِ كَالْمُتَشَحِّطِ فِي دَمِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ۔(۵)عن ام الدرداء۔ (صح).(۹۶۲)

(ترجمہ) سمندر میں کوئی غزوہ کرنا (اجر میں) خشکی کے دس غزوات کے برابر ہے اور وہ شخص جس کا جہاد کے لئے سمندر میں سفر کرتے ہوئے سر چکرائے وہ جہاد میں اپنے خون کے اندر لت پت ہونے والے کی طرح ہے۔

(لطائف ومعارف)

سمندر میں غزوہ کرنے سے مراد بحری جنگ بھی ہوسکتی ہے اور خشکی میں جنگ کرنے کے لئے سمندر کے راستہ کو عبور کرنا بھی ہوسکتا ہے۔

جہاد میں روزہ رکھنا جہنم سے ستر سال دور کر دیتا ہے

(حدیث ۹۶۳) حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

۹۶۲ (الجامع الصغیر: ۵۷۶۱) ــــ رواہ ابن ماجۃ (۲۷۷۳) ورواہ الدیلمی والبیھقی (۳۳۴:۴) مستدرک حاکم (۱۴۳:۲) درمنثور (۲۴۸:۱) مجمع الزوائد (۲۸۱:۵).

مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بَعَّدَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا—(حم،ق،ت،ن)عن ابی سعید—(صح). (۹۶۳)

(ترجمہ) جس شخص نے فی سبیل اللہ ایک دن کا روزہ رکھا' اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو جہنم سے ستر سال کے برابر دور کردیں گے۔

(لطائف ومعارف)

فی سبیل اللہ کا معنی اللہ کے لئے روزہ رکھنا ہے یا اللہ کی رضا کے لئے یا جہاد میں روزہ رکھنا ہے یا حج میں چاروں شکلوں میں جب کوئی شخص روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ستر سال جہنم سے دور کردیں گے۔

چہرہ سے مراد روزہ دار کی ذات ہے' چہرہ کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ اس کا چہرہ ستر سال کی مسافت پر بھی جہنم کو نہیں دیکھ سکے گا۔

اللہ کے راستہ میں نکلے ہوئے جو شخص روزہ رکھے گا تو اس نے دو قسم کی مشقتیں اٹھائیں' ایک روزہ رکھنے کی مشقت اور ایک جہاد کی مشقت اس لئے وہ اس مرتبہ کا مستحق ہوا۔

حدیث میں ستر سال کا لفظ عرب کی عادت کے موافق ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کسی چیز کی کثرت بیان کرنا چاہتے تو ستر کا عدد بولتے تھے۔

جہاد میں روزہ رکھنا اس وقت درست ہے جب روزہ اس کو جہاد سے کمزور نہ کرے ورنہ اس کے لئے روزہ چھوڑ دینا افضل ہے۔

جنگ چال ہے

(حدیث ۹۶۴) حضرت جابرؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت انسؓ حضرت کعب بن مالکؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت عائشہؓ حضرت حسینؓ حضرت زید بن ثابتؓ حضرت عبداللہ بن سلامؓ حضرت عوف بن مالکؓ حضرت نعیم بن مسعودؓ حضرت نواس بن سمعان اور حضرت خالد بن ولیدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۹۶۳ (الجامع الصغیر: ۸۷۸۰) ــــ رواہ أحمد والبخاری (۴: ۳۲) ومسلم (۸۰۸) والترمذی والنسائی (۴: ۱۷۳)

الْحَرْبُ خَدْعَةٌ –(حم،ق،د،ت) عن جابر (ق) عن ابی هریرة (حم) عن انس(د) عن کعب بن مالک(ه) عن ابن عباس،وعن عائشة– البزار عن الحسین(طب) عن الحسین،وعن زید بن ثابت،وعن عبدالله بن سلام،وعن عوف بن مالک و عن نعیم بن مسعود،وعن النواس بن سمعان–ابن عساکر عن خالد بن الولید–(صح).(۹۶۴)

(ترجمہ) جنگ دھوکہ ہے۔

(لطائف ومعارف)

خَدْعَةٌ کا معنی دھوکہ ہے۔اگر مسلمانوں کی طرف سے کفار پر استعمال کیا جائے تو پھر حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ حضور ﷺ نے مسلمان مجاہدین کو اس کی ترغیب دی ہے۔اگرچہ ایک مرتبہ بھی کیوں نہ ہو یا حضور اکرم ﷺ نے کافروں کی طرف سے جنگ کے دھوکہ ہونے کا اظہار فرمایا ہے تو گویا کہ مسلمان مجاہدین کو کافروں کے مکر سے ڈرایا اگرچہ ان کا یہ دھوکہ ایک مرتبہ بھی کیوں نہ سامنے آیا ہو اس لئے ان سے لاپرواہی نہیں کرنی چاہئے۔

علامہ عسکریؒ فرماتے ہیں: اس حدیث میں جنگی دھوکہ سے مراد کامیابی کے لئے جنگی چال چلنا ہے اور یہ طعن وضرب (گولہ بارود اور لڑائی) سے زیادہ مفید ہے اور مثال مشہور ہے کہ جب تو غالب نہ آسکے تو دھوکہ دیدے۔

حضور اکرم ﷺ نے غزوۂ خندق میں جب حضرت نعیم بن مسعود کو قریش اور غطفان اور یہود میں پھوٹ ڈالنے کے لئے بھیجا تھا تو یہی فرمایا تھا (ذکرہ الواقدی) خداع، توریہ، یمین اور اِخلاف وعدہ کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے۔علامہ نوویؒ فرماتے ہیں: جنگ میں کافروں کو دھوکہ دینے میں علماء کا اتفاق ہے اور یہ درست ہونا چاہئے کیونکہ

۹۶۴(الجامع الصغیر: ۳۸۱۲) ــــ مسند أحمد (۱: ۹۰) بخاری ومسلم عن جابر، بخاری، مسلم عن ابی هریرة، مسند أحمد عن أنس، ابو داود عن کعب بن مالک (۲۶۳۶) ابن ماجة عن ابن عباس وعائشة، البزار عن الحسین، الطبرانی فی الکبیر عن الحسین وعن زید بن ثابت وعن عبدالله بن سلام وعن عوف بن مالک وعن نعیم بن مسعود وعن النواس بن سمعان، وابن عساکر عن خالد بن الولید.

اس میں عہد و پیمان کی خلاف ورزی نہیں ہے جب کہ کافروں سے کوئی عہد و پیمان نہ ہو۔ اس لئے اپنی رائے کا استعمال اور جنگ میں حسب استطاعت بصیرت کی چال چلنا شجاعت دکھانے سے زیادہ مفید ہے۔

یہ حدیث متواتر ہے، جس کو تیرہ سے زائد صحابہ کرامؓ نے روایت کیا ہے۔ اس روایت کو کثرت سے صحابہ کرامؓ کے روایت کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ میں جہاد کا کتنا زیادہ چرچا تھا اور اس حدیث کو کتنا کثرت سے انہوں نے روایت کیا ہے۔

مال غنیمت اور زکوٰۃ وغیرہ میں چوری

(حدیث ۹۶۵) حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ غَلَّ بَعِيرًا اَوْشَاةً اَتٰى يَحْمِلُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ — (حم) والضياء عن عبدالله بن انيس — (صح). (۹۶۵)

(ترجمہ) جس شخص نے اونٹ یا بکری کی خیانت کی قیامت کے دن وہ اس کو اٹھا کر لائے گا۔

(لطائف ومعارف)

علامہ مظہرؒ فرماتے ہیں: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے زکوٰۃ، مال غنیمت، صدقات وغیرہ کا اونٹ یا بکری وغیرہ دنیا میں چوری کیا وہ اس کو قیامت کے دن اس حالت میں لے آئے گا کہ اس کو اٹھا رکھا ہوگا اور اگر کسی جانور کی چوری کی ہوگی تو وہ شور مچا رہا ہوگا تاکہ اہل محشر جان لیں کہ اس نے اس کی چوری کی تھی تاکہ اس کی خوب رسوائی ہو۔

کمزوروں کا جہاد کیا ہے؟

(حدیث ۹۶۶) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

۹۶۵ (الجامع الصغیر: ۸۸۸۲) ـــ رواہ احمد (۳: ۴۹۸) والضیاء در منثور (۲: ۹۲) تفسیر ابن کثیر (۲: ۱۳۵).

جِهَادُ الْكَبِيْرِ ، وَالصَّغِيْرِ ،وَالضَّعِيْفِ ، وَالْمَرْاَةِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ-

(ن)عن ابی هریرة-(صح). (۹۶۶)

(ترجمہ) عمر رسیدہ، بچہ، ضعیف اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ کرنا ہے۔

(لطائف ومعارف)

علامہ عامری فرماتے ہیں: جہاد کی دو قسمیں ہیں: اکبر اور اصغر، اصغر جہاد وہ ہے جو دین کے دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے کیا جائے۔ چاہے وہ دین کے دشمن کافر ہوں (یا مشرک) اور جہاد اکبر اعداءِ باطن کے ساتھ جہاد کرنا ہے اور اعداءِ باطن نفس اور شیطان ہیں۔ اس کو (حضور ﷺ نے) جہادِ اکبر قرار دیا ہے کیونکہ یہ ہمیشہ ہر وقت مقابلہ میں اور انسان کے ساتھ رہتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس ضعیف کے لئے جو کافر کے مقابلہ میں جہاد نہ کر سکے حج کو جہاد قرار دیا ہے اور عورت میں بھی جہاد کی اہلیت نہیں ہے، اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کے صدق نیت کے ساتھ اس کے خاوند کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ منسلک کر دیا ہے۔ اھ اور اگر عورت حج اور عمرہ کرے گی تو یہ بھی اس کے لئے جہاد کے حکم میں ہے۔

مجاہد مؤمن کی فضیلت

(حدیث ۹۶۷) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ذِرْوَةُ سَنَامِ الْاِسْلَامِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ،لَايَنَالُهُ اِلَّا اَفْضَلُهُمْ-

(طب)عن ابی امامة - (صح). (۹۶۷)

(ترجمہ) اسلام کی بلند چوٹی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ جہاد کے مرتبے کو کوئی نہیں

۹۶۶ (الجامع الصغیر: ۳۶۰۲) ــــ رواہ النسائی (۵:۱۱۴) ورواہ عنہ أحمد ایضا بالفظ المزبور (۲:۴۲۱) وقال الهیثمی ورجاله رجال الصحیح والبیهقی (۴:۳۵۰، ۹:۲۳) مجمع الزوائد (۳:۲۰۶) کنز العمال (۱۱۷۹۷، ۱۱۸۴۵) درمنثور (۱:۱۶۴، ۲۱۰).

۹۶۷ (الجامع الصغیر:: ۴۳۲۱) ــــ رواہ الطبرانی فی الکبیر (۸:۲۶۶) رمز السیوطی لصحته وهو غیر صواب فقد أعله الهیثمی بأن فیه علی بن یزید وهو ضعیف اھ فقال المناوی فالحسن عن الصحة من أین مسند احمد (۵:۲۳۵) مجمع الزوائد (۵:۲۷۴).

حاصل کرسکتا مگر وہی مسلمان جوان میں سے افضل (درجہ کا) مسلمان ہو۔

اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کا ثواب

(حدیث ۹۶۸) حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِیْ سَبِیْلِ اللهِ کُتِبَتْ لَهٗ سَبْعُمائَةِ ضِعْفٍ۔ (حم، ت، ن، ک) عن خریم بن فاتک۔ (صح). (۹۶۸)

(ترجمہ) جو شخص اللہ کے راستہ میں کچھ خرچ کرے اس کے لئے سات سو گنا (اجر) لکھا جائے گا۔

(لطائف ومعارف)

فی سبیل اللہ سے مراد جہاد اور دیگر خیر کے کام ہیں۔

بعض حضرات نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اللہ کے راستہ میں دینے کا زیادہ سے زیادہ ثواب یہی سات سو گنا ہوسکتا ہے جو اس حدیث میں وارد ہے لیکن اس استدلال کو یہ آیت واللہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَشَآءُ رد کررہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے جتنا چاہے بڑھادے۔

جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا

(حدیث ۹۶۹) حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الْجِهَادِ إِلَى اللهِ كَلِمَةُ حَقٍّ تُقَالُ لِإِمَامٍ جَائِرٍ۔ (حم، طب) عن أبی أمامة۔ (ح). (۹۶۹)

---

۹۶۸ (الجامع الصغیر: ۸۵۴۲) ــــ رواہ أحمد (۴: ۳۴۵) والترمذی (۱۶۲۵) والنسائی (۶: ۴۹) والحاکم (۲: ۸۷) کلهم فی الجهاد قال الحاکم صحیح وأقره الذهبی وقال الترمذی حسن مصنف ابن ابی شیبة (۵: ۳۱۸) کنز العمال (۱۰۶۳۲) سنن کبری للبیهقی (۳: ۳۷۴، ۹: ۱۷۱) درمنثور (۱: ۳۳۶) الترغیب والترهیب (۲: ۲۵۳).

۹۶۹ (الجامع الصغیر: ۲۱۰) ــــ کنز العمال (۵۵۱۰) مسند احمد، طبرانی کبیر، (۸: ۳۳۸) والنسائی وسنده صحیح.

(ترجمہ) اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب جہاد وہ کلمہ حق ہے جو ظالم بادشاہ کے لئے کہا جائے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ جو شخص دشمن سے جہاد کرتا ہے وہ امید اور خوف میں متردد ہوتا ہے اور جب بادشاہ کے سامنے کوئی حق بات کہے یا نیکی کا حکم کرے اور برائی سے منع کرے تو اس نے اپنے آپ کو ہلاکت کے لئے پیش کیا اور ہلاکت کا یقین کرلیا پس یہ شخص افضل ہوا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی سب سے بہتر قسم یہ ہے کہ ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہا جائے۔

ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا

(حدیث ۹۷۰) حضرت ابوسعید، حضرت ابوامامہ اور حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ – (٥) عن ابی سعید (حم ‘٥ ‘طب ‘هب) عن ابی امامة (حم ن هب) عن طارق بن شهاب – (صح). (۹۷۰)

(ترجمہ) تمام اقسام جہاد سے افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ سلطان کو کسی اچھے کام کا حکم کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے، اس غلبہ خوف کی وجہ سے یہ جہاد دوسری اقسام جہاد سے افضل ہے اور اس لئے بھی کہ بادشاہ کا ظلم بہت سے لوگوں کو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے، پس جب یہ

۹۷۰ (الجامع الصغیر: ۱۲۴۶) ــــ رواه ابن ماجة عن ابی سعید واحمد وابن ماجة (۴۰۱۱) والطبرانی فی الکبیر (۸: ۳۳۸) والبیهقی فی الشعب عن ابی امامة واحمد والنسائی والبیهقی فی الشعب والضیاء عن طارق بن شهاب قال النووی فی ریاض الصالحین رواه النسائی باسناد صحیح وکذا قال المنذری فالمتن صحیح. الترغیب والترهیب (۳: ۲۲۵) تفسیر ابن کثیر (۳: ۱۵۴) اتحاف السادة المتقین (۷: ۶۴) کنز العمال (۵۵۱۱).

شخص اس کو اس سے روکے گا تو وہ ایک خلق کثیر کو نفع پہنچائے گا۔ بخلاف کافر کے قتل کرنے کے' یہاں سلطان سے مراد وہ سلطان ہے جو ظالم وقاہر حکمران ہو۔

جہاد کا معنی:

جہاد کا لغوی معنی مشقت ہے اور شرعی معنی اپنی کوشش کو کفار کے ساتھ مقابلہ میں خرچ کرنا ہے' جہاد کا لفظ مجاہدہ نفس' امور دینیہ کی تعلیم سیکھنے پھر اس پر عمل کرنے اور دوسروں کو سکھانے پر بھی بولا جاتا ہے اور شیطان سے مجاہدہ یہ ہے کہ اس کے شبہات کو اور شہوات کو زینت کے طور پر پیش کرنے کو دفع کیا جائے' کفار کے ساتھ ہاتھ' مال' دل اور بدن کے ساتھ جہاد ہوتا ہے اور فاسقوں سے ہاتھ پھر زبان اور پھر دل سے جہاد ہوتا ہے۔

حکایت:

علامہ دمیریؒ نے (حیوۃ الحیوان میں) لکھا ہے کہ نور بکری' محمد بن قلاوون کے دربار میں پہنچے تو یہ حدیث پڑھی کہ "افضل جہاد ظالم سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے" پھر اس سے کہا کہ تم ظالم ہو تو محمد بن قلاوون نے ان کی زبان کاٹنے کا حکم دیا تو انہوں نے جزع فزع کی اور فریاد کی تو بعض گورنروں نے اس کے لئے سفارش کی تو سلطان نے کہا کہ اس عمل سے میرا مقصد ان کے اخلاص کا امتحان لینا تھا۔

سات کبیرہ گناہ

(حدیث ۹۷۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْكَبَائِرُ سَبْعٌ، اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ، وَاَكْلُ الرِّبَا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالرُّجُوْعُ اِلَى الْاَعْرَابِيَّةِ بَعْدَ الْهِجْرَةِ – (طس) عن ابی سعید – (صح). (۹۷۱)

۹۷۱ (الجامع الصغیر: ۶۴۵۰) ___ رواہ الطبرانی فی المعجم الأوسط.

(ترجمہ) سات چیزیں کبیرہ گناہ ہیں (عرض کیا گیا یارسول اللہ وہ سات بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا) اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا کسی جان کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ' (اور مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا' الا یہ کہ وہ گناہ کا حکم کرتے ہوں) اور پاک دامن عورت پر تہمت لگانا' اور کفار کے مقابلہ میں جہاد کے دوران فرار اختیار کرنا' سود کھانا (چاہے جس شکل میں بھی ہو)' (ناحق طور پر) یتیم کا مال کھانا (یتیم وہ ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو اور وہ نابالغ ہو) اور ہجرت کے بعد (دارالکفر اور دارالحرب میں) عورت کے لئے لوٹنا۔

(لطائف ومعارف)

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کوئی شخص اگر یہ سوال کرے کہ اس حدیث میں کبیرہ گناہوں کی تعداد سات کیوں بتائی گئی ہے جبکہ دیگر احادیث کے مجموعہ سے کبیرہ گناہوں کی تعداد بہت زیادہ مروی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر مجلس میں اتنے گناہوں سے روکا ہے جتنے کی آپؐ کی طرف وحی کی گئی یا سائل کے احوال کے مطابق جتنے گناہوں کو اس کے لئے ذکر کرنا مناسب تھا اتنا بیان فرمایا اور اوقات کا بھی تفاوت ہو سکتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ حضور ﷺ نے مختلف احادیث میں جتنے بھی گناہ بیان فرمائے ہیں ان کو جمع کر لیا جائے۔ جیسا کہ علامہ ذہبیؒ نے الکبائر میں جمع کیا ہے یا علامہ ابن نجیمؒ شارح کنز الدقائق نے بھی کبیرہ گناہوں کی تفصیل میں ایک رسالہ تالیف کیا ہے اور علامہ ابن حجر مکیؒ نے بھی تفصیل سے الزواجر عن اقتراف الکبائر میں دو جلدوں میں ایسی احادیث کو مرتب کیا ہے اور تشریح لکھی ہے۔ تفصیل کیلئے ان کتابوں کی طرف مراجعت کی جائے۔

مثلہ ممنوع ہے

(حدیث ۹۷۲) حضرت عمران اور حضرت ابن عمر اور حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنِ الْمُثْلَة . (ک) عن عمران (طب) عن ابن عمرو عن المغيرة . (صح)(۹۷۲)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے مثلہ کرنے سے منع فرمایا۔

(لطائف ومعارف)

مثلہ کہتے ہیں جاندار کے ہاتھ پاؤں کو یا بعض حصوں کو اس کے دوران حیات کاٹنا' انسان کے تو اعضاء زندگی اور مرنے کے بعد ہر حالت میں کاٹنا ممنوع ہے اور حلال جانور کے اعضاء ذبح کرنے کے بعد اس وقت تک نہ کاٹے جائیں جب تک کہ وہ اچھی طرح سے ٹھنڈا نہ ہو جائے۔

جہاد میں عورتوں اور بچوں کا قتل ممنوع ہے

(حدیث ۹۷۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَان—(ق)عن ابن عمر— (صح)(۹۷۳)

(ترجمہ) (ایک کافر عورت بعض غزوات میں مقتول پائی گئی تو) آنحضرت ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے منع کر دیا (کہ جہاں جہاد کریں وہاں کے کافر بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کریں)۔

(لطائف ومعارف)

اسی طرح سے بوڑھوں اور راہبوں کا قتل بھی ممنوع ہے۔ ہاں جو مسلمانوں کے مقابلہ میں پیش پیش ہوں۔ ان کے قتل کی اجازت ہے' اسی طرح سے جو اہل حرب کی عورتیں اور بچے جنگ میں شریک ہوں ان کو بھی قتل کرنا درست ہے۔

---

۹۷۲ (الجامع الصغیر: ۱۴۱۹) ــــ رواه الحاكم عن عمران بن حصينؓ والطبرانی فی الكبير عن ابن عمر بن الخطابؓ وعن المغيرةؓ (۱۲: ۴۰۳، ۱۸: ۱۵۷، ۱۵۸). مصنف ابن ابی شیبة (۹: ۴۲۱) بیهقی (۹: ۶۹) درمنثور (۲: ۲۷۸) کنزالعمال (۱۱۰۲۸).

۹۷۳ (الجامع الصغیر: ۹۴۹۶) ــــ رواه البخاری ومسلم فی الجهاد والترمذی (۱۵۶۹) مسند احمد (۲: ۲۲، ۲۳، ۷۶، ۱۰۰، ۱۱۵) مصنف ابن ابی شیبة (۱۲: ۳۸۱).

تبلیغی جماعت کا جہاد

(حدیث ۹۷۴) حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمُؤْمِنَ یُجَاهِدُ بِسَیْفِهٖ وَلِسَانِهٖ۔ (حم، طب) عن کعب بن مالک۔ (صبح) (۹۷۴)

(ترجمہ) مؤمن اپنی تلوار اور زبان (دونوں) سے جہاد کرتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

زبان سے جہاد کا معنی یہ ہے کہ وہ زبان سے کفر اور اہل کفر کی مذمت کرتا ہے اور ان کے مقابلہ میں اسلام کی تبلیغ کرتا ہے۔

آج ہمارے زمانہ میں حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ بانی تبلیغی جماعت کی تاسیس سے جو دنیا بھر میں دعوت وتبلیغ کا کام جاری ہے اور ہزاروں کفار مسلمان ہو چکے ہیں اور بہت سے کمزور مسلمان نیک اعمال کی طرف متوجہ ہو چکے ہیں یہ ان کا دنیا بھر میں زبانی جہاد ہے، اللہ تعالیٰ اس عمل میں مزید برکت دے، تبلیغ کو جہاد کہنا درست ہے لیکن وہ روایات جو جہاد بالسیف کے متعلق وارد ہیں اور تبلیغی حضرات ان کو بھی جہاد لسانی پر فٹ کرتے ہیں یہ درست نہیں، اصل جہاد جہاد بالسیف ہے، جس کی برکات آپ تاریخ اسلام کے ابتدائی دور کی مختلف کتب تاریخ میں پڑھ چکے ہیں۔ اگر آج پھر سے اس جہاد کو زندہ کر دیا جائے تو بہت تھوڑے عرصہ میں اتنا زیادہ اسلام پھیل جائے کہ صدیوں کی زبانی دعوت وتبلیغ بھی اپنا وہ اثر نہیں دکھا سکتی۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نہ خالی تلوار کا جہاد درست ہے نہ خالی زبان کا بلکہ دونوں قسم کے جہاد ایک ساتھ ہونے چاہئیں اور اگر ایک جماعت زبانی جہاد پر لگی ہوئی ہے تو وہ اسلحہ کے جہاد کے خلاف بات نہ کرے اور نہ اس کے معنی تبدیل کرے

---

۹۷۴ (الجامع الصغیر: ۲۱۰۴) ــــ رواہ احمد (۳:۴۵۶، ۶:۳۸۷) والطبرانی فی الکبیر (۱۹:۷۵، ۷۶) وقال الهیثمی رواه احمد باسانید رجال احدها رجال الصحیح. سنن کبری للبیهقی (۱۰:۲۳۹) کنز العمال (۱۰۸۸۵) مشکوة (۴۷۹۵) حدیث صحیح.

اور نہ مجاہدین کو چاہئے کہ تبلیغی محنت کو خلاف جہاد کہہ کر برا کہیں۔ اگر ان دونوں کاموں کو مسلمانوں کی جماعتوں نے الگ الگ کچھ مصلحتوں کی وجہ سے اپنا رکھا ہے تو یوں سمجھئے کہ یہ افراد ایک ہی امت کی دو جماعتیں ہیں' ایسا عمل بھی شروع میں ہوتا آیا ہے کہ کچھ مسلمان تبلیغ کرتے تھے اور کچھ جہاد' اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایک ساتھ چلنے کی توفیق دے۔

سوکن پر غیرت کو برداشت کرنا

(حدیث ۹۷۵) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَتَبَ الْغَیْرَۃَ عَلَی النِّسَاءِ، وَالْجِھَادَ عَلَی الرِّجَالِ، فَمَنْ صَبَرَ مِنْھُنَّ اِیْمَانًا وَاحْتِسَابًا کَانَ لَھَا مِثْلُ اَجْرِ الشَّھِیْدِ

(طب) عن ابن مسعود — (ح). (۹۷۵)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر غیرت کو لازم قرار دیا ہے اور مردوں پر جہاد کو' پس جو عورت بھی اللہ کی رضا اور طلب ثواب کیلئے (اس غصہ سے) اپنے آپ کو روکے رکھے گی' اس کیلئے شہید کے ثواب کے برابر ثواب ہوگا۔

(لطائف ومعارف).

یہاں غیرت سے مراد اپنی سوکنوں پر اپنے مرد کے متعلق غیرت کھانا ہے پس جو عورت اس غصہ کو دبائے گی' اللہ تعالیٰ اس کو شہید کے برابر ثواب دیں گے' جس طرح سے مرد جہاد میں دشمن کے مقابلہ میں صبر کرتے ہیں اور ان کو شہید ہونے کا درجہ ملتا ہے۔

شہید

شہداء کا مدفن کہاں ہونا چاہئے؟

(حدیث ۹۷۶) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

۹۷۵ (الجامع الصغیر: ۱۷۶۷) — رواہ الطبرانی (۱۰: ۱۰۷) والبزار وقال الھیثمی فیہ عبید بن الصباح ضعفہ ابو حاتم ووثقہ البزار وبقیۃ رجالہ ثقات. وقال ابن حجر فی الفتح بعد عزوہ للبزار وحدہ ورجالہ ثقات لکن اختلف فی عبید بن الصباح منھم' کنز العمال (۴۵۱۳۴).

اِدْفِنُوا الْقَتْلٰی فِیْ مَصَارِعِهِمْ۔ (۴) عن جابر – (صح). (۹۷۶)

(ترجمہ) شہداء کو ان کے مقام شہادت میں دفن کرو۔

(لطائف ومعارف)

حضور ﷺ نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا: جب کچھ لوگوں نے اپنے شہداء کو جنت البقیع کے قبرستان میں منتقل کیا' اس وجہ سے شہداء کو مقام شہادت میں دفن کرنا افضل ہے اور اگر دشمنوں کا شہداء کی لاشوں کو بے حرمت کرنے کا خطرہ ہو تو شہداء کو ان کی شہادت گاہوں میں دفن نہ کیا جائے اور اگر بلا وجہ شہداء کو مقام شہادت میں دفن نہ کیا جائے بلکہ اس کے قریب کسی اور جگہ دفن کرنا مناسب ہو تو یہ بھی جائز ہے۔

شہداء کی پچاس اقسام

(حدیث ۹۷۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: اَلْمَطْعُوْنُ، وَالْمَبْطُوْنُ، وَالْغَرِيْقُ، وَ صَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ–مالک (ق، ت) عن ابی هريرة– (صح). (۹۷۷)

(ترجمہ) پانچ قسم کے لوگ شہید ہیں۔ (۱) طاعون میں فوت ہونے والا (۲) پیٹ کے مرض میں مرنے والا (۳) پانی میں ڈوب کر مرنے والا (۴) دب کر مرنے والا (۵) شہید فی سبیل اللہ۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں حصر اضافی ہے ورنہ احادیث میں جن جن لوگوں کو شہید قرار دیا گیا ہے ان کی تعداد تیس کے قریب ہے جیسا کہ ان کو ابن العمادؒ نے درج ذیل اشعار

---

۹۷۶ (الجامع الصغیر: ۳۱۹) ـــ (نسائی (۴: ۷۹) مصنف عبدالرزاق (۹۶۰۴) ابو داود' ترمذی' ابن ماجة وقال الترمذی حسن صحیح.

۹۷۷ (الجامع الصغیر: ۴۹۵۴) ـــ رواه البخاری (۱: ۱۶۷، ۱۸۴، ۴: ۲۹) ومسلم (فی الإمارة باب ۵۱ رقم ۱۶۴) والامام مالک ایضا ترمذی (۱۰۶۳) مسند احمد (۲: ۳۳۵) مشکوة (۱۵۴۶).

میں نظم کیا ہے۔

من بعد حمد الله والصلاة على النبى وآله العلاة
خذ عدة الشهداء سردا نظما واحفظ هديت للعلوم فهما
محب آل المصطفى ومن نطق عند إمام جائر بقول حق
وذواشتغال بالعلوم ثم من على وضوء موته نال المنن
ومن يمت فجاءة أو حريق ومائد بغيه غريق
لديغ او مسحور او مسموم أو عطش بجرعة مالوم
أكبل سبع عاشق مجنون والنفسا والهدم والمبطون
ومن بذات الجنب أو ظلما قتل أو دون مال أودم أهل نقل
أودين او فى الحرب أو مات به مؤذن محتسب لربه
وجالب يبيع سعر يومه أو مات بالطاعون بين قومه
كذا الغريب أو بعين او قرا أو اخر الحشر بها نال الذرا
ومن يلازم وتره ووردہ عندالضحى والصوم حتم سعده

اور فتاویٰ شامی اور طحطاوی شرح درمختار میں بھی شہداء کی مختلف اقسام ذکر کی گئی ہیں جن کی تعداد تقریباً پچاس کو پہنچتی ہے۔

شہید اور مجاہد چوکیدار کے انعام

(حدیث ۹۷۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلشَّهِيْدُ يُغْفَرُ لَهٗ فِى اَوَّلِ دَفْعَةٍ مِنْ دَمِهٖ وَيُزَوَّجُ حَوْرَاوَيْنِ، وَيُشَفَّعُ فِىْ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ، وَالْمُرَابِطُ اِذَا مَاتَ فِىْ رِبَاطِهٖ كُتِبَ لَهٗ اَجْرُ عَمَلِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَغُدِىَ عَلَيْهِ، وَرِيْحَ بِرِزْقِهٖ، وَيُزَوَّجُ سَبْعِيْنَ حَوْرَاءَ، وَقِيْلَ لَهٗ: قِفْ فَاشْفَعْ اِلٰى اَنْ يُفْرَغَ مِنَ الْحِسَابِ—(طس) عن ابى هريرة—(ح). (۹۷۸)

۹۷۸ (الجامع الصغير: ۴۹۶۳)___ رواه الطبرانى فى للأوسط رمز السيوطى لحسنه وقال الهيثمى روى ابن ماجة بعضه ورواه الطبرانى عن شيخه بكر بن سهل الدمياطى قال الذهبى مقارب الحديث وضعفه النسائى 'مجمع الزوائد (۵: ۲۹۳).

(ترجمہ) شہید کی اسی وقت مغفرت ہو جاتی ہے جب اس کے خون کی دھار نکلتی ہے اور دو حوروں سے شادی کر دی جاتی ہے اور اس کے گھر کے ستر آدمیوں کے حق میں شفاعت قبول کی جاتی ہے اور جو مسلمانوں (کی سرحد کی یا فوج) کی حفاظت کرنیوالا جب چوکیداری کرتے ہوئے فوت ہو جائے اس کیلئے قیامت تک کیلئے اجر لکھا جاتا ہے اور اس کو صبح کا کھانا دیا جاتا ہے اور اس پر رزق کی فراوانی کر دی جاتی ہے اور ستر حوروں سے نکاح کر دیا جاتا ہے اور اس کیلئے کہا جائے گا کھڑے ہو جاؤ اور شفاعت کرتے رہو یہاں تک کہ حساب کتاب سے فراغت ہو جائے۔

(لطائف ومعارف)

ابن الزملکانیؒ فرماتے ہیں: وہ شہید جو اللہ کے راستہ میں قتل کیا جائے اس کے کامل شہید ہونے کی کئی شرائط ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مخلص ہو کر جہاد میں شرکت کرے اور مخلص ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ اس لئے جہاد کرے تاکہ اللہ کا کلمہ ہی بلند ہو اور یہ دلیل ہے اس بات پر کہ عمل وہی قبول ہوگا جو صالح نیت کے ساتھ ہو اور جب نیت صحیح نہ ہو تو عمل کا کوئی فائدہ نہیں اور یہ سب انعامات اس مجاہد کیلئے ہیں جو اللہ کے دین کو بلند کرنے کیلئے لڑتا ہو اور جو اس کے علاوہ کیلئے لڑے تو اس کی لڑائی جہاد فی سبیل اللہ نہیں ہے۔

عام موت اور شہادت کی موت کا فرق

(حدیث ۹۷۹) حضرت ضحاک بن حمزہؒ سے مرسلاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَدْنٰى جَبَذَاتِ الْمَوْتِ بِمَنْزِلَةِ مِائَةِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ - ابن أبى الدنيا فى ذكر الموت عن الضحاك ابن حمرة مرسلا. (۹۷۹)

(ترجمہ) موت کی ادنیٰ گرفت تلوار کی سو ضرب کے برابر ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ موت کی تکلیف تلوار کی سو ضربوں سے زیادہ ہے بلکہ

۹۷۹ (الجامع الصغير: ۳۲۵) ــــ ابن ابى الدنيا فى ذكر الموت وما وردفيه.

یہ بتلانا مقصود ہے کہ موت اتنا سخت ہوتی ہے کہ اس سے زیادہ سخت کوئی چیز نہیں، ہر وہ عضو جس میں روح نہ ہو اس کو تکلیف کا احساس نہیں ہوتا اور اگر اس میں روح ہو تو روح کو تکلیف کا ادراک ہوتا ہے پس ہر تکلیف جو کسی عضو کو پہنچے اس کا اثر روح تک پہنچتا ہے اور روح اور جسم کو جتنا تکلیف سرایت کرتی ہے اذیت پہنچتی ہے۔ موت کی تکلیف روح کو بھی ہوتی ہے اور موت بدن کے تمام اجزاء کو اپنے احاطہ میں کر لیتی ہے، اس طرح انسان کا کوئی عضو باقی نہیں رہتا۔ جس پر موت کی تکلیف داخل نہ ہوتی ہو اور ہر رگ، پٹھہ، بال اور جسم کے ذرات سے جب روح کھینچی جاتی ہے تو یہ تلوار کی ہزاروں ضربوں سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہے کیونکہ جب تلوار سے جسم کا کوئی حصہ کاٹا جائے تو تعلق روح کی بناء پر بدن کے اس حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے پس اس وقت موت کا کیا حال ہوگا جب موت کسی ایک عضو کی بجائے نفس روح کو بھی متناول ہو۔

ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے تھے: تعجب ہے اس شخص پر جس پر موت واقع ہوتی ہے وہ اپنی عقل ٹھکانہ ہونے کے باوجود موت کی صفت کیوں نہیں بیان کر سکتا؟ پھر جب خود حضرت عمرو بن العاصؓ پر موت کا وقت آیا تو آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ نے آپ کو آپ کا یہ قول یاد دلایا اور عرض کیا: کہ آپ ہمیں موت کی صفت بیان کریں تو آپ نے فرمایا کہ موت کی حالت بیان کرنے سے باہر ہے لیکن میں تمہیں اس کی تھوڑی سی بات بتاتا ہوں کہ موت گویا کہ میری گردن میں پیس کر رکھ دینے والے بہت سے پہاڑ ہیں اور میرے اندر کانٹے بھرے ہوئے ہیں اور گویا کہ میری جان سوئی کے سوراخ سے نکل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر ہماری موت کو آسان فرمائے اور سکراتِ موت سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

شہید موت کی ایسی اذیت سے مستثنیٰ ہوتا ہے اس کو موت کی تکلیف ایسی ہوتی ہے جیسا کوئی زخمی اپنے خشک ہونے والے زخم سے اس کا چھلکا اتارتا ہے۔

شہداء کی ارواح جنت میں کہاں ہیں؟

(حدیث ۹۸۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلشُّهَدَاءُ عَلٰى بَارِقِ نَهْرٍ بِبَابِ الْجَنَّةِ فِىْ قُبَّةٍ خَضْرَاءَ يَخْرُجُ اِلَيْهِمْ رِزْقُهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ بُكْرَةً وَعَشِيًّا—(حم، طب، ک)عن ابن عباس—(صح). (۹۸۰)

(ترجمہ) شہداء جنت کے دروازے پر نہر بارق پر سبز قبہ میں ہیں، ان کو جنت سے صبح شام رزق ملتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

شہداء سے مراد شہداء کی روحیں ہیں جو جنت کے دروازہ پر نہر بارق کے سبز قبہ میں ٹھہرائی گئی ہیں، وہیں پر ان کو جنت کا رزق صبح شام دیا جاتا ہے۔

یہ حدیث فضیلتِ جہاد کی تنبیہ کر رہی ہے۔

شہادت کے وقت موت کی تکلیف کی مقدار

(حدیث ۹۸۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلشَّهِيْدُ لَا يَجِدُ مِنَ الْقَتْلِ اِلَّا كَمَا يَجِدُ اَحَدُكُمُ الْقَرْصَةَ يُقْرَصُهَا—(ن)عن ابی هريرة—(صح). (۹۸۱)

(ترجمہ) شہید کو قتل کا درد نہیں ہوتا مگر جس طرح سے کہ تم میں سے کوئی ایک پسو کے کاٹنے سے درد محسوس کرتا ہے۔

شہداء کو بغیر غسل کے کفن دیا جائے

(حدیث ۹۸۲) حضرت عبداللہ بن ثعلبہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

---

۹۸۰ (الجامع الصغير: ۴۹۵۶) ـــ رواه أحمد (۱: ۲۶۶) والطبرانی فی الكبير (۱۰: ۴۰۵) والحاكم فی الجهاد (۲: ۷۴) وقال على شرط مسلم واقره الذهبی وقال الهيثمی رجال أحمد ثقات. مصنف ابن ابی شيبة (۵: ۲۹۰) اتحاف السادة المتقين (۱۰: ۳۸۸) درمنثور (۲: ۹۶) مجمع الزوائد (۵: ۲۹۴، ۲۹۸) كنز العمال (۱۱۰۹۹).

۹۸۱ (الجامع الصغير: ۴۹۶۱) ـــ رواه النسائی (۶: ۳۶) سنن كبرى للبيهقی (۹: ۱۶۴) مجمع الزوائد (۵: ۲۹۴، ۲۹۵) شرح السنة (۱۰: ۳۶۵) مشكوة (۳۸۳۶).

زَمِّلُوْهُمْ بِدِمَائِهِمْ ، فَاِنَّهُ لَيْسَ مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِى اللهِ اِلَّا وَهُوَ يَاْتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَدْمَأُ،لَوْنُهُ لَوْنُ الدَّمِ وَرِيْحُ الْمِسْكُ -(ن)عن عبدالله بن ثعلبة-(صح). (۹۸۲)

(ترجمہ) ان شہداء کو ان کی خون آلود حالت میں کفن دے دو کیونکہ کوئی زخم ایسا نہیں جو ان کو اللہ کے راستہ میں لگایا گیا ہو مگر وہ قیامت کے دن خون بہاتے ہوئے آئے گا' اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری کی خوشبو کی طرح ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد شہدائے احد کے بارے میں فرمایا تھا۔

اس حدیث کے اگلے حصہ میں وقد مو اکثرھم قرآناً بھی موجود ہے' یعنی ان میں سے جس کو قرآن کا زیادہ حصہ یاد ہے یا زیادہ قرآن کی تلاوت کرنے والا ہے یا زیادہ قرآن کا ماہر ہے تو اس کو قبر میں پہلے اور آگے رکھو۔

اس حدیث میں یہ بھی اشارہ ہے کہ شہید کو غسل نہ دیا جائے۔

شہداء کی بعض اقسام

(حدیث ۹۸۳) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلْغَرِيْقُ شَهِيْدٌ،وَالْحَرِيْقُ شَهِيْدٌ وَالْغَرِيْبُ شَهِيْدٌ. وَالْمَلْدُوْغُ شَهِيْدٌ،وَالْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ،وَمَنْ يَقَعُ عَلَيْهِ الْبَيْتُ فَهُوَ شَهِيْدٌ،وَمَنْ وَقَعَ مِنْ فَوْقِ الْبَيْتِ فَتَدَقُّ رِجْلُهُ اَوْعُنُقُهُ فَيَمُوْتُ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ تَقَعُ عَلَيْهِ الصَّخْرَةُ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَالْغَيْرٰى عَلٰى زَوْجِهَا كَالْمُجَاهِدِ فِىْ سَبِيْلِ اللهِ فَلَهَا اَجْرُ شَهِيْدٍ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ،وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ نَفْسِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَخِيْهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ،وَمَنْ

۹۸۲ (الجامع الصغير: ۴۵۶۳) ـــ رواه النسائى (۴: ۷۸، ۶: ۲۹) وعبد الله بن ثعلبة العذرى قال الذهبى له صحبته إن شاء الله. ورواه عنه ايضا أحمد (۵: ۴۳۱) والطبرانى والشافعى والحاكم والديلمى وغيرهم 'سنن كبرى للبيهقى (۴: ۱۱) كنز العمال (۱۱۲۵۰).

قُتِلَ دُوْنَ جَارِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ، وَالآمِرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاھِیْ عَنِ الْمُنْکَرِ شَھِیْدٌ—(ابن عساکر عن علی—(صح). (۹۸۳)

(ترجمہ) (۱) غرق ہونے والا شہید ہے۔ (۲) جل جانے والا شہید ہے۔ (۳) بے وطن ہو کر مرنے والا شہید ہے۔ (۴) ڈسا ہوا شہید ہے۔ (۵) پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے۔ (۶) اور جس پر گھر گر پڑے وہ بھی شہید ہے۔ (۷) اور جو گھر کے اوپر سے گر پڑے اور اس کا پاؤں یا گردن کچلی جائے اور وہ مر جائے تو شہید ہے۔ (۸) اور جس پر چٹان گر پڑے وہ بھی شہید ہے۔ (۹) اور اپنے خاوند پر غیرت کرنے والی مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اس کے لئے بھی شہید کا اجر ہے۔ (۱۰) اور جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے۔ (۱۱) اور جو شخص اپنے نفس کی حفاظت میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے۔ (۱۲) اور جو شخص اپنے (رشتہ یا دین کے) بھائی کی حفاظت میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے۔ (۱۳) اور جو شخص اپنے پڑوسی کی حفاظت میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے۔ (۱۴) اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا بھی شہید ہے۔

(لطائف ومعارف)

خاوند پر غیرت کھانے والی عورت کا معنی یہ ہے کہ اس کا خاوند بدکار ہو اور سوائے صبر کے اس کے بس میں کچھ نہ ہو تو اس صبر پر اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ کبیر میں حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت کیا ہے: الغریق فی سبیل اللہ شھید جو شخص اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے نکلا ہوا تھا کہ اسی حالت میں غرق ہو گیا، وہ بھی شہید ہے۔

صدیق اور شہید سے قبر کا امتحان نہیں ہوگا

(حدیث ۹۸۴) ایک صحابیؓ نے نبی کریمؐ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ شہید کے علاوہ باقی لوگوں سے قبر کا سوال کیا جاتا ہے؟ تو نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

۹۸۳ (الجامع الصغیر: ۵۷۹۴)— رواہ ابن عساکر ورمز السیوطی لصحتہ مسلم (فی الإمارۃ ۱۶۵) طبرانی کبیر (۱۱: ۲۶۴، ۱۸: ۸۷، ۸۸).

كَفٰى بِبَارِقَةِ السُّيُوْفِ عَلٰى رَأْسِهٖ فِتْنَةً-(ن)عن رجل- (صح)(۹۸۴)

(ترجمہ) شہید کے سر پر بطور امتحان کے تلواروں کا چمکنا ہی کافی ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث کا ظاہر بتلاتا ہے کہ قبر کا سوال وجواب صرف اس شہید سے نہیں ہوتا جو معرکہ جہاد میں شہید ہو لیکن جہاد میں پہرہ دینے والی احادیث باقی شہداء کے لئے بھی اس کی تعمیم کو ظاہر کر رہی ہیں۔

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں: کہ جب شہید سے قبر میں سوال جواب نہیں ہوتا تو صدیق شان میں اس سے بھی بڑا ہے اور اجر میں اعظم ہے وہ زیادہ اس لائق ہے کہ اس سے بھی قبر کا امتحان نہ ہو جیسا کہ قرآن کریم میں صدیقین کو شہداء سے پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

"اولئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء"

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جہاد میں چوکیداری کرنے والے سے قبر میں سوال نہیں ہوگا جبکہ یہ شہداء سے کم درجہ کا ہے پس اس شخص کی کیا حالت ہوگی جو اس سے بھی اعلیٰ ہو اور شہید سے بھی۔

انبیاءؑ علماء اور شہداء کی شفاعت

(حدیث ۹۸۵) حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ : الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ. (ه) عن عثمان . (ح). (۹۸۵)

(ترجمہ) قیامت کے دن تین قسم کے حضرات شفاعت کریں گے (۱) حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (۲) پھر علماء کرام (۳) پھر شہداء عظام۔

---

۹۸۴ (الجامع الصغیر: ۲۲۴۸) ــــ رواہ النسائی (۴: ۹۹) وکنز العمال (۱۰۶۱۰، ۱۱۱۳۱) والدر المنثور (۲: ۳۲۴۹۹، ۴: ۸۴) والحاوی للفتاوی (۲: ۳۱۰، ۳۲۹).

۹۸۵ (الجامع الصغیر: ۱۰۰۱۱) ــــ رواہ ابن ماجۃ (۴۳۱۳) ورمز السیوطی لحسنۃ وحزم العراقی بضعف الخبر . کنز العمال (۳۹۰۷۲).

نظام حکومت

۱ - نظام حکومت
۲ - عدل وانصاف
۳ - اطاعت حاکم
۴ - نظام حفاظت
۵ - خیانت ورشوت
۶ - عورت کی حکمرانی
۷ - آداب قضاء
۸ - قسم

نظام حکومت

حاکم کی اطاعت جائز کام میں درست ہے

(حدیث ۹۸۶) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ—(حم،ق)عن علی—(ح). (۹۸۶)

(ترجمہ) (امیر کی) اطاعت نیک کام میں جائز ہے (اور اگر وہ ناجائز کام کا حکم دے تو اس میں اطاعت جائز نہیں ہے)۔

حکمرانوں کی گناہ میں فرمانبرداری درست نہیں

(حدیث ۹۸۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَمَرَکُمْ مِنَ الْوُلَاةِ بِمَعْصِیَةٍ فَلَا تُطِیْعُوْهُ—(حم ، ۵، ک)عن ابی سعید—(صح). (۹۸۷)

(ترجمہ) جو شخص تمہارے حکمرانوں میں سے تمہیں گناہ کا حکم کرے تم اس کی اطاعت نہ کرو۔ (کیونکہ اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی فرمانبرداری درست نہیں ہے اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اس کو راضی کیا جائے)۔

(لطائف ومعارف)

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سریہ میں تھے ہمارے امیر حضرت عبداللہ بن حذافہؓ تھے اور یہ اہل بدر میں سے تھے۔ ان میں خوش طبعی اور ہنسی مذاق کا مادہ

---

۹۸۶ (الجامع الصغیر: ۲۵۵۵) ___ رواہ احمد (۱: ۸۲، ۲۴) والبخاری (۹: ۷۹) ومسلم فی الإمارة (۳۹، ۴۰) وابوداود والنسائی (باب ۳۲) وغیرها سنن کبری للبیهقی (۸: ۱۵۶) کنز العمال (۱۴۳۹۸، ۱۴۸۰۰، ۱۴۸۷۴) دلائل النبوة للبیهقی (۴: ۳۱۲).

۹۸۷ (الجامع الصغیر: ۸۵۳۰) ___ رواہ أحمد وابن ماجة (۳۸۶۳) والحاکم مصنف ابن ابی شیبة (۱۲: ۵۴۳) کنز العمال (۱۴۴۰۹) تهذیب تاریخ دمشق (۵: ۳۵۵۷).

موجود تھا۔ یہ ایک منزل پہ اترے تو لوگوں نے آگ جلا کر سینکنا شروع کر دی تو آپؐ نے فرمایا: کیا تم پر میری اطاعت وفرمانبرداری لازم نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں؟ تو فرمایا: میرا پکا پکا ارادہ ہے کہ تم آگ میں چھلانگ لگا دو تو کچھ لوگ کھڑے ہوئے اور چھلانگ لگانے کا ارادہ کر لیا جب انہوں نے یقین کر لیا کہ اب یہ آگ میں کود پڑیں گے تو فرمایا رک جاؤ! میں تو تم سے مذاق کر رہا تھا۔

جب یہ حضرات (مدینہ) واپس آئے تو حضور ﷺ کے سامنے یہ بات رکھی۔ اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہارا کوئی حکمران تمہیں گناہ کا حکم کرے تو تم ان کی فرمانبرداری نہ کیا کرو۔

عادل متواضع سلطان کا مرتبہ

(حدیث ۹۸۸) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلسُّلْطَانُ الْعَادِلُ الْمُتَوَاضِعُ ظِلُّ اللّٰهِ وَرُمْحُهُ فِي الْاَرْضِ يُرْفَعُ لَهُ عَمَلُ سَبْعِيْنَ صِدِّيْقًا—ابو الشيخ عن ابی بکر. (۹۸۸)

(ترجمہ) عادل اور متواضع بادشاہ زمین میں اللہ کا سایہ اور اس کی چھڑی ہے اس کے لئے (ہر دن) ستر صدیقوں (جیسا) عمل قبول کیا جاتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

رمح کا معنی چھڑی کیا گیا ہے مقصود یہ ہے کہ عادل بادشاہ اپنی رعایا کیلئے انصاف کو قائم کرتا ہے اور ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کرتا ہے اور ظلم کرنے پر ظالم کو سزا دیتا ہے۔

بعض اولیاء نے سلطان عادل کو قطب کا لقب دیا ہے اور بعض سلطان عادل ابدال میں سے ہوتے ہیں جیسا کہ روض الریاحین میں امام یافعیؒ نے سلطان نور الدین زنگی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ چالیس ابدال میں سے تھے۔

---

۹۸۸ (الجامع الصغیر: ۴۸۲۱) ــــ رواه ابو الشيخ والديلمي كنز العمال (۱۴۵۸۹، ۱۴۶۱۵).

نظام حفاظت

۔ (حدیث ۹۸۹) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:
كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ: فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهٖ وَهُوَ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْؤُلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ مَالِ اَبِيْهٖ وَهُوَ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ۔
(حم، ق، د، ت) عن ابن عمر — (صح). (۹۸۹)

(ترجمہ) تم میں سے ہر ایک محافظ ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کے متعلق ذمہ دار ہے، پس بادشاہ محافظ ہے اور اس کی رعایا کے متعلق اس سے باز پرس ہوگی اور آدمی اپنے اہل خانہ کا محافظ ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہے۔ اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہوگا اور خادم اپنے مالک کے مال کا نگران ہے، اس سے اس کی نگہبانی کے متعلق سوال ہوگا اور آدمی اپنے باپ کے مال کا محافظ ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہوگا پس تم میں سے ہر ایک محافظ ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت وحفاظت کے متعلق باز پرس ہوگی۔

سربراہ دوسروں کے حق کو مقدم رکھیں

(حدیث ۹۹۰) حضرت ابوقتادہ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:
سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا — (ت، د) عن ابی قتادة (طس)

---

۹۸۹ (الجامع الصغیر: ۶۳۷۰) ___ رواه أحمد (۳: ۵، ۵۴، ۱۱۱) والبخاری (۲: ۶، ۳: ۱۹۶، ۴: ۶، ۷: ۳۴، ۱۴۱، ۹: ۷۷) ومسلم وابو داود فی الخراج والترمذی (۱۷۰۵) سنن کبری للبیهقی (۶: ۲۸۷، ۷: ۲۹، ۸: ۱۶۰).

والقضاعی عن المغیرة–(صح).(۹۹۰)

(ترجمہ) جماعت کو پانی پلانے والا ان کے آخر میں پینے والا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جو شخص کسی کو کوئی چیز پلا رہا ہو تو اس کی باری ان کے آخر میں آئے گی چاہے کم بچے یا زیادہ کیونکہ حق خدمت کا یہ سب سے بہتر طریقہ ہے۔ سب سے پہلے حاضرین میں سے بڑے مرتبہ والا کو پلائے پھر اس کے دائیں طرف والوں کو ایک ایک کر کے پھر باقی لوگوں کو پھر خود پیئے۔

بحر میں لکھا ہے: اس حدیث سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ جس شخص کو لوگوں کے معاملات سپرد کئے جائیں تو اس پر لازم ہے کہ وہ ان کی مصلحت کو اپنے فائدہ سے مقدم رکھے اور ان کی بڑے چھوٹے امور میں خیر خواہی کرے پس حکمران طبقہ اپنی رعایا کے معاملات کو ترجیح دے اور علماء جو شریعت کی حفاظت کرتے ہیں وہ دین کی تعلیم دیں اور تجار جو خود کو ان تک منافع اور فوائد پہنچانے کے ذمہ دار ہیں وہ ان کو کسی طرح کے قحط وغیرہ میں نہ ڈالیں بلکہ ان کی ضروریات کی فراوانی رکھیں۔

عادل وظالم حکمرانوں کی قبر کی حالتیں

(حدیث ۹۹۱) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْاِمَامَ الْعَادِلَ اِذَا وُضِعَ فِی قَبْرٍ تُرِکَ عَلٰی یَمِیْنِہٖ، فَاِذَا کَانَ جَائِرًا نُقِلَ مِنْ یَمِیْنِہٖ عَلٰی یَسَارِہٖ–ابن عساکر عن عمر بن عبدالعزیز بلاغا–(ح).(۹۹۱)

۹۹۰ (الجامع الصغیر: ۴۶۳۰) ــــ رواہ الترمذی (۱۸۹۴) وابن ماجة عن قتادة (۳۴۳۴) ثم قال الترمذی حسن صحیح والطبرانی فی الاوسط. والقضاعی فی مسند الشهاب کلاهما من حدیث ثابت البنانی عن المغیرة بن شعبة قال الزین العراقی وثابت لاأعرف له سما عامن المغیرة. مسند احمد (۴: ۳۴، ۳۸۳، ۵: ۳۰۳) مسند دارمی (۲: ۱۲۲) سنن کبری للبیهقی (۷: ۲۷، ۲۸۶) مجمع الزوائد (۵: ۸۳) ابو داود (۳۷۲۵).

۹۹۱ (الجامع الصغیر: ۱۹۵۵) ــــ رواہ ابن عساکر فی تاریخه، کنز العمال (۱۴۶۵۰، ۱۴۶۹۳).

(ترجمہ) جب عادل حکمران کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اس کو اس کی داہنی کروٹ پر باقی رکھا جاتا ہے (جیسا کہ اس کو اس کروٹ پر دفن کیا گیا تھا) اور اگر وہ ظالم ہوتا ہے تو اس کو داہنی کروٹ سے بائیں کروٹ پر تبدیل کر دیا جاتا ہے (یعنی اس کا رخ قبلہ سے پھیر کر اس کی پشت قبلہ کی طرف کر دی جاتی ہے)۔

(لطائف ومعارف)

دائیں کروٹ برکت ہے اور اللہ کو محبوب ومختار ہے اور یہ ابرار کو حاصل ہوتی ہے اور بائیں کروٹ نحوست کے لئے ہے اور یہ بدکاروں گناہ گاروں کے لئے ہے۔

حدیث کے لفظ ''الامام العادل'' سے سربراہ مملکت اور اس کے ماتحت تمام حکمران مراد ہیں۔

عہدہ طلب کرنیوالا عہدہ کا مستحق نہیں ہوتا

(حدیث ۹۹۲) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّا لَنُسْتَعْمِلُ عَلٰی عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهٗ۔ (حم ،ق ، د،ن)عن ابی موسی۔(صح). (۹۹۲)

(ترجمہ) ہم اپنے کام پر اس شخص کو افسر مقرر نہیں کرتے جو اس کی طلب رکھتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اگر کوئی شخص حکومت کے عہدہ کا یا قاضی یا جج بننے کا خواہش مند ہو تو اس کو وہ عہدہ نہیں دینا چاہئے' کیونکہ اس کا ارادہ اس کی حرص پر مبنی ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ اس عہدہ میں آفات کی کثرت بھی ہے اور جان چھڑانا مشکل بھی ہے اور وہ اس کی طلب اپنے نفس اور اپنی اغراض کے لئے کر رہا ہے' پس جس شخص کی یہ حالت ہو اس پر اس کا نفس غالب آئے گا اور وہ ہلاک ہوگا کیونکہ سربراہی اور عہدہ ضعف کے بعد قوت پیدا کرتا ہے اور عجز کے بعد قدرت اور جو شخص بغیر طلب کے حکمران بنایا جائے اس کی مدد کی جاتی ہے ورنہ اس کا عجز لوگوں کے سامنے عیاں کر دیا جاتا ہے۔

۹۹۲ (الجامع الصغیر: ۲۵۲۲)___رواہ أحمد والبخاری ومسلم وابو داود والنسائی.

مرد کیلئے عورت کی اطاعت ہلاکت ہے

(حدیث ۹۹۳) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک آدمی آپ کی فوج کی کامیابی کی خوشخبری دینے کے لئے آیا جبکہ آپؐ کا سر مبارک حضرت عائشہؓ کی گود میں تھا تو آپؐ اٹھے اور سجدہ میں چلے گئے پھر فارغ ہو کر اس پیغام رساں سے ان کے حالات پوچھے تو اس شخص نے یہ بھی بتایا کہ ایک عورت ہے جو ان پر حکمرانی کر رہی ہے اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هَلَكَتِ الرِّجَالُ حِيْنَ اَطَاعَتِ النِّسَاءَ-(حم،طب، ک) عن ابی بكرة-(ح). (۹۹۳)

(ترجمہ) ہلاک ہو گئے آدمی جب انہوں نے عورتوں کی اطاعت شروع کر دی (کیونکہ عورتیں عموماً خیر کا حکم نہیں کرتیں اس لئے نجات ان کے حکم کے برعکس میں ہے)۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی حکمرانی درست نہیں اور مردوں کو چاہئے کہ وہ عورتوں کے تابع فرمان نہ بنیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: شاوروهن خالفوهن فإن فی خلافهن البركة (عورتوں سے مشورہ کرو پھر اس کے برعکس کرو کیونکہ عورتوں کے مشورہ کے برعکس میں برکت ہے)۔

محدث ابن لال اور محدث دیلمی نے حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

لا يفعلن أحدكم أمرا حتى يستشير فإن لم يجد من يستشيره فليستشر إمرأة ثم ليخالفها فإن فی خلافها البركة.

(تم میں سے کوئی شخص کوئی کام نہ کرے یہاں تک کہ مشورہ کرے، پس اگر کوئی مشورہ کرنے والے کو نہ پائے تو چاہئے کہ عورت سے مشورہ کر لے پھر اس کے خلاف کر لے کیونکہ (عموماً) اس کے خلاف میں ہی برکت ہے)۔

---

۹۹۳ (الجامع الصغير: ۹۵۹۶) ــــ رواه أحمد والطبرانی فی الكبير والحاكم فی الأدب (۴: ۲۹۱) كنز العمال (۴۴۵۰۴) الكامل فی الضعفاء (۴۷۵).

علامہ عسکریؒ نے حضرت معاویہؓ سے نقل کیا ہے: عـود واالـنسـاء لا فـإنها ضعيفة وإن أطعتها اهلكتك. (عورتوں کے سامنے ''نہیں'' کی عادت ڈالو کیونکہ یہ کمزور ہے اگر تم نے اس کی بات مان لی (اور نفی نہ کی) تو یہ تجھے ہلاک کردے گی۔

سرکاری افسروں کے ہدایا خیانت اور رشوت ہیں

(حدیث ۹۹۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْهَدِيَّةُ اِلَى الْاِمَامِ غُلُوْلٌ—(طب)عن ابن عباس—(ض)(۹۹۴)

(ترجمہ) بادشاہ (اور اس کے نائبین) کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا بھی خیانت ہے۔

حکایت: منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک آدمی نے اونٹ کی ران کا ہدیہ کیا پھر ایک مدت کے بعد حاضر ہوا جبکہ اس کے ساتھ اس کا خصم بھی موجود تھا اور کہا: اے امیر المومنین! میرے لئے ایسا فیصلہ کیجئے جس طرح سے اونٹ سے اس کی ران کو جدا کیا جاتا ہے تو حضرت عمرؓ نے اپنا ہاتھ اپنی ران پر مار کر کہا: اللہ اکبر تمام آفاق میں یہ تحریر بھیج دو کہ حکومت کے افسران کے ہدایا خیانت ہیں۔

اور ایک حدیث میں مروی ہے: هـدايا العمال حرام كلهم (سرکاری عہدہ داروں کے ہدایا سب کے سب حرام ہیں)۔ (رواہ ابویعلی عن حذیفۃ)

سرکاری عہدہ داروں کو جو ہدیے دئے جاتے ہیں ان کو سرکاری بیت المال میں جمع کیا جائے سرکاری عہدیدار اس کا مالک نہیں بنتا۔

حکایت: حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو سیب کھانے کی خواہش ہوئی جبکہ آپ کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے جس سے سیب خرید سکتے۔ چنانچہ آپ سوار ہو گئے اور آپ کو گرجا گھر کے غلام سیب کے تھال لئے ہوئے ملے تو آپ نے ان میں سے ایک سیب اٹھایا اس کو سونگھا پھر واپس کر دیا۔ آپ سے عرض کیا گیا: کیا حضرت محمد ﷺ اور آپ کے خلفاء ہدیہ قبول نہیں فرماتے تھے۔

۹۹۴ (الجامع الصغیر: ۹۶۰۰) رواہ الطبرانی فی الکبیر وقال العراقی سندہ ضعیف

فرمایا: یہ ان کیلئے ہدیہ ہوتا تھا اور ان کے بعد کے سرکاری لوگوں کیلئے رشوت ہے۔
حضرت ابوحمید الساعدیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:
هدايا العمال غلول (سرکاری افسروں کے ہدایا خیانت ہیں) (رواہ احمد والبیہقی)۔

ہر معاملہ میں انصاف کرنیوالوں کی شان

(حدیث ۹۹۵) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَاللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ، وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ، اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِي حُكْمِهِمْ، وَأَهْلِيْهِمْ، وَمَا وَلُوْا۔ (حم،م،ن) عن ابن عمرو. (۹۹۵)

(ترجمہ) عدل کرنے والے اللہ کے نزدیک قیامت کے دن رحمٰن کی داہنی جانب نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ یہ عدل کرنے والے حضرات وہ ہوں گے جو اپنے فیصلوں میں اور سربراہی اور خلافت میں عدل کریں گے اور اپنے اہل (ازواج، اولاد، نوکر چاکر، رشتہ دار، دوست احباب ان سب کے مجموعہ) میں عدل کریں گے اور جن کی نگرانی ان کے سپرد کی گئی ہوگی (مثلاً وقف، یتیم اور صدقہ ان کی نگہداشت، پرورش اور تقسیم میں عدل کریں گے)۔

آداب قضاء

آداب قضاء

(حدیث ۹۹۶) حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۹۹۵ (الجامع الصغیر: ۲۱۲۱) ــــ رواہ احمد ومسلم فی المغازی (۱۸) والنسائی فی القضاء (۸: ۲۲۱) ولم یخرجہ البخاری، کنز العمال (۱۴۶۰۳) مشکوۃ (۶۳۹۰) مصنف ابن ابی شیبۃ (۱۳: ۱۲۷).

إِذَا ابْتُلِيَ أَحَدُكُمْ بِالْقَضَاءِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَا يَقْضِ وَهُوَ غَضْبَانٌ، وَلْيُسَوِّ بَيْنَهُمْ فِي النَّظَرِ، وَالْمَجْلِسِ وَالْإِشَارَةِ – (ع) عن أم سلمة. (٩٩٦)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی ایک دو مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں مبتلا کر دیا جائے تو وہ غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے اور ان دونوں میں دیکھنے میں بھی مساوات کرے اور بٹھانے میں بھی اور اشارہ میں بھی۔

(لطائف ومعارف)

ایسا نہ ہو کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کو اشارہ کے لئے مخصوص کرے اور دوسرے کو چھوڑ دے پس ایسا کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے کسی ایک فریق کی طرف میلان کی تخصیص کا وہم ہوتا ہے اور دوسرے کا دل توڑنا ہے۔

غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنا مکروہ ہے' ایسا غصہ جو اس کے اخلاق اور فیصلے کو بگاڑ دے اور سخت بھوک' پیاس اور زیادہ سیر ہو کر کھانا کھانے کے بعد حالت مشقت میں یا حالت خوشی میں یا حالت غم میں یا حالت اونگھ میں یا بول و براز کو دبا کر یا تکلیف دہ مرض کی حالت میں یا گرمی میں یا سردی میں یا خوف کی حالت میں جس سے شرعی فیصلہ متاثر ہوتا ہو فیصلہ نہ کرے اور اگر ان حالتوں میں سے کسی حالت میں فیصلہ کیا تو فیصلہ نافذ ہو گا لیکن قاضی کا ایسی حالت میں فیصلہ کرنا مکروہ ہوگا۔

دونوں فریقین کے درمیان دخول میں' قیام میں' سلام کے جواب دینے میں' دیکھنے میں' استفادہ میں اور خوش روئی وغیرہ میں قاضی کو چاہئے کہ مساوات قائم رکھے۔

قاضی کا حق اور ناحق فیصلہ

(حدیث ٩٩٧) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

٩٩٦ (الجامع الصغیر: ٣٣٦)___ رواہ مسلم (فی الحیض ٢٧) ابو داود (٢٢٠) ترمذی (١٤١) ابن ماجة (٥١٧) مسند ابی یعلیٰ موصلی قال الهیثمی فیه عباد بن کثیر الثقفی وهو ضعیف.

اَللّٰہُ مَعَ الْقَاضِیْ مَالَمْ یَجُرْ ، فَاِذَا جَارَ تَخَلّٰی اللّٰہُ عَنْہُ ، وَلَزِمَہُ الشَّیْطَانُ — (ت) عن عبداللہ بن أبی أوفی — (صح). (۹۹۷)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی مدد قاضی کے شامل حال رہتی ہے جب تک کہ ظلم وزیادتی نہ کرے پس جب ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حمایت سے دور ہو جاتے ہیں اور شیطان اس کو چمٹ جاتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

حضرت ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا سب سے افضل عمل ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جب فیصلہ میں ظلم کرے تو معاملہ اس کے عکس ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون. (اور جو اللہ کے نازل کردہ سے ہی حکم نہ کریں وہ فاسق ہیں۔)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس شخص کیلئے قاضی بننے کی ترغیب ہے جس میں ولایت، قضاء کی شروط پائی جاتی ہوں اور حق فیصلہ کرنے کی جرأت ہو اور اپنی طرف سے ظلم نہ کرنے کا وثوق ہو اور لوگوں کے درمیان اصلاح مقصود ہو اور سب صورتیں بڑے ثواب کی ہیں، اسی لئے منصب وولایت قضاء کو خود انبیاء کرامؑ نے سنبھالا۔ ان کے بعد خلفاء راشدین نے سنبھالا اور علماء اس پر بھی متفق ہیں کہ منصب قضاء کو سنبھالنا فرض کفایہ ہے کیونکہ لوگوں کے معاملات اس کے بغیر درست طریقہ سے استوار نہیں رہتے، امام بیہقیؒ نے قوی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلافت سنبھالی تو حضرت عمرؓ کو عہدہ قضاء پر مقرر کیا اور ایک قوی سند کے ساتھ مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو منصب قضاء تفویض کیا۔

قاضی کیساتھ اللہ کے ہونے کا مطلب

محدث ابن شاہینؒ نے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سے پوچھا کہ مع (ساتھ

۹۹۷ (الجامع الصغیر: ۱۴۴۶) ___ رواہ الترمذی واستغربہ وابن ماجۃ کما ذکرہ ابن حجر وقال صححہ ابن حبان والحاکم مسند احمد (۵:۲۶).

ہونے) کا کیا معنی ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کے دو معنی ہیں۔ (۱) کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی معیت اس طرح سے ملے گی جس طرح سے حضرات انبیاء اور اولیاء کو ملتی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: إننی معکما أسمع وأری" (۲) اور عام لوگوں کے ساتھ معیت کا معنی معیت بالعلم والا حاطہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "ما یکون من نجوی ثلاثة الا ھو رابعھم". تو امام ابن شاہینؒ نے عرض کیا: "آپ جیسے حضرات ہی امت کی اللہ کی طرف رہنمائی کرنے کے لائق ہیں۔

دعویٰ کا ثبوت اور تردید کا طریقہ

(حدیث ۹۹۸) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول امین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْبَیِّنَةُ عَلَی الْمُدَّعِیْ، وَالْیَمِیْنُ عَلَی الْمُدَّعٰی عَلَیْهِ—(ت) عن ابن عمرو (ض). (۹۹۸)

(ترجمہ) گواہ پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہے اور (اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو) قسم اٹھانا مدعی علیہ کے ذمہ ہے۔

قسم

غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے

(حدیث ۹۹۹) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللهِ فَقَدْ اَشْرَکَ—(حم، ت، ک) عن ابن عمر—(ح). (۹۹۹)

---

۹۹۸ (الجامع الصغیر: ۳۲۲۵)___ رواه الترمذی فی الاحکام قال ابن حجر واسناده ضعیف وفی الباب عن ابن عباسؓ وابن عمرؓ وغیرهما.

۹۹۹ (الجامع الصغیر: ۸۶۴۲)___ رواه أحمد (۲: ۲۷، ۸۷) والترمذی (۱۵۳۵) والحاکم فی الایمان وقال علی شرطهما واقره الذهبی فی التلخیص وقال فی الکبائر إسناده علی شرط مسلم وقال الزین العراقی فی امالیه رجاله ثقات، مشکوة (۳۴۱۹)، کنز العمال (۴۶۳۲۸).

(ترجمہ) جس شخص نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اہل شرک والا کام کیا یا ان کے مشابہ ہو گیا کیونکہ ان کی قسمیں ان کے باپ داداؤں کے نام پر ہوتی ہیں یا معبودان باطلہ کے نام پر یا اس نے ایسی چیز کی تعظیم کر کے شرک کیا جو تعظیم کے قابل نہیں تھی کیونکہ قسمیں اللہ کے علاوہ کسی اور کی کھانا درست نہیں اور غیر کی قسم کھانے والا غیر کی تعظیم کرنے والا ہے۔

اگر کسی نے قرآن کی قسم کھائی تو یہ منعقد ہو جائے گی کیوں کہ قرآن اللہ کی صفت کلام ہے۔

غیر اللہ کی قسم کھانا

(حدیث ۱۰۰۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْھَاکُمْ اَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِکُمْ۔ (حم، ق ۴ ا عن ابن عمر۔(صح). (۱۰۰۰)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ تمہیں منع کرتا ہے کہ تم اپنے آباء کی قسمیں کھاؤ۔

(لطائف ومعارف)

حضرت محمد ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ وہ اپنے ابا کی قسم کھا رہے تھے تو آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا۔

منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ کسی چیز کی قسم کھانا اس کی تعظیم کا تقاضا کرتا ہے اور عظمت حقیقت میں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے۔

آباؤ اجداد کی قسم سے اس حدیث میں اس لئے روکا گیا ہے کہ عادۃً لوگ اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں کھاتے ہیں ورنہ ہر غیر اللہ کی قسم کھانا ناجائز ہے۔

۱۰۰۰ (الجامع الصغیر: ۱۹۴۵) ــــ رواہ احمد (۱: ۱۸، ۳۶، ۲: ۷، ۸) والبخاری (۸: ۳۳، ۱۶۴) ومسلم (فی الایمان ۱، ۳) والنسائی (۷: ۴، ۵) وابو داود (۳۲۴۹) والترمذی (۱۵۳۴) وابن ماجۃ (۲۰۹۴).

گناہ

صغیرہ گناہ - کبیرہ گناہ

تکبر - رشوت - شراب - خیانت

جھوٹ - غیر فطری عمل - موسیقی

غیبت - زنا - متعہ

گناہ

رشوت لینے اور دینے کا گناہ اور سزا

(حدیث ۱۰۰۱) حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلرَّاشِیُ وَالْمُرْتَشِیُ فِی النَّارِ—(طص)عن ابن عمرو.(۱۰۰۱)

(ترجمہ) رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں دوزخ میں جائیں گے۔

(لطائف ومعارف)

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں: یہ سزا راشی اور مرتشی کو اس وقت دی جائے گی جب دونوں کا ارادہ ایک ہو، رشوت دینے والے کا مقصد باطل کے حصول کا ہو اور رشوت لینے والا چاہے باطل کی ادائیگی میں ہو یا حق کی ادائیگی میں دونوں صورتوں میں جہنم کا مستوجب ہے لیکن اگر رشوت دینے والے نے اپنے حق کے حصول اور باطل کے دفعہ کرنے کے لئے رشوت دی ہو اور اس کے بغیر اس کا کام نہ نکلتا ہو تو رشوت دینے والے کو گناہ نہیں ہوگا۔

رشوت اور ہدیہ میں فرق ہے ابن قیمؒ لکھتے ہیں: رشوت کا مقصد باطل کا حصول ہوتا ہے اور حق کا ابطال ہوتا ہے اور یہ شخص ملعون ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اور اگر اس نے ظلم کو دفعہ کرنے کے لئے رشوت دی تو رشوت کی لعنت صرف رشوت لینے والے تک محدود ہوگی اور ہدیہ کا مقصد دوستی اور تعلق کا حصول ہے۔

ججوں کیلئے ہدیہ لینا حرام ہے

(حدیث ۱۰۰۲) حضرت عصمہ بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

۱۰۰۱ (الجامع الصغیر: ۴۴۹۰) ــــ رواہ الطبرانی فی المعجم الصغیر (۱:۲۸) مجمع الزوائد (۴:۱۹۹) کنز العمال (۱۵۰۷۷) وقال الهیثمی رجاله ثقات وقال المنذری ثقاة معروفون. الترغیب والترهیب (۳:۱۸۰).

اَلْهَدِيَّةُ تَذْهَبُ بِالسَّمْعِ وَالْقَلْبِ وَالْبَصَرِ-(طب) عن عصمة بن مالک-(ض). (۱۰۰۲)

(ترجمہ) ہدیہ کان، دل اور آنکھ پر پردہ ڈال دیتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی ہدیہ سے ہدیہ دینے والے کی دل میں محبت پیدا ہوتی ہے، اس لئے ہدیہ لینے والا ہدیہ دینے والے کے متعلق کوئی جرح قدح کی بات نہیں سن سکتا اور اس کے عیب دیکھنے سے اندھا ہو جاتا ہے اور اس کے خلاف کی بات اس کے دل میں نہیں بیٹھتی اس لئے ججوں کے لئے ہدیہ لینا حرام قرار دے دیا گیا ہے۔

سرکاری افسروں کے ہدایا خیانت اور رشوت ہے

(حدیث ۱۰۰۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْهَدِيَّةُ اِلَى الْاِمَامِ غُلُوْلٌ-(طب) عن ابن عباس-(ض). (۱۰۰۳)

(ترجمہ) بادشاہ (اور اس کے نائبین) کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا بھی خیانت ہے۔

حکایت: منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک آدمی نے اونٹ کی ران کا ہدیہ کیا پھر ایک مدت کے بعد حاضر ہوا جبکہ اس کے ساتھ اس کا خصم بھی موجود تھا اور کہا: اے امیر المومنین! میرے لئے ایسا فیصلہ کیجئے جس طرح سے اونٹ سے اس کی ران کو جدا کیا جاتا ہے تو حضرت عمرؓ نے اپنا ہاتھ اپنی ران پر مار کر کہا: اللہ اکبر تمام آفاق میں یہ تحریر بھیج دو کہ حکومت کے افسران کے ہدایا خیانت ہیں۔

اور ایک حدیث میں مروی ہے: هدايا العمال حرام كلها (سرکاری عہدہ داروں کے ہدایا سب کے سب حرام ہیں)۔ (رواہ ابو یعلی عن حذیفۃ)

سرکاری عہدہ داروں کو جو ہدیے دئے جاتے ہیں، ان کو سرکاری بیت المال میں جمع

۱۰۰۲ (الجامع الصغیر: ۹۶۰۱) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر وقال الهیثمی فیه الفضل بن مختار وهو ضعیف جدا وقال السخاوی سنده ضعیف وحسنه السیوطی برمزه.

۱۰۰۳ (الجامع الصغیر: ۹۶۰۰) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر وقال العراقی سنده ضعیف.

کیا جائے سرکاری عہدیدار اس کا مالک نہیں بنتا۔

حکایت: حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو سیب کھانے کی خواہش ہوئی جبکہ آپؒ کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے جس سے سیب خرید سکتے۔ چنانچہ آپؒ سوار ہو گئے اور آپؒ کو گرجا گھر کے غلام سیب کے تھال لئے ہوئے ملے تو آپؒ نے ان میں سے ایک سیب اٹھایا اس کو سونگھا پھر واپس کر دیا۔ آپؒ سے عرض کیا گیا: کیا حضرت محمد ﷺ اور آپؐ کے خلفاء ہدیہ قبول نہیں فرماتے تھے۔

فرمایا: یہ ان کیلئے ہدیہ ہوتا تھا اور ان کے بعد کے سرکاری لوگوں کیلئے رشوت ہے۔

حضرت ابوحمید الساعدیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

هدايا العمال غلول (سرکاری افسروں کے ہدایا خیانت ہیں) (رواہ أحمد والبیہقی)۔

رشوت کے متعلق تین قسم کے لعنتی

(حدیث ۱۰۰۴) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَعَنَ اللهُ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ، وَالرَّائِشَ الَّذِي يَمْشِي بَيْنَهُمَا۔ (حم) عن ثوبان۔ (صح). (۱۰۰۴)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر لعنت کرتے ہیں اور رشوت کے وکیل پر بھی جو ان دونوں کے درمیان رشوت کا معاملہ طے کراتا ہے۔

تین قسم کے لوگ جنت سے محروم

(حدیث ۱۰۰۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۰۰۴ (الجامع الصغیر: ۷۲۵۵) ــــ رواه أحمد (۲: ۳۸۷، ۳۸۸) والطبرانی، والبزار وفی سنده ابو الخطاب مجهول عند الهیثمی مستدرک حاکم (۴: ۱۰۳) مجمع الزوائد (۴: ۱۹۹) مشکوة (۳۷۵۵) الترغیب والترهیب (۳: ۱۸۰) کنز العمال (۱۵۰۷۹) تاریخ بغداد (۱۰: ۲۵۴).

ثَلَاثَةٌ لَايَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ ، وَالدَّيُّوْثُ ،وَرَجُلَةُ النِّسَاءِ—(ک،هب) عن ابن عمر (ح). (۱۰۰۵)

(ترجمہ) تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ اپنے والدین کا نافرمان اور بے غیرت اور وہ عورت جو مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرے۔ (شکل وصورت میں اور لباس میں)۔

(لطائف ومعارف)

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں کام گناہ کبیرہ ہیں۔

شراب ہر برائی کی جڑ ہے

(حدیث ۱۰۰۶) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ —(ک هب) عن ابن عباس —(صح). (۱۰۰۶)

(ترجمہ) شراب سے بچو کیونکہ یہ ہر شر کی چابی (جڑ) ہے۔

(لطائف ومعارف)

(۱) شراب مطلقاً حرام ہے چاہے اس کا قلیل حصہ پیا جائے یا کثیر اسی طرح ہر نشہ دینے والی چیز بھی حرام ہے۔ (۲) شراب ہر شر کی چابی اس طرح سے ہے کہ یہ عقل پر پردہ ڈالتی ہے اور منہیات میں ملوث کرتی ہے بیماریوں میں مبتلا کرتی ہے اور بہت سی تکالیف کا سبب بنتی ہے۔

۱۰۰۵ (الجامع الصغیر: ۳۵۲۹) ___ رواه الحاكم فی الايمان والبيهقی فی الشعب وقال الحاكم صحيح واقره الذهبی فی التلخيص وقال فی الكبائر إسناده صحيح لكن بعضهم يقول عن ابن عمرؓ عن ابيه وبعضهم يقول عن ابن عمرؓ مرفوعا وقال فی الفردوس صحيح. مجمع الزوائد (۴:۳۲۷).

۱۰۰۶ (الجامع الصغیر: ۱۷۲) ___ حاكم (۴:۱۴۵) ابن عدی، بيهقی، قال الحاكم صحيح واقره الذهبی لكن فيه محمد بن اسحاق ضعفه جماعة من المحدثين. الترغيب والترهيب (۳:۲۵).

دیلمی نے حضرت ابن عمرؓ سے حضور ﷺ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک شیطان نے ایک شیطانہ سے نکاح کیا تو ابلیس نے ان دونوں کے درمیان خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں تمہیں شراب، گانا اور ہر نشہ والی چیز کی ترغیب دیتا ہوں کیونکہ میرے نزدیک ہر طرح کے شر ان دو چیزوں میں ہیں۔

آج کل شراب نوشی اور گانا سننے کا گناہ بہت عام ہو چکا ہے جو لوگ اس کے عادی ہیں وہ شیطان کے بہت قریب اور رحمٰن سے بہت دور ہیں، ان دونوں حرام چیزوں سے مکمل اجتناب ضروری ہے۔

پیٹ اور شرمگاہ کی اتباع کا فتنہ

(حدیث ۱۰۰۷) حضرت افلح مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِى مِنْ بَعْدِىْ ثَلَاثًا : ضَلَالَةُ الْأَهْوَاءِ وَاتِّبَاعُ الشَّهَوَاتِ فِى الْبُطُوْنِ وَالْفُرُوْجِ، وَالْغَفْلَةُ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ۔ الحكيم۔ والبغوى، وابن منده، وابن قازع، وابن شاهين، وأبو نعيم، الخمسة فى كتاب الصحابة عن أفلح. (۱۰۰۷)

(ترجمہ) میں اپنے بعد اپنی امت کے بارے میں تین چیزوں سے ڈرتا ہوں۔ (۱) بدعات اور تعصب مذاہب باطلہ کی گمراہی سے (۲) پیٹ اور شرمگاہ کی خواہش لذات کی پیروی کرنا (کہ آدمی حیوان کی طرح اپنے پیٹ اور شرمگاہ کی فکر میں پڑ جائے، حق و باطل کی فکر نہ ہو نہ انجام کی فکر ہو نہ فوری نہ بہ دیر) (۳) دین کا علم ہونے کے باوجود عمل میں غفلت کرنا۔

(لطائف و معارف)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حکماء نے غور و فکر کے بعد مصائب عالم و مشقتوں کا پانچ چیزوں میں خلاصہ کیا ہے۔ (۱) بے وطنی میں مریض ہونا (۲) بڑھاپے میں فقیر ہونا (۳)

۱۰۰۷ (الجامع الصغير: ۲۷۸) ___ نوادر الاصول حكيم ترمذى، بغوى وابن منده ومعجم ابن قانع عبدالباقى وابن شاهين وابونعيم الخمسة فى كتاب الصحابة.

جوانی میں فوت ہونا (۴) بینائی کے بعد نابینا ہونا اور (۵) علم ہونے کے بعد غفلت برتنا۔

امانت میں خیانت

(حدیث ۱۰۰۸) حضرت ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَدِّالْأَمَانَةَ إِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ۔ (تخ، د، ت، ک) عن ابی هريرة (قف) والضياء عن أنس (طب) عن أبی أمامة (د) عن رجل من الصحابة (قط) عن أبی بن كعب –(صح). (۱۰۰۸)

(ترجمہ) جو شخص تیرے پاس امانت رکھے اس کی امانت کو ادا کر اور جو تیری خیانت کرے تو اس کی خیانت نہ کر۔

(لطائف ومعارف)

(۱) امانت سے مراد ہر وہ حق ہے جس کی ادائیگی یا حفاظت تیرے ذمہ ہے۔

امانت کا لفظ بہت سی چیزوں پر بولا جاتا ہے لیکن زیادہ استعمال ودیعت' گری پڑی چیز کو اٹھا کر حفاظت کرنا' رہن اور کسی سے مانگی ہوئی چیز میں ہے۔

قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں: امانت کی حفاظت کرنا کمال ایمان کا اثر ہے' جب ایمان ناقص ہو تو لوگوں کی امانت کی حفاظت میں بھی نقص شروع ہو جاتا ہے اور جب ایمان زائد ہو تو امانت داری بڑھ جاتی ہے۔

(۲) جو شخص تیری خیانت کرے اس کی خیانت نہ کر اور جو تیرے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے تو اس کے ساتھ بدسلوکی نہ کر ورنہ تو بھی اس جیسا ہو گیا۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص تجھ پر کسی قسم کی زیادتی کرتا ہے تو

۱۰۰۸ (الجامع الصغير: ۳۰۸) ___ كتاب التاريخ امام بخاری' ابو داود (۳۵۳۴) ترمذی (۱۲۶۴) حاكم عن ابی هريرة (۲: ۴۶) دارقطنی (۳: ۳۵) مختارة للضياء عن انس طبرانی كبير عن ابی امامة (۱: ۲۳۴' ۸: ۱۵۰) ابو داود عن رجل من الصحابة دارقطنی عن ابی بن كعبؓ وهو حديث صحيح.

بھی اس پر اس جتنی زیادتی کرسکتا ہے بشرطیکہ تو اس میں عدل قائم کرسکے۔

مناسب یہ ہے کہ اگر زیادتی کرنے والا ظالم قسم کا آدمی ہو تو اس کا جواب زیادتی سے دینا چاہئے تاکہ وہ دوسروں پر زیادتی کرنے سے باز رہے اور اس کو زیادتی کرنے کی عادت نہ پڑے اور اگر کوئی شریف آدمی ہے اور اس سے زیادتی ہوگئی اور وہ معاف کرنے سے احسان مند ہوگا اور شرمندہ ہوگا تو اس کو معاف کردینا ہی بہتر ہے۔ اس سے معاف کرنے والے کو ثواب بھی ہوگا اور اگر اس سے بدلہ لینا چاہے تو شرعاً جائز ہے۔

فلمیں اور ڈرامے کبیرہ گناہ ہیں

(حدیث ۱۰۰۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَايَرٰى بِهَا بَاْسًا لِيُضْحِكَ بِهَا الْقَوْمَ، وَاِنَّهٗ لَيَقَعُ بِهَا اَبْعَدَ مِنَ السَّمَاءِ۔ (حم) عن ابی سعید۔ (ح). (۱۰۰۹)

(ترجمہ) آدمی کوئی ایک بات کرتا ہے اور اس کے کرنے میں وہ کوئی حرج نہیں سمجھتا مقصد اس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ اس سے لوگوں کو ہنسائے لیکن وہ اس کی وجہ سے آسمان سے بھی زیادہ مسافت جتنا (جہنم میں نیچے) جا گرتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: اس سے مراد مسلمان کی غیبت یا ایذاء ہے، محض (ہلکا پھلکا) مزاح اس میں شامل نہیں ہے اھ۔

لہٰذا عقلمند کو چاہئے کہ وہ اپنے اعضاء کو کنٹرول میں رکھے کیونکہ یہ اس کے رعایا ہیں، اس سے ہر ہر عضو کے بارہ میں پوچھا جائے گا "ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنه مسئولا".

(کان، آنکھ اور دل ہر ایک کے بارے میں حساب لیا جائے گا)۔

۱۰۰۹ (الجامع الصغیر: ۱۹۸۴) ــــ رواه احمد (۲: ۲۳۶) وقال الهیثمی فیه ابواسرائیل اسماعیل بن خلیفة وهو ضعیف.

اکثر گناہ ہلکے پھلکے چھوٹے بڑے عموماً زبان سے سرزد ہوتے ہیں جو دیگر اعضاء سے تقریباً بیس گنا زیادہ ہوتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فلیتقوا اللہ ولیقولوا قولا سدیدا" (پس لوگوں کو چاہئے کہ خدا سے ڈریں اور درست بات کہیں)۔

علماء نے اس حدیث سے ان حکایات کی ممانعت ثابت کی ہے جو ہنسانے کے لئے سنائی جائیں یا ڈرامہ کے لئے گھڑی جائیں۔ آج کل جو تھیٹر، ڈرامہ سنٹر اور سینما بنے ہوئے ہیں اور لوگ ان میں ڈرامہ کرتے ہیں، ایکٹنگ کرتے ہیں، کہانیاں لکھتے ہیں، انتظامات کرتے ہیں، ٹھیکے دیتے لیتے ہیں، مرد و عورت فلموں اور ڈراموں میں ایکٹنگ کیلئے شرکت کرتے ہیں، غیر شرعی حرکات کرتے ہیں، طنز و مزاح کرتے ہیں، نامحرموں کا اختلاط ہوتا ہے، غرض اس طرح کے جتنے کام ہیں سب اس حدیث کی رو سے ممنوع اور حرام ہیں۔ ڈراموں اور فلموں میں صرف مزاحیہ حکایات ہی نہیں سنائی جاتی ہیں کہ ہم اس حدیث کی رو سے ایسے کام کرنے یا اس میں شرکت کرنے والوں کی یہ سزا سنائیں کہ وہ جہنم میں اتنا نیچے جا گریں گے جتنا کہ اس حدیث میں آیا ہے بلکہ اب کے ڈراموں اور فلموں میں تو بہت سی حرام چیزوں کا ارتکاب ہوتا ہے جس سے یہ فلمیں اور ڈرامے کرنا اور دیکھنا گناہ کبیرہ ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان کو دیکھنے سے توبہ کریں اور اپنے بچوں کو ان سے بچائیں تاکہ ان کے گھروں میں اسلامی ماحول پیدا ہو اور آخرت اچھی ہو اور جو لوگ ڈرامے وغیرہ بناتے اور ان میں کام کرتے ہیں وہ خود بھی ان سے بچیں اور عوام مسلمین کو بھی بچائیں ورنہ قرآن شریف میں ہے کہ جو لوگ فحاشی اور بے حیائی پھیلاتے ہیں ہم ان کو دردناک عذاب دیں گے اور ہاں کمپیوٹر پر انٹرنیٹ کے فحش پروگرام بنانا، چلانا اور دیکھنا یہ سب بھی حرام ہیں۔ ان میں بھی شرکت کرنے والوں کو دردناک عذاب ہوگا اور جو لوگ ان کے دیکھنے اور کرنے کی عادت بنائیں گے وہ یقیناً جہنم کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

جھوٹ بولنے سے فرشتے دور ہو جاتے ہیں

(حدیث ۱۰۱۰) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ کَذْبَةً تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَکُ مِیْلًا مِنْ نَتَنِ مَاجَاءَ بِهٖ-(ت حل) عن ابن عمر—(ح)(۱۰۱۰)

(ترجمہ) جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو اس کا اعمال لکھنے والا فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے اس سے ایک میل دور ہو جاتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

ایک میل کی مقدار یا تو تا حد نظر ہے یا ہموار زمین پر دور سے نظر آنے والے شخص کی مسافت جتنا ہے، جس سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ شخص مرد ہے یا عورت، یا جا رہا ہے یا آ رہا ہے اور اہل ہیئت کے نزدیک تین ہزار ہاتھ کو ایک میل کہتے ہیں اور محدثین کے نزدیک چار ہزار ہاتھ کو۔ معنی حدیث سے بظاہر یہی ہے کہ یہاں میل سے مراد کثرت مسافت ہے۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ فرشتے کا پیاز اور لہسن کی بو سے دور ہونا اور اس سے ایذاء پانا جب ثابت ہے تو جھوٹ سے اس کو بدرجہ اولی ایذاء ہوتی ہے۔

اس حدیث سے بعض علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ فرشتے اس شخص سے بدبو محسوس کرتے ہیں جب وہ گناہ کا کوئی بول بولتا ہے۔

کیا یہ بدبو حسی ہوتی ہے یا معنوی اس میں دونوں احتمال ہیں، بعض حضرات نے حسی کو ترجیح دی ہے اور اس کا ہمیں ادراک نہ ہونا کوئی مغنی نہیں رکھتا کیونکہ جیسا کہ ابن عربیؒ نے لکھا ہے کہ اس کا ہماری ناک پر حجاب لگا ہوا ہے جو اس کی بدبو کو ہمیں محسوس نہیں ہونے دیتا بلکہ اکابر مؤمنین اس کو حسی طور پر محسوس بھی کرتے ہیں جیسا کہ امام احمدؒ نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ: کنا مع النبی ﷺ فارتفعت ریح منتنة فقال اتدرون ماهذه الریح؟ هذه ریح الذین یغتابون المؤمنین.

(ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک ایک بدبو اٹھی، آپؐ نے پوچھا کیا تم جانتے ہو یہ کیسی بدبو ہے؟ یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مؤمنین کی غیبت کرتے ہیں)۔

اس حدیث سے صوفیاء کی ایک جماعت نے یہ اخذ کیا ہے کہ نماز پڑھنے اور ذکر

۱۰۱۰ (الجامع الصغیر: ۸۴۰) ــــ رواه الترمذی (۱۹۷۸) وابونعیم فی ترجمة ابن ابی داود فی الحلیة (۸: ۱۹۷) وقال الترمذی جید غریب ومن ثم حسنه السیوطی. مشکوة (۴۸۴۴).

کرنے والے پر ضروری ہے کہ وہ ظاہر و باطن کو پاک رکھے تاکہ اس شخص سے اہل حضرت الٰہیہ انبیاء ملائکہ اور اولیاء کو اس کے گناہوں کی بدبو سے ایذاء نہ ہو خصوصاً منہ سے جب کہ وہ اس سے ایسی بات کرے جو اس کے لئے کرنا حلال نہ تھی کیونکہ بارگاہ قدسی کے اہل حضرات اپنے رقت حجاب اور طہارت باطن کی وجہ سے اعمال بد کی بو کو سونگھ لیتے ہیں اسی لئے حضرت مالک بن دینارؒ نے فرمایا تھا: ''قسم بخدا اگر لوگ گناہوں کی بدبوئیں اسی طرح سے سونگھتے جس طرح سے میں ان کو سونگھتا ہوں تو ان کو میری بدبو کی وجہ سے میرے ساتھ بیٹھنے کی ہمت نہ ہوتی''۔

دیگر اقوام میں جھوٹ کی مذمت

دیگر اقوام اور مذاہب بھی جھوٹ کی قباحت پر متفق ہیں۔ تفسیر کشاف میں آیت وما شهدنا مهلک اَهله وانا لصادقون. (اور ہم ان کے متعلقین کے مارے جانے میں موجود نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں)۔ یہ آیت اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ جھوٹ ان کفار کے نزدیک بھی قبیح ہے جو شریعت کو نہیں جانتے' حالانکہ ان کفار نے اللہ کے نبی کے قتل کا ارادہ کیا تھا لیکن اپنی طرف جھوٹ کی نسبت کو پسند نہ کیا اور حیلہ کے ساتھ اپنی بات میں سچ کو داخل کر دیا تاکہ اس انداز سے وہ جھوٹ سے بَری ہوں۔

فرشتوں کو گناہوں سے ایذا ہوتی ہے

بعض علماء فرماتے ہیں کہ کل جہان عالم ملائکہ سے پُر ہے۔ ان کو ان کے مقامات گناہوں کے ساتھ ملوث کر کے ایذاء نہ دو' ان کو ایذاء دینا ہم پر حرام ہے' جہان میں کسی جگہ ایک بالشت برابر بھی جگہ ایسی نہیں جہاں کسی نہ کسی فرشتہ کی پیشانی نہ ٹکی ہو جیسا کہ ہماری کتاب ''فرشتوں کے عجیب حالات'' میں بہت سی احادیث کے حوالہ سے ثابت ہے' پس کل جہان فرشتوں کے لئے مسجد ہے' پس ان کو گناہوں اور گناہوں کی بدبو سے اذیت ہوتی ہے اور گناہوں سے کنارہ کشی سے' شرمگاہ ظاہر نہ کرنے سے اور قبیح چیزوں پر عمل نہ کرنے سے ان ملأ اعلیٰ کا اکرام ہے جو قلوب بنی آدم' ارواح اور عالم ملکوت کے نفوس کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔

تکبر سے بچو

(حدیث ۱۰۱۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِجْتَنِبُوا التَّكَبُّرَ، فَإِنَّ الْعَبْدَ لَا يَزَالُ يَتَكَبَّرُ حَتّٰى يَقُوْلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اُكْتُبُوا عَبْدِي هٰذَا فِي الْجَبَّارِيْنَ ـ أبو بكر بن لال فى مكارم الاخلاق، وعبد الغنى بن سعيد فى إيضاح الاشكال (عد) عن أبى أمامة. (۱۰۱۱)

(ترجمہ) تکبر سے بچو(۱) بندہ ہمیشہ تکبر کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے اس بندے کو جبارین (۲) میں لکھ دو۔

(لطائف ومعارف)

(۱) تکبر کا معنی اپنی تعظیم کرنا اور دوسرے کو حقیر جاننا ہے۔

تکبر کی آفات بہت ہیں، ہر بدخلقی تکبر سے نکلتی ہے، علماء، عباد اور زہاد بھی بسا اوقات اس سے خالی نہیں ہوتے، وہ اس طرح سے کہ کبھی تو وہ اپنے بہت سے پیروکاروں کی وجہ سے اتراتے ہیں اور کبھی ایک عالم چل رہا ہوتا ہے تو اس کے مریدین اردگرد حلقہ باندھے رہتے ہیں، اگر وہ عالم اور صوفی تنہا رہ جائے تو اس کو یہ اچھا نہیں لگتا حالانکہ متکبر کے لئے اور کوئی وعید نہ ہوتی سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس سے اپنی محبت کی نفی کی ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جس کے دل میں ایک ذرہ برابر تکبر ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا تو یہ وعید بھی کافی تھی۔

(۲) جبار، سرکش متکبر کو کہتے ہیں اور یہ سرکشی سرکش کو جہنم میں پہنچا دیتی ہے اور وہ شخص کامیاب رہتا ہے جو سرکشی سے باز رہے اور تکبر کو چھوڑنا لوگوں کے شر سے سلامتی کی طرف پہنچنے کا بہترین طریقہ ہے۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

۱۰۱۱ (الجامع الصغير: ۱۷۴) ـــ ابوبكر بن لال فى مكارم الاخلاق، وعبدالغنى بن سعيد فى ايضاح الاشكال، كامل ابن عدى، وهو حديث ضعيف غريب.

التواضع من اخلاق الكرام والتكبر من اخلاق اللئام، وارفع الناس قدرا من لايرى قدره، واكبرهم فضلا من لايرى فضله.

(ترجمہ) تواضع اختیار کرنا اونچے درجہ کے حضرات کے اخلاق میں سے ہے اور تکبر کرنا گھٹیا لوگوں کی عادات میں سے ہے، قدر و منزلت کے طور پر لوگوں میں وہ شخص بڑا درجہ رکھتا ہے جو اپنی قدر نہ دکھلائے اور ان میں بڑی فضیلت کا آدمی وہ ہے جو اپنی فضیلت نہ جتلائے۔

بری خصلت والے اور چیخنے والے کو اللہ پسند نہیں کرتا

(حدیث ۱۰۱۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يُحِبُّ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ، وَلَا الصَّيَّاحَ فِي الْاَسْوَاقِ—(خد) عن جابر—(ح). (۱۰۱۲)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ بری خصلتوں کو پسند نہیں کرتے اور نہ ہی بری خصلتوں کے اپنانے کو اور نہ ہی بازاروں (اور راستوں اور لوگوں کے مجمعوں) میں چیخنے چلانے کو۔

بیوی سے لواطت حرام ہے

(حدیث ۱۰۱۳) حضرت خزیمہ بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ، لَا تَاْتُوا النِّسَاءَ فِيْ اَدْبَارِهِنَّ—(ن، ٥) عن خزيمة بن ثابت—(ح). (۱۰۱۳)

۱۰۱۲ لہ (الجامع الصغير: ۱۸۲۹) ــــ رواه البخاري في الادب المفرد وابن ابي الدنيا وقال الزين العراقي وسنده ضعيف قال ولابن ابي الدنيا والطبراني (۱: ۱۲۸، ۱۲۹) عن اسامة بن زيدؓ ان الله لايحب الفاحش المتفحش وسنده جيد وفي مسلم من حديث عائشة ان الله لايحب الفحش والتفحش ابو داود في الادب (باب ٦) مستدرک حاكم (۱: ۷۵، ۴: ۵۱۳) الترغيب والترهيب (۳: ۳۷۹).

۱۰۱۳ لہ (الجامع الصغير: ۱۸۲۲) ــــ رواه النسائي وابن ماجة (۱۹۲۴) وقال المنذري رواه باسانيد احدها جيد اهـ ترمذي (۱۱۶۴) مسند احمد (۱: ۸۶، ۴: ۳۴۲، ۵: ۲۱۳، ۲۱۴).

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا' تم عورتوں کے ساتھ لواطت نہ کرنا۔

(لطائف ومعارف)

لواطت کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ پائخانہ کا مقام کھیتی کی جگہ نہیں ہے بلکہ کھیتی کی جگہ وہ ہے جہاں سے بچہ کی پیدائش ہوتی ہے' جب حلال مقام ماہواری کے ایام میں حرام ہو جاتا ہے تو اسی وجہ سے پائخانہ کا مقام حرام ہے۔ جس میں ہر وقت گندگی رہتی ہے کیونکہ جو جگہ وقتی گندگی (ماہواری) کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہے تو وہ جگہ جہاں سے کبھی بھی وقت گندگی ختم نہیں ہوتی وہ زیادہ اس کے لائق ہے کہ وہ حرام ہو۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لواطت جیسے گھناؤنے فعل سے روکنے کیلئے بطور تمہید کے ان اللہ لایستحیی من الحق کے کلمہ کو ذکر کیا کہ ''اللہ تعالیٰ حق بات کے اظہار میں نہیں شرماتا'' پھر اس گھناؤنے عمل سے روکا' اسی وجہ سے جمہور اسلاف واخلاف علماء نے اس کے حرام ہونے پر اتفاق کیا ہے''۔

زمین کے سب سے اچھے اور برے مقامات

(حدیث ۱۰۱۴) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

شَرُّ الْبُلْدَانِ اَسْوَاقُهَا—(ک)عن جبیر بن مطعم—(صح)(۱۰۱۴)

(ترجمہ) شہروں کے سب سے برے حصے ان کے بازار ہیں۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ برے حصے بازار ہیں تو بہترین حصے مساجد ہیں۔ بازاروں کے رہنے والے اکثر لوگ فاسق اور حرص میں مشغول ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بے پرواہ ہوتے ہیں' سوائے اس شخص کے کہ جو طلب حلال کا ارادہ رکھتا ہو تا کہ اس سے اپنے دین اور عزت کو محفوظ کر سکے۔

۱۰۱۴ (الجامع الصغیر: ۴۸۶۹)___ رواہ الحاکم واحمد وابویعلی عن جبیر بن مطعم وابن حبان فی صحیحہ عن ابن عمر بلفظہ وکنز العمال (ص۹۲۹۸' ۳۵۱۶۲).

اس حدیث کو حضرت عمرؓ نے جس طرح روایت کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ایک یہودی عالم نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: ''زمین کا کون سا ٹکڑا افضل ہے؟ تو حضور ﷺ خاموش رہے پس حضرت جبریل تشریف لائے تو حضور ﷺ نے ان سے پوچھا: تو انہوں نے بھی فرمایا کہ پوچھا جانے والا پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا' مگر میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے پوچھتا ہوں پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد! میں آج اللہ کے اتنا قریب ہوا ہوں کہ ایسا کبھی بھی نہیں ہوا اور انہوں نے بتایا کہ میرے اور اس کے درمیان نور کے ستر ہزار پردے تھے پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: سب سے بری جگہیں بازار ہیں اور سب سے اچھی جگہیں مساجد ہیں۔

کبیرہ گناہ والا بھی جنت میں جائیگا

(حدیث ۱۰۱۵) حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ بَشِّرْ أُمَّتَکَ أَنَّهٗ مَنْ مَاتَ لَا یُشْرِکُ بِاللهِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ. قُلْتُ یَا جِبْرِیْلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰی، قال نَعَمْ، قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰی، قَالَ نَعَمْ، قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰی، قَالَ نَعَمْ وَإِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ—(حم ت ن حب)عن أبی ذر — (صح) (۱۰۱۵)

(ترجمہ) میرے پاس جبریل آئے اور فرمایا: ''اپنی امت کو بشارت سناویں کہ جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ اس نے اللہ کے ساتھ شرک نہیں کیا تھا (۱) وہ جنت میں داخل ہوگا' میں نے کہا: اے جبریل! اگرچہ اس نے چوری کی ہو' زنا کیا ہو؟ (۲) فرمایا: ہاں! میں نے کہا: اگرچہ اس نے چوری کی ہو زنا کیا ہو؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: اگرچہ اس نے چوری کی ہو' زنا کیا ہو؟ فرمایا: ہاں۔ اگرچہ اس نے شراب بھی پی ہو۔ (۳)۔

۱۰۱۵ (الجامع الصغیر: ۷۷)___ حدیث صحیح مسند احمد' ترمذی' نسائی' ابن حبان. علل الحدیث (۲۱۳۵) کنز العمال (۴۱۵۷۳).

(لطائف ومعارف)

(۱) حدیث میں شرک نہ کرنے کی شرط اس وجہ سے ہے کہ اس وقت وہاں اس کے علاوہ کوئی بیماری نہیں تھی، مگر اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جس پر ایمان لانا ضروری ہے، اجمال کا اجمالاً اور تفصیل کا تفصیلاً، اگر عقائد صحیح نہ ہوئے تو جنت میں داخلہ بالکل نہ ہوگا۔ جنت میں داخلہ کی ادنی شرط عقائد کا درست ہونا ہے۔ اگر کوئی شخص اجمالی اور تفصیلی عقائد کی معرفت کے بعد یہ عقیدہ رکھے کہ یا اللہ یہ میری ناقص فہم میں ہے اگر کسی عقیدہ میں مجھ سے غلطی یا کوتاہی ہو تو میں ایسے عقیدہ سے براءت کا اظہار کرتا ہوں میرا عقیدہ وہی ہے جو تیرے نزدیک درست ہے تو انشاء اللہ اخروی نجات حاصل ہو جائے گی۔

اگر کوئی شخص کبیرہ گناہوں پر مصر ہوگا تب بھی جنت میں داخل ہوگا۔ چاہے سزا بھگتنے کے بعد سہی۔

(۲) حدیث میں کبائر میں سے صرف ان دو ''زنا اور چوری'' کے ذکر پر ہی اکتفاء کیا ہے، کیونکہ حق یا تو اللہ کا ہوتا ہے یا بندوں کا، زنا کا ذکر کر کے اللہ کے حق کا ذکر کر دیا اور چوری کا ذکر کر کے بندوں کے حق کا ذکر کر دیا اور یہ بیان فرمایا کہ جنت میں داخلہ ان دونوں حقوق سے اجتناب پر موقوف نہیں ہے۔

علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں قتل کے بجائے چوری کا ذکر کیا اس لئے کہ چوری کثرت سے ہوتی ہے اور قتل کبھی کبھی۔

جو لوگ کبیرہ گناہوں کے مرتکب کو دائمی جہنمی قرار دیتے ہیں، یہ حدیث ان کی کمر توڑ رہی ہے، دیکھو کتنا صراحت سے موجود ہے کہ جس نے ایمان کے بعد صرف شرک نہ کیا وہ جنت میں داخل ہوگا حالانکہ کبیرہ گناہ کتنے زیادہ ہیں، اگر ان کی تفصیل دیکھنی ہو تو ابن حجر مکیؒ کی الزواجر، ذہبیؒ کی الکبائر اور ابن نجیمؒ کا رسالہ جو انہوں نے کبائر کی تفصیل میں لکھا ہے اور رسائل ابن نجیم میں مطبوع ہے دیکھ لیں۔

(۳) یہ جملہ اس کبیرہ گناہ کی نحوست و برائی پر دلالت کر رہا ہے کیونکہ یہ عقل میں خلل

ڈالتا ہے جو انسان اور حیوان کے درمیان تمیز کا مدار ہے۔

گھنٹی شیطان کا باجا ہے

(حدیث ۱۰۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْجَرَسُ مَزَامِيْرُ الشَّيْطَانِ—(حم،م،د)عن ابی هريرة—(صح)(۱۰۱۶)

(ترجمہ) گھنٹی شیطان کے مزامیر میں سے ہے۔

(لطائف ومعارف)

گھنٹی کو شیطان کی طرف منسوب کیا گیا ہے کیونکہ اس کی آواز ذکر اور فکر سے غیر متوجہ کر دیتی ہے' اس لئے سفر اور حضر میں اس کا ساتھ رکھنا مکروہ ہے اور سننے والے کو چاہئے کہ وہ جب اس کو سنے تو کان بند کر لے لیکن افسوس سے اس بات کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ حضور ﷺ نے تو گھنٹی کی آواز سننے سے منع فرمایا' مگر اب آلات لہود ولعب وموسیقی ایجاد ہو چکے ہیں اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ ہر گھر تک ان کی رسائی ہو چکی ہے اور انہیں ہر گھر کی ضرورت سمجھا جا رہا ہے' سوچنے کا مقام ہے کہ جب گھنٹی کی اتنی ممانعت ہے تو ٹی وی وغیرہ کی کتنی زیادہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

منافق کی چار علامات

(حدیث ۱۰۱۷) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَرْبَعٌ" مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقاً خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ" مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ" مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ،

۱۰۱۶ (الجامع الصغیر:۳۶۱۷) ــ رواہ احمد (۲:۳۷۲) ومسلم (۱۰۴) ابو داود ورهم الحاكم فاستدركه حديث صحيح سنن كبرى للبيهقي (۵:۲۵۳) مستدرک حاكم (۱:۴۴۵) كنز العمال (۱۷۵۶۷) شرح السنة (۱۱:۲۶) مشكوة (۳۸۹۵).

وَاذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَاِذَاخَاصَمَ فَجَرَ۔(حم،ق،۳) عن ابن عمرو (صح).(۱۰۱۷)

(ترجمہ) چار خصلتیں ایسی ہیں جو جس شخص میں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس شخص میں ان خصلتوں میں سے کوئی ایک خصلت ہوگی تو وہ نفاق کی خصلت ہوگی حتیٰ کہ وہ اس کو چھوڑ دے۔

(۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) اور جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے (۳) اور جب معاہدہ کرے تو اس میں دھوکہ دے (۴) اور جب جھگڑا کرے تو حق کی بجائے باطل کی طرف مائل ہو۔

(لطائف ومعارف)

قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں احتمال ہے کہ یہ علامات حضور ﷺ کے زمانہ کے منافقین کی ہوں اور آپؐ نے نور وحی سے ان کے احوال باطنیہ کو جان لیا ہو.....اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں منافق سے عرفی منافق مراد ہو اور عرفی منافق وہ ہوتا ہے جس کا باطن ظاہر کے مخالف ہو۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ ان چاروں خصلتوں میں سے زیادہ قبیح خصلت جھوٹ بولنے کی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے "ولهم عذاب اليم بما كانوا يكذبون" فرمایا ہے۔(یعنی ان کے جھوٹ بولنے کے سبب ان کو دردناک عذاب ہوگا)۔

وعدہ خلافی کا گناہ اس سے کچھ کم ہے۔

گناہگار نمازی کے کونسے اعضاء جہنم سے محفوظ رہیں گے؟

(حدیث ۱۰۱۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۰۱۷ (الجامع الصغیر: ۹۱۶) ــــ رواہ احمد (۲: ۱۸۹) والبخاری (۱: ۱۵) ومسلم فی الایمان (۱۰۶) والنسائی وابو داود والترمذی (۲۶۳۲) وابن ماجة ومسند کبری للبیهقی (۹: ۲۳۰) تاریخ دمشق لابن عساکر (۱۰: ۴۸۹) مشکوة (۵۶).

تَاْكُلُ النَّارُ ابْنَ آدَمَ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ، حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّوَ جَلَّ عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ۔(۵)عن ابی هریرة.(۱۰۱۸)

(ترجمہ) گناہ گار مسلمان کے بدن کو جہنم کی آگ کا عذاب پہنچے گا مگر سجدہ کی جگہ محفوظ رہے گی اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کیا ہے کہ وہ سجدہ کی جگہ کو کھائے۔

(لطائف ومعارف)

سجدہ کی جگہ سے یا تو پیشانی مراد ہے یا وہ تمام اعضاء مراد ہیں جو سجدہ کے وقت زمین پر رکھے جاتے ہیں جیسے دونوں ہاتھ دونوں پاؤں دونوں گھٹنے اور پیشانی ان مقامات کو جہنم کی آگ نمازی کے اکرام اور ان کے اظہار فضیلت کی وجہ سے ضرر نہ پہنچائے گی۔

فقر اور حسد کی خطرناکیاں

(حدیث ۱۰۱۹) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَكُوْنَ كُفْرًا، وَكَادَ الْحَسَدُ اَنْ يَكُوْنَ سَبَقَ الْقَدَرَ۔(حل)عن انس.(۱۰۱۹)

(ترجمہ) قریب ہے کہ فقر کفر تک پہنچا دے اور قریب ہے کہ حسد تقدیر پر سبقت لے جائے۔

(لطائف ومعارف)

فقر کے کفر میں لے جانے کی وجہ تو ظاہر ہے کہ آدمی محتاج ہوتا ہے تو لالچ میں کوئی اور مذہب اختیار کر لیتا ہے یا فقر وفاقہ میں کفر کے کلمات زبان سے نکالتا ہے لیکن جو لوگ

۱۰۱۸ (الجامع الصغیر: ۳۲۲۹) ــــ رواه ابن ماجة (۳۴۴۳) مستدرک حاکم (۴: ۴۱۱).

۱۰۱۹ (الجامع الصغیر: ۶۱۹۹) ــــ رواه ابونعیم فی حلیة الاولیاء والبیهقی فی الشعب والطبرانی من وجه آخر بلفظ: کاد الحسدان یسبق القدر وکادت الحاجة ان تکون کفرا قال السخاوی طرقه کلها ضعیفة وقال الزرکشی لکن یشهد ما خرجه النسائی وابن حبان فی صحیحه عن ابی سعیدؓ مرفوعا اللّٰهم انی اعوذ بک من الفقر والکفر فقال رجل ویعتدلان؟ قال نعم. اتحاف السادة (۸: ۵۲) درمنثور (۶: ۴۲۰) مشکوة (۵۰۵۱)

فقر و فاقہ پہ صبر کرتے ہیں اور غلط طریقہ اختیار نہیں کرتے تو ان کا ایمان محفوظ رہتا ہے۔

اور حسد کے تقدیر پر سبقت لے جانے کا مطلب یہ ہے کہ حاسد محسود کے بارے میں یہ حسد کرتا ہے کہ یہ چیز جو اس کو حاصل ہے کیوں حاصل ہے؟ یہ اس کا مستحق نہیں ہے حالانکہ یہ نعمتوں کی تقسیم اللہ کی جانب سے ہوتی ہے لیکن وہ اس تقدیر کا انکار کر بیٹھتا ہے اور راضی برضائے خدا نہیں ہوتا اور وہ اپنے حسد کو تقدیر کے علم پر غالب کر دیتا ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ یہ نعمت جو اس شخص کو حاصل ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے فیصلہ کے مطابق ہے، جس طرح سے کہ کسی سے نعمت چھن جائے تو وہ بھی اللہ کے فیصلہ اور تقدیر سے چھینی جاتی ہے، اس لئے حسد کرنا تقدیر کا انکار کرنا ہے اور تقدیر کا انکار کفر ہے۔ اس لئے بعض دفعہ حاسد کافر ہو جاتا ہے، حاسد کی غرض محسود سے نعمت کا زوال ہے اگر وہ محسود کی نعمت کو من جانب اللہ سمجھتا تو وہ اس سے حسد نہ کرتا اور یہ خیال رکھتا کہ سب کچھ اللہ کی تقدیر سے ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک اسرائیلی کو عرش خداوندی کے پائے سے لپٹے ہوئے دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: باری تعالیٰ! یہ کون سے نیک عمل سے اس درجہ کو پہنچا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے والدین کی خدمت سے اور اس وجہ سے کہ میں نے جس شخص کو جو نعمت دی اس نے اس پر حسد نہیں کیا اور ایک تیسری وجہ بھی اس روایت میں ذکر کی گئی ہے لیکن وہ اس وقت راقم الحروف کو مستحضر نہیں ہے۔

پس آدمی کو چاہئے کہ وہ حاسد نہ بنے کیونکہ حسد کا معنی ہے جو نعمت اس کے پاس ہے وہ اس سے زائل ہو کر مجھے ملے یا کم از کم یہ ہے کہ مجھے نہ ملے تو اس کے پاس بھی نہ ہو۔ قرآن شریف میں وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ کے تحت بھی حسد کی خطرناکی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

چھ مجالس گناہ کا کفارہ ہیں

(حدیث ۱۰۲۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سِتَّةُ مَجَالِسِ الْمُؤْمِنِ ضَامِنٌ عَلَى اللهِ تَعَالٰى مَا كَانَ فِيْ شَيْءٍ

مِنْهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، اَوْمَسْجِدِ جَمَاعَةٍ اَوْعِنْدَ مَرِیْضٍ، اَوْفِیْ جَنَازَةٍ، اَوْفِیْ بَیْتِهٖ، اَوْعِنْدَ اِمَامٍ مُقْسِطٍ یُعَزِّرُهٗ وَیُوَقِّرُهٗ – (طب)عن ابن عمرو–(ح). (۱۰۲۰)

(ترجمہ) مؤمن کی چھ مجالس ایسی ہیں جو کچھ اس میں واقع ہو اس کی ضمان اللہ پر ہے، جہاد فی سبیل اللہ، جامع مسجد، مریض کی مجلس، جنازہ کی مجلس یا اس آدمی کا اپنا گھر جس میں وہ (تنہا) رہتا ہو یا عدل کرنے والے حکمران کی مجلس جو اس میں شرعی حدود اور تعزیرات کو قائم کرتا ہو اور شریعت کے وقار کو باقی رکھتا ہو۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں ان چھ قسم کی مجالس قائم کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اگر کوئی شخص ایسی مجالس میں کوئی بھول چوک کر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف کردے گا، یا یہ معنی ہے کہ اگر کوئی شخص ان مجالس میں موجود تھا اور انہیں میں فوت ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے کہ وہ اس کو اس مجلس کی برکت سے قیامت کی ہولناکیوں سے بچا کر جنت میں داخل کردے گا اور ان مجالس کو اس کے گناہوں کا کفارہ کردے اور مغفرت کا یہ انعام اس آدمی کو اس وقت حاصل ہوگا جب وہ ان چھ مقامات میں سے کسی ایک مقام میں ہو اور اس پر موت آجائے۔

مؤمن کو برا بھلا کہنا

(حدیث ۱۰۲۱) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

سَابُّ الْمُؤْمِنِ كَالْمُشْرِفِ عَلَى الْهَلَكَةِ–(طب) عن ابن عمرو– (صح). (۱۰۲۱)

۱۰۲۰ (الجامع الصغیر: ۴۶۵۹) ___ رواه البزار وقال الزين العراقی رجاله ثقات، ورواه الطبرانی ایضا.

۱۰۲۱ (الجامع الصغیر: ۴۶۱۳) ___ رواه الطبرانی فی الکبیر والبزار فی مسنده وکذا أحمد والدیلمی قال المنذری إسناده جید والهیثمی رجاله ثقات السلسلة الصحیحة (۱۸۷۸).

(ترجمہ) مؤمن کو برا بھلا کہنے والا ہلاکت میں پڑنے والے کی طرح ہے۔

(لطائف ومعارف)

یا تو ایسے شخص کے لئے آخرت کی ہلاکت مراد ہے کہ حق العبد معاف نہیں ہوتا اور قیامت میں اگر حقدار نے معاف نہ کیا تو سزا ملے گی یا اس سے وہ مؤمن مراد ہے جو گناہوں سے محفوظ ہو اور اس کو برا بھلا کہا جائے۔

نماز سے صغیرہ گناہ معاف

(حدیث ۱۰۲۲) حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وَضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَالَمْ تُؤْتَ كَبِيرَةً، وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ—(م)عن عثمان—(صح)(۱۰۲۲)

(ترجمہ) جس کسی مسلمان آدمی کے سامنے فرض نماز کا وقت ہوتا ہے اور وہ اس کے لئے اچھی طرح وضو کرتا ہے اور اس نماز کو خشوع اور رکوع سے ادا کرتا ہے (اور دیگر ارکان بھی اچھے طریقہ سے ادا کرتا ہے) تو یہ نماز اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے جب تک کہ (اس نماز سے پہلے) کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے اور یہی فضیلت ساری عمر کی نمازوں کے لئے ہے۔

نو ذی الحجہ کا روزہ

(حدیث ۱۰۲۳) حضرت قتادہ بن نعمانؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ سَنَتَيْنِ سَنَةً أَمَامَهُ، وَسَنَةً خَلْفَهُ—(ه)عن قتادة بن النعمان—(صح). (۱۰۲۳)

۱۰۲۲ ؎ (الجامع الصغير: ۸۰۰۳) ـــ رواه مسلم فی الطهارة (۷) مسند احمد (۵: ۲۶۰) مجمع الزوائد (۱: ۲۹۸) مشكوة (۲۸۶)

۱۰۲۳ ؎ (الجامع الصغير: ۸۷۸۱) ـــ رواه ابن ماجة (۱۷۳۱) وفيه ضعف من هشام بن عمار وعياض بن عبدالله ولكن صححه السيوطی برمز الصحته. مجمع الزوائد (۳: ۱۸۹)

(ترجمہ) جس شخص نے نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھا' اللہ تعالیٰ اس کے دو سال کے گناہ معاف کردیں گے۔ اگلے سال کے بھی اور پچھلے سال کے بھی۔

(لطائف ومعارف)

علامہ بلقینیؒ فرماتے ہیں: لوگوں کی کئی اقسام ہیں' کچھ تو وہ ہیں جن کے نہ صغیرہ گناہ ہیں نہ کبیرہ' ان کا نو ذی الحجہ کا روزہ ان کیلئے درجات ہی بڑھاتا ہے اور جن کے فقط صغیرہ گناہ ہوں اور ان پر ان کو اصرار بھی نہ ہو تو یہ روزہ ایسے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے جب تک کہ کبائر سے اجتناب موجود ہو اور جس کے چھوٹے گناہ ہوں اور ان پر اصرار بھی ہو تو ایسے گناہ عمل صالح جیسے نماز اور روزہ ہے اس سے معاف ہو جاتے ہیں اور جس شخص کے کبیرہ اور صغیرہ دونوں طرح کے گناہ ہوں تو عمل صالح فقط صغیرہ گناہوں کا کفارہ بنتا ہے اور جس شخص کے کبیرہ گناہ ہوں تو وہ اس کے نیک عمل کی بقدر معاف ہوں گے (اگر اس کا نیک عمل کبیرہ گناہ کے برابر ہوگا تو پورا گناہ معاف ہوگا اور اگر اس سے کم ہوگا تو جس درجہ کا ہوگا اتنے ہی درجہ کی معافی ہوگی اور بقیہ گناہ اس کے سر پر باقی رہے گا)۔

ظلم اور بخل

(حدیث ۱۰۲۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوا الظُّلْمَ، فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَاِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَحَمَلَهُمْ عَلٰى أَنْ سَفَكُوْا دِمَائَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ — (حم 'خد'م) عن جابر (صح) (۱۰۲۴)

(ترجمہ) (۱) ظلم کرنے سے بچو' کیونکہ ظلم قیامت کے اندھیروں میں سے ہے' اور (۲) بخل سے بچو کیونکہ بخل نے آپ لوگوں سے قبل والوں کو ہلاک کر دیا تھا اور ان کو اس بات پر برانگیختہ کیا تھا کہ وہ اپنے خون بہائیں اور ایک دوسرے کی عورتوں کو حلال کرلیں۔

۱۰۲۴ (الجامع الصغیر: ۱۳۶) ___ مستدرک حاکم (۱: ۱۱) مسند احمد (۲: ۹۲) بخاری فی الادب' صحیح مسلم' فتح الباری (۵: ۱۰۰).

(لطائف ومعارف)

(۱) ظلم کا معنی ناحق طور پر دوسرے کا مال لینا' استعمال کرنا اور اس کی ہتک عزت وغیرہ کرنا ہے' بعض حضرات فرماتے ہیں: خوشحالی کو سب سے زیادہ مٹانے والی چیز ظلم پر کمربستہ رہنا ہے اور قیامت کے دن ظالم دنیا میں اپنے کئے ہوئے ظلم کی وجہ سے بھٹکتا رہے گا وہ اپنا قدم اٹھا کر کسی ہموار جگہ پر رکھنا چاہے گا تو وہ جہنم کے گڑھوں میں سے کسی گڑھے میں جا پڑے گا۔

ظلم کی خیزی اور پرورش تاریک دل سے ہوتی ہے' اگر یہ نور ہدایت سے منور ہو تو غلط راستوں سے پرہیز کرے۔

حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن ظالموں کو لایا جائے گا پھر ان کو آگ کے تابوتوں میں بند کر کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

(۲) بخل کو ظلم کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کیونکہ یہ بھی ظلم کی اقسام میں سے ہے اور اس میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ بخل ظلم کی سب سے بڑی قسم ہے کیونکہ دنیا کی محبت اور لذت کے نتائج میں سے ہے۔

غنی کا بھیک مانگنا

(حدیث ۱۰۲۵) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَسْأَلَةُ الْغَنِيِّ شَيْنٌ فِيْ وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔(حم)عن عمران۔(ح).(۱۰۲۵)

(ترجمہ) غنی کا مانگنا قیامت کے دن اس کے چہرہ پر عیب اور عار ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

یہاں غنی سے مراد ایسا شخص ہے جس کے پاس کھانے پینے کے لئے موجود ہے اور

۱۰۲۵ (الجامع الصغیر: ۸۱۷۸) ــــ رواہ احمد فی مسندہ (۴:۴۳۶) طبرانی فی الکبیر (۱۸: ۱۶۲، ۱۶۴) مجمع الزوائد (۳:۹۶) ورمز السیوطی لحسنہ وقال الھیثمی رجالہ رجال الصحیح.

صاحب نصاب ہے، یہ شخص لوگوں سے ان کے اموال طلب کرتا ہے اور اپنے فاقہ کا اظہار کرتا ہے کہ میں بھوکا ہوں۔ میرے بچے بھوک سے مر رہے ہیں جیسا کہ آج کل عادی فقیروں کی حالت ہے، ان کا مقصد اپنا مال بڑھانا ہوتا ہے، قیامت کے دن جب یہ لوگ پیش ہوں گے تو ان کا یہ مانگنا ان کے چہرہ پر عیب اور عار ہوگی کیونکہ ان لوگوں نے مانگنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمت کا انکار کیا حالانکہ اس کا شکر کرنا واجب تھا۔

گناہ کا خیال آنا گناہ نہیں ہے

(حدیث ۱۰۲۶) حضرت ام ہانیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِہٖ اَنْفُسَھَا، مَالَمْ تَتَکَلَّمْ بِہٖ اَوْ تَعْمَلْ بِہٖ۔(ق، ۴)عن ابی ھریرۃ(طب) عن عمران بن حصین — (صح). (۱۰۲۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے میری امت کے اس گناہ سے درگذر کر دیا ہے جس کا دل میں خیال اور وسوسہ آجاتا ہے، جب تک کہ اس کو زبان سے نہ بولے یا اس پر عمل نہ کرے۔

(لطائف ومعارف)

علامہ نوویؒ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ علماء نے فرمایا کہ وہ خیالات جو دل میں خود بخود آتے ہیں اور ٹھہرتے نہیں چاہے وہ غیبت سے متعلق ہوں یا کفر وغیرہ سے اور خیال آنے کے بعد آدمی اپنے خیال کو ان سے پھیر لیتا ہے تو وہ کافر اور فاسق نہیں ہوگا اور ان کی وجہ سے اس پر کوئی گناہ وغیرہ بھی نہیں ہوگا۔

علامہ ابن العربیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دل کو جاری اور خیالات کی طرف

۱۰۲۶ (الجامع الصغیر: ۱۷۰۴) — رواہ البخاری (۲: ۱۹۰) ومسلم فی الایمان (۲۰۲۱) والنسائی (۶: ۱۵۷) ولہ داود (۲۲۰۹) والترمذی وابن ماجۃ (۲۰۴۰، ۲۰۴۸) عن ابی ھریرۃ. والطبرانی فی الکبیر عن عمران بن حصین و فیہ من طریق الطبرانی المسعودی وقد اختلط وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح ذکرہ الھیثمی.

متحرک ہونے والا پیدا کیا ہے اور چاہے کوئی چیز حاضر ہو یا غائب' محال ہو یا جائز' حق ہو یا باطل اور معقول ہو یا خیالی' ان کی طرف مائل ہونے والا بنایا ہے' پس اللہ کی حکمت بالغہ اور حجت غالبہ ہے کہ وہ انسان کے دل میں آنے والے خیالات کو معاف کر دیتا ہے اور اگر وہ ان خیالات کا عزم کر لیتا ہے تو اس وقت وہ اپنے آپ فی نفسہ متکلم بن جاتا ہے اور اس کا یہ کلام بھی کلام حقیقی ہوتا ہے اور اگر قول (وعمل سے) اس خیال کی تردید کرے تو وہ خیال ہذیان کے حکم میں ہوتا ہے اھ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے خیالات سے درگذر کیا جانا بھی اس امت کی خاصیت ہے' اس لئے اگر کوئی اپنے جی میں (اپنی بیوی کو) طلاق کہے اور زبان سے اس کو ادا نہ کرے تو یہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔

انسان کی اکثر خطائیں زبان سے صادر ہوتی ہیں

(حدیث ۱۰۲۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت پناہ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَکْثَرُ خَطَایَا ابْنِ آدَمَ فِیْ لِسَانِہٖ – (طب' هب) عن ابن مسعود – (ح). (۱۰۲۷)

(ترجمہ) انسان کی اکثر خطائیں اس کی زبان سے سرزد ہوتی ہیں (کیونکہ عملی شکل میں زبان کا عمل بہت زیادہ ہے' اس کا جسم چھوٹا ہے مگر جرم بڑا ہے۔ انسان کو جہنم میں منہ کے بل ان کی زبانوں کے خمیازہ بھگتنے کے لئے ہی ڈالا جائے گا اور زبان کے شر سے آدمی اس وقت تک محفوظ نہیں رہ سکتا جب تک کہ وہ اس کو شریعت کی لگام نہ ڈالے)۔

۱۰۲۷ (الجامع الصغیر: ۱۳۸۱) ـــ رواه الطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی شعب الایمان 'مجمع الزوائد (۱۰: ۳۰۰). وقال المنذری رواة الطبرانی رواة الصحیح' واسناد البیهقی حسن' وقال الهیثمی رجال الطبرانی رجال الصحیح وقال شیخه العراقی اسناده حسن.

گناہ کب تک نہیں لکھا جاتا؟

(حدیث ۱۰۲۸) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ صَاحِبَ الشِّمَالِ لَيَرْفَعُ الْقَلَمَ سِتَّ سَاعَاتٍ عَنِ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ الْمُخْطِئِ، فَاِنْ نَدِمَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ مِنْهَا اَلْقَاهَا، وَاِلَّا كُتِبَتْ وَاحِدَةً۔

(طب) عن ابی امامة۔(ض).(۱۰۲۸)

(ترجمہ) بائیں کندھے کا فرشتہ (جو گناہ لکھتا ہے) چھ گھڑیاں مسلمان خطاء کار بندے سے (اس کے گناہ کرنے کے بعد) اپنے قلم کو روکے رکھتا ہے، اگر وہ اپنے کئے پر نادم ہو جائے اور اس سے معافی مانگ لے تو وہ اس کو (نامہ اعمال میں) نہیں لکھتا ورنہ ایک گناہ لکھ دیتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اگر کوئی شخص گناہ کرے تو وہ ایک لکھا جاتا ہے اور اگر نیکی کرے تو دس لکھی جاتی ہیں "ذلک تخفیف من ربکم ورحمة" (یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور رحمت کے طور پر ہے)۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقوف روایت نقل کی ہے:

مامن عبد يعصي إلا استأذن مكانه من الارض ان يخسف به وسقفه من السماء ان يسقط عليه كسفا يقول لهما الله كفا عنه وامهلاه فانكما لم تخلقاه ولو خلقتماه لرحمتماه فاغفرله لعله يعمل صالحا فابدله حسنات فذلک معنى قوله تعالىٰ "ان الله يمسک السماوات والارض ان تزولا".

(ترجمہ) جو آدمی بھی گناہ کرتا ہے اس جگہ کی زمین اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگتی ہے کہ وہ اس کو دھنسا دے اور اس جگہ کا آسمان چاہتا ہے کہ اس پر ٹکڑے ہو کر گر

۱۰۲۸ (الجامع الصغیر: ۲۲۹۱) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر (۸:۲۱۸) وقال الهیثمی فی مجمع الزوائد (۱۰:۲۰۷) رواه الطبرانی باسانید احدها رجاله وثقوا.

پڑے لیکن اللہ تعالیٰ ان کو فرماتے ہیں کہ اس سے رک جاؤ اور اس کو ڈھیل دے دو کیونکہ تم نے اس کو پیدا نہیں کیا' اگر تم نے اس کو پیدا کیا ہوتا تو اس پر رحم کرتے۔ پس میں اس کو معاف کرنا چاہتا ہوں شاید کہ یہ نیک عمل کرے اور میں اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دوں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا" (یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو گناہ گار پر گرنے اور پھٹنے سے روک رکھا ہے) کا یہی مطلب ہے۔

ہبہ سے پھر جانے کی مذمت

(حدیث ۱۰۲۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

الْعَائِدُ فِی هِبَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِیْ قَیْئِهٖ—(حم،ق،د،ن،ہ) عن ابن عباس—(صح). (۱۰۲۹)

(ترجمہ) اپنے ہبہ سے پھرنے والا اپنی قے کو چاٹنے والے کی طرح ہے۔

(لطائف ومعارف)

جس طرح سے یہ برا ہے کہ آدمی قے کرے اور کھالے' اسی طرح سے برا ہے کہ آدمی کسی چیز کا صدقہ کرے پھر اس کو لوٹا لے۔

اس حدیث میں ہبہ میں رجوع والے کو کتے کے ساتھ تشبیہ دی ہے کیونکہ کتا ہی ایسا خسیس جانور ہے جو قے کر کے خود اس کو چاٹتا ہے' اس مثال دینے سے مقصود ہبہ میں رجوع کرنے سے نفرت دلانا ہے۔ اگر کسی شخص نے کچھ ہبہ کیا اور اس پر قبضہ کرا دیا تو امام شافعیؒ کے نزدیک اس کے بدل کا مطالبہ کرنا درست نہیں ہے اور امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک درست ہے۔ اگر کوئی چیز ہبہ کرے تو امام شافعیؒ اس میں رجوع کرنے سے روکتے ہیں جبکہ وہ ہبہ کسی غیر کے لئے ہو نہ کہ اپنی اولاد کے لئے۔

اور امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اپنی اولاد کو ہبہ کرے تو اس میں

۱۰۲۹ (الجامع الصغیر: ۵۶۵۰) ــــ رواہ احمد (۱: ۳۲۷) والبخاری (۳: ۲۱۵) ومسلم وابو داود (۳۵۳۸) والنسائی (۶: ۲۶۶، ۲۶۷) وابن ماجة (۲۳۸۵) طبرانی فی الکبیر (۱۰: ۳۵۲).

رجوع درست نہیں، اجنبی کے لئے ہبہ کرے تو رجوع درست ہے۔

اجنبی مرد وعورت کا ننگ دیکھنا

(حدیث ۱۰۳۰) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَوْرَةُ الرَّجُلِ عَلَى الرَّجُلِ كَعَوْرَةِ الْمَرْاَةِ عَلَى الرَّجُلِ، وَعَوْرَةُ الْمَرْاَةِ عَلَى الْمَرْاَةِ كَعَوْرَةِ الْمَرْاَةِ عَلَى الرَّجُلِ -(ک)عن علی - (ح). (۱۰۳۰)

(ترجمہ) مرد کا مرد کے ننگ کو دیکھنا ایسا ہی (حرام اور ممنوع) ہے جس طرح سے مرد کا عورت کے ننگ کو دیکھنا (حرام اور ممنوع) ہے اور عورت کا عورت کے ننگ کو دیکھنا ایسا ہی (حرام اور ممنوع) ہے جس طرح سے عورت کا مرد کے ننگ کو دیکھنا (حرام اور ممنوع) ہے۔

(لطائف ومعارف)

یہاں ننگ کے دیکھنے کی حرمت اجنبی مرد اور عورت کے متعلق ہے زوجین کا ایک دوسرے کے ننگ کو دیکھنا ممنوع اور حرام نہیں ہے۔

فی زمانہ انٹرنیٹ اور سی ڈیز وغیرہ کے ذریعہ انگریزوں وغیرہ کی فحاشی دیکھنا بھی حرام ہے۔

غیبت

(حدیث ۱۰۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَلْغِيْبَةُ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ-(د)عن ابی هريرة - (صح). (۱۰۳۱)

۱۰۳۰ (الجامع الصغير: ۵۶۴۲) ــــ رواه الحاكم فی اللباس (۴: ۱۸۰) وقال صحيح فرده الذهبی بان فيه ابراهيم بن علی الرافعی ضعفوه.

۱۰۳۱ (الجامع الصغير: ۵۸۲۲) ــــ رواه أبو داود فی الأدب بل رواه مسلم فی البر والصلة والترمذی فی البر والنسائی فی التفسير.

(ترجمہ) غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کو ایسی صورت میں ذکر کرے جس کو وہ پسند نہ کرے۔

(تتمۂ حدیث) جب حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: تو ایک صحابیؓ نے عرض کیا: آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرمائیں گے جب میں کوئی ایسی بات کہوں جو میرے بھائی میں موجود ہو؟ فرمایا: اگر چہ وہ اس میں موجود ہو اگر اس میں وہ چیز موجود ہو جو تو کہہ رہا ہے تو تو نے اس نے غیبت کی اور اگر اس میں نہیں ہے جو تو کہہ رہا ہے تو تو نے اس پر بہتان لگایا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو چیز کسی کو پسند نہ لگے اگر چہ سچ کیوں نہ ہو غیبت ہے۔

ظالم کے ظلم کا اظہار یا کسی کو کسی کے دھوکہ سے بچانا یا ایسی شرعی ضرورتوں میں اس کی کوتاہی بیان کرنی ہو تو پھر غیبت نہیں ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

چاہے اس کی ایسی غیبت دینداری کے متعلق ہو یا دنیا داری کے یا شکل کے یا اخلاق کے یا خادم کے یا مال کے یا کپڑے کے یا اس کی حرکت کے یا اس کی خندہ پیشانی اور اس کی تیوری چڑھانے وغیرہ کے ہر وہ چیز جو اس کے متعلق ہو چاہے لفظ سے اس کو ذکر کرے یا اشارہ سے یا کنایہ سے بلکہ دل میں بھی یہ بات رکھنا غیبت ہے' بلکہ وہ لوگ جو اپنی کتابوں میں یا اپنے مضامین لکھتے ہیں کہ بعض وہ لوگ جو علم کا دعویٰ رکھتے ہیں یا پیر طریقت ہونے کا جس سے اس کے اشارہ کو پڑھنے والے لوگ سمجھ جائیں' یہ بھی غیبت ہے۔ ہاں اگر شرعی طور پر کسی مسئلہ میں کوتاہی ہو اور نام لینا مناسب نہ ہو اور خبردار کیا جائے تو اس میں غیبت نہیں ہے یا کوئی شخص کسی کا ذکر کر کے کہے ہمیں اس سے اللہ بچائے یا اللہ ہمیں معاف کردے' اللہ ہمیں محفوظ رکھے یہ بھی غیبت ہے۔

متکبر اور عظمت جتلانے والا دوزخی ہے

(حدیث ۱۰۳۲) حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قال اللہ تعالی: اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ، وَالْعَظْمَةُ اِزَارِیْ، فَمَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدًا مِنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِی النَّارِ – (حم، د، ۵) عن ابی هریرة (۵) عن ابن عباس – (صح). (۱۰۳۲)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کبریائی میری اوڑھنی ہے اور عظمت میرا تہہ بند ہے، پس جس شخص نے مجھ سے ان میں سے کوئی ایک چیز بھی چھیننا چاہی تو میں اس کو جہنم میں ڈالوں گا۔

(لطائف ومعارف)

علامہ کلاباذیؒ فرماتے ہیں: ''رداء'' (اوڑھنی) جمال اور تروتازگی کے معنی میں ہے اور ازار (تہہ بند) جلال، پوشش اور حجاب کے معنی میں ہے پس گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کبریائی میرے سوا کسی کے لائق نہیں کیوں کہ جو شخص جو مجھ سے نیچے ہے اور حادث ہے اس کے لئے عاجزی کا اظہار لازم ہے اور ازار اللہ تعالیٰ کی ذات کے ادراک سے اور اس کی ذات کے علم کے ساتھ احاطہ کے معنی میں ہے اور کیفیت لذات وصفات کے روکنے کے معنی میں ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنی ذات کے ادراک سے اپنی مخلوق سے اور جلال وعظمت کے ساتھ اپنی صفات کی کیفیت سے محجوب ہوں۔

متکبر ہلاک ہو کر رہے گا

(حدیث ۱۰۳۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

قال اللّٰه تعالی: اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِی. فَمَنْ نَازَعَنِی رِدَائِی قَصَمْتُهُ. (ک) عن أبی هریرة. (صح) (۱۰۳۳)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کبریائی میری اوڑھنی ہے پس جس شخص نے

۱۰۳۲ (الجامع الصغیر: ۲۰۳۳) ــــ رواه أحمد (۲: ۴۱۴) موارد الظمآن للهیثمی (۴۹) وابو داود وابن ماجة عن ابی هریرةؓ وابن ماجة عن ابن عباسؓ وهو عند مسلم من حدیث ابی هریرة وأبی سعیدؓ بقریب من هذا اللفظ وهو قوله رداء ۵.

۱۰۳۳ (الجامع الصغیر ۲۰۳۴) ــــ رواه الحاکم وصححه السیوطی بالرمز.

میری اوڑھنی چھیننے کی کوشش کی میں اسے ذلیل اور رسوا کر دوں گا اور اس کو ہلاکت کے قریب کر دوں گا۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کی کبریائی یہ ہے کہ وہ اپنے ماسواء سے مستغنی ہے پس جو شخص اللہ سے استغناء کھائے گا وہ ہلاک ہوگا۔

مؤمن کو قتل کرنا بڑا گناہ ہے

(حدیث ۱۰۳۴) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قَتْلُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَاللهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا۔ (ن) والضياء عن بريدة۔ (صح). (۱۰۳۴)

(ترجمہ) مؤمن کو قتل کرنا اللہ کے نزدیک ساری دنیا کے زائل ہونے سے بھی بڑا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اسی وجہ سے بعض سلف فرماتے ہیں کہ قاتل کی توبہ قبول نہیں ہوتی اور اکثر علماء فرماتے ہیں: قاتل کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے تو اس کو سزا دے اور اگر چاہے تو اس کو معاف کر دے۔

ابن عربیؒ فرماتے ہیں: ناحق طور پر جانور کو قتل کرنا بھی ممنوع ہے اور اس پر سزا کو ذکر کیا گیا ہے پس آدمی کو قتل کرنے کا کتنا بڑا گناہ ہے اور اگر وہ مسلمان ہو تو اور اگر مسلمان بھی صالح ہو تو؟

چھوٹے گناہوں کو معمولی نہ سمجھو

(حدیث ۱۰۳۵) حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نے ارشاد فرمایا:

۱۰۳۴ (الجامع الصغیر: ۶۰۹۵) ــــ رواه النسائی (۷: ۸۳) والضياء عن بريدة ورواه الطبرانی عن ابن عمر 'وحسنه الترمذی' تفسیر قرطبی (۵: ۳۳۲).

اِيَّاكُمْ وَمُحَقِّرَاتِ الذُّنُوْبِ، فَاِنَّمَا مَثَلُ مُحَقِّرَاتِ الذُّنُوْبِ كَمَثَلِ قَوْمٍ نَزَلُوا بَطْنَ وَادٍ فَجَاءَ ذَا بِعُوْدٍ وَجَاءَ ذَا بِعُوْدٍ حَتّٰى حَمَلُوْا مَا اَنْضَجُوْا بِهٖ خُبْزَهُمْ، وَاِنَّ مُحَقِّرَاتِ الذُّنُوْبِ مَتٰى يُؤْخَذْ بِهَا صَاحِبُهَا تُهْلِكْهُ-(حم،طب،هب)الضياء عن سهل بن سعد - (صح).(۱۰۳۵)

(ترجمہ) اپنے آپ کو چھوٹے چھوٹے گناہوں سے (بھی) بچاؤ' چھوٹے گناہوں کی مثال اس قوم کی طرح ہے جو کسی وادی میں اترے ہوں' یہ بھی لکڑی لے آیا اور وہ بھی لکڑی لے آیا حتیٰ کہ اتنی لکڑیاں جمع ہوگئیں جس سے وہ اپنی روٹی پکا سکتے تھے' پس چھوٹے چھوٹے گناہوں پر جب گناہگار کو مؤاخذہ ہوگا تو یہ اس کو ہلاک کر کے رکھ دیں گے۔

(لطائف ومعارف)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ چھوٹے گناہ دیگر چھوٹے چھوٹے گناہوں کو کھینچتے ہیں (حتیٰ کہ وہ اس طرح سے بہت سے گناہ کر بیٹھتا ہے) اور موت کے وقت اصل ایمان سے بھی یہ شخص محروم ہو جاتا ہے اھ۔

اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو چھوٹے گناہ کی بھی سزا دے سکتا ہے اور اگر چاہے تو بڑے گناہ کی بخشش کر سکتا ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ چھوٹے گناہ کو نہ چھوڑنے سے یا اس کو چھوٹا سمجھ کر کرتے رہنے سے وہ چھوٹا نہیں رہتا بلکہ کبیرہ (بڑا) گناہ بن جاتا ہے' کیونکہ جب کوئی شخص کسی گناہ کو بڑا سمجھتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک چھوٹا ہو جاتا ہے اور جب چھوٹا سمجھتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک بڑا ہو جاتا ہے۔

۱۰۳۵ (الجامع الصغیر: ۲۸۱۶) ــــ رواہ احمد (۱: ۴۰۲) والطبرانی فی الکبیر (۱۰: ۲۶۱) ومجمع الزوائد (۱۰: ۱۸۹) والبیهقی والضیاء وقال الهیثمی کالمنذری رجال احمد رجال الصحیح ورواه الطبرانی فی الثلاثة من طریقین ورجال احدهما رجال الصحیح غیر عبدالوهاب بن عبدالحکم وهو ثقة.

جس کی غیبت ہو جائے اس کیلئے استغفار کرو

(حدیث ۱۰۳۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَفَّارَةُ مَنِ اغْتَبْتَ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهٗ—ابن ابی الدنیافی الصمت عن انس—(صح). (۱۰۳۶)

(ترجمہ) جس شخص کی تو نے غیبت کی ہے اس کا کفارہ یہ ہے کہ تو اس شخص کے لئے مغفرت کی دعا کرے۔

(لطائف ومعارف)

یہ استغفار کی شکل اس وقت ہے جب غیبت کرنے والا شخص معذور ہو کہ اس سے معافی نہ مانگ سکے ورنہ اس سے معافی ہی مانگنا چاہئے جب تک کہ کوئی مفسدہ قائم نہ ہو۔

تین باتوں پر جھوٹ معاف ہے

(حدیث ۱۰۳۷) حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ الْكَذِبِ يُكْتَبُ عَلَى ابْنِ آدَمَ اِلَّا ثَلَاثٌ: اَلرَّجُلُ يَكْذِبُ فِي الْحَرْبِ فَاِنَّ الْحَرْبَ خُدْعَةٌ، وَالرَّجُلُ يَكْذِبُ الْمَرْاَةَ فَيُرْضِيْهَا، وَالرَّجُلُ يَكْذِبُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمَا—(طب) وابن السنی فی عمل یوم ولیلة عن النواس—(ح) (۱۰۳۷)

(ترجمہ) ہر قسم کا جھوٹ آدمی کے اعمال نامہ میں بطور گناہ کے لکھ دیا جاتا ہے مگر تین جھوٹ (۱) آدمی جب جنگ میں جھوٹ بولے کیونکہ جنگ فریب ہے

۱۰۳۶ (الجامع الصغیر: ۶۲۵۹) ــــ الموضوعات لابن جوزی (۳: ۱۱۹) المغنی عن حمل الاسفار (۳: ۱۵۰) رواہ ابن ابی الدنیا فی کتاب الصمت وآداب اللسان وروی الخطیب فی التاریخ والدیلمی.

۱۰۳۷ (الجامع الصغیر: ۶۲۷۶) ــــ رواہ الطبرانی فی الکبیر وابن السنی فی عمل الیوم واللیلة والخرائطی فی مکارم الاخلاق درمنثور (۳: ۲۹۰).

(۲) اور آدمی جب بیوی سے جھوٹ بول کر اسے راضی کرے (۳) آدمی جب دو آدمیوں کے درمیان جھوٹ بولے تاکہ ان کے درمیان صلح ہو جائے۔

(لطائف ومعارف)

جب جنگ میں اہل اسلام کو فریب کی ضرورت ہو تو جھوٹ واجب ہو جاتا ہے' اسی طرح سے عورت کو راضی کرنے کے لئے بھی جھوٹ درست ہو جاتا ہے۔ چاہے اس کی بیوی ہو یا لونڈی یا اس کے اہل وعیال میں بیٹی وغیرہ۔ پس ان مقامات پر جھوٹ بولنا گناہ نہیں بلکہ کبھی واجب ہو جاتا ہے۔

بین کرنیوالی عورت کا عذاب

(حدیث ۱۰۳۸) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلنَّائِحَةُ اِذَالَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ—(حم،م)عن ابی مالک الاشعری—(صح). (۱۰۳۸)

(ترجمہ) بین کرنے والی عورت جب اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس کو اس حالت میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر گندھک کا کرتہ اور خارشی قمیص ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اس عورت کی جلد کو خارش زدہ کر دیا جائے گا اور اس کی یہ جلد ایسے ہوگی جیسے اس کے اعضاء پر قمیص ہوتی ہے۔

اور قطران سے مراد وہ تیل ہے جو خارش زدہ اونٹ کو لگایا جاتا ہے' جس کی گرمی اور حرارت سے وہ جل اٹھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کی جلد میں ایسی گرمی ڈال دی جائے گی جس میں عورت جل رہی ہوگی اور اس میں بدبو بھی برابر کی ہوگی' یہ سزا اس کو

۱۰۳۸ (الجامع الصغیر: ۹۲۹۷) ــــ رواہ احمد فی مسندہ (۵:۳۴۴) ومسلم فی صحیحہ فی الجنائز (۶۴۴) لکن بعضہ ورواہ ابن حبان مستقلاً' مشکوۃ (۱۷۲۱).

اس لئے دی جائے گی کہ یہ عورت اپنے بین کے کلمات کے ساتھ مصیبت زدہ کے دل کو صدمہ میں جھونک رہی ہوتی تھی اور سیاہ لباس اس لئے پہنایا جائے گا کہ یہ عورت صدمہ میں سیاہ لباس پہن کر ماتم کرتی تھی۔

آج کل کی عورتیں جو میت پر ایسے ایسے کلمات بولتی ہیں جس سے سننے والوں میں صدمہ بھڑک اٹھتا ہے اور سیاہ لباس پہن کر میت پر آتی ہیں یا میت کے گھر میں سیاہ لباس پہن کر رہتی ہیں، ایسی عورتیں اس حدیث سے نصیحت حاصل کریں ورنہ ایسا دردناک لباس پہننے اور عذاب سہنے کے لئے تیار رہیں۔

معمولی سی چوری کرنے پر بھی خدا کی لعنت ہے

(حدیث ۱۰۳۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقَ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ۔ (حم، ق، ن، ٥) عن ابی هريرة۔ (صح). (۱۰۳۹)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس چور پر بھی لعنت کرتا ہے جو انڈہ چرائے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور اس چور پر بھی لعنت کرتا ہے جو رسی چرائے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

(لطائف ومعارف)

حدیث میں ہاتھ کاٹنے میں انڈے اور رسی کی چوری کی مثال دی گئی ہے اس سے معمولی چوری پر تحدید مقصود ہے۔ یہ نہیں کہ اگر کوئی انڈہ یا رسی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ چور کا ہاتھ کم سے کم دس درہم کی چوری پر کاٹا جاتا ہے۔

۱۰۳۹ (الجامع الصغیر: ۷۲۶۰) رواہ احمد (۲: ۲۵۳) والبخاری (۸: ۱۹۹، ۲۰۰) ومسلم فی الحدود (باب ۱ حدیث ۷) والنسائی (۸: ۶۵) وابن ماجة (۲۵۸۳) مستدرک حاکم (۴: ۳۷۸) سنن کبری للبیهقی (۸: ۲۵۳) ورواہ "ان یسرق" حدیث صحیح.

گناہ کے دل پر اثرات

(حدیث ۱۰۴۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول امین خاتم النبین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهٖ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَاِنْ هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلْبُهٗ وَاِنْ عَادَ زِيْدَ فِيْهَا حَتّٰى تَعْلُوَ عَلٰى قَلْبِهٖ، وَهُوَ الرَّانُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ (حم، ت، ن، ه، حب، ك، هب) عن ابی هريرة۔ (صح). (۱۰۴۰)

(ترجمہ) جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے، پس اگر وہ اس کو چھوڑ دے، استغفار کرے اور توبہ کر لے تو اس کا دل صاف شفاف کر دیا جاتا ہے، اور اگر اور گناہ کرے تو اس کی سیاہی میں اضافہ کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ (اس کے گناہوں کی کثرت سے وہ سیاہی) اس کے دل پر غالب آ جاتی ہے، یہی وہ زنگ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون. (ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے گناہوں کا زنگ بیٹھ گیا ہے)۔

(لطائف ومعارف)

علامہ حرالیؒ فرماتے ہیں: اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ گناہ کی سزا گناہ سے مؤخر نہیں ہوتی بلکہ اس کے دل پر واقع ہونے سے مخفی ہو جاتی ہے اور ظاہر میں اس کے ظاہر ہونے کا علم بعد میں ہوتا ہے۔

اس حدیث سے اس بات کو بڑے واضح طریقہ سے بیان کیا گیا ہے کہ توبہ میں گناہ کو چھوڑنا اور گناہ کی معافی مانگنا بھی داخل ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں توبہ کا رکن ہیں۔

۱۰۴۰ (الجامع الصغير: ۲۰۷۰) ــــ رواه احمد والترمذی وصححه (۳۳۳۴) والنسائی فی التفسير وابن ماجة فی الزهد وابن حبان والحاكم والبيهقی فتح الباری (۸: ۶۹.۶).

جس طرح سے تلوار اور آئینہ صاف اور شفاف ہوتے ہیں' ان پر کوئی سیاہ دھبہ یا زنگ چڑھ جائے تو اس کا صاف پتہ چل جاتا ہے' اسی طرح سے دل کی مثال ہے۔ یہ بھی گناہ کی وجہ سے سیاہ نقطہ لے لیتا ہے' اگر گناہ بڑھتے جائیں تو اس کی سیاہی بھی بڑھتی جاتی ہے اور اگر آدمی توبہ کرلے اور گناہ چھوڑ دے اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرلے اور اس گناہ پر پشیمان ہو تو یہ دل اس طرح سے روشن ہو جاتا ہے جس طرح سے سورج گرھن سے نکلنے کے بعد روشن ہو جاتا ہے۔

اسی لئے بعض اکابر سلف نے فرمایا ہے کہ گناہ کفر کی ڈاک (یعنی پیغام رساں) ہیں' یعنی دل جب بالکل سیاہ اور اندھا ہو جاتا ہے تو وہ کسی خیر کو قبول نہیں کرتا اور سخت ہو کر اس سے ہر طرح کی نرمی اور شفقت اور خوف نکل جاتے ہیں پھر جو چاہتا ہے کرتا ہے اور خدا کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنالیتا ہے اور شیطان اس کو گمراہ کر کے سیدھے راستے سے بھٹکا دیتا ہے اور اس کو ایسی ایسی امیدیں اور آرزوئیں دلاتا ہے کہ وہ کفر سے کم درجہ پر قناعت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ومن یتخذ الشیطان ولیاً من دون اللہ فقد خسر خسرانا مبیناً"۔

ایک دانش مند کا قول ہے کہ اعضاء کا تعلق دل کے ساتھ اس کے ہاتھ پاؤں کی طرح ہے' اگر یہ اعضاء اطاعت کے کام کریں گے تو یہ اطاعت دل تک پہنچ کر اس کو بالکل صاف اور شفاف کر دے گی اور اگر معصیت کو دل تک پہنچائیں گے تو یہ اس کو مکدر اور سیاہ کر دے گی' پس اعضاء کو گناہوں سے روکنے سے ہی دل کی سلامتی وابستہ ہے اور ان سب کی جڑ نگاہ کی حفاظت ہے۔

ایک دانش ور سے کہا گیا کہ تم فلاں شخص کو نصیحت کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا: کہ یہ ایسا شخص ہے کہ اس کے دل کو تالا لگ چکا ہے اور اس کی چابی گم ہو گئی ہے' اس لئے اس کے علاج کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اس کے دل کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے' پس اگر وہ سعادت مندوں میں سے ہو تو اس کی سیاہی اس کے ظاہر پر ظاہر ہو جاتی ہے

تا کہ وہ اس گناہ سے باز آ جائے اور اگر وہ سعادت مندوں میں سے نہ ہو تو اس سیاہی کو اس سے چھپا دیا جاتا ہے تا کہ وہ اس گناہ میں منہمک ہو کر جہنم کا مستوجب ہو جائے۔

گناہ گار کیلئے استغفار بہترین دعا ہے

(حدیث ۱۰۴۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ الدُّعَاءِ الْاِسْتِغْفَارُ—(ک)فی تاریخه عن علی—(صح)(۱۰۴۱)

(ترجمہ) بہترین دعا استغفار ہے (جس کے ساتھ توبہ بھی شامل ہو کیونکہ جب کوئی شخص اپنی زبان سے استغفار کرے گا اور دل سے اس گناہ پر مصر ہے تو اس کا یہ استغفار بھی گناہ ہے، جس پر استغفار کرنا واجب ہے بلکہ اس کا نام توبۃ الکذابین ہے)۔

(لطائف ومعارف)

بعض کاملین سے پوچھا گیا: کون سی چیز افضل ہے۔ تسبیح، تکبیر یا استغفار؟ تو فرمایا: میلا کپڑا صابن کا زیادہ محتاج ہے خوشبو لگانے سے، یعنی گناہ گار کیلئے استغفار کرنا افضل ہے۔

گناہگار کو توبہ کے بعد گناہ پر عار دلانے کی شامت

(حدیث ۱۰۴۲) حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَيَّرَ اَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهٗ—(ت) عن معاذ—(ح). (۱۰۴۲)

(ترجمہ) جس شخص نے اپنے (مسلمان) بھائی کو کسی (ایسے) گناہ پر عار دلائی (جس سے وہ توبہ کر چکا تھا) تو وہ (عار دلانے والا) اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ وہ بھی اس میں ملوث نہ ہو جائے۔

۱۰۴۱ (الجامع الصغیر: ۴۰۰۶) ــــ رواه الحاكم فی تاریخه كنز العمال (۲۰۸۵، ۲۱۱۲).

۱۰۴۲ (الجامع الصغیر: ۸۸۶۹) ــــ رواه الترمذی فی الزهد (۲۵۰۵) وقال حسن غریب، مشكوة (۴۸۵۵).

خطاء نسیان اور استکراہ میں درگذر

(حدیث ۱۰۴۳) حضرت ابوذرؓ حضرت ابن عباس اور حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی تَجَاوَزَلِیْ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءَ، وَالنِّسْیَانَ، وَمَا اسْتُکْرِھُوْا عَلَیْہِ—(ہ) عن ابی ذر (طب ک) عن ابن عباس (طب) عن ثوبان (صح). (۱۰۴۳)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے میری خاطر میری امت سے خطاء اور نسیان اور جبر کو معاف کیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اگر کسی معاملہ میں آدمی سے خطاء واقع ہو جائے تو اس کی وجہ سے گناہ گار بھی نہ ہو گا اور بہت سے مواقع میں فساد کا حکم بھی واقع نہ ہوگا' جیسا کہ کوئی بھول کر روزے میں کھا پی لے تو نہ روزہ فاسد ہوگا اور نہ کھانے کا گناہ ہوگا اور بعض مواقع میں خطاء سے ضمانِ مالی اور دیت واقع ہو جاتی ہے اور اگر کوئی شخص بلا وضو بھول کر نماز پڑھ لے تو اس کی قضاء لازم ہوگی وغیر ذلک من المسائل.

اگر کسی کو کسی کے قتل کرنے پر مجبور کر دیا گیا تو اس کا گناہ ہوگا' جس پر علیحدہ سے ایک دلیل موجود ہے۔

یہاں حدیث میں خطاء سے مراد وہ خطاء ہے جو جان بوجھ کے مقابلہ میں ہو' یعنی اگر کوئی شخص کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے ارادہ کے برعکس کوئی چیز واقع ہو جاتی ہے' یہاں درستگی کے مقابلہ میں جو غلطی واقع ہوتی ہے وہ مراد نہیں ہے کیونکہ جان بوجھ کر گناہ کرنے کا نام بھی خطاء ہے لیکن یہ خطاء کا دوسرا معنی ہے۔

۱۰۴۳ (الجامع الصغیر: ۱۷۰۵) ــــ مشکوۃ (۶۲۸۴) رواہ ابن ماجۃ عن ابی ذر الغفاریؓ والطبرانی والحاکم عن ابن عباسؓ وقال الحاکم صحیح علی شرطھما والطبرانی عن ثوبانؓ مولی رسول اللہ ﷺ وسندہ کما قال الھیثمی ضعیف فالاسناد الاول صحیح دون الثانی.

نسیان سے مراد بھول ہے کہ کوئی چیز یاد نہ رہے۔ نسیان کا معنی چھوڑنا نہیں ہے۔
اور اکراہ کا معنی کسی سے کسی کام کو جبراً لینا ہے اور جبر بھی ایسا ہو جس میں مجبور کی جان جانے کا خوف ہو یا کسی عضو کے تلف ہونے کا۔
خطاء نسیان اور اکراہ میں کوئی عمل سرزد ہو تو اس سے آدمی گناہ گار نہیں ہوگا لیکن حکم کے اٹھ جانے میں فقہاء کے نزدیک اختلاف اور تفصیل ہے۔

گواہان گناہ کو توبہ کے بعد گناہ بھلا دیا جاتا ہے

(حدیث ۱۰۴۴) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا تَابَ الْعَبْدُ اَنْسَى اللّٰهُ الْحَفَظَةَ ذُنُوبَهٗ، وَاَنْسٰى ذٰلِكَ جَوَارِحَهٗ، وَمَعَالِمَهٗ مِنَ الْاَرْضِ، حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَاهِدٌ مِنَ اللّٰهِ بِذَنْبٍ – ابن عساكر عن أنس (ض). (۱۰۴۴)

(ترجمہ) جب کوئی بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین کو اس کے گناہ بھلا دیتے ہیں اور اس کے اعضاء کو بھی اور زمین کے ان مقامات کو بھی، جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کے گناہ کا کوئی گواہ نہیں ہوگا۔

سات کبیرہ گناہ

(حدیث ۱۰۴۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْكَبَائِرُ سَبْعٌ، اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ، وَاَكْلُ الرِّبَا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالرُّجُوْعُ اِلَى الْاَعْرَابِيَّةِ بَعْدَ الْهِجْرَةِ – (طس) عن ابی سعید – (صح). (۱۰۴۵)

۱۰۴۴ (الجامع الصغیر: ۵۱۳) ـــ تاریخ ابن عساکر (۴: ۲۸۶) نوادر الاصول حکیم ترمذی، الترغیب والترهیب للأصبهانی وضعفه المنذری.

۱۰۴۵ (الجامع الصغیر: ۶۴۵۰) ـــ رواه الطبرانی فی الکبیر (۱۷: ۴۸) المعجم الأوسط، مجمع الزوائد (۱: ۱۰۴).

(ترجمہ) سات چیزیں کبیرہ گناہ ہیں (عرض کیا گیا یارسول اللہ وہ سات بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا) اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' کسی جان کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ' (اور مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا' الا یہ کہ وہ گناہ کا حکم کرتے ہوں) اور پاک دامن عورت پر تہمت لگانا' اور کفار کے مقابلہ میں جہاد کے دوران فرار اختیار کرنا' سود کھانا (چاہے جس شکل میں بھی ہو)' (ناحق طور پر) یتیم کا مال کھانا (یتیم وہ ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو اور وہ نابالغ ہو) اور ہجرت کے بعد (دارالکفر اور دارالحرب میں) عورت کے لئے لوٹنا۔

(لطائف ومعارف)

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کوئی شخص اگر یہ سوال کرے کہ اس حدیث میں کبیرہ گناہوں کی تعداد سات کیوں بتائی گئی ہے جبکہ دیگر احادیث کے مجموعہ سے کبیرہ گناہوں کی تعداد بہت زیادہ مروی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر مجلس میں اتنے گناہوں سے روکا ہے جتنے کی آپؐ کی طرف وحی کی گئی یا سائل کے احوال کے مطابق جتنے گناہوں کو اس کیلئے ذکر کرنا مناسب تھا' اتنا بیان فرمایا اور اوقات کا بھی تفاوت ہو سکتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ حضور ﷺ نے مختلف احادیث میں جتنے بھی گناہ بیان فرمائے ہیں ان کو جمع کر لیا جائے۔ جیسا کہ علامہ ذہبیؒ نے الکبائر میں جمع کیا ہے یا علامہ ابن نجیمؒ شارح کنز الدقائق نے بھی کبیرہ گناہوں کی تفصیل میں ایک رسالہ تالیف کیا ہے اور علامہ ابن حجر مکیؒ نے بھی تفصیل سے ''الزواجر عن اقتراف الکبائر'' میں دو جلدوں میں ایسی احادیث کو مرتب کیا ہے اور تشریح لکھی ہے۔ تفصیل کیلئے ان کتابوں کی طرف مراجعت کی جائے۔

بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ

(حدیث ۱۰۴۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَکْبَرُ الْکَبَائِرِ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَ قَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ

وَشَهَادَةُ الزُّورِ – (خ) عن انس (صح). (۱۰۴۶)

(ترجمہ) بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ اللہ کا انکار کرنا ہے اور کسی جان کو قتل کرنا ہے اور والدین کی نافرمانی کرنا ہے اور جھوٹی گواہی دینا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یہاں حدیث میں "الاشراک باللہ" کا معنی کفر سے کیا گیا ہے، ہم نے اسی کی مناسبت سے کفر کا معنی انکار سے کیا ہے۔

شلوار وغیرہ تکبراً ٹخنوں سے نیچے رکھنا

(حدیث ۱۰۴۷) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ – (حم، ق، ۴) عن ابن عمر – (صح). (۱۰۴۷)

(ترجمہ) جس شخص نے تکبراً اپنا کپڑا گھسیٹا، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن (رحمت کی نگاہ سے) نہیں دیکھیں گے۔

(لطائف ومعارف)

کسی قسم کا لباس بھی آدمی ٹخنوں سے نیچے نہ رکھے، نہ شلوار، نہ چادر، نہ قباء، نہ کوٹ وغیرہ اسی طرح سے لمبا شملہ، لمبی آستین وغیرہ یہ بھی تکبراً کپڑا لمبا رکھنے میں داخل ہیں۔

اگر موٹے ہونے کی وجہ سے کسی کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے چلا جاتا ہو یا بے توجہی سے کپڑا نیچے چلا گیا پھر اس نے اوپر کرلیا تو وہ شخص اس وعید سے مستثنیٰ ہے۔

شراب پینے والا آخرت کی شراب سے محروم رہیگا

(حدیث ۱۰۴۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۰۴۶ (الجامع الصغیر: ۱۳۷۴)۔ رواہ البخاری (۹: ۱۴، ۱۷) فتح الباری (۱۲: ۱۹۱).

۱۰۴۷ (الجامع الصغیر: ۸۶۱۴) ــــ رواہ أحمد (۲: ۳۳) والبخاری (۵: ۷) ومسلم فی اللباس (۴۴) وابو داود والنسائی (۸: ۲۰۹) والترمذی وابن ماجة.

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ لَمْ یَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِی الْآخِرَةِ—(حم،ق،ن،ہ)عن ابن عمر —(صح).(۱۰۴۸)

(ترجمہ) جس شخص نے دنیا میں شراب پی پھر اس سے توبہ نہ کی تو وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔

شرابی قیامت میں پیاسا ہوگا

(حدیث ۱۰۴۹) حضرت قیس بن سعد اور حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ شَرِبَ خَمْرًا اَتٰی عَطْشَانَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ—(حم)عن قیس بن سعد وابن عمرو—(ح).(۱۰۴۹)

(ترجمہ) جس شخص نے شراب پی وہ قیامت کے دن پیاسا ہو کر اٹھے گا۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ شراب پیاس کو بجھاتی ہے پس جو شخص شراب حرام ہونے کے باوجود دنیا میں پیئے گا اس نے پیاس بجھانے کے نفع کو جلدی حاصل کر لیا' اس لئے وہ قیامت کے دن شراب پینے کے انعام یعنی پیاسے نہ ہونے سے محروم ہوگا کیونکہ جو شخص اپنے وقت سے پہلے کسی چیز کو حاصل کر لیتا ہے تو وہ اس سے محروم ہونے کی سزا دیا جاتا ہے۔ پس حسرت اور ندامت ہے اس آدمی کیلئے جس نے شراب کی ان نہروں کو بیچ دیا جو پینے والوں کیلئے لذت ہوں گی اس شراب کے بدل میں جو نجس ہے' عقل کو بے کار کرتی ہے' دنیا و دین کو بگاڑ دیتی ہے۔

تکبر اختیار کرنا اور تکبر کی چال چلنا کبیرہ گناہ ہے

(حدیث ۱۰۵۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۰۴۸ (الجامع الصغیر: ۸۷۶۶)__رواہ احمد والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجة

۱۰۴۹ (الجامع الصغیر: ۸۷۶۷) __ رواہ احمد (۳:۳۲۲) وابویعلی ورمز السیوطی لحسنہ مجمع الزوائد (۵:۷۰).

مَنْ تَعَظَّمَ فِيْ نَفْسِهٖ، وَاخْتَالَ فِي مِشْيَتِهٖ؛ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ—(حم،خد)عن ابن عمرو—(ح). (۱۰۵۰)

(ترجمہ) جو شخص اپنے آپ بڑا بنتا ہو اور چلنے میں تکبر اور خود پسندی کا اظہار کرتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوں گے۔

(لطائف ومعارف)

معلوم ہوا کہ یہ دونوں کام گناہ کبیرہ ہیں۔

اگر کوئی شخص جنگ میں تکبر کی چال چلے تو مطلوب ہے' تکبر سے مراد مجالس میں ترفع' تقدم ہے اور جب اس کو سلام نہ کیا جائے تو ناراض ہو اور جب مناظرہ کرے تو حق کا انکار کرے اور عام لوگوں کو ایسے دیکھے جیسا کہ جانوروں کو دیکھا جاتا ہے' یہ سب حالتیں اس حدیث کی وعید میں شامل ہیں۔

سات کبیرہ گناہ

(حدیث ۱۰۵۱) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلْكَبَائِرُ سَبْعٌ، اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ، وَاَكْلُ الرِّبَا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالرُّجُوْعُ اِلَى الْاَعْرَابِيَّةِ بَعْدَ الْهِجْرَةِ—(طس)عن ابی سعید—(صح). (۱۰۵۱)

(ترجمہ) سات چیزیں کبیرہ گناہ ہیں (عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ سات بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا کسی جان کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ' (اور مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا' الا یہ کہ وہ گناہ کا حکم کرتے ہوں) اور پاک دامن

۱۰۵۰ (الجامع الصغیر: ۸۵۹۸)— رواہ احمد (۲: ۱۱۸) والبخاری فی الادب المفرد (۵۴۵) رمز السیوطی لحسنہ وھو کما قال أو أعلی فقد قال الھیثمی رجالہ رجال الصحیح وقال المنذری رواتہ محتج بھم فی الصحیح مجمع الزوائد (۱: ۹۸).

۱۰۵۱ (الجامع الصغیر: ۶۴۵۰)— رواہ الطبرانی فی الکبیر (۱۷: ۴۸) المعجم الأوسط 'مجمع الزوائد (۱: ۱۰۴).

عورت پر تہمت لگانا' اور کفار کے مقابلہ میں جہاد کے دوران فرار اختیار کرنا' سود کھانا (چاہے جس شکل میں بھی ہو)' (ناحق طور پر) یتیم کا مال کھانا (یتیم وہ ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو اور وہ نابالغ ہو) اور ہجرت کے بعد (دارالکفر اور دارالحرب میں) عورت کے لئے لوٹنا۔

(لطائف ومعارف)

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کوئی شخص اگر یہ سوال کرے کہ اس حدیث میں کبیرہ گناہوں کی تعداد سات کیوں بتائی گئی ہے جبکہ دیگر احادیث کے مجموعہ سے کبیرہ گناہوں کی تعداد بہت زیادہ مروی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر مجلس میں اتنے گناہوں سے روکا ہے جتنے کی آپؐ کی طرف وحی کی گئی یا سائل کے احوال کے مطابق جتنے گناہوں کو اس کے لئے ذکر کرنا مناسب تھا' اتنا بیان فرمایا اور اوقات کا بھی تفاوت ہو سکتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ حضور ﷺ نے مختلف احادیث میں جتنے بھی گناہ بیان فرمائے ہیں ان کو جمع کر لیا جائے۔ جیسا کہ علامہ ذہبیؒ نے الکبائر میں جمع کیا ہے یا علامہ ابن نجیمؒ شارح کنز الدقائق نے بھی کبیرہ گناہوں کی تفصیل میں ایک رسالہ تالیف کیا ہے اور علامہ ابن حجر مکیؒ نے بھی تفصیل سے ''الزواجر عن اقتراف الکبائر'' میں دو جلدوں میں ایسی احادیث کو مرتب کیا ہے اور تشریح لکھی ہے۔ تفصیل کیلئے ان کتابوں کی طرف مراجعت کی جائے۔

قیامت کی پانچ علامات

(حدیث ۱۰۵۲) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ ، وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ، وَيَفْشُوَ الزِّنَا، وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَذْهَبَ الرِّجَالُ، وَتَبْقَى النِّسَاءُ، حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً قَيِّمٌ وَاحِدٌ'' - (حم ،ق،ت ،ن،ه)عن انس- (صح). (۱۰۵۲)

۱۰۵۲ (الجامع الصغیر: ۲۴۷۴) ــــ رواه احمد والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجة.

(ترجمہ) (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مصاحبین کو ایک دفعہ فرمایا:
کیا تمہیں ایسی حدیث نہ سناؤں جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔
اس حدیث کو میرے بعد تمہیں ایسا کوئی شخص بیان نہیں کرے گا جس نے حضور ﷺ سے یہ حدیث سنی ہوگی' وہ حدیث یہ ہے)

''قیامت کی علامات میں سے ہے کہ علم کو اٹھالیا جائے گا اور جہالت ظاہر ہوگی' زنا عام ہو جائے گا اور شرابیں پی جائیں گی' مرد ختم ہو جائیں گے اور عورتیں باقی رہ جائیں گی حتیٰ کہ پچاس' پچاس عورتوں کے لئے ایک ایک شخص ازدواجی ضرورت پوری کرے گا (چاہے حلال صورت میں یا حرام میں)''۔

(لطائف ومعارف)

(۱) علم سے مراد علم دین ہے اور اس کا اٹھایا جانا اکابر علماء کے اٹھ جانے سے واقع ہوتا ہے اور ایسا ہو چکا ہے کہ اسلاف میں بڑے بڑے اکابر' بڑے بڑے حافظہ والے' چلتے پھرتے کتب خانے موجود ہوتے تھے۔ جس کا اندازہ ان کی کتابوں کو دیکھنے سے ہوسکتا ہے آج ویسے علماء نہیں ملتے اور علماء کی بتدریج قلت ہوتی جارہی ہے اور اسی مقدار میں شریعت سے ناواقفیت اور جہالت کا زور ہے۔

(۲) زنا اتنا عام ہے کہ دنیا کے اکثر ممالک میں اس کے ارتکاب کو جرم ہی شمار نہیں کیا جاتا۔ باقاعدہ اس کی انجمنیں اور کلب بنے ہوئے ہیں' غیرت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ اب رہی سہی کسر ٹی وی' وی سی آر' ڈش انٹینا' کیبل اور انٹرنیٹ نے نکال دی ہے اور تہذیب کے نام پر گھر گھر میں بے حیائی اور فحاشی کا دور دورہ ہے اور انٹرنیٹ وغیرہ کی یہ بے حیائی مسلمان ملکوں میں بھی عام ہو چکی ہے جس سے دیکھنے والوں کے خیالات فاسد ہو گئے ہیں اور برائے نام ایسے لوگ رہ گئے ہیں جو ٹی وی اور انٹرنیٹ سے ڈسے ہوئے نہ ہوں اور ان کی آنکھوں نے زنا کی حرکات نہ دیکھی ہوں اور زنا میں ملوث نہ ہوئے ہوں۔ بدنظری تو اس سے بھی زیادہ عام ہے کہ ہزاروں میں ہی کوئی ایک بچتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کی نگاہوں اور شرم گاہوں اور قلوب واذہان کو اس لعنت سے محفوظ رکھے۔

(۳) شراب کا عام ہونا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ زنا کا عام ہونا ہے۔
(۴) یہاں مردوں سے مراد یا تو یہ ہے کہ قرب قیامت جنگیں ہوں گی، مرد جنگوں میں کام آ جائیں گے اور ان کی عورتیں باقی رہ جائیں گی ان کو اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کے لئے جائز طریقہ سے مرد نہیں ملیں گے تو وہ ناجائز طریقوں سے ایک مرد سے اپنی خواہش کی تکمیل کرائیں گی۔ یا یہ معنی ہے کہ رجال سے مراد متقی حضرات ہیں اور عورتوں سے مراد فاحشہ عورتیں ہیں کہ متقی لوگ تو دنیا سے رخصت ہو جائیں گے اور باقی جو لوگ بچیں گے وہ جنسی طاقت میں بے راہ روی کی وجہ سے کمزور یا نامرد ہو چکے ہوں گے۔ اس لئے کثرت سے عورتیں گناہ کے لئے مردوں کو تلاش کریں گی اور ایک ایک مرد کے پاس پچاس پچاس کے قریب عورتیں رجوع کریں گی اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ کثرت سے جنگیں ہوں اور ان جنگوں میں کثرت سے عورتیں باندیاں بنائی جائیں گی اور ایک ایک مرد کے پاس پچاس پچاس عورتیں ہوں گی اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ قرب قیامت نرینہ اولاد بہت کم ہوگی اور لڑکیوں کی شرح پیدائش بہت زیادہ ہوگی۔

تین قسم کے لوگ جنت سے محروم

(حدیث ۱۰۵۳) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:
ثَلَاثَةٌ لَايَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ ، وَالدَّيُّوْثُ، وَرَجُلَةُ النِّسَاءِ—(ک،هب) عن ابن عمر (ح). (۱۰۵۳)
(ترجمہ) تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ اپنے والدین کا نافرمان اور بے غیرت اور وہ عورت جو مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرے۔ (شکل وصورت میں اور لباس میں)۔

۱۰۵۳ (الجامع الصغیر: ۳۵۲۹) ــــ رواه الحاكم فى الايمان والبيهقى فى الشعب وقال الحاكم صحيح واقره الذهبى فى التلخيص وقال فى الكبائر إسناده صحيح لكن بعضهم يقول عن ابن عمر عن ابيه وبعضهم يقول عن ابن عمر مرفوعا وقال فى الفردوس صحيح. مجمع الزوائد (۴:۳۲۷).

(لطائف ومعارف)

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں کام گناہ کبیرہ ہیں۔

تین قسم کی آنکھیں قیامت میں جہنم کو نہیں دیکھیں گی

(حدیث ۱۰۵۴) حضرت معاویہ بن حیدہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا تَرٰی اَعْیُنُهُمُ النَّارَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ: عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ، وَعَیْنٌ حَرَسَتْ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ وَعَیْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ۔ (طب) عن معاویة بن حیدة۔ (ح). (۱۰۵۴)

(ترجمہ) تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ ان کی آنکھیں قیامت کے دن جہنم کو نہیں دیکھیں گی۔

(۱) وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے رو پڑی۔ (۲) وہ آنکھ جس نے جہاد فی سبیل اللہ میں پہرہ دیا (۳) وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے سے بند ہوگئی۔

(لطائف ومعارف)

اللہ کے خوف سے رونے سے مراد عورتوں کا سا رونا اور ان جیسی رقت قلبی کا ظاہر کرنا مراد نہیں ہے جو ایک لمحہ کے لئے روتی ہیں پھر عمل صالح چھوڑ دیتی ہیں، بلکہ اس سے مراد وہ خوف ہے جس سے دل کو سکون حاصل ہو حتیٰ کہ زبردستی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور اس کو گناہوں کے قریب جانے سے روکے اور فرمانبرداری پر قائم رہنے پر برانگیختہ کرے۔ ایسا رونا مقصود ہے اور ایسی خشیت مطلوب ہے احمقوں والا خوف وخشیت مطلوب نہیں ہے کہ جب وہ ایسی باتیں سنیں جن سے خوف لاحق ہو لیکن وہ رونا نہ چاہیں اور زبانی کہیں اے اللہ ہمیں بچا ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں اور اس کے ساتھ وہ گناہوں پر مصر رہیں۔ ایسے لوگوں سے شیطان مذاق کرتا ہے جیسا کہ تو اس شخص سے

۱۰۵۴ (الجامع الصغیر: ۳۵۱۸) ــــ رواہ الطبرانی فی الکبیر (۱۹: ۴۱۷) درمنثور (۱: ۲۴۷) الترغیب والترھیب (۲: ۳۲۴۹: ۳۵: ۴: ۲۳۰) کنز العمال (۴۳۲۵۱) وقال الھیثمی فیه ابو حبیب العبقری ویقال العنزی ولم أعرفه وبقیة رجاله ثقاة.

مذاق کرتا ہے۔ جس کی طرف چیر پھاڑ کرنے والا درندہ آ رہا ہو اور وہ کسی محفوظ قلعہ کے کونہ میں ہو اور اس کا دروازہ بھی کھلا ہو لیکن وہ اس میں جا کر پناہ نہ لے بلکہ یہی کہتا رہے اے اللہ! مجھے بچا حتیٰ کہ درندہ آ کر اسے کھا لے۔

تین قسم کے لوگوں پر جنت حرام ہے

(حدیث ۱۰۵۵) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ: مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْعَاقُّ، وَالدَّيُّوْثُ الَّذِي يُقِرُّ فِي أَهْلِهِ الْخُبْثَ—(حم)عن ابن عمر. (۱۰۵۵)

(ترجمہ) تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) والدین میں سے کسی ایک کا یا دونوں کا نافرمان (۳) اور وہ بے غیرت جو اپنے گھر میں بے غیرتی کو برداشت کرے (اور اس پر غیرت نہ کھائے)۔

(لطائف ومعارف)

اگر یہ تینوں قسم کے لوگ اپنے ان جرموں کو حلال سمجھتے ہیں تو کافر ہوں گے جنت کفار پر ہمیشہ کے لئے حرام ہے اور اگر حرام سمجھتے ہیں تو پھر جنت کے ان پر حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جہنم سے گناہوں کی سزا بھگتنے سے پہلے وہ جنت میں نہیں جا سکیں گے اور جب جہنم سے سزا پا چکیں گے پھر جنت میں جائیں گے۔

زنا

زبان اور شرمگاہ کی حفاظت

(حدیث ۱۰۵۶) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۰۵۵ (الجامع الصغیر: ۳۵۰۳) ــــ رواہ أحمد وقال الہیثمی وفیہ راوٍ لم یسم وبقیۃ رجالہ ثقاۃ.

مَنْ يَضْمَنْ لِي مَابَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ —(ح)عن سهل بن سعد—(صح). (۱۰۵۶)

(ترجمہ) جو شخص مجھے اپنے دو جبڑوں کے درمیان والی (زبان) اور اپنی دو ٹانگوں کے درمیان والی (شرمگاہ) چیزوں کی ضمانت دے دے میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جو شخص زبان کو ہر طرح کی باتوں اور کھانے پینے کی چیزوں میں گناہ اور حرام اور بدگوئی سے بچائے اور شرمگاہ کو حقوق واجبہ کے علاوہ گناہ کے کاموں سے بچائے گا اللہ تعالیٰ اس کو ان کی حفاظت کے بدلہ میں جنت میں داخل کریں گے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ انسان کے زیادہ تر گناہ انہی دو چیزوں سے اور انہی دو چیزوں کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اگر ان کی حفاظت ہوگئی تو آدمی اکثر گناہوں سے بچ جاتا ہے اور جب اکثر گناہوں سے بچ جاتا ہے تو اس کو نیک کاموں کی کثرت سے توفیق حاصل ہو جاتی ہے اور اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ اس کو جنت مل جاتی ہے۔

زنا کے وقت ایمان خارج ہو جاتا ہے

(حدیث ۱۰۵۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا زَنَى الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِيْمَانُ، فَكَانَ عَلٰى رَاْسِهٖ كَالظُّلَّةِ، فَاِذَا اَقْلَعَ رَجَعَ اِلَيْهِ —(د،ک)عن ابی هریرة(صح). (۱۰۵۷)

(ترجمہ) جب کوئی شخص زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور (اس وقت تک) اس کے سر پر بدلی کی طرح رہتا ہے (جب تک کہ وہ زنا سے باز نہ آجائے اور) جب وہ اس سے باز آجائے تو ایمان بھی اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔

۱۰۵۶ (الجامع الصغیر: ۹۱۰۹)—رواه البخاری فی الرقائق وغیرها والترمذی وغیرهما.

۱۰۵۷ (الجامع الصغیر: ۶۶۰)—رواه ابو داود (۴۶۹۰) والحاکم فی مستدرکه (۱: ۳۳) وهو حدیث صحیح.

(لطائف ومعارف)

کیونکہ دل میں ایمان کے انوار ہوتے ہیں اور اعضاء پر آثار جب آدمی گناہوں سے دور ہوتا ہے تو انوار اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور جب گناہوں میں ملوث ہوتا ہے تو یہ انوار تاریک ہو جاتے ہیں' مؤمن اس وقت تک زنا میں مبتلا نہیں ہوتا جب تک کہ اس پر بدبختی غالب نہ ہو اور اس کی شہوت تیز نہ ہو' حتیٰ کہ ایمان پر غالب ہو کر اسکو اس پر برانگیختہ کر دے' اس حالت میں زانی کی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے اسکا ایمان گم ہو گیا ہو' اس طرح سے نہ اس سے ایمان کا نام باقی رہتا ہے نہ زائل ہوتا ہے بلکہ وہ ایمان کے تحت اسکی عصمت کے سایہ میں رہتا ہے' ایمان اس پر مثل بدلی کے رہتا ہے۔

ایمان کے واپس لوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی طرف ایمان کا نور اور کمال لوٹ آتا ہے۔

زنا سے ایمان نکل جانے کی تحقیق

(حدیث ۱۰۵۸) حضرت شریکؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَنٰی خَرَجَ مِنْهُ الْاِیْمَانُ، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ — (طب) عن شریک — (ح). (۱۰۵۸)

(ترجمہ) جس شخص نے زنا کیا اس کا ایمان اس سے نکل گیا پھر اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لیں گے۔

(لطائف ومعارف)

ایمان نکل جانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس نے زنا کو حلال سمجھا تو وہ ایمان سے فارغ ہو گیا اور اگر اس نے حلال نہیں سمجھا تو اس سے ایمان کا نور نکل گیا اور وہ نفاقِ معصیت میں مبتلا ہوا نہ کہ نفاق کفر میں' یا یہ معنی ہے کہ عمل میں کافر کے مشابہ ہو گیا۔ یا یہ معنی ہے کہ اس سے حیاء نکل گئی کیونکہ حیاء ایمان سے ہے جیسا کہ کئی صحیح احادیث میں مروی ہے یا اس ایمان نکلنے کے لفظ میں زجر وتنفیر مطلوب ہے کیونکہ گناہ کی فرع بھی

۱۰۵۸ (الجامع الصغیر: ۸۷۲۱) — رواہ الطبرانی فی الکبیر (۷: ۳۷۱) وقال الحافظ فی الفتح سندہ جید ورمز السیوطی لحسنہ مجمع الزوائد (۱: ۱۰۱).

تمام خرابیوں سے بڑی ہے اور یہ نظام عالم میں حفاظت انسان اور حفاظت شرمگاہ اور حفاظت حرمات اور عداوت سے بچنے کی مصلحتوں کے خلاف ہے' اس سے لوگوں کے درمیان بغض وغیرہ بھی پیدا ہوتا ہے۔

ایسے شخص کو چاہئے کہ فوراً توبہ کرلے' پہلے اس کے کہ اس پر موت آجائے۔ ایسے شخص نے یہ بدکاری کرکے یاقوت ومرجان جیسی نوخیز حوروں کو گندی' بدبودار' گناہ گار' یاریاں لگانے والی عورتوں کے بدلہ میں بیچ دیا اور خیموں میں رکی رہنے والی جنت کی عورتوں کا لوگوں کے درمیان بدکاری میں مشغول خبیث عورتوں سے تبادلہ کرلیا۔

زنا کا بدلہ اسکے اہل خانہ سے لیا جائیگا

(حدیث ۱۰۵۹) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَنٰی زُنِیَ بِہٖ وَلَوْ بِحِیْطَانِ دَارِہٖ۔ (ابن النجار عن انس۔ (صح). (۱۰۵۹)

(ترجمہ) جس شخص نے زنا کیا اس کے ساتھ زنا کیا جائے گا' اگرچہ اس کے گھر کی دیواروں کے ساتھ بھی کیوں نہ ہو۔

(لطائف ومعارف)

یہ حدیث اشارہ کررہی ہے کہ زانی کو سزا دنیا میں بھی مل کے رہے گی اور اس طرح سے کہ زنا اس کے بعض گھر والوں میں واقع ہوگا' یہ بات بالکل پکی ہے کیونکہ زنا ہتک عزت کو لازم کرتا ہے' قطع نظر اس سے کہ دنیا میں حد لازم آتی ہے اور آخرت میں عذاب پس یہ ایک قسم کی ایسی بدکاری ہے جس کا بدلہ ایسی ہی بدکاری سے چکایا جائے گا' پس لازم ہے کہ زانی پر ایسے آدمی کو مسلط کرے جو اس سے زنا کرے یعنی اس کی بیوی یا کسی اور اہل خانہ خاتون سے۔ واللہ عزیز ذو انتقام. پس اگر زانی کا کوئی ایسا رشتہ نہ ہو جس سے زنا کیا جائے یا لواطت کی جائے جیسے اس کی بیوی نہ ہو' اس کا کوئی قریبی رشتہ دار نہ ہو تو اس کو کسی اور صورت سے سزا دی جائے گی۔

۱۰۵۹۔ (الجامع الصغیر: ۸۷۲۳) ــــ رواہ ابن النجار فی تاریخہ والدیلمی باللفظ المزبور حدیث صحیح. کنز العمال (۱۲۹۹۸).

حدیث میں گھر کے دیواروں کے ساتھ اس فعل شنیع کی نسبت اس لئے کی گئی ہے تا کہ اس کی توبیخ میں مزید مبالغہ پیدا ہو اور حقیقت کا احتمال بھی ہے کوئی شخص اس کے گھر کی دیوار سے اپنے نفس کو رگڑے اور انزال کرے۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عورت بھی مرد کی طرح ہے۔ اگر عورت اس فعل شنیع میں واقع ہوگی تو اس کو اس کے خاوند کے ملوث ہونے کی سزا دی جائے گی اور اس پر اس کو غیرت ہوگی اور یہ گندہ فعل اس کے والدین یا کسی اور سے واقع ہوگا۔

علامہ مناویؒ فرماتے ہیں: میں نے ایک تاریخ کی کتاب میں پڑھا کہ ایک آدمی کو پیشاب کی ضرورت ہوئی تو کسی ویرانہ میں گیا اور پیشاب کیا پھر ہڈی اٹھا کر اس سے استنجا کیا' بس خالی پونچھنے سے ہی اس کا مادہ خارج ہوا اس نے وہ ہڈی اٹھائی اور اہل تشریح اطباء کے سامنے رکھی تو انہوں نے کہا کہ یہ کسی عورت کی اندام نہانی کی ہڈی ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص یہ کام کرے گا وہ اس وعید میں داخل ہوگا' چاہے شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔ چاہے جس سے گناہ کیا ہو وہ اجنبی عورت ہو یا رشتہ دار۔

اگر کوئی شخص غیر عورتوں کو دیکھے گا یا بوسہ دے گا یا مَس کرے گا تو اسی قدر اس کے گھر میں بھی گناہ پیدا ہوگا' اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے۔

زانی سے اس کے زنا کی وجہ سے اس کے گھر کے کسی فرد کا مبتلا ہونا یہ بطورِ مکافاتِ عمل کے ہے' اس لئے ایسے گناہ کا ارادہ کرنے سے پہلے آدمی کو سوچ لینا چاہئے کہ اس کا خمیازہ مجھے اس شکل میں بھی بھگتنا پڑے گا۔

زنا فقیر کر دیتا ہے

(حدیث ۱۰۶۰)

اَلزِّنَا یُوْرِثُ الْفَقْرَ – القضاعی (هب) عن ابن عمر – (ح) (۱۰۶۰)

(ترجمہ) زنا فقیر کر دیتا ہے۔

۱۰۶۰ (الجامع الصغیر: ۴۵۹۱) ــــ رواه البیهقی فی شعب الایمان والقضاعی فی مسند الشهاب قال العامری فی شرحه غریب 'الترغیب والترهیب (۳: ۲۷۱) کنز العمال (۱۲۹۸۹، ۳۰۱۷).

(لطائف ومعارف)

کیونکہ غناء اللہ کا فضل ان لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو اللہ سے اور اللہ کی عطاء سے خوش ہوتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نکاح حلال کے ساتھ اپنے فضل سے غنی کیا ہے پس جو شخص اس پر زنا کو ترجیح دے گا اس نے اس خوشی کو ترجیح دی جو شیطان مردود کی طرف سے ہے پس جب اللہ کا فضل چلا گیا تو اس کا غنا بھی گیا۔ پس زنا زوال نعمت کا سبب ہے پس جب کوئی شخص اس میں مبتلا ہو گیا اور اس سے باز نہ آیا تو وہ اللہ کی نعمتوں کو وداع کر رہا ہے' وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر کسی نعمت کو نہیں ہٹاتا جب تک کہ وہ قوم خود اس کا سبب نہیں بنتی اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے انتقام کا ارادہ کر لیتے ہیں تو اس کو کوئی ہٹانے والا نہیں ہوتا۔

علامہ عامری شرح مسند الشہاب میں لکھتے ہیں: فقر کی دو قسمیں ہیں' ہاتھ کا فقر اور دل کا فقر' پس زنا کی شامت مال کی برکت کو ختم کر دیتی ہے کیونکہ زنا نعمت کی ناشکری ہے اور اس نے اس نعمت کے ساتھ انعام کرنے والے اللہ کی نافرمانی میں مدد لی ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ اس سے اس کو چھین لیتے ہیں پھر اس کے دل کو بھی فقر میں مبتلا کر دیتے ہیں کیونکہ اس کا ایمان ضعیف ہو چکا ہوتا ہے پس اس کا دل اس چیز کا محتاج ہوتا ہے جو اس کے پاس نہیں ہوتی اور اس پر وہ صبر بھی نہیں کر سکتا' یہی دائمی عذاب ہے۔

زنا کی قباحتیں

(حدیث ۱۰۶۱) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِیَّاکُمْ وَالزِّنَا، فَاِنَّ فِیْهِ اَرْبَعَ خِصَالٍ: یُذْهِبُ الْبَهَاءَ عَنِ الْوَجْهِ، وَیَقْطَعُ الرِّزْقَ وَیُسْخِطُ الرَّحْمٰنَ وَالْخُلُوْدُ فِی النَّارِ – (طس، عد) عن ابن عباس (ض). (۱۰۶۱)

(ترجمہ) اپنے آپ کو زنا سے بچاؤ کیونکہ اس میں چار خرابیاں ہیں۔ (۱) یہ چہرہ کی رونق کو ختم کر دیتا ہے۔ (۲) رزق کو کم کرتا ہے۔ (۳) رحمٰن کو ناراض کرتا

۱۰۶۱ (الجامع الصغیر: ۲۸۲۴) ــــ رواہ الطبرانی فی الاوسط وابن عدی فی الکامل فی الضعفاء (۵: ۱۷۶۵) ورمز السیوطی لضعفه 'مجمع الزوائد (۶: ۳۵۴).

ہے۔(۴) دائمی جہنم کو لازم کرتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

رزق کم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رزق کم بھی ہوتا ہے اور اس کی کثرت برکت بھی کم ہو جاتی ہے اور دائمی جہنم کو لازم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ زنا کو حلال سمجھے گا تو کافر ہو جائے گا اور اس کفر کی وجہ سے دائمی دوزخی بنے گا۔ اس جملہ سے زانی کو ڈرانا اور دھمکانا مقصود ہے۔ یہ اپنے ظاہر کے معنی میں نہیں ہے' اس کی قباحت کے لئے اتنا کافی ہے کہ باوجود اللہ کے کمال رحمت کے سب سے برے طریقہ سے اس کے قتل کا حکم جاری فرمایا ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ ایسے شخص کے عذاب کو دیکھنے کے لئے مؤمنین کی ایک جماعت موجود ہونی چاہئے۔

حکایت:۔ اس کی قباحت کے لئے اتنا کافی ہے جس کو امام بخاریؒ نے حضرت عمرو بن میمون سے نقل کیا ہے کہ میں نے قبل از ظہور اسلام ایک بندر کو دیکھا جس نے ایک بندری سے زنا کیا تھا' پس ان پر بہت سے بندر جمع ہوئے اور ان دونوں کو رجم (سنگسار) کیا حتیٰ کہ وہ دونوں مر گئے۔

خواتین کو بیعت کرنے کا طریقہ

(حدیث ۱۰۶۲) حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ لَااُصَافِحُ النِّسَاءَ۔(ت،ن)عن امیمة بنت رقیقة۔(صح)(۱۰۶۲)

(ترجمہ) میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

(لطائف ومعارف)

طبرانی کی روایت میں مصافحہ کی جگہ مس کا لفظ ہے یعنی میں نامحرم عورتوں کو نہیں چھوتا۔ آپؐ نے یہ ارشاد حضرت امیمہ بنت رقیقہؓ سے فرمایا تھا۔ جب وہ کچھ خواتین

۱۰۶۲ (الجامع الصغیر: ۲۶۳۶) ــــ رواہ الترمذی والنسائی (۷: ۱۴۹) واحمد والبیهقی وقال ابن حجر فی تخریج المختصر حدیث صحیح. مصنف عبدالرزاق (۹۸۳۱) فتح الباری (۸: ۶۳۶).

کے ساتھ بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوئیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، نہ چوری کریں گی، نہ زنا کریں گی، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، نہ اپنے سامنے کسی پر بہتان باندھیں گی اور نہ نیکی میں آپؐ کی نافرمانی کریں گی۔

حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم میں جتنا ہمت وطاقت ہو ان امور پر پابند رہنا تو ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہم پر خود ہم سے زیادہ مہربان ہے۔ آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں ہم اس پر آپ سے بیعت ہونا چاہتی ہیں تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتا، میری سو عورتوں کے لئے بھی وہی بات ہے جو کسی ایک عورت کے لئے ہے۔

فی زمانہ جو لوگ نامحرم عورتوں سے پردہ نہیں کرتے اور اپنے قریب مجلس میں بٹھاتے ہیں اور مریدوں کے گھروں میں بلاحجاب خواتین کے مہمان بنتے ہیں۔ ان کو آپؐ کے اس ارشاد سے سبق سیکھنا چاہئے۔ جب حضورؐ جیسی معصوم ذات اتنا احتیاط کرتی ہے تو باقی لوگوں کو اس سے بھی زیادہ احتیاط کرنی چاہئے۔ ہمارے شیخ حضرت اقدس سید انور حسین نفیس رقم زیدت الطافہم تو عورتوں کو ان کے محرموں کی زبانی کچھ نصیحت کے کلمات فرما کر ہی بیعت میں شامل کر لیتے ہیں۔ مصافحہ تو دور کی بات ہے کوئی عورت دور سے یا پس پردہ بھی آپ سے بات نہیں کر سکتی۔

زنا میں تلوث کا خطرہ

(حدیث ۱۰۶۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَتَبَ عَلَی ابْنِ آدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنَا ، أَدْرَکَ ذٰلِکَ لَامَحَالَةَ ، فَزِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰی وَتَشْتَهِیْ ، وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ ذٰلِکَ أَوْیُکَذِّبُهٗ . (ق د ن)عن أبی هریرة. (صح)(۱۰۶۳)

۱۰۶۳ لے (الجامع الصغیر: ۱۷۶۲) ــــ رواہ البخاری (۸:۶۷) ومسلم باب القدر (۲۰) وابو داود (۲۱۵۲) والنسائی وقال ابن حجر ورواہ احمد (۲:۲۷۶) والطبرانی ایضا رواہ لادرکہ لامحالة)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے انسان پر زنا کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لکھا ہے جو اس سے ہو کر رہنا ہے، پس آنکھ کا زنا (نامحرم کو شہوت کی نظر سے) دیکھنا ہے اور زبان کا زنا (اس سے) بولنا ہے اور نفس کا زنا (زنا کی) تمنا اور خواہش کرنا ہے اور فرج (شرمگاہ) اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

(لطائف ومعارف)

حدیث میں آنکھ کے زنا سے شروع کیا ہے کیونکہ یہ ہاتھ، پاؤں، دل اور شرمگاہ کے زنا کی اصل بنیاد ہے اور زبان کے زنا سے مراد منہ کے ساتھ بوسہ دینا یا زنا کی بات کرنا ہے اور شرمگاہ کی تصدیق زنا میں واقع ہونے اور شرمگاہ کی تکذیب اس سے باز رہنے کے معنی میں ہے۔

زنا اور سود عذاب الٰہی کا سبب ہیں

(حدیث ۱۰۶۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَاظَهَرَ الزِّنَا وَالرِّبَافِی قَرْيَةٍ فَقَدْ اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِهِم عَذَابَ اللّٰهِ۔(طب ،ک)عن ابن عباس —(صح). (۱۰۶۴)

(ترجمہ) جب کسی علاقے میں زنا اور سود عام ہو جائے تو انہوں نے اپنے لئے اللہ کے عذاب (مسلط ہونے) کو حلال کر لیا۔

(لطائف ومعارف)

یعنی ایسے علاقے کے لوگ ان گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کر کے عذاب کا سبب بنے جبکہ اللہ کے حکم کی حکمت حفاظت انساب اور عدم اختلاط تخم انسانی کا تقاضا رکھتی تھی اور اسی طرح سے سب لوگ نقدی اور جنس میں شریک ہیں، کسی کیلئے کوئی قسم مخصوص نہیں مگر ایسے معاملہ کے ساتھ جس میں سود نہ ہو۔

۱۰۶۴ (الجامع الصغیر: ۷۴۸) — رواه الطبرانی فی الکبیر (۱: ۱۴۴) والحاکم فی المستدرک (۲: ۳۷) وقال صحیح واقره الذهبی وقال الهیثمی بعد عزوه للطبرانی فیه هاشم بن مرزوق لم اجد من ترجمه وبقیة رجاله ثقات.

گھر میں تنہا عورت کے پاس نامحرم کا جانا

(حدیث ۱۰۶۵) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَعَدَ عَلٰی فِرَاشِ مَغِیْبَةٍ قَیَّضَ اللّٰهُ لَهٗ ثُعْبَانًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

(حم)عن ابی قتادة۔(ح).(۱۰۶۵)

(ترجمہ) جو شخص ایسی عورت کے بستر پر بیٹھا جس کا خاوند موجود نہیں تھا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے لئے ایک اژدھا مقرر کر دیں گے (جو اس کو ڈسے گا اور زہر سے اس کو عذاب میں مبتلا رکھے گا)۔

(لطائف ومعارف)

جو رشتہ دار اور غیر رشتہ دار کسی کے گھر میں جاتے ہیں جبکہ اس گھر میں اس عورت کا مرد یا محرم رشتہ دار اور کوئی اہل خانہ نہیں ہوتا سوائے اس عورت کے اور یہ پھر بھی اس عورت کے پاس جا کر اس کے گھر میں بات چیت کرتے ہیں یا کچھ دیر بیٹھتے ہیں' یہ سب لوگ بھی اس وعید میں داخل ہیں۔ قیامت کے دن ان کو بھی یہ سانپ ڈسے گا' مسلمانوں کو چاہئے کہ جب کوئی عورت چاہے شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو گھر میں اکیلی ہو تو اس کے گھر میں نہیں جانا چاہئے اور نہ بیٹھنا چاہئے' کوئی کام ہو تو دروازے پر بات کر کے واپس چلے جائیں ورنہ خلوت بالاجنبیہ کی وجہ سے یہ سانپ قیامت کے دن اس کو بھی ڈسے گا جب سے مسلمانوں کے گھروں میں ٹی وی کا رواج عام ہوا ہے یہ بے پردگی اور خلوت بالاجنبیہ کا گناہ بھی عام ہو گیا ہے اور لوگوں کے ذہن سے اس گناہ کی ہیبت اور شکل بھی مسخ ہو گئی ہے' سمجھانے پر بھی نہیں سمجھتے۔ الٹا کہتے ہیں یہ ہماری خالہ زاد بہن ہے' چچا زاد بہن ہے' پھوپھی زاد بہن ہے' ایسے جواب دینے والوں کو سمجھنا چاہئے کہ ہر وہ عورت جو کسی نہ کسی شکل میں کسی وقت اس کے نکاح میں آسکتی ہو' اس سے پردہ

۱۰۶۵ (الجامع الصغیر: ۸۹۶۴) ــــ رواہ احمد (۵: ۳۰۰) رمز السیوطی لحسنہ وقال الهیثمی فی مجمع الزوائد (۶: ۲۵۸) کالمنذری فیه ابن لهیعة وحدیثه حسن وفیه ضعیف اھ۔

ضروری ہے اور اس کے گھر میں قطعاً نہ جایا جائے۔ شریعت میں یہی حکم ہے اسلام کے دعویدار اس سے نصیحت حاصل کریں۔

نامحرم کو ہاتھ لگانے کا گناہ

(حدیث ۱۰۶۶) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَاَنْ یُطْعَنَ فِی رَاْسِ اَحَدِکُمْ بِمِخْیَطٍ مِنْ حَدِیْدٍ خَیْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ یَمَسَّ امْرَاَةً لَا تَحِلُّ لَهٗ۔(طب)عن معقل بن یسار۔ (ض)(۱۰۶۶)

(ترجمہ) تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی چبھودی جائے یہ بہتر ہے اس کے لئے اس سے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہ ہو۔

(لطائف ومعارف)

یہ وعید تو صرف ہاتھ لگانے پر ہے جبکہ بغیر شہوت کے ہاتھ لگایا ہو اور شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانے' بوسہ دینے اور مباشرت کے کام کرنے کا کتنا بڑا گناہ ہوگا۔

بلاضرورت ننگ کھولنا منع ہے

(حدیث ۱۰۶۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نُهِیْتُ عَنِ التَّعَرِّیْ۔الطیالسی عن ابن عباس۔ (صح)(۱۰۶۷)

(ترجمہ) میں (بلا حاجت اپنا) ستر کھولنے سے منع کیا گیا ہوں۔

(لطائف ومعارف)

معجم طبرانی میں حضرت ابن عباسؓ سے بسند ضعیف مروی ہے کہ سب سے پہلا حکم

۱۰۶۶ (الجامع الصغیر: ۷۲۱۶) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر والبیهقی وقال الهیثمی رجاله رجال الصحیح وقال المنذری رجاله ثقات.

۱۰۶۷ (الجامع الصغیر: ۹۲۸۷) ــــ رواه ابو داود الطیالسی فی مسنده ورمز السیوطی لصحته وفیه عمرو بن ثابت وهو ابن ابی المقدام اورده الذهبی فی الضعفاء 'العلل المتناهیة لابن جوزی (۱: ۳۲۸).

جو حضورؐ کی طرف وحی کیا گیا تھا وہ یہی تھا کہ بلاضرورت اپنا ستر نہیں کھولنا۔ چنانچہ اس کے بعد آپ ﷺ کا ستر نہیں دیکھا گیا۔

لہٰذا قضائے حاجت اور عند الجماع بقدرِ ضرورت ننگ کھولنا درست ہے اور غسل میں کپڑا باندھنا بہتر ہے۔ ہاں اگر پردہ کی جگہ ہو تو بغیر کپڑے کے بھی غسل کیا جا سکتا ہے لیکن جب کسی بھی موقع پر ستر کھولنے کی ضرورت ہو تو یہ دعا پڑھ لی جائے:۔

بِسْمِ اللهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ.

اس کے پڑھنے سے ایک قسم کا پردہ ہو جائے گا کہ پھر اس کے ننگ کو کوئی جن یا فرشتہ نہیں دیکھ سکے گا۔ (لقط المرجان فی اَحکام الجان للسیوطی) بلکہ ننگ کھولنے سے جو جنات کی ایذاء اور شر کا خطرہ ہوتا ہے وہ بھی اس دعا کے پردہ ہو جانے کی وجہ سے دور ہو جائے گا۔

شرمگاہ کی حفاظت

(حدیث ۱۰۶۸) بہز بن حکیم اپنے باپ سے وہ ان کے دادا حضرت معاویہ بن حیدہ قشیریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِحْفَظْ عَوْرَتَکَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِکَ أَوْ مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ ، قِیلَ : اِذَا کَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِیْ بَعْضٍ، قَالَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَا یَرَیَنَّهَا اَحَدٌ فَلَا یَرَیَنَّهَا ، قِیْلَ : إِذَا کَانَ اَحَدُنَا خَالِیًا. قال: اَللّٰهُ اَحَقُّ أَنْ یُسْتَحْیَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ – (حم ۴ ک، هق) عن بهز بن حکیم عن أبیه عن جده. (۱۰۶۸)

(ترجمہ) اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو سوائے اپنی بیوی کے یا اپنی لونڈی کے عرض کیا گیا: لوگ ایک دوسرے کے ساتھ مشترکہ طور پر رہ رہے ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: اگر تم میں استطاعت ہے کہ اس شرمگاہ کو کوئی نہ دیکھ سکے تو کوئی بھی نہ

۱۰۶۸ (الجامع الصغیر: ۲۶۴) ــــ مسند احمد (۵: ۳، ۴) مسند ابویعلی، مستدرک حاکم (۴: ۱۸۰) بیهقی (۱: ۱۹۹، ۲: ۲۲۵) وقال الترمذی والحاکم صحیح واقره الذهبی ورواه البخاری معلقا ترمذی، ابو داود (۴۰۱۷) ابن ماجة (۱۹۲۰) نسائی.

دیکھے۔عرض کیا گیا: اگر ہم میں سے کوئی تنہا ہو تو؟ فرمایا کہ اللہ لوگوں سے زیادہ حقدار ہے کہ اس سے حیاء کیا جائے۔

شدید ترین زنا کون سے ہیں؟

(حدیث ۱۰۶۹) حضرت مقداد ابن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَاَنْ یَزْنِیَ الرَّجُلُ بِعَشْرَةِ نِسْوَةٍ خَیْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ یَزْنِیَ بِامْرَاَةِ جَارِهٖ، وَلَاَنْ یَسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرَةِ اَبْیَاتٍ اَیْسَرُ لَهٗ مِنْ اَنْ یَسْرِقَ مِنْ بَیْتِ جَارِهٖ—(حم،خد،طب)عن المقدادبن الاسود—(ح)(۱۰۶۹)

(ترجمہ) آدمی دس عورتوں سے زنا کرے یہ ہلکا ہے اس سے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرے اور یہ کہ آدمی دس گھروں سے چوری کرلے یہ اس کے لئے ہلکا ہے اس سے کہ وہ اپنے پڑوسی کے گھر سے چوری کرے۔

(لطائف ومعارف)

اسی طرح سے کوئی شخص پڑوسی کی لونڈی، بیٹی، بہن وغیرہ سے زنا کرے تو اس کا بھی ایسا ہی گناہ ہے کیونکہ پڑوسی کا پڑوسی پر حق ہے کہ وہ اہل خانہ میں خیانت نہ کرے اگر اس نے ایسا کیا تو اس ایک زنا کا عذاب دس زناؤں کے برابر ہوگا۔

امام ذہبیؒ نے اپنی کتاب الکبائر میں لکھا ہے: بعض زنا گناہ کے اعتبار سے بعض زناؤں سے بڑے ہوتے ہیں۔ سب سے بڑے گناہ کا زنا ماں سے منہ کالا کرنا ہے پھر بہن سے، پھر سوتیلی ماں سے، پھر محرموں سے، پھر پڑوسی کی بیوی سے۔

امام حاکمؒ نے اس حدیث کو نقل کیا اور اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ من وقع علی ذات محرم فاقتلوہ (کوئی شخص محرم سے بدفعلی کرے تو اس کو قتل کردو)۔

کیونکہ ایسے مجرم کیلئے زنا کی سزا سو کوڑے یا رجم نہیں ہوگی بلکہ اس کی سزا قتل ہوگی۔

اس حدیث مبارک میں پڑوسی کو اذیت دینے سے بہت اعلیٰ پیمانے پر تنبیہ کی گئی

۱۰۶۹ (الجامع الصغیر: ۷۲۱۴) ــــ رواہ أحمد والبخاری فی الأدب المفرد والطبرانی فی الکبیر ورمز السیوطی لحسنه وقال المنذری والهیثمی رجاله ثقات.

ہے چاہے وہ اذیت کسی طریقہ سے بھی کیوں نہ ہو۔

پڑوسن سے گناہ کی وعیدِ شدید

(حدیث ۱۰۷۰) حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلزَّانِیْ بِحَلِیْلَةِ جَارِہٖ لَایَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، وَلَا یُزَکِّیْہِ، وَیَقُوْلُ لَہٗ: اُدْخُلِ النار مَعَ الدَّاخِلِیْنَ۔ الخرائطی فی مساوی الاخلاق۔ (فر) ع ابن عمرو۔ (ض): (۱۰۷۰)

(ترجمہ) اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھیں گے اور نہ ہی اس کا تزکیہ کریں گے بلکہ فرمائیں گے جہنمیوں کے ساتھ تو بھی جہنم میں داخل ہو جا۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں پڑوسی کی تخصیص اس لئے کی گئی ہے کہ یہ زنا اپنے باقی اقسام زنا سے زیادہ فحش اور برا ہے جبکہ زنا خود بڑے گناہوں میں سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اس لئے کہ اس شخص نے اس حکم کو توڑا جس کے لئے اللہ تعالیٰ اس کے حق کی رعایت اور دفع اذیت کا حکم دیتے ہیں۔ لہٰذا پڑوسی کی بیوی سے زنا، زنا بھی ہوا اور حق ہمسائیگی کا ابطال بھی ہوا اور خیانت بھی ایک شخص تمہیں امین سمجھتا ہے اور تم اس کے خلاف کرتے ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے نہیں دیکھیں گے، یہاں لطف وکرم کی نگاہ سے نہ دیکھنا مراد ہے۔

ایسے شخص کا تزکیہ بھی نہیں کریں گے۔ تزکیہ سے مراد یہ ہے کہ گناہ گار کو جہنم میں سزا دے کر گناہ سے پاک کیا جائے پھر جنت میں داخل کر دیا جائے۔ یہاں حدیث میں اس تزکیہ کی بھی نفی ہے، جس سے اس برائی پر وعید شدید مقصود ہے کہ جس شخص کی طرف اللہ تعالیٰ نہیں دیکھے گا تو اس پر غصہ ہی ہوگا اور اس کا غصہ اتنا سخت ہے کہ پہاڑ بھی

۱۰۷۰ (الجامع الصغیر: ۴۵۸۴) ــــ رواہ الدیلمی فی الفردوس والخرائطی فی مساوی الأخلاق. وابن أبی الدنیا والترغیب والترھیب (۳: ۲۷۹) وکنز العمال (۱۲۹۹۰).

نہیں اٹھا سکتے چہ جائیکہ کوئی کمزور آدمی برداشت کر سکے اس جملہ سے یہ سمجھنا بھی کافی ہے کہ وہ گناہ کے ایسے درجہ میں پہنچ گیا ہے کہ ایمان جانے کا خطرہ ہے۔ وہ ایمان جس کا ایک ذرہ بھی ساری دنیا و مافیہا سے کئی گنا بہتر ہے پس کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس کو ایسی شہوت کے ہاتھ فروخت کر دے جس کی لذت مٹنے والی ہے اور اس کا عذاب باقی رہنے والا ہے۔ شہوت تو مٹ جائے گی لیکن شقاوت باقی رہے گی۔

اور تزکیہ نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس گناہ کے جرم کی حقیقت بیان کرنا مقصود ہے کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے اس کے لئے دوزخ میں اس کی سزا اتنی لمبی ہو گی جیسے اس کو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل کر دیا گیا ہو اگرچہ کبھی نہ کبھی وہ جہنم سے نکل کر جنت میں جائے گا لیکن وہ بھی اس شکل میں کہ جب اس گناہ کی پاداش میں اس کا ایمان ضائع نہ ہوا ہو اور اس گناہ کا مجرم یہ نہ سمجھے کہ ہم نے یہ جرم کیا ہے لیکن کبھی نماز پڑھ لیتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا مومن ہیں ہو سکتا ہے وہ کسی ایسے کفر میں مبتلا ہو گئے ہوں جس کا احساس اور ادراک تک نہ ہو۔

تزکیہ ہر مومن کا ہو گا اور اگر اللہ چاہے تو معاف بھی کر سکتا ہے اگر تزکیہ کی نفی کو حقیقت پر محمول کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا کفر ہے اور یہ شخص ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ جنت کے قابل نہیں ہے تو یہ بات اہل سنت والجماعت کے مذہب کے خلاف ہے۔ پس اگر یہی معنی لیا جائے تو پھر جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس میں ابن لہیعہ اور ابن انعم موجود ہیں جن کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے اور اس حدیث کو منذری نے ضعیف کہا ہے۔

عورتوں کا باہمی گناہ

(حدیث ۱۰۷۱) حضرت واثلۃ بن اسقعؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

سحاق النساء زنا بينهن — (طب) عن واثلة. (۱۰۷۱)

(ترجمہ) عورتوں کا باہمی چپٹی بازی کرنا ان کا باہمی زنا کرنا ہے (یعنی ان کا یہ

۱۰۷۱ (الجامع الصغیر: ۴۶۸۵) — رواه الطبرانی بلفظه وهذا اللفظ لأبی یعلی وقال الهیثمی رجاله ثقات. درمنثور (۵: ۷۱) المطالب العالیة (۱۸۰۹) کنز العمال (۱۳۰۱۰).

فعل حرمت میں زنا کی طرح ہے لیکن اس پر تعزیر ہوگی حد نہیں ہوگی)۔
(لطائف ومعارف)

امام ذہبیؒ نے اس عمل کو اپنی کتاب الکبائر میں کبیرہ گناہوں میں شامل کیا ہے۔ یہ گناہ بھی آج کل عام ہو رہا ہے اس سے بھی بچنے کی تعلیم اور ترغیب دینی چاہئے۔

زنا کی حد زانی کے زنا کا کفارہ ہے

(حدیث ۱۰۷۲) حضرت شرید بن سویدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلرَّجْمُ كَفَّارَةٌ لِمَا صَنَعَتْ۔(ز) والضياء عن الشريد بن سويد – (صح). (۱۰۷۲)

(ترجمہ) جو کچھ اس نے کیا ہے یہ رجم اس کے جرم کا کفارہ بن گیا ہے۔
(لطائف ومعارف)

اس حدیث کا سبب ورود یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک عورت کے لئے جس سے زنا کا جرم ثابت ہوا تھا رجم کا حکم فرمایا تو اس کو رجم کر دیا گیا پھر اس کی خبر حضور ﷺ کے پاس لائی گئی اور عرض کیا گیا کہ ہم نے اس خبیث عورت کو رجم (سنگسار) کر دیا ہے تو حضور ﷺ نے اس لفظ پر یہ ارشاد فرمایا کہ اس عورت نے جو جرم کیا تھا اس کے لئے یہ سنگساری کفارہ بن گئی ہے اس لئے اس کو اب خبیثہ نہ کہو۔

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حدودِ شرعیہ ان لوگوں کے لئے ان کے جرم کا کفارہ بن جاتی ہیں جو حدود کے واقع کرنے والے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں لہٰذا جب کسی انسان پر دنیا میں اس کے جرم پر حد (سزا) قائم کر دی جاتی ہے تو اس کا وہ جرم ساقط ہو جاتا ہے اور آخرت میں اس پر اس کو سزا نہیں دی جائے گی۔ لیکن بہت سی آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حدود نافذ ہونے کے بعد آخرت کی سزا سے بچنے کیلئے ان گناہوں سے توبہ کرنا بھی ضروری ہے ورنہ اللہ کی مرضی پر موقوف ہے چاہے مجرم کو سزا دیں یا معاف کر دے۔

۱۰۷۲ (الجامع الصغير: ۴۵۱۷) ــــ رواه النسائي والضياء في المختارة والديلمي في الفردوس وهو حديث صحيح 'السلسلة الصحيحة (۱۷۵۵).

صرف حدلگانے سے یہ گناہ معاف نہیں ہوتے کیونکہ مجرم اس مالک کائنات اور رب العالمین کی نافرمانی کرکے بغاوت کا ارتکاب کرتا ہے اور خدا کی بغاوت کفر کی صورت میں ہو تو دائمی طور پر جہنم میں ڈالا جائے گا اور اگر ایمان کی حالت میں ہو تو اس کو آخرت میں بھی سزا دی جائے گی۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ اپنے عفو و کرم کا معاملہ فرمائیں یا آدمی شرائط توبہ کے ساتھ توبہ کرلے تو آخرت کی سزا سے بچ سکتا ہے۔ بہرحال اللہ کی نافرمانی بہت سخت ہے موہوم عفو و درگزر کی بنیاد پر اللہ کے سامنے سرکشی سے بچنا ضروری ہے۔

خون اور زنا کی اجرت حرام ہے

(حدیث ۱۰۷۳) حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَثَمَنِ الدَّمِ، وَكَسْبِ الْبَغِيِّ – (خ) عن ابی جحیفة – (صح). (۱۰۷۳)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے کتے کی قیمت، خون کی قیمت اور رنڈی بازی کے کاروبار سے منع کیا۔

(لطائف و معارف)

جیسے کتے کی قیمت دینا حرام ہے ایسے لینا بھی حرام ہے، اسی طرح سے انسان کا اپنا خون بیچنا اور خریدنا بھی حرام ہے اور کسی عورت کی زنا کی کمائی بھی حرام ہے۔

اگر مریض کا خون لگوائے بغیر جانبر ہونا مشکل ہو اور بغیر پیسوں کے خون نہ ملتا ہو تو اس شرعی عذر کی بنیاد پر خون کا خریدنا درست ہوگا ورنہ خالی طاقت کے لئے یا معمولی بیماری کے دفعیہ کے لئے خون خریدنا اور لگوانا دونوں حرام ہیں۔

کسی عورت کی زنا کی کمائی جس طرح سے حرام ہے، اسی طرح سے زنا کے کلبوں کی کمائی بھی حرام ہے۔ اس کلب میں اس کسب میں جتنے بھی معاون ہوں گے یا شریک ہوں گے ان کی بھی یہ کمائی حرام ہوگی۔ اس جرم کی قیمت دینا بھی حرام ہے اور لینا بھی حرام ہے۔

۱۰۷۳ (الجامع الصغیر: ۹۳۶۲) ــــ رواہ البخاری مصنف ابن ابی شیبة (۲۶۹:۶) مسند احمد ۴: ۳۰۸، ۳۰۹).

غیر فطری عمل - متعہ

غیر فطری فعل - متعہ

عورت کے پچھلے مقام کا استعمال قابل لعنت ہے

(حدیث ۱۰۷۴) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتَی امْرَاَةً فِی دُبُرِهَا۔(حم،د)عن ابی هریرة۔ (صح). (۱۰۷۴)

(ترجمہ) ملعون ہے وہ شخص جو عورت کی دبر میں جماع کرتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یہ کبیرہ گناہوں میں سے بہت بڑا گناہ ہے یہ تو عورت کے حق میں ہے پس جو شخص مرد سے بدفعلی کرے وہ کتنا زیادہ سخت ہے گناہ اور عذاب کے اعتبار سے۔

اغلام باز قوم لوط میں منتقل کر دیا جاتا ہے

(حدیث ۱۰۷۵) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِیْ یَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ نَقَلَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِمْ، حَتّٰی یُحْشَرَ مَعَهُمْ۔(خط)عن انس۔(ض). (۱۰۷۵)

(ترجمہ) میری امت میں سے جو شخص لواطت کی حالت میں مر گیا' اللہ تعالیٰ اس کو قوم لوط میں منتقل کر دینگے' قیامت کے دن اس کا حشر ان کے ساتھ ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

جو شخص لواطت کرے گا چاہے مذکر سے یا مؤنث سے اور اسی حالت میں اس پر

۱۰۷۴ (الجامع الصغیر: ۸۲۰۴) ــــ رواه احمد (۲: ۲۷۹) وابو داود (۲۱۶۲) والنسائی وابن ماجة کلهم فی النکاح 'مشکوة (۳۱۹۳) الترغیب والترهیب (۳: ۲۹۰).

۱۰۷۵ (الجامع الصغیر: ۹۰۳۷) ــــ رواه الخطیب فی تاریخ بغداد مقرونا ببیان علته فی ترجمة عیسی بن مسلم الصفار وقال: وعیسی هذا حدث عن مالک وحماد وابن عباس باحادیث منکرة. کنز العمال (۳۱۲۰).

موت آ گئی اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا اس کی میت کو قوم لوط میں منتقل کر دیا جائے گا اور قیامت کے دن انہی میں سے ہو کر اٹھے گا۔

جو شخص برضاء و رغبت مفعول بنے گا اس کی بھی یہی سزا ہوگی۔

جس شخص کی لواطت کی عادت ہو اور اس نے اس سے توبہ نہ کی ہو اس کی بھی یہی حالت ہوگی۔

متعہ حرام ہے

(حدیث ۱۰۷۶) حضرت جابر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ—(حم)عن جابر—(خ)عن علی—(صح)(۱۰۷۶)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے متعہ سے منع فرمایا ہے۔

(لطائف و معارف)

نکاح متعہ اس نکاح کو کہتے ہیں جس میں مدت نکاح متعین کر دی جائے کیونکہ متعہ کی غرض صرف استمتاع ہے، نسل وغیرہ نہیں ہے۔

سید شریف جرجانیؒ نے نکاح متعہ کی تعریف یہ کی ہے کہ مرد کسی عورت کو کہے یہ اتنے پیسے لے لو میں تم سے اتنی مدت تک نفع اٹھاؤں گا اور وہ عورت اس کو قبول کرے تو یہ نکاح متعہ ہے۔

شروع اسلام میں نکاح متعہ کی اجازت تھی، پھر منسوخ کیا گیا، پھر مباح کیا گیا، پھر حرام قرار دے دیا گیا۔ اس کے بعد متعہ کے حرام ہونے پر امت کا اجماع ہو گیا۔

روافض اب بھی نکاح متعہ کے جواز کے قائل ہیں کیونکہ وہ صحابہ کرامؓ کے اجماع کے منکر ہیں جہاں حرمت متعہ کی اور بہت سی دلیلیں ہیں یہ درج بالا حدیث بھی متعہ کے ممنوع ہونے کی واضح دلیل ہے۔

۱۰۷۶ (الجامع الصغیر: ۹۴۱۸) ــــ رواہ احمد عن جابر (۳: ۳۰۴) والبخاری عن علی 'مسند الحمیدی (۶۰۵) التمهید لابن عبدالبر (۱۰: ۱۰۴) دارقطنی (۳: ۲۵۹) طبرانی کبیر (۱۹: ۳۵۳).

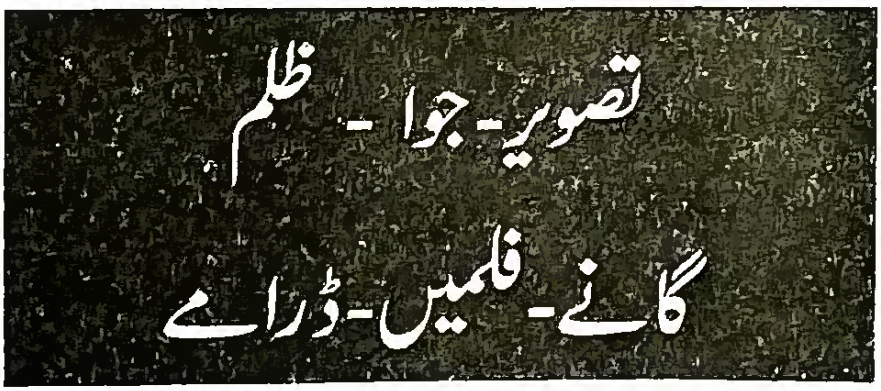
تصویر- جوا - ظلم
گانے- فلمیں- ڈرامے

تصویر - جوا

جاندار کی تصویر ممنوع ہے

(حدیث ۱۰۷۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنِ الصُّوْرَةِ—(ن)عن جابر—(ح). (۱۰۷۷)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے تصویر سے منع فرمایا۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جاندار کی ایسی صورت کے نقش سے جس میں اس کا پورا جسم آتا ہو یا اس کا ایسا حصہ جیسے چہرہ یہ بھی تصویر کے حکم میں ہے۔

مرد وعورت کے پردہ کے مقامات کے جس طرح کل حصوں کی تصویر ممنوع ہے' اسی طرح سے بعض حصوں کی بھی بنانا بھی' چھاپنا بھی۔ شرعی مجبوری میں جس طرح کہ میڈیکل سرجری کے لئے متعلقہ حصوں کی تصویریں دی جاتی ہیں یا بطور تشریح الأعضاء کے چھاپا جاتا ہے اس کا ضروری حصہ درست ہے لیکن نامحرم غیر متعلقہ شخص کے لئے ممنوعہ حصوں کی تصویر دیکھنا بھی منع ہے' پاسپورٹ اور شناختی کارڈ اور حج وعمرہ اور بیرون ممالک کے اسفار کے لئے بقدرِ ضرورت تصویر بنوانا مباح ہے۔

تصاویر کا حکم

(حدیث ۱۰۷۸) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِى فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ- مالک (ق)عن عائشة—(صح). (۱۰۷۸)

۱۰۷۷ ؎ (الجامع الصغیر: ۹۴۰۶)__رواہ النسائی ترمذی (۱۸۷۰) کنز العمال (۹۳۷۵).

۱۰۷۸ ؎ (الجامع الصغیر: ۱۹۶۰)__ رواہ مالک فی الموطا (۲۶۷) والبخاری (۳: ۸۳، ۷: ۳۳، ۲۱۷) ومسلم فی اللباس (۹۶) مسند احمد (۶: ۲۴۶) سنن کبری للبیهقی (۷: ۲۶۷) الترغیب والترهیب (۴: ۴۲).

(ترجمہ) جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

(لطائف ومعارف)

حدیث میں جانداروں کی تصویریں مراد ہیں' چاہے مجسمہ کی شکل میں ہوں یا تصویر کی شکل میں کاغذ' کپڑا یا کسی اور چیز پر منقش ہوں سب کا حکم یہی ہے۔ ایسی جگہ پر رحمت اور برکت کے فرشتے نہیں آتے باقی رہے وہ فرشتے جو اس کا اعمال نامہ لکھتے ہیں یا انسان کے ساتھ دیگر امور پر مامور ہیں تو ان کی اس حدیث میں رکاوٹ نہیں ہے۔

اس حدیث میں ایسے لوگوں کیلئے تنبیہ ہے جو ایسی تصاویر گھر وغیرہ میں رکھتے ہیں۔

اس حدیث کا شان ورود اس طرح سے ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک تکیہ خریدا' جس پر تصاویر (منقش) تھیں جب حضور ﷺ نے اس کو دیکھا تو دروازہ پر ہی کھڑے ہو گئے' اندر داخل نہ ہوئے۔ پس میں نے آپؐ کے چہرہ پر ناپسندیدگی کو بھانپ لیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول کے سامنے توبہ کرتی ہوں' میں نے کون سا گناہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ گدا کہاں سے آیا؟ میں نے عرض کیا: اس کو میں نے آپ کیلئے خریدا ہے تا کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس کی ٹیک لگائیں تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: ان تصویروں کے بنانے والوں کو (آخرت میں) عذاب دیا جائے گا اور ان کو حکم ہوگا کہ جو تم نے شکل بنائی تھی اس کو زندہ کرو' پھر آپؐ نے یہ فرمایا: کہ جس گھر میں تصاویر ہوں وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

اب جو لوگ تصاویر کے جواز کے لئے بعض علماء مصر وغیرہ کا حوالہ دیتے ہیں کہ انہوں نے کیمروں کی تصاویر کو جائز قرار دیا ہے یہ حوالہ بھی درست نہیں اور ان علماء کا فتویٰ بھی درست نہیں کیونکہ حدیث مذکور میں جن تصاویر کا ذکر آیا ہے یہ ہاتھ سے کپڑے پر بنائی گئی تھیں' اب اس فن نے ایسی بے مثال ترقی کی ہے کہ گذشتہ زمانوں میں اس کا تصور بھی محال تھا جب وہ تصاویر حرام ہیں تو اس دور کی جدید واضح' اور شفاف ترقی یافتہ شکل کی تصاویر کہاں سے جائز ہو گئیں؟ لہٰذا وہ تصاویر بھی حرام ہیں جو مجسمہ کی شکل میں ہوں اور وہ بھی جو تصویر کی شکل میں ہوں' الا یہ کہ کوئی درخت وغیرہ غیر جاندار کی تصویر ہو تو مضائقہ نہیں۔

تصاویر اور مورتیوں والے گھروں میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے

(حدیث نمبر ۱۰۷۹) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَاتَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ ، وَلَا صُورَةٌ (حم ، ق ، ت ، ن ، ٥) عن أبي طلحة . (صح) (۱۰۷۹)

(ترجمہ) فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مورتیاں یا تصویر ہو۔

لطائف ومعارف:

اس حدیث میں رحمت اور برکت کے فرشتے مراد ہیں یا نیک لوگوں کی زیارت اور ذکر تسبیح سننے کیلئے آنے والے فرشتے مراد ہیں، کراماً کاتبین مراد نہیں ہیں کیونکہ وہ ایک لحظہ کیلئے بھی اس سے جدا نہیں ہوتے اسی طرح سے موت کے فرشتے بھی کبھی اپنا فرض نبھانے میں دیر نہیں کرتے۔

تصویر اور مورتیوں والے گھروں میں بھی فرشتے نہیں آتے کیونکہ یہ بت خانہ کے مشابہ ہو جاتا ہے اور تام الخلقت جاندار کی تصویر اور واضح الاعضاء یا تمام الاعضاء مورت یا بت حرام ہیں اور اس حدیث کی ممانعت میں داخل ہیں اور ان کا بنانے والا اپنے آپ کو تصویر میں اللہ کا شریک بنالیتا ہے اس لئے تصویر کا بنانا بھی حرام ہے۔ فی زمانہ ٹی وی، وی سی آر، اور فوٹو گرافی نے اتنی مقبولیت حاصل کی ہے کہ شاذ و نادر ہی کوئی گھر اس سے محفوظ ہوگا اس لئے اکثر مسلمانوں کے گھروں میں رحمت اور برکت والے فرشتے نہیں آتے اور گھر گھر میں فساد ہوتا ہے اور رزق میں برکت نہیں ہے۔

جہنم میں مصور کا عذاب

(حدیث ۱۰۸۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۰۷۹ (الجامع الصغیر: ۹۷۵۸) رواہ احمد والترمذی وابن حبان وھو حدیث صحیح.

كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ۔(حم،م)عن ابن عباس۔(صح).(۱۰۸۰)

(ترجمہ) ہر مصور جہنم میں جائے گا' اس کے لئے ہر تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی تھی ایک شکل مقرر کی جائے گی جو اس کو جہنم میں عذاب دے گی۔

حکایت:۔ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: میں یہ صورتیں بناتا ہوں۔آپ مجھے اس کے بارے میں فتویٰ دیں' آپؓ نے فرمایا: میرے قریب ہو جا تو وہ قریب ہو گیا پھر فرمایا: اور قریب ہو جا تو وہ اور قریب ہو گیا حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: میں تجھے وہ فتویٰ دے رہا ہوں جو میں نے حضورؐ سے سنا ہے پھر آپؓ نے حضورؐ کا یہی ارشاد بیان فرمایا

آج کل فوٹو گرافی کا ساری دنیا میں چرچا ہے' چاہے وہ کیمرہ کے ذریعہ ہو یا مجسمہ سازی کے ذریعہ پھر اس کی عکس بندی کر کے ٹی وی اور انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعہ اس کی دنیا بھر میں اشاعت کرنا سب اسی زمرہ میں داخل ہے' جتنے بھی لوگ اس کام میں ملوث ہوں گے سب برابر کے شریک ہوں گے۔

تصویر بنانے والے سخت عذاب میں ہوں گے

(حدیث نمبر ۱۰۸۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ۔ (حم،م)عن ابن مسعود(صح).(۱۰۸۱)

(ترجمہ) قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

لطائف ومعارف:

تصویر سے مراد بت اور مورتیاں بھی ہو سکتی ہیں اور کتابوں اور کپڑوں پر چھپی ہوئی

۱۰۸۰؎ (الجامع الصغیر: ۶۳۵۰)۔۔۔ رواہ احمد (۱:۳۰۸) ومسلم فی اللباس (۲۶ رقم ۹۹) مشکوۃ (۴۴۹۸) کنز العمال (۹۳۷۸).

۱۰۸۱؎ (الجامع الصغیر: ۲۲۰۰)۔۔۔ رواہ احمد ومسلم.

تصاویر بھی جو فوٹو کہلاتی ہیں اور فلم، ٹی وی وغیرہ کی تصاویر بھی ان میں شامل ہیں۔اس طرح کی تصاویر بنانے والے سب لوگوں کیلئے اس حدیث میں وعید و تنبیہ ہے لہذا جو مسلمان اس کام میں ملوث ہیں وہ اس سے توبہ کرلیں اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کریں تا کہ وہ قیامت کے اس شدید عذاب سے محفوظ ہوسکیں۔

وہ تصاویر بھی اس حدیث کی وعید ہی میں داخل ہیں جو کسی بچھونے پر یا تکیہ پر یا برتن پر یا دیواروں وغیرہ پر بنائی جاتی ہیں۔

معمولی سی چوری کرنے پر بھی خدا کی لعنت ہے

(حدیث ۱۰۸۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ—(حم، ق، ن، ہ) عن ابی هريرة—(صح). (۱۰۸۲)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس چور پر بھی لعنت کرتا ہے جو انڈہ چرائے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور اس چور پر بھی لعنت کرتا ہے جو رسی چرائے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

(لطائف و معارف)

حدیث میں ہاتھ کاٹنے میں انڈے اور رسی کی چوری کی مثال دی گئی ہے اس سے معمولی چوری پر تہدید مقصود ہے۔ یہ نہیں کہ اگر کوئی انڈہ یا رسی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ چور کا ہاتھ کم سے کم دس درہم کی چوری پر کاٹا جاتا ہے۔

تین کبیرہ گناہ

(حدیث ۱۰۸۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَتٰى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ، اَوْ اَتَى امْرَاَةً حَائِضًا اَوْ اَتَى

۱۰۸۲؎ (الجامع الصغیر: ۷۲۶۰)—رواہ احمد (۲: ۲۵۳) والبخاری (۸: ۱۹۹، ۲۰۰) ومسلم فی الحدود (باب ۱) رقم ۷) والنساتی (۸: ۶۵) وابن ماجة (۲۵۸۳) مستدرک حاکم (۴: ۳۷۸) سنن کبری للبیهقی (۸: ۲۵۳) ورواہ "ان یسرق" حدیث صحیح.

امْرَاَةً فِی دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ-(حم، ۴) عن ابی هریرة-(ح). (۱۰۸۳)

(ترجمہ) جو شخص کسی کاہن (جادوگر) کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی یا عورت کے پاس حیض کی حالت میں گیا یا اس کی دُبر میں گیا تو وہ اس سے بری ہے جو محمد (ﷺ) پر اتارا گیا۔

(لطائف ومعارف)

کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو غیب کی خبریں بتائے یا نجوم کی خبریں بتائے یا دست شناسی یا علم الاعداد یا طوطے کا فال' یہ سب لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔ ان کی بات کی تائید کرنے والا بھی گمراہ ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی ایسے آدمی کے پاس آیا اور اس سے کوئی چیز پوچھی تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ (مسلم) اور ایک میں ہے کہ ایسے شخص نے حضرت محمد (ﷺ) پر اتاری گئی شریعت سے کفر کیا (مسند احمد)۔

اور اگر کوئی شخص استہزاءً پوچھے گا اور اس کا اعتقاد یہ ہوگا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے تو اس پر یہ وعید لاحق نہیں ہوگی۔

اس حدیث میں جو تین کام بیان کئے گئے ہیں یہ گناہ کبیرہ ہیں اور ان کا ارتکاب کرنے والا فاسق ہے اور حرام کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر حلال جان کر کرے گا تو کافر ہوگا۔

جوئے کی بعض اقسام

(حدیث ۱۰۸۴) حضرت یزید بن شریح التیمی رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثٌ مِنَ الْمَيْسِرِ: اَلْقِمَارُ، وَالضَّرْبُ بِالْكِعَابِ، وَالصَّفِيْرُ بِالْحَمَامِ-(د) فی مراسیله عن یزید بن شریح التیمی مرسلا-(ح). (۱۰۸۴)

۱۰۸۳ (الجامع الصغیر: ۸۲۸۸) ــــ رواه احمد (۲: ۴۲۹) وابو داود فی الطب (باب ۲۱) والنسائی والترمذی وابن ماجة، مجمع الزوائد (۵: ۱۱۷، ۱۱۸) الترغیب والترهیب (۴: ۳۴).

۱۰۸۴ (الجامع الصغیر: ۳۴۳۳) ــــ رواه ابو داود فی مراسیله وهو مرسل صحیح. کنز العمال (۴۰۶۳۹)

(ترجمہ) تین چیزیں جوئے کی قسم سے ہیں۔ جوءٔ شطرنج اور کبوتر کھیلنے کے لئے سیٹیاں بجانا۔

سات کبیرہ گناہ

(حدیث ۱۰۸۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْکَبَائِرُ سَبْعٌ، اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَۃِ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ، وَاَکْلُ الرِّبَا وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ، وَالرُّجُوْعُ اِلَی الْاَعْرَابِیَّۃِ بَعْدَ الْھِجْرَۃِ۔ (طس) عن ابی سعید۔ (صح). (۱۰۸۵)

(ترجمہ) سات چیزیں کبیرہ گناہ ہیں (عرض کیا گیا یارسول اللہ وہ سات بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا) اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی جان کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ، (اور مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا، الا یہ کہ وہ گناہ کا حکم کرتے ہوں) اور پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، اور کفار کے مقابلہ میں جہاد کے دوران فرار اختیار کرنا، سود کھانا (چاہے جس شکل میں بھی ہو)، (ناحق طور پر) یتیم کا مال کھانا! (یتیم وہ ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو اور وہ نابالغ ہو) اور ہجرت کے بعد (دارالکفر اور دارالحرب میں) عورت کے لئے لوٹنا۔

(لطائف ومعارف)

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کوئی شخص اگر یہ سوال کرے کہ اس حدیث میں کبیرہ گناہوں کی تعداد سات کیوں بتائی گئی ہے جبکہ دیگر احادیث کے مجموعہ سے کبیرہ گناہوں کی تعداد بہت زیادہ مروی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر مجلس میں اتنے گناہوں سے روکا ہے جتنے کی آپؐ کی طرف وحی کی گئی یا سائل کے احوال کے مطابق جتنے گناہوں کو اس کے لئے ذکر کرنا مناسب تھا، اتنا بیان فرمایا اور

۱۰۸۵ (الجامع الصغیر: ۶۴۵۰) رواہ الطبرانی فی المعجم الأوسط.

اوقات کا بھی تفاوت ہوسکتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ حضور ﷺ نے مختلف احادیث میں جتنے بھی گناہ بیان فرمائے ہیں ان کو جمع کرلیا جائے۔ جیسا کہ علامہ ذہبیؒ نے الکبائر میں جمع کیا ہے یا علامہ ابن نجیمؒ شارح کنز الدقائق نے بھی کبیرہ گناہوں کی تفصیل میں ایک رسالہ تالیف کیا ہے اور علامہ ابن حجر مکیؒ نے بھی تفصیل سے ''الزواجر عن اقتراف الکبائر'' میں دو جلدوں میں ایسی احادیث کو مرتب کیا ہے اور تشریح لکھی ہے۔ تفصیل کیلئے ان کتابوں کی طرف مراجعت کی جائے۔

تین کبیرہ گناہ

(حدیث ۱۰۸۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَتٰی کَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ، اَوْ اَتٰی امْرَاَةً حَائِضًا، اَوْ اَتٰی امْرَاَةً فِیْ دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ—(حم، ۴) عن ابی هریرة—(ح). (۱۰۸۶)

(ترجمہ) جو شخص کسی کاہن (جادوگر) کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی یا عورت کے پاس حیض کی حالت میں گیا یا اس کی دُبر میں گیا تو وہ اس سے بری ہے جو محمد (ﷺ) پر اتارا گیا۔

(لطائف ومعارف)

کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو غیب کی خبریں بتائے یا نجوم کی خبریں بتائے یا دست شناسی یا علم الاعداد یا طوطے کا فال' یہ سب لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔ ان کی بات کی تائید کرنے والا بھی گمراہ ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی ایسے آدمی کے پاس آیا اور اس سے کوئی چیز پوچھی تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ (مسلم) اور ایک میں ہے کہ ایسے شخص نے حضرت محمد (ﷺ) پر اتاری گئی شریعت سے کفر کیا (مسند احمد)۔

اور اگر کوئی شخص استہزاءً پوچھے گا اور اس کا اعتقاد یہ ہوگا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے تو اس

۱۰۸۶ (الجامع الصغیر: ۸۲۸۸) ــــ رواہ احمد (۲: ۴۶۹) وابو داود فی الطب (باب ۲۱) والنسائی والترمذی وابن ماجة 'مجمع الزوائد (۵: ۱۱۷، ۱۱۸) الترغیب والترهیب (۴: ۳۴).

پر یہ وعید لاحق نہیں ہوگی۔

اس حدیث میں جو تین کام بیان کئے گئے ہیں یہ گناہ کبیرہ ہیں اور ان کا ارتکاب کرنے والا فاسق ہے اور حرام کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر حلال جان کر کرے گا تو کافر ہوگا۔

ظلم کی گناہ کے اعتبار سے تین اقسام

(حدیث ۱۰۸۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلظُّلْمُ ثَلَاثَةٌ: فَظُلْمٌ لَايَغْفِرُهُ اللّٰهُ، وَظُلْمٌ يَغْفِرُهُ، وَظُلْمٌ لَا يَتْرُكُهُ، فَاَمَّاالظُّلْمُ الَّذِىْ لَايَغْفِرُهُ اللّٰهُ فَالشِّرْكُ قَالَ اللّٰهُ: اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ، وَاَمَّا الظُّلْمُ الَّذِىْ يَغْفِرُهُ اللّٰهُ فَظُلْمُ الْعِبَادِ اَنْفُسَهُمْ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَبِّهِمْ، وَاَمَّا الظُّلْمُ الَّذِىْ لَايَتْرُكُهُ اللّٰهُ فَظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتّٰى يُدِيْرَ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ—الطيالسى والبزار عن انس.(۱۰۸۷)

(ترجمہ) ظلم کی تین قسمیں ہیں: ایک ظلم وہ ہے جس کو اللہ معاف نہیں کرے گا اور ایک ظلم وہ ہے جس کو اللہ بخش دے گا اور ایک وہ ظلم ہے جس کو اللہ نہیں چھوڑے گا پس وہ ظلم جسے اللہ معاف نہیں کرے گا وہ شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ان الشرک لظلم عظیم (بے شک شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے) اور وہ ظلم جس کو اللہ معاف کردیں گے وہ لوگوں کا اپنے نفسوں پر اپنے اور اپنے رب کے معاملہ میں ظلم کرنا ہے اور وہ ظلم جس کو اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑے گا وہ لوگوں کا ایک دوسرے پر ظلم کرنا ہے حتیٰ کہ بعض کا حق بعض سے نہ پھیر دے۔

۱۰۸۷ (الجامع الصغیر: ۵۳۵۵)___ رواه ابو داود الطيالسى والبزار وقال الهيثمى رواه البزار عن شيخه احمد بن مالك القشيرى ولم أعرفه وبقية رجاله وثقوا على ضعفهم مجمع الزوائد (۱۰: ۳۴۸) كنز العمال، (۱۰۳۶۶) حلية الاولياء (۶: ۳۰۹).

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے وہ بات معلوم ہوتی ہے جو علامہ ذہبیؒ نے بعض مفسرین سے نقل کی ہے کہ ظلم مطلق کفر مطلق ہے اور کافر ہی ظالم ہیں ان کا کل قیامت کو کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا۔ ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع (ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی شفاعت کرنے والا جس کی شفاعت کو قبول کیا جائے) اور ظلم مقید کبھی تو آدمی کا اپنے اوپر ظلم کرنا ہے اور کبھی بعض کا بعض پر ظلم کرنا ہے پس پہلا ظلم تو ان شاء اللہ بخش دیا جائے گا اور دوسرے کے لئے موازین عدل قائم کئے جائیں گے پس جو شخص ان تینوں قسم کے اصناف ظلم سے بچ گیا اس کے لئے امن تام حاصل ہوگا اور جو شخص اپنے ظلم سے اپنے آپ کو نہ بچا سکا اس کو امن تو ملے گا اور جنت میں بھی داخل ہو گا (چاہے جہنم میں سزا بھگت کر اللہ کی طرف سے معافی ملنے کے بعد)۔

ظلم اور بخل

(حدیث ۱۰۸۸) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَحَمَلَهُمْ عَلٰى أَنْ سَفَكُوْا دِمَائَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ — (حم ،خد،م) عن جابر (صح) (۱۰۸۸)

(ترجمہ) ظلم (۱) کرنے سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے اندھیروں میں سے ہے اور بخل (۲) سے بچو کیونکہ بخل نے آپ لوگوں سے قبل والوں کو ہلاک کر دیا تھا اور ان کو اس بات پر برانگیختہ کیا تھا کہ وہ اپنے خون بہائیں اور ایک دوسرے کی عورتوں کو حلال کر لیں۔

(لطائف ومعارف)

(۱) ظلم کا معنی ناحق طور پر دوسرے کا مال لینا' استعمال کرنا اور اس کی ہتک عزت وغیرہ کرنا ہے' بعض حضرات فرماتے ہیں: خوشحالی کو سب سے زیادہ مٹانے والی

۱۰۸۸ ؎ (الجامع الصغیر: ۱۳۶) ــــ مسند احمد (۲: ۹۲) بخاری فی الادب' صحیح مسلم مستدرک حاکم (۱: ۱۱) سنن کبری للبیهقی (۶: ۹۳).

چیز ظلم پر کمر بستہ رہتا ہے اور قیامت کے دن ظالم دنیا میں اپنے کئے ہوئے ظلم کی وجہ سے بھٹکتا رہے گا وہ اپنا قدم اٹھا کر کسی ہموار جگہ پر رکھنا چاہے گا تو وہ جہنم کے گڑھوں میں سے کسی گڑھے میں جا پڑے گا۔

ظلم کی خیزی اور پرورش تاریک دل سے ہوتی ہے اگر یہ نور ہدایت سے منور ہو تو غلط راستوں سے پرہیز کرے۔

حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن ظالموں کو لایا جائے گا پھر ان کو آگ کے تابوتوں میں بند کر کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

(۲) بخل کو ظلم کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کیونکہ یہ بھی ظلم کی اقسام میں سے ہے اور اس میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ بخل ظلم کی سب سے بڑی قسم ہے کیونکہ دنیا کی محبت اور لذت کے نتائج میں سے ہے۔

حکمرانوں کا ہدیہ اور رشوت لینا

(حدیث ۱۰۸۹) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَخْذُ الْأَمِيرِ الْهَدِيَّةَ سُحْتٌ، وَقَبُوْلُ الْقَاضِي الرِّشْوَةَ كُفْرٌ -(حم) في الزهد عن علي -(ج).(۱۰۸۹)

(ترجمہ) (۱) حکمران کا ہدیہ لینا حرام ہے۔ (۲) قاضی کا رشوت لینا کفر ہے۔

(لطائف ومعارف)

(۱) ہدیہ اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی کو بلا عوض دی جائے۔

حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک شخص نے اونٹ کی ایک ٹانگ ہدیہ میں بھیجی پھر کسی کو ساتھ لے کر آیا اور کہا کہ اے امیر المومنین! میرا حق اس طرح سے علیحدہ فرمائیں جس طرح سے اونٹ کی ٹانگ علیحدہ کی گئی تھی۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا: اللہ اکبر۔ تمام آفاق میں (عمال کو) لکھ دو کہ ملازمین کا ہدایہ لینا حرام ہے۔

۱۰۸۹ (الجامع الصغیر: ۲۸۹) ــــ احمد فی الزهد وهو حديث حسن كنز العمال (۱۵۰۶۹).

قاضی کا رشوت لینا کفر اس وقت ہے جب وہ فیصلہ پر رشوت لینے کو حلال سمجھتا ہو' اگر حلال نہ سمجھتا ہو تو کفر کے لفظ سے ایسے شخص کو تنبیہ شدید کرنا مقصود ہے۔

رشوت دینا اور لینا دونوں کبیرہ گناہ ہیں' اس لئے بھی کہ دوسرے فریق کی حق تلفی مقصود ہوتی ہے اور اس لئے بھی کہ خلاف حکم الٰہی فیصلہ لینا مقصود ہوتا ہے۔

مظلومین قیامت میں کامیاب ہونگے

(حدیث ۱۰۹۰) حضرت ابوصالح حنفی (تابعیؒ) سے مرسلاً روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمَظْلُوْمِیْنَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ —ابن ابی الدنیا فی ذم الغضب، ورسته فی الایمان عن ابی صلاح الحنفی مرسلا— (ض). (۱۰۹۰)

(ترجمہ) مظلومین ہی قیامت میں کامیاب ہوں گے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جن مسلمان لوگوں پر دنیا میں ظلم ڈھائے گئے ہوں گے وہ لوگ قیامت کے دن کامیاب ہونے والوں میں سے ہوں گے کہ ان کو بہت بڑے اجر' جہنم سے نجات اور جنت کے درجات کی ترقی حاصل ہوگی اور ظالمین سے انتقام بھی لے سکیں گے۔

ظلم قیامت میں اندھیرا بن جائیگا

(حدیث ۱۰۹۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (ق'ت) عن ابن عمر (صح) (۱۰۹۱)

۱۰۹۰ (الجامع الصغیر: ۲۱۱۸) — رواه ابن ابی الدنیا فی ذم الغضب ورسته فی الایمان وابو صالح عبدالرحمن بن قیس تابعی جلیل والحنفی نسبة الی بنی حنیفة قبیلة کبیرة من ربیعة بن نزار ینسب الیها خلق کثیر. جمع الجوامع للسیوطی (۵۹۱۰) اتحاف السادة (۷: ۴۹۳).

۱۰۹۱ (الجامع الصغیر: ۲۰۵۸) — رواه البخاری ومسلم فی البر والصلة (۵۶، ۵۷) والترمذی وسنن کبری للبیهقی (۶: ۹۳، ۱۰: ۱۳۴، ۲۴۳).

(ترجمہ) ظلم قیامت کے دن اندھیرا بن جائے گا۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جو شخص دنیا میں کسی پر ظلم کرے گا تو یہ ظلم قیامت کے دن اس کے لئے حقیقتاً کئی اندھیرے بن جائے گا جس کی وجہ سے اس کو قیامت کے دن کوئی رہنمائی نہیں ملے گی اور وہ مومن جو ظلم نہیں کرے گا وہ قیامت کے دن اس نور کی روشنی میں چلتا ہوگا جس سے اس کو آخرت میں کوئی دشواری اور دکھ نہیں دیکھنا پڑے گا۔

ظلم کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو غیر کے حق میں کیا جائے اور ایک وہ جو گناہ کر کے اپنے اوپر کیا جائے۔ یہ قیامت کی تاریکی ان دونوں قسم کے ظلموں کی پاداش میں ہو سکتی ہے اور تاریکی سے مراد یا تو حقیقی تاریکی ہوگی یا ان مظالم کی سزا کو اس حدیث میں تاریکیوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ظالم پر شدید ترین عذاب

(حدیث ۱۰۹۲) حضرت خالد بن ولید، حضرت عیاض بن غنم اور حضرت ہشام بن حکیم الاسدیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا لِلنَّاسِ فِی الدُّنْیَا اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ - (حم، هب) عن خالد بن الولید (ک) عن عیاض بن غنم وهشام بن حکیم - (صح). (۱۰۹۲)

(ترجمہ) جو شخص دنیا میں لوگوں کو سب سے زیادہ تکلیف پہنچائے گا وہ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا ہوگا۔

سوال: آیت اَدْخِلُوْا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ اور دیگر احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیگر لوگ زیادہ عذاب میں مبتلا ہوں گے؟۔

جواب: لوگ اپنے اعمال کے اعتبار سے شدید عذابوں میں مبتلا ہوں گے فرعون

۱۰۹۲ (الجامع الصغیر: ۱۰۴۹) ــــ رواه احمد والبیهقی فی الشعب عن خالد بن الولید والحاکم عن عیاض بن غنم وهشام بن حکیم الاسدی وهو حدیث صحیح. التاریخ الکبیر للبخاری (۳: ۱۴۳).

ان لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا ہوگا جو دعوائے الوہیت کرتے تھے اور جس شخص کی اقتداء کفر کی گمراہی میں کی گئی وہ اس شخص سے زیادہ شدید عذاب میں مبتلا ہوگا جس کی اقتداء بدعت کی گمراہی میں کی گئی اور وہ ظالم بادشاہ جس کی حکومت وسیع تھی اس کو ظالم حاکم شہر اور ظالم قاضی شہر سے زیادہ سخت عذاب ہوگا اور جن لوگوں نے پوجا پاٹ کیلئے مورتیاں گھڑیں ان کو ان لوگوں سے زیادہ شدید عذاب ہوگا جنہوں نے صرف زیب وزینت کیلئے مورتیاں بنائیں یا تصاویر بنائیں۔ کذا قالہ القرطبی وغیرہ۔

ناحق زمین چھیننے کا عذاب

(حدیث ۱۰۹۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ — (خ) عن ابن عمر — (صح). (۱۰۹۳)

(ترجمہ) جس شخص نے ناحق طور پر زمین پر کچھ قبضہ کیا قیامت کے دن ساتوں زمینوں تک اس کے نیچے دھنسا دیا جائے گا۔

(لطائف ومعارف)

گویا کہ زمین کو اس کی گردن میں طوق بنا دیا جائے گا جیسا کہ قرآن شریف میں ہے: سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ.

اور اس کی گردن کو اتنا موٹا کر دیا جائے گا کہ وہ اتنی زمین کو اٹھا سکے یا یہ معنی ہے کہ اس کے گناہ کو بطور طوق اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا اور وہ طوق کی طرح اس کی گردن کو لپٹا رہے گا یا ظالم کو اس کا مکلف کیا جائے گا کہ وہ اس زمین کو اپنی گردن میں بطور طوق کے ڈالے لیکن وہ اس کی طاقت نہیں رکھے گا اور وہ اسی طرح سے عذاب میں رہے گا اور یہ عاجز کر دینے والی تکلیف ہے جو بطور ایذاء کے ہوگی نا کہ بطور سزا کے جیسا کہ مصور کو تصویر میں روح پھونکنے کی تکلیف دی جائے گی اگرچہ وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔

۱۰۹۳ (الجامع الصغیر: ۸۳۵۲) — رواہ البخاری (۳: ۱۸۱، ۴: ۱۳۰) ورواہ بلفظ (بغیر حق طوقہ).

زمین غصب کرنے کا عذاب

(حدیث ۱۰۹۴) حضرت یعلیٰ بن مرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اَیُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ کَلَّفَهُ اللهُ تَعَالٰی اَنْ یَحْفُرَهُ حَتّٰی یَبْلُغَ آخِرَ سَبْعِ اَرَضِیْنَ، ثُمَّ یُطَوَّقُهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ—(طب) عن یعلی بن مرة—(ح). (۱۰۹۴)

(ترجمہ) جس شخص نے ایک بالشت بھی ظلم کے ساتھ زمین کا قبضہ کیا اللہ تعالیٰ اس پر یہ تکلیف ڈالیں گے کہ وہ اس کو کھودے حتیٰ کہ آخری ساتوں زمینوں تک جا پہنچے پھر اس کو قیامت کے دن اس کا طوق پہنا دیں گے یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان حساب کتاب مکمل کر دیا جائے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اسے اس کا مکلف کر دیں گے کہ اس نے جو زمین ظلماً چھینی تھی اس کو میدان تک منتقل کرے اور وہ اس کی گردن میں بطور طوق کے فٹ ہو جائے' یہ طوق حقیقی نہیں ہوگا بلکہ اس کی شکل یہ ہوگی کہ ایسے شخص کو ساتوں زمینیں نیچے دھنسا دیا جائے گا اس طرح سے ہر زمین اس کے ظلم کی وجہ سے اس کی گردن کا طوق بن جائے گی۔

یہ اور اس طرح کی دوسری شکلیں زمین کے مختلف غاصبین کے لئے ہوں گی جو جس سزا کا مستحق ہوگا ویسی ہی اس کو سزا دی جائے گی۔

حدیث میں اس وعید شدید سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کی زمین غصب کرنا بڑا گناہ ہے اگر کسی نے کسی کی زمین غصب کی ہو تو اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ دنیا میں ہی اس کو مالک کو واپس کر دے اور معافی مانگ لے۔

ظالم کو مہلت دینے کی حکمت

(حدیث ۱۰۹۵) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم

۱۰۹۴ (الجامع الصغیر: ۲۹۶۷) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر والصغیر ورواه عنه ایضا احمد بعدة اسانید قال الهیثمی ورجال بعضها رجال الصحیح' ورواه عنه ایضا ابن حبان من هذا الوجه. رواه احمد (۴: ۱۷۳) الحاوی للفتاوی (۱: ۲۲۵) مشکوة (۲۹۹۰).

ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیُمْلِیْ لِلظَّالِمِ، حَتّٰی اِذَا اَخَذَہٗ لَمْ یُفْلِتْہُ—(ق،ت،ہ) عن ابی موسی—(صح).(۱۰۹۵)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتے رہتے ہیں حتیٰ کہ جب اس پر گرفت کرتے ہیں تو اس کو چھوڑتے نہیں۔

(لطائف ومعارف)

ظالم کو ڈھیل اس لئے دیتے ہیں کہ وہ اپنی اس طوالت عمر میں مزید سرکش ہو جائے اور زیادہ ظلم ڈھائے تا کہ اس کے عذاب میں اضافہ کیا جا سکے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: انما نملی لھم لیزدادوا اثما (ہم ان کو اس لئے ڈھیل دیتے ہیں تا کہ وہ گناہ میں اور زیادہ سرکش ہوں) پس یہ مہلت بھی عین عذاب ہے۔

مظلوم کی بددعا سے بچو

(حدیث ۱۰۹۶) حضرت خزیمہ بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوْا دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّھَا تُحْمَلُ عَلَی الْغَمَامِ، یَقُوْلُ اللّٰہُ: وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَاَنْصُرَنَّکَ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ —(طب) والضیاء عن خزیمۃ بن ثابت.(۱۰۹۶)

(ترجمہ) مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ یہ سفید بادل کے ذریعہ (عرش کی طرف) اٹھائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مجھے میرے غلبہ اور جلال کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر بعد سہی۔

۱۰۹۵ (الجامع الصغیر: ۱۸۰۰) ــــ رواہ البخاری فی التفسیر (۶:۹۴) ومسلم فی الادب والترمذی فی التفسیر وابن ماجۃ فی الفتن کلھم عن ابی موسی الاشعری فتح الباری (۸:۳۵۴) مشکوۃ (۵۱۲۴).

۱۰۹۶ (الجامع الصغیر: ۱۲۰۸) ــــ طبرانی کبیر (۴:۹۸) مجمع الزوائد (۱۰:۱۵۲) المختارۃ للضیاء کتاب السنۃ ابن ابی عاصم مساوی الاخلاق للخرائطی قال المنذری لابأس بہ فی المتابعات).

(لطائف ومعارف)

(۱) یہ جملہ ہر قسم کے ظلم سے بچنے کی طرف اشارہ ہے کہ جب آدمی مظلوم کی بددعا سے بچے گا تو کسی قسم کا ظلم نہیں کرے گا۔

(۲) غمام سے سفید بادل مراد ہے جو بارگاہ اقدس تک پہنچتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ غمام ایک قسم کی سفید چیز ہے جو ساتویں آسمان سے اوپر ہے اگر وہ گر جائے تو ساتوں آسمان ٹھہر نہ سکیں بلکہ پھٹ جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ.

اور دعا کا مجسم ہو کر بادل کے ذریعے اٹھنا کچھ بعید نہیں۔

(۳) کچھ دیر بعد مدد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ظالم کو ڈھیل تو دیتے ہیں آزاد نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ" بعض روایات میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کے خلاف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا قبول فرمائی تھی اس وقت سے لے کر فرعون کے غرق ہونے تک چالیس سال کا عرصہ گزرا تھا۔

کافر مظلوم کی بددعا

(حدیث ۱۰۹۷) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ وَإِنْ كَانَ كَافِرًا، فَإِنَّهَا لَيْسَ دُوْنَهَا حِجَابٌ۔

(حم ع) والضياء عن أنس — (صح) (۱۰۹۷)

(ترجمہ) مظلوم کی بددعا سے بچو اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کے آگے رکاوٹ نہیں ہوتی۔

(لطائف ومعارف)

کافر کی بددعا اس کے مظلوم ہونے کی وجہ سے قبول ہوتی ہے باقی رہا اس کا کفر تو یہ

۱۰۹۷ (الجامع الصغیر: ۱۵۰) — مسند احمد (۳:۱۵۳) مسند ابی یعلی، المختارة للضیاء المقدسی، اسنادہ حسن.

اس کی ذات کا مسئلہ ہے جس کی سزا وہ آخرت میں یقیناً بھگتے گا' مسند امام احمد کی حدیث کا مضمون ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: مظلوم کی بددعا سنی جاتی ہے' اگرچہ وہ گناہ گار بھی کیوں نہ ہو۔ اس کا گناہ اس کی ذات پر ہوگا۔

گانے - فلمیں - ڈرامے

گھنٹی شیطان کا باجا ہے

(حدیث ۱۰۹۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلْجَرَسُ مَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ۔ (حم،م،د) عن ابی ھریرۃ۔ (صح). (۱۰۹۸)

(ترجمہ) گھنٹی شیطان کے مزامیر میں سے ہے۔

(لطائف ومعارف)

گھنٹی کو شیطان کی طرف منسوب کیا گیا ہے کیونکہ اس کی آواز ذکر اور فکر سے غیر متوجہ کر دیتی ہے' اس لئے سفر اور حضر میں اس کا ساتھ رکھنا مکروہ ہے اور سننے والے کو چاہئے کہ وہ جب اس کو سنے تو کان بند کر لے لیکن افسوس سے اس بات کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ حضور ﷺ نے تو گھنٹی کی آواز سننے سے منع فرمایا' مگر اب آلات لہو ولعب وموسیقی ایجاد ہو چکے ہیں اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ ہر گھر تک ان کی رسائی ہو چکی ہے اور انہیں ہر گھر کی ضرورت سمجھا جا رہا ہے' سوچنے کا مقام ہے کہ جب گھنٹی کی اتنی ممانعت ہے تو ٹی وی وغیرہ کی کتنی زیادہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

۱۰۹۸ (الجامع الصغیر: ۳۶۱۷) رواہ احمد (۲: ۳۷۲) ومسلم فی اللباس (۱۰۴) ابو داود ووھم الحاکم فاستدرکہ حدیث صحیح سنن کبری للبیھقی (۵: ۲۵۳) مستدرک حاکم (۱: ۴۴۵) کنز العمال (۱۷۵۶۷) شرح السنۃ (۱۱: ۲۶) مشکوۃ (۳۸۹۵) تاریخ بغداد (۱۳: ۷۰).

دوملعون آوازیں

(حدیث۱۰۹۹) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:
صَوْتَانِ مَلْعُونَانِ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ مِزْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ، وَرَنَّةٌ عِنْدَ مُصِیْبَةٍ۔ البزار والضیاء عن انس۔ (صح). (۱۰۹۹)
(ترجمہ) دوآوازیں دنیا میں بھی ملعون ہیں اور آخرت میں بھی، نعمت کے وقت گانا بجانا اور مصیبت کے وقت چیخنا چلانا۔

(لطائف ومعارف)

مزمار کا معنی شراح حدیث نے یہاں پر گانا بجانا لکھا ہے اس لئے ترجمہ میں یہی معنی ذکر کیا گیا ہے۔

آج کل یہ دونوں صورتیں عام ہوگئی ہیں کہ جب خوشی ہوتی ہے تو لوگ ناچ گانا کراتے ہیں اور جب مصیبت ہوتی ہے تو خوب واویلا کرتے ہیں۔ اگر یہ آوازیں ملعون ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ تو ان آوازوں والے اور ان کی آوازوں کو سننے والے بھی ملعون ہیں۔

عورتوں کے ناچ گانے اور ماڈلنگ کی کمائی حرام ہے

(حدیث۱۱۰۰) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:
کَسْبُ الْاِمَاءِ حَرَامٌ۔ الضیاء عن انس۔ (صح). (۱۱۰۰)
(ترجمہ) لونڈیوں کی کمائی حرام ہے۔

(لطائف ومعارف)

لونڈیوں کی کمائی سے ان کے زنا اور گانے کی کمائی مراد ہے جیسا کہ مسند ابویعلی اور مسند دیلمی میں حدیث کے الفاظ ہیں: کسب المغنیات والنوات حرام گانے

۱۰۹۹ (الجامع الصغیر: ۵۰۵۰) ــــ رواه البزار والضیاء وهو حدیث صحیح قال المنذری رواته ثقات. وقال الهیثمی رجاله ثقات.

۱۱۰۰ (الجامع الصغیر: ۶۲۳۰) ــــ رواه الضیاء فی المختارة قال ابن حجر وصححه ابن حبان. کنز العمال (۹۴۱۵)

والیوں کی اور کسبی عورتوں کی کمائی حرام ہے)۔

لہٰذا جو عورتیں یہ پیشہ کرتی ہیں ان کی کمائی حرام ہے۔ اگر ان کو کسی نیک راستہ میں خرچ کیا جائے تو یہ خرچ کرنا بھی جائز نہیں اور اس سے ثواب کی امید رکھنا بھی درست نہیں۔ آج کل جو عورتیں اپنے آپ کو آرٹسٹ کہتی ہیں اور اشتہاروں میں تصاویر بنواتی ہیں یا ٹی وی وغیرہ پر گاتی ہیں ان کا ان کاموں پر پیسے لینا بھی حرام ہے اور ان کا ان پیسوں کو نیک کام میں استعمال کرنا بھی حرام ہے اور جو جو لوگ اس طرح کے کاموں کی عمارتوں کے ٹھیکے لیتے ہیں جیسے تھیٹر سنٹرز یا سینما یا قہوہ خانے یا کلب یہ کمائی بھی حرام ہے۔

نیز جو لوگ اس قسم کے اشتہار چھاپ کر پیسے لیتے ہیں یا ان کی اشاعت کے پیسے لیتے ہیں یہ کاروبار بھی ناجائز ہیں۔

جھوٹی کہانیوں اور ہنسی مزاح وغیرہ کا نقصان

(حدیث ۱۱۰۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ۔ (حم خ) عن ابی هريرة۔ (صح). (۱۱۰۱)

(ترجمہ) آدمی کوئی ایسی بات کرتا ہے جس پر اللہ راضی ہوتا ہے مگر بولنے والے کی نگاہ میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجات کی ترقی فرما دیتے ہیں اور (ایسے ہی) ایک شخص اللہ کی ناراضگی کا کوئی ایسا کلمہ بولتا ہے جس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا مگر اس کی وجہ سے جہنم میں گر جاتا ہے۔

حکایت: امام نسائی اور امام حاکم نے سنن نسائی میں اور مستدرک میں لکھا ہے کہ ایک مسخرہ حکمرانوں اور امراء کے پاس جاتا تھا اور ان کو ہنساتا تھا، اس سے مشہور تابعی حضرت علقمہؒ نے فرمایا: تو تباہ ہو جائے تو ان لوگوں کے پاس کیوں جاتا ہے اور ان کو کیوں ہنساتا ہے۔ میں نے حضرت بلال بن حارثؓ سے یہ حدیث سنی ہے کہ آنحضرت

۱۱۰۱ (الجامع الصغير: ۲۰۶۰) ــــ رواه احمد (۲: ۳۳۴) والبخاری فی الرقاق (۸: ۱۲۵) والنسائی والحاکم متعرضا لبيان السبب، تاريخ دمشق (۱۰: ۲۵۸).

ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا پھر وہ حدیث بیان کی جس کو ہم نے ابھی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے اس عنوان کے تحت نقل کیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے گفتگو میں ہر بات کے تدبر و تفکر کی ترغیب ہے کیونکہ شیطان بری چیز کو اچھی صورت میں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کل جو کہانیاں، ڈرامے، ٹی وی فلم وغیرہ میں دکھائے جاتے ہیں یا ڈائجسٹ اور اخبارات وغیرہ کے ذریعہ سے پھیلائے جاتے ہیں یہ سب بھی ممنوع ہیں۔ ان کا لکھنا پڑھنا اور کسی بھی قسم کی شمولیت کرنا سب اس حدیث کی رو سے ناجائز ہے۔ ان میں جن لوگوں کا جتنا زیادہ حصہ ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ گناہ گار اور مستوجب سزا ہوں گے۔

فلمیں اور ڈرامے کبیرہ گناہ ہیں

(حدیث ۱۱۰۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرٰى بِهَا بَأْسًا لِيُضْحِكَ بِهَا الْقَوْمَ، وَاِنَّهٗ لَيَقَعُ بِهَا اَبْعَدَ مِنَ السَّمَاءِ۔ (حم) عن ابی سعید۔ (ح) (۱۱۰۲)

(ترجمہ) آدمی کوئی ایک بات کرتا ہے اور اس کے کرنے میں وہ کوئی حرج نہیں سمجھتا، مقصد اس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ اس سے لوگوں کو ہنسائے لیکن وہ اس کی وجہ سے آسمان سے بھی زیادہ مسافت جتنا (جہنم میں نیچے) جا گرتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: اس سے مراد مسلمان کی غیبت یا ایذاء ہے محض (ہلکا پھلکا) مزاح اس میں شامل نہیں ہے۔ اھ

۱۱۰۲ (الجامع الصغیر: ۱۹۸۴) ــــ رواہ احمد (۲: ۲۳۶) وقال الهيثمی فی مجمع الزوائد (۸: ۹۵) فيه ابو اسرائيل اسماعيل بن خليفة وهو ضعيف.

لہٰذا عقل مند کو چاہئے کہ وہ اپنے اعضاء کو کنٹرول میں رکھے کیونکہ یہ اس کے رعایا ہیں۔اس سے ہر ہر عضو کے بارے میں پوچھا جائے گا:"ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنه مسئولا". (کان' آنکھ اور دل ہر ایک کے بارہ حساب لیا جائے گا)۔اکثر گناہ ہلکے پھلکے چھوٹے بڑے عموماً زبان سے سرزد ہوتے ہیں جو دیگر اعضاء سے تقریباً بیس گنا زیادہ ہوتے ہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فلیتقوا الله ولیقولوا قولاً سدیدا" (پس لوگوں کو چاہئے کہ خدا سے ڈریں اور درست بات کہیں)۔

علماء نے اس حدیث سے ان حکایات کی ممانعت ثابت کی ہے جو ہنسانے کیلئے سنائی جائیں یا ڈرامہ کیلئے گھڑی جائیں۔آج کل جو تھیٹر' ڈرامہ سنٹر اور سینما بنے ہوئے ہیں اور لوگ ان میں ڈرامہ کرتے ہیں' ایکٹنگ کرتے ہیں' کہانیاں لکھتے ہیں' انتظامات کرتے ہیں' ٹھیکے دیتے لیتے ہیں' مرد و عورت فلموں اور ڈراموں میں ایکٹنگ کیلئے شرکت کرتے ہیں غیر شرعی حرکات کرتے ہیں' طنز و مزاح کرتے ہیں' نامحرموں کا اختلاط ہوتا ہے غرض اس طرح کے جتنے کام ہیں سب اس حدیث کی رو سے ممنوع اور حرام ہیں۔ ڈراموں اور فلموں میں صرف مزاحیہ حکایات ہی نہیں سنائی جاتی ہیں کہ ہم اس حدیث کی رو سے ایسے کام کرنے یا اس میں شرکت کرنے والوں کی یہ سزا سنائیں کہ وہ جہنم میں اتنا نیچے جا گرے گا جتنا کہ اس حدیث میں آیا ہے بلکہ اب کے ڈراموں اور فلموں میں تو بہت سی حرام چیزوں کا ارتکاب ہوتا ہے۔جس سے یہ فلمیں اور ڈرامے کرنا اور دیکھنا گناہ کبیرہ ہے۔مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان کو دیکھنے سے توبہ کریں اور اپنے بچوں کو ان سے بچائیں تاکہ ان کے گھروں میں اسلامی ماحول پیدا ہو اور آخرت اچھی ہو اور جو لوگ بناتے اور ان میں کام کرتے ہیں وہ خود بھی ان سے بچیں اور عوام مسلمین کو بھی بچائیں ورنہ قرآن شریف میں ہے کہ جو لوگ فحاشی اور بے حیائی پھیلاتے ہیں ہم ان کو دردناک عذاب دیں گے اور ہاں کمپیوٹر پر انٹرنیٹ کے فحش پروگرام بنانا چلانا اور دیکھنا یہ بھی سب حرام ہیں۔ان میں بھی شرکت کرنے والوں کو دردناک عذاب ہوگا اور جو لوگ ان کے دیکھنے اور کرنے میں شریک ہیں وہ یقیناً جہنم کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

کتاب الحدود والقصاص

۱ - احکام حدود

۲ - تفصیلات حدود

۳ - فضائل اقامت حدود

۴ - مواقع حدود

۵ - قیدیوں سے حسن سلوک

حدود - قصاص

نافرمان خوشحال کی اللہ کے نزدیک حیثیت

(حدیث ۱۱۰۳) حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا رَأَيْتَ اللهَ تَعَالٰى يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا مَا يُحِبُّ ، وَهُوَ مُقِيمٌ عَلٰى مَعَاصِيهِ ، فَإِنَّمَا ذٰلِكَ مِنْهُ اسْتِدْرَاجٌ - (حم، طب، هب) عن عقبة بن عامر - (ح ۱). (۱۱۰۳)

(ترجمہ) جب تو اللہ تعالیٰ کو دیکھے جو کسی بندے کو دنیا سے وہ کچھ عطاء کرے جو وہ چاہتا ہے پھر بھی وہ شخص خدا کی نافرمانی پر ڈٹا ہوا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے استدراج ہے۔

(لطائف ومعارف)

استدراج کا معنی آہستہ آہستہ گرفت میں لینا اور بڑے درجہ سے چھوٹے درجہ میں ڈالنا ہے، پس جب بھی وہ کوئی گناہ کرتا ہے اس کو نعمت دے دی جاتی ہے اور استغفار بھلا دیا جاتا ہے، اس طرح سے تھوڑا تھوڑا کر کے اس کو عذاب کے قریب کر دیا جاتا ہے پھر اسے یک دم گرفت میں لے لیا جاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کتنے لوگ استدراج میں گرفتار ہیں جن پر نعمتوں کی فراوانی کی جاتی ہے اور کتنے لوگ خوش فہمی میں مبتلا ہیں جن کی (ان کے سامنے) اچھی تعریف کی جاتی ہے اور کتنے لوگ اچھائی کے دھوکہ میں ہیں جن کے گناہوں اور عیوب پر پردہ پوشی کر دی جاتی ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ سے کسی نے پوچھا کہ انسان سے سب سے بڑا دھوکہ کس شکل میں کیا جاتا ہے؟ فرمایا: ''مہربانیوں اور اعزاز واکرام سے''۔

۱۱۰۳ (الجامع الصغیر: ۶۲۹) مسند احمد (۴:۱۴۵) طبرانی کبیر، شعب الایمان، بیهقی قال الهیثمی رواه الطبرانی عن شیخه مشکوة (۵۲۰۱) مجمع الزوائد (۷: ۲۰). وقال العراقی اسناده حسن وتبعه السیوطی فرمز لحسنه.

زنا اور والدین کی نافرمانی کی کچھ سزا دنیا ہی میں مل جاتی ہے

(حدیث ۱۱۰۴) حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اثْنَانِ يُعَجِّلُهُمَا اللهُ فِي الدُّنْيَا : اَلْبَغْيُ ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ -(تخ 'طب) عن أبي بكرة. (۱۱۰۴)

(ترجمہ) دو گناہ ایسے ہیں جن کی سزا اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں دے دیتا ہے۔ (۱) کسی سے زنا کرنے کی سزا (۲) والدین کی نافرمانی کی سزا۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زنا اور والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔

کبیرہ گناہوں میں سے ان دو گناہوں کو اس لئے مخصوص کر کے یہاں ذکر کیا کہ ان کے مفاسد دور رس ہیں۔ ان دو کے علاوہ اور بھی کئی گناہ ایسے ہیں جن کی سزا فوری یعنی دنیا میں ہی مل جاتی ہے۔

ان دونوں گناہوں کی دنیاوی سزا کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے کسی کی بہو، بیٹی، بیوی، بہن سے زنا کیا ہوگا تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ وہ اپنی ان رشتہ دار خواتین کے ساتھ کسی کو زنا کرتا ہوا نہ دیکھ لے۔

اور والدین کی نافرمانی کی دنیاوی سزا کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی نافرمانی کرے گا تو اس کی اولاد بھی اس سے ایسا ہی کرے گی، اس کے بعد اس کو موت آئے گی۔

اس دنیاوی سزا سے ایسے شخص کی اخروی سزا معاف نہیں ہوگی بلکہ وہ علیحدہ ہے۔ ہاں اگر کوئی سچی توبہ کرے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے معاف کر دیں گے۔

حدود جاری کرنے میں احتیاط

(حدیث ۱۱۰۵) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

۱۱۰۴ (الجامع الصغیر: ۱۶۷) ــــ التاریخ الکبیر للبخاری (۱: ۱۶۶) طبرانی فی الکبیر کنز العمال (۳۵۴۵۸)

اِدْرَأُوا الْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنْ وَجَدْتُمْ لِلْمُسْلِمِ مَخْرَجًا فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُ : فَإِنَّ الْإِمَامَ لَأَنْ يُخْطِئَ فِي الْعَفْوِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يُخْطِئَ فِي الْعُقُوْبَةِ—(ش،ت،ک،هق،)عن عائشة—(صح)(۱۱۰۵)

(ترجمہ) جتنا تم سے ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو دفع کرتے رہو، اگر تم مسلمانوں کیلئے کوئی خلاصی کی راہ دیکھو تو اس کو بَری کر دو، حاکم کا درگذر میں غلطی کرنا بہتر ہے، اس سے کہ وہ سزا میں غلطی کرے۔

(لطائف ومعارف)

حد کا لغوی معنی روکنا ہے اور شرعی معنی گناہ پر مقرر شدہ سزا کا ہے۔

جس طرح سے مسلمانوں سے حدود کو دفع کرنا اہم ہے، دوسرے لوگ جو اہل ذمہ ہیں ان کیلئے بھی ایسی راہ تلاش کرو، حدود کو دفع کرنے کا معنی یہ ہے کہ جتنا ہو سکے، شرعی طور پر اگر وہ شرعی سزا سے بچ سکتا ہو تو اس کو بچاؤ۔ ہاں اگر گناہ ثابت ہو اور اس میں کسی قسم کی تاویل نہ ہو سکتی ہو اور اس کا گناہ قاضی کی عدالت تک پہنچ کر ثابت ہو چکا ہو تو پھر شرعی حد کو لوگوں کے سامنے نافذ کرنا واجب ہے تا کہ دیکھنے والوں کو بھی عبرت حاصل ہو۔

شرعی سزا سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر شک کا پہلو غالب ہو یا غالب گمان پر قرینہ موجود ہو جیسے کوئی نامحرم کسی عورت کے پاس ایک بستر پر پایا جائے وغیرہ وغیرہ۔

ابن العربیؒ فرماتے ہیں: دفع حد کی سعی کا مطلب یہ ہے کہ ملزم سے رخ پھیر لے اور ایسے شک کے پہلوؤں سے ملزم سے بات کرے جس طرح سے حضور ﷺ نے حضرت ماعز اسلمیؓ کے ساتھ کی تھی کہ شاید تو نے بوسہ دیا ہوگا، شاید تو نے اس کو پکڑا ہوگا اور ایک دوسرے شخص سے فرمایا تھا کہ تجھے جنون لاحق ہے، کیا تو نے شادی کر لی ہے۔

شرعی حد میں مارنے کیلئے اور جانور کو ذبح کرنے کیلئے سہل طریقہ اپنائیں

(حدیث ۱۱۰۶) حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا

۱۱۰۵ (الجامع الصغیر: ۳۱۳) ــــ ابن ابی شیبة فی المصنف والترمذی فی العلل (۱۴۲۴) والحاکم (۴: ۳۸۴) والبیهقی فی کتاب الحدود (۸: ۲۳۸) وسند البیهقی موصول جید.

الْقِتْلَةَ، وَاِذَاذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ، وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ—(حم،م،۴)عن شداد بن اوس—(صح)(۱۱۰۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے تم پر ہر ایک چیز پر حسن سلوک کرنے کو لازم قرار دیا ہے، پس جب تم قتل کرنے لگو تو اچھی طرح سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرنے لگو تو عمدہ طریقہ سے ذبح کرو، (یعنی) چاہئے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی چھری کو تیز کر لیا کرے اور اپنے ذبیحہ کو راحت پہنچائے۔

(لطائف ومعارف)

یہاں قتل سے مراد قصاص کا قتل ہے یا حد کا قتل مراد ہے اور شادی شدہ زانی کا، ڈاکو کا قتل، اس میں داخل نہیں ہے اور نہ ہی حشرات الارض اور درندوں کا قتل اس میں داخل ہے۔

خودکشی کرنیوالے کا حکم

(حدیث ۱۱۰۷) حضرت عمرو بن نعمان بن مقرن اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ — (طب) عن عمرو بن النعمان بن مقرن(ق)عن ابی هريرة.(۱۱۰۷)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کبھی کبھی فاسق وفاجر آدمی سے بھی دین کی خدمت لے لیتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

جو مسلمان حکمران بذات خود گناہ گار ہو اور دین اسلام کی حمایت بھی کرتا ہو اس کے خلاف بغاوت کرنا اور اس کی اسلامی خدمات کو کچھ نہ سمجھنا درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی ایسے شخص کے ساتھ بھی اپنے دین کی نصرت وتائید کرتا ہے۔ اس کا گناہ اس کی ذات پر پڑے گا ایسے شخص کی حکومت پر صبر کرنا چاہئے اور اس کی درست کاموں

۱۱۰۶ (الجامع الصغیر: ۱۷۶۱) ــــ رواه أحمد (۴: ۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵) ومسلم فی الذبائح (۵۷) والنسائی (۷: ۲۲۷، ۲۲۹) وابو داود (۲۸۱۵) والترمذی (۱۴۰۹) وابن ماجة (۳۱۷۰) طبرانی فی الکبیر (۷: ۳۳۰) مشکوة (۴۰۷۳) درمنثور (۴: ۱۸۱)

۱۱۰۷ (الجامع الصغیر: ۱۷۹۰) ــــ طبرانی فی الکبیر (۱۷: ۳۹) سنن کبری للبیهقی (۹: ۳۶) رواه الطبرانی عن عمرو بن النعمان بن مقرن والبخاری ومسلم عن ابی هریرةؓ.

میں اطاعت کرنا چاہئے' اسی لئے علماء کرام نے بادشاہ کے لئے باوجود اس کے ظالم ہونے کے نصرت وتائید خداوندی کی دعا کی تاکید کی ہے۔ ہکذا اقالہ ابن المنیر۔

اس حدیث کا شان ورود اس طرح سے ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک ہوئے پس آپؐ نے ایک شخص کے بارے میں جو کہ خود کو مسلمان کہتا تھا فرمایا: ''یہ دوزخیوں میں سے ہے'' پس جب ہم معرکے میں شریک ہوئے تو اس نے بڑی شدومد سے جنگ کی تو اس کو ایک زخم لگا' آنحضور ﷺ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ! جس شخص کے بارے میں آپؐ نے فرمایا تھا کہ ''وہ دوزخیوں میں سے ہے'' اس نے بڑی شدت سے جنگ کی ہے اور مرگیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: وہ دوزخ میں ہے' پس قریب تھا کہ بعض حاضرین شک میں پڑ جاتے' وہ اسی حالت میں بیٹھے تھے کہ یہ بات چل نکلی کہ یہ شخص ایسے نہیں مرا بلکہ اس کو شدید قسم کا زخم پہنچا تھا' جب رات ہوئی تو اپنے زخم پر صبر نہ آیا اور اس نے خود کو مار دیا چنانچہ یہ خبر آنحضرت ﷺ تک پہنچائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اکبر انی عبداللہ ورسولہ'' (اللہ ہی سب سے بڑا ہے میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں) پھر حضرت بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے (حضور ﷺ کے حکم پر) لوگوں میں یہ منادی فرمادی کہ انہ لا یدخل الجنة الا نفس مسلمة وان اللہ یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر (یعنی جنت میں وہی شخص داخل ہوگا جو مسلمان ہوگا اور اللہ تعالیٰ (اپنے) اس دین کی نصرت فاسق وفاجر سے کرا لیتے ہیں)۔

(تنبیہ) خودکشی کرنا شریعت میں حرام ہے' اگر کوئی شخص خودکشی کو حلال جان کر خودکشی کرے گا تو کافر ہوکر ہمیشہ کے لئے جہنمی بنے گا اور جو حرام جان کر کرے گا تو اس کے لئے جہنم میں دائمی طور پر رہنے کی وعید شدید وارد ہے لیکن ایسا شخص جہنم کی شدید ترین سزا بھگت کر کبھی نہ کبھی دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہوگا' حضور ﷺ نے بھی اس آدمی کے متعلق یہی فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے' پس جس شخص پر دنیا کی جتنی مشقت بھی کیوں نہ ہو وہ خودکشی کبھی نہ کرے۔ یہ شعر اس کے حسب حال ہے ؎

زندگی سے تنگ آکر کہتے ہیں ہم مرجائیں گے
مرکے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

خیر خواہی کے بموجب بعض گناہوں کی سزا دنیا میں دے دی جاتی ہے

(حدیث ۱۱۰۸) حضرت انس اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اَرَادَاللّٰہُ بِعَبْدِہِ الْخَیْرَ عَجَّلَ لَہُ الْعُقُوبَۃَ فِی الدُّنْیَا وَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدِہِ الشَّرَّ اَمْسَکَ عَنْہُ بِذَنْبِہٖ ، حَتّٰی یُوَافِی بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ — (ت، ک) عن أنس (طب، ک، هب) عن عبدالله بن مغفل (طب) عن عمار بن یاسر (عد) عن أبی هریرة —(صح).(۱۱۰۸)

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے خیر کا ارادہ کرتے ہیں تو دنیا میں اس کو سزا دے دیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے شر کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس کے گناہ کی سزا کو روک لیتے ہیں حتیٰ کہ اس کو قیامت کے دن نافذ کریں گے۔

(لطائف ومعارف)

ایک آدمی ایک عورت سے ملا جو پہلے غلط کام کرتی تھی (پھر توبہ کر لی) اس سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگا اور اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تو عورت نے کہا: رک جا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے شرک کو دور کیا (اب میں اسلام لا چکی ہوں) پس وہ آدمی جب پشت پھیر کے جانے لگا تو ایک دیوار سے ٹکرا کر زخمی ہو گیا پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا یہ واقعہ بتایا تو حضور ﷺ نے فرمایا: تو ایسا آدمی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے خیر کا ارادہ فرمایا پھر آپؐ نے مذکورہ حدیث بیان فرمائی، ہیثمیؒ فرماتے ہیں: اس حدیث کے رجال مسند احمد میں صحیح کے رجال ہیں۔

حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں: ایک عورت ایک آدمی کے پاس سے گزری تو وہ آدمی اس کو گھور کر دیکھنے لگا پھر اس کو دیوار کی ٹکر لگی جس سے زخمی ہو گیا اور اپنا چہرہ پونچھا،

۱۱۰۸ (الجامع الصغیر: ۳۸۵) ــــ ترمذی (۲۳۹۶) حاکم عن انس (۴:۶۰۸) مشکوۃ (۱۵۶۵) طبرانی کبیر، حاکم، شعب الإیمان بیهقی عن عبدالله بن مغفل، طبرانی کبیر عن عمار بن یاسرؓ، کامل ابن عدی عن ابی هریرة، وهو حدیث صحیح.

پھر وہ حضور ﷺ کے پاس اس حالت میں حاضر ہوا کہ خون بہا رہا تھا اور عرض کیا کہ مجھ سے ایسا گناہ سرزد ہو گیا ہے اس پر آنحضرت ﷺ نے مذکورہ حدیث ارشاد فرمائی' اس حدیث کو ہیثمی نے جید لکھا ہے۔

اس واقعہ کو حضرت ابو ہریرہؓ نے یوں بیان کیا ہے کہ ایک آدمی اپنے چہرے سے خون بہاتے ہوئے حاضر ہوا اور کہا: میں ہلاک ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تمہیں کس چیز نے ہلاک کیا۔ عرض کیا: میں اپنے گھر سے نکلا تو ایک عورت کو دیکھا تو اس کو میں نے اپنا نگاہ کی تاک میں رکھا' جس سے میرا چہرہ ایک دیوار کو جا لگا۔ جس سے یہ خون بہہ پڑا جو آپ دیکھ رہے ہیں اس پر آنحضرت ﷺ نے مذکورہ حدیث ارشاد فرمائی۔

آج کل غیر عورتوں کو دیکھنے کی وباء ایک ناسور بن چکی ہے۔ چاہے وہ گلی اور بازار میں چلنے والی ہو یا ٹیلی ویژن' وی سی آر وغیرہ کی فلم میں جلوہ گر ہو' جن لوگوں نے اس کی عادت بنا رکھی ہے اگر ان کو دنیا میں اللہ تعالیٰ سزا دیں تو کتنی بڑی سزا ہو گی اور اگر آخرت میں پکڑا تو الامان والحفیظ' ایسی عادت والوں کو فوراً توبہ کرنی چاہئے ورنہ انجام بہت خطرناک ہے۔

قاتل و مقتول جہنم میں جائینگے

(حدیث ۱۱۰۹) حضرت ابوبکرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَشَارَ الرَّجُلُ عَلٰى اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَهُمَا عَلٰى حَرْفِ جَهَنَّمَ ، فَاِذَا قَتَلَهُ وَقَعَا فِيْهَا جَمِيْعًا۔ الطیالسی (ن) عن ابی بکرة (صح) (۱۱۰۹)۔

(ترجمہ) جب کوئی شخص کسی مسلمان بھائی پر ہتھیار سونتتا ہے تو وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں اور جب اس کو قتل کرتا ہے تو دونوں جہنم میں گر جاتے ہیں۔

قاتل کا جہنم میں جانا تو ظاہر ہے۔ مقتول کا جہنم میں جانا قاتل کے قتل کے ارادہ کی وجہ سے ہے۔ ہاں اگر اس کا ارادہ قاتل کے قتل کرنے کا نہیں ہے بلکہ اپنے دفاع کا ہے تو وہ جہنم میں نہیں جائے گا یا کوئی مظلوماً قتل کر دیا گیا اور اس کے پاس دفاع کے

۱۱۰۹ (الجامع الصغیر: ۴۳۹)۔ کنز العمال (۳۹۸۸۳، ۳۹۹۱۴) مسند ابی داود الطیالسی والطبرانی وغیرهما وصححه السیوطی.

ہتھیار بھی نہیں تھے تو وہ بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص نے گناہ کا ارادہ کیا اور اس ارادہ پر مصر رہا تو اس کو گناہ کے ارادہ کا گناہ ہوگا' اگرچہ اس نے وہ گناہ نہ کیا۔

عذاب میں نیک بھی پس جاتے ہیں

(حدیث ۱۱۱۰) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَاباً أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ، ثُمَّ بُعِثُوا عَلٰى أَعْمَالِهِمْ- (ق) عن ابن عمر (صح). (۱۱۱۰)

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو عذاب میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تو جس قسم کے لوگ بھی اس قوم میں ہوں گے' ان سب پر عذاب نازل ہوتا ہے پھر سب کو ان کے حسب اعمال قبروں سے اٹھایا جائے گا۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے: "أنهلک وفينا الصالحون؟ قال نعم اذا كثر الخبث" (کیا ہم ہلاک ہوں گے جب کہ ہم میں صالح حضرات بھی موجود ہوں؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ جب خباثت بڑھ جائے گی)۔

قیدیوں سے حسن سلوک

(حدیث ۱۱۱۱) حضرت مصعب بن عمیرؓ کے بھائی ابوعزیز بن عمیرؓ فرماتے ہیں کہ میں جنگ بدر میں قیدیوں میں تھا۔ آنحضرت ﷺ نے (اس وقت) ارشاد فرمایا:

اِسْتَوْصُوا بِالْأُسَارٰى خَيْرًا- (طب) عن ابی عزیز- (ح) (۱۱۱۱)

(ترجمہ) میں تمہیں قیدیوں کے ساتھ خیر کے معاملہ کی وصیت کرتا ہوں۔

(لطائف ومعارف)

یعنی قیدیوں کے ساتھ نیک سلوک کرو' ان کو ضرورت سے زائد مشقت میں نہ ڈالو' ان کو کھلاؤ پلاؤ' آپ ﷺ نے یہ ارشاد غزوہ بدر میں فرمایا جب آپؐ نے اپنے چچا

۱۱۱۰ (الجامع الصغیر: ۴۰۰)__ مسند احمد (۲: ۴۰) بخاری' مسلم فی الجنة (۸۴).

۱۱۱۱ (الجامع الصغیر: ۱۰۰۹)__ رواه الطبرانی فی الصغیر (۱: ۱۴۶) وقال الهیثمی فی مجمع الزوائد (۶: ۸۶) اسناده حسن.

حضرت عباسؓ کا حالت کفر میں قیدی ہو کر رات بھر بندھے رہنے اور نیند نہ کر سکنے کا سنا تھا' حضورؐ کا یہ ارشاد سن کر ایک انصاری اٹھ کھڑا ہوا اور حضرت عباسؓ کی رسیوں کی گرفت ڈھیلی کر دی اور راحت کا طرز اختیار کیا۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ خطاب عام تھا کہ قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک میں تم مسلمان حضرات ایک دوسرے کو وصیت اور تاکید کرو۔

اقامت حدود کی فضیلت

(حدیث ۱۱۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حَدٌّ يُعْمَلُ فِي الْاَرْضِ خَيْرٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ مِنْ اَنْ يُمْطَرُوْا اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا – (ن،ه) عن ابی هريرة(صح).(۱۱۱۲)

(ترجمہ) ایک حد جو زمین میں لگائی جاتی ہے زمین والوں کے لئے اس بارش سے بہتر ہے جو ان پر چالیس صبح تک برسائی جائے۔

(لطائف ومعارف)

یہاں حد سے مراد زنا' چوری' قتل' قذف کی سزا ہے۔

پاکدامن پر زنا کی تہمت لگانا

(حدیث ۱۱۱۳) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ قَذْفَ الْمُحْصَنَةِ لَيَهْدِمُ عَمَلَ مِائَةِ سَنَةٍ–(طب،ك)عن حذيفة –(ح).(۱۱۱۳)

(ترجمہ) پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا سو سال کے نیک عمل کو ضائع کر

۱۱۱۲ (الجامع الصغير: ۳۶۸۹) رواه النسائی (۸:۷۶) وابن ماجة عن ابی هريرة (۳۵۳۸) وقال الديلمی وفی الباب عن ابن عباسؓ وابن عمرؓ.

۱۱۱۳ (الجامع الصغير: ۲۳۴۰) رواه البزار فی مسنده والطبرانی فی الكبير والحاكم فی مستدركه (۴:۵۷۳) وقال الهيثمی فيه ليث بن ابی سليم وهو ضعيف وقد يحسن حديثه وبقية رجاله رجال الصحيح. مجمع الزوائد (۶:۲۷۹).

دیتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں اس تہمت کی خطرناکی کو واضح کیا گیا ہے اور اس کی تاکید کی گئی ہے کہ آدمی کو اپنی زبان قابو میں رکھنی چاہئے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پاک دامن عورت پر تہمت لگانا گناہ کبیرہ ہے' سو سال کی قید سے مقصود کثرت ہے تحدید نہیں ہے۔

آج کل لوگوں کی زبان پر بری بری گالیاں چڑھی ہوتی ہیں اگر ان کے معانی پر غور کریں تو کسی پر زنا کی تہمت نکلتی ہے اور کسی پر الزام کفر' ایسا شخص جو اس قسم کی گالیاں بکتا ہے اس کو غور کرنا چاہئے کہ اس کا کتنا بھیانک انجام ہوگا۔

مسجد میں سزا نہ دیجائے

(حدیث ۱۱۱۴) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لَا تُقَامُ الْحُدُوْدُ فِی الْمَسَاجِدِ، وَلَا یُقْتَلُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ۔ (حم، ت، ک) عن ابن عباس۔ (صح). (۱۱۱۴)

(ترجمہ) مساجد میں حدود نہ لگائی جائیں اور والد کو بیٹے کے قصاص میں قتل نہ کیا جائے۔

(لطائف ومعارف)

مساجد میں شرعی سزائیں اس لئے قائم نہ کی جائیں تاکہ مساجد کی حفاظت اور حرمت باقی رہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قاتل کو حرم میں قتل نہ کیا جائے بلکہ حرم سے باہر نکلنے پر مجبور کیا جائے' جب وہ نکلے تو تب اس پر قصاص جاری کیا جائے۔

اسی طرح سے بیٹے کے قتل میں والد کو قتل نہ کیا جائے کیونکہ والد اپنے بیٹے کی ایجاد کا سبب ہے۔

۱۱۱۴ (الجامع الصغیر: ۹۸۳۹) رواہ أحمد (۳: ۴۳۴) والترمذی (۱۴۰۱) والحاکم (۴: ۳۶۹) سنن کبری للبیهقی (۸: ۳۲۸) طبرانی کبیر (۲: ۱۴۷، ۳: ۲۲۸، ۱۱: ۶) مصنف ابن ابی شیبة (۱۰: ۴۲، ۴۳).

بعض اساتذہ اور قراء جو لڑکوں کو مساجد میں پڑھاتے ہیں وہ مسجد میں ہی طلبہ کو سبق یاد نہ کرنے کی یا شرارتوں کی سزائیں دیتے ہیں' یہ سزائیں بھی اس حدیث کی وجہ سے مسجد میں دینا حرام ہے۔

چہروں پر نہ مارو

(حدیث ۱۱۱۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِجْتَنِبُوا الْوُجُوْهَ لَا تَضْرِبُوْهَا —(عد) عن أبی سعید. (۱۱۱۵)

(ترجمہ) چہروں سے پرہیز کرو' ان پر نہ مارا کرو۔

(لطائف ومعارف)

ان چہروں سے مراد آدمیوں کے چہرے ہیں' چاہے وہ بیویوں کے ہوں یا اولاد کے یا نوکر چاکر وغیرہ کے' کیونکہ انسان کا چہرہ محترم ہے۔ اگر سزا دی جائے یا ادب سکھایا جائے تو چہروں پر مت مارا جائے' چہروں پر مارنا حرام ہے کیونکہ انسان کا چہرہ بلکہ ہر حیوان کا چہرہ اعلیٰ واشرف درجہ رکھتا ہے اور قابل تکریم ہے۔

جلانے کی سزا مت دو

(حدیث ۱۱۱۶) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لَاتُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ —(د،ت،ک) عن ابن عباس —(صح) (۱۱۱۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے عذاب (آگ) کے ساتھ عذاب مت دو۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ یہ سخت ترین عذاب ہے' اسی لئے (آگ) جہنم میں کافروں کے لئے

۱۱۱۵ (الجامع الصغیر: ۱۷۳) ـــ کنز العمال (۲۵۰۰۵) کامل ابن عدی وھو حدیث ضعیف.

۱۱۱۶ (الجامع الصغیر: ۹۸۳۰) ـــ رواہ ابو داود (۴۳۵۱) والترمذی (۲۵۸) والحاکم فی الحدود (۳: ۵۳۹) والبخاری (۴: ۷۵) والنسائی فی المحاربة (باب ۱۴) والبیهقی (۸: ۲۰۲، ۹: ۷۱) وأحمد (۱: ۲۱۷، ۲۲۰، ۲۸۲) مسند احمد (۱: ۳۱۷) مصنف ابن ابی شیبة (۱۵: ۳۹۰) فتح الباری (۱۲: ۲۶۷).

عذاب ہوگی پس جو شخص قتل کا مستحق ہو اس کو تلوار سے مار دو۔

ایسے ہی جن جن طریقوں پر اللہ تعالیٰ نے قوموں پر عذاب بھیجے ہیں اور ان کو ہلاک کیا ہے ان طریقوں سے بھی کسی کو اذیت اور سزا مت دو۔

زنا کی حد زانی کے زنا کا کفارہ ہے

(حدیث ۱۱۱۷) حضرت شرید بن سویدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلرَّجْمُ كَفَّارَةٌ لِمَا صَنَعَتْ—(ز) والضياء عن الشريد بن سويد — (صح). (۱۱۱۷)

(ترجمہ) جو کچھ اس نے کیا ہے یہ رجم اس کے جرم کا کفارہ بن گیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث کا سبب ورود یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک عورت کے لئے، جس سے زنا کا جرم ثابت ہوا تھا رجم کا حکم فرمایا تو اس کو رجم کر دیا گیا پھر اس کی خبر حضور ﷺ کے پاس لائی گئی اور عرض کیا گیا کہ ہم نے اس خبیث عورت کو رجم (سنگسار) کر دیا ہے تو حضور ﷺ نے اس لفظ پر یہ اشارہ فرمایا کہ اس عورت نے جو جرم کیا تھا اس کے لئے یہ سنگساری کفارہ بن گئی ہے، اس لئے اس کو اب خبیثہ نہ کہو۔

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حدودِ شرعیہ ان لوگوں کے لئے ان کے جرم کا کفارہ بن جاتی ہے جو حدود کے واقع کرنے والے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں، لہٰذا جب کسی انسان پر دنیا میں اس کے جرم پر حد (سزا) قائم کر دی جاتی ہے تو اس کا وہ جرم ساقط ہو جاتا ہے اور آخرت میں اس پر اس کو سزا نہیں دی جائے گی۔ لیکن بہت سی آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حدود نافذ ہونے کے بعد آخرت کی سزا سے بچنے کیلئے ان گناہوں سے توبہ کرنا بھی ضروری ہے ورنہ اللہ کی مرضی پر موقوف ہے چاہے مجرم کو سزا دیں یا معاف کر دے۔

۱۱۱۷ (الجامع الصغیر: ۴۵۱۷) — رواه النسائی والضیاء فی المختارة والدیلمی فی الفردوس وهو حدیث صحیح 'طبرانی کبیر (۷: ۳۸۱) کنز العمال (۱۲۹۷۰، ۱۳۳۶۸) السلسلة الصحیحة (۱۷۵۵).

صرف حد لگانے سے یہ گناہ معاف نہیں ہوتے کیونکہ مجرم اس مالک کائنات اور رب العالمین کی نافرمانی کر کے بغاوت کا ارتکاب کرتا ہے اور خدا کی بغاوت کفر کی صورت میں ہو تو دائمی طور پر جہنم میں ڈالا جائے گا اور اگر ایمان کی حالت میں ہو تو اس کو آخرت میں بھی سزا دی جائے گی۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ اپنے عفو و کرم کا معاملہ فرمائیں یا آدمی شرائط توبہ کے ساتھ توبہ کر لے تو آخرت کی سزا سے بچ سکتا ہے۔ بہر حال اللہ کی نافرمانی بہت سخت ہے موہوم عفو و درگزر کی بنیاد پر اللہ کے سامنے سرکشی سے بچنا ضروری ہے۔

انبیاء کو گالی دینا موجبِ قتل ہے

(حدیث ۱۱۱۸) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَبَّ الْاَنْبِيَاءَ قُتِلَ، وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِيْ جُلِدَ۔ (طب) عن علی۔ (ض). (۱۱۱۸)

(ترجمہ) جس شخص نے انبیاء کو گالی دی قتل کیا جائے اور جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس کو کوڑے مارے جائیں۔

(لطائف و معارف)

کیونکہ انبیاء کو گالی دینا اللہ کے رسولوں کی حرمت کو پامال کرنا ہے اور ان کی توہین کرنا ہے اور یہ کفر ہے۔ علامہ قیصریؒ فرماتے ہیں: انبیاء کو گالی کے ساتھ یا کسی چیز کے ساتھ عیب لگانے کے ساتھ ایذا دینا کفر ہے حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے کسی نبی کے متعلق کہا کہ اس کے کپڑے میلے ہیں اور اس سے اس کی مراد عیب لگانا ہے تو اس کو قتل کیا جائے گا کیونکہ وہ ایسا کہنے سے کافر ہو گیا۔ اکثر علماء کے نزدیک اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی لیکن شافعیہ نے اس کی توبہ کو قبول کیا ہے۔

اور جس نے حضور ﷺ کے صحابہؓ کو برا بھلا کہا اس کو تعزیراً کوڑے لگائے جائیں گے قتل نہیں کیا جائے گا لیکن بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔

۱۱۱۸ (الجامع الصغیر: ۸۷۳۵) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر والاوسط والصغیر قال ابن حجر فی اللسان رواته کلهم ثقات إلا العمری (عبیدالله العمری شیخ الطبرانی) مجمع الزوائد (۶: ۲۶۰) کنز العمال (۳۲۴۷۸).

بچہ خاوند کا ہوگا اور زانی کیلئے حد زنا

(حدیث ۱۱۱۹) حضرت عائشہؓ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت عثمانؓ حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ—(ق،د، ن، ٥)عن عائشة (حم، ق،ت،ن،٥)عن ابی هريرة وعن عثمان(ن)عن ابن مسعو دوعن ابی امامة—(صح).(۱۱۱۹)

(ترجمہ) بچہ خاوند کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے۔

(لطائف ومعارف)

جو اولاد آزاد عورت سے پیدا ہو جبکہ وہ عورت شادی شدہ ہو اور بچہ نکاح کے چھ مہینے کے بعد پیدا ہو یا اس سے زیادہ عرصہ میں وہ بچہ خاوند کا ہی ہوگا' اگرچہ مدت حمل یا اس سے زیادہ عرصہ میں میاں بیوی کا لقاء ثابت نہ بھی ہو چاہے لوگ عورت کی طرف زنا کی نسبت کریں یا نہ کریں۔

اگر زانی شادی شدہ ہو تو اس کو سنگسار کیا جائے گا اور اگر غیر شادی شدہ ہو تو اس کو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔

تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''احکام القرآن'' سورۂ نور آیت الزانیة والزانی کے تحت مراجعت فرمائیں۔

یاد رہے کہ یہ ''احکام القرآن'' مفتی جمیل احمد تھانویؒ سابق مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور کے ساتھ تالیفی تعاون کے طور پر ناچیز نے مرتب کی تھی اور اس مسئلہ کو تفصیل سے عربی میں تحریر کیا تھا۔ صرف اسی آیت کے احکام اور تفصیلات بفضلہ تعالیٰ تین سو صفحات پر مشتمل ہیں۔

۱۱۱۹ (الجامع الصغیر: ۹۶۸۸) ــــ رواه البخاری ومسلم وابو داود والنسائی وابن ماجة عن عائشة وأحمد والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجة عن ابی هريرةؓ وابوداود عن عثمان بن عفانؓ والنسائی عن ابن مسعودؓ و عن ابن الزبير وابن ماجة عن عمرؓ وعن أبی امامةؓ قال الحافظ فی الفتح عن ابن عبدالبر أنه جاء عن بضعة وعشرين صحابيا ثم زاد عليه وذكر الشيخ مفتی محمد تقی العثمانی فی تكملة فتح الملهم هذا الحديث برواية خمس واربعين صحابيا كما فی حفظی فليراجعه فهو حديث متواتر.

مثلہ ممنوع ہے

(حدیث ۱۱۲۰) حضرت عمران اور حضرت ابن عمر اور حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنِ الْمُثْلَة . (ک) عن عمران (طب) عن ابن عمرو عن المغيرة . (صح) (۱۱۲۰)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے مثلہ کرنے سے منع فرمایا۔

(لطائف ومعارف)

مثلہ کہتے ہیں جاندار کے ہاتھ پاؤں کو یا بعض حصوں کو اس کے دورانِ حیات کاٹنا' انسان کے تو اعضاء زندگی اور مرنے کے بعد ہر حالت میں کاٹنا ممنوع ہے اور حلال جانور کے اعضاء ذبح کرنے کے بعد اس وقت تک نہ کاٹے جائیں جب تک کہ وہ اچھی طرح سے ٹھنڈا نہ ہو جائے۔

۱۱۲۰ (الجامع الصغير: ۹۴۱۹) رواه الحاكم عن عمران بن حصين والطبراني في الكبير عن ابن عمر بن الخطابؓ وعن المغيرة (۱۲: ۴۰۳، ۱۸: ۱۵۷، ۱۵۸). واحمد في مسنده (۴: ۲۴۶، ۴۴۰، ۵: ۱۲) مصنف ابن ابي شيبة (۹: ۴۲۱) بيهقي (۹: ۶۹) درمنثور (۲: ۲۷۸) كنز العمال (۱۱۰۲۸).

کتاب التوبہ

۱ - تعریف وارکان توبہ

۲ - وسعت رحمت خداوندی

۳ - اوقات توبہ

۴ - اسباب مغفرت

۵ - فضائل توبہ

توبہ

اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ سے خوش ہوتے ہیں

(حدیث ۱۱۲۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ اِذَا سَقَطَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ قَدْاَضَلَّهُ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ—(ق)عن انس.(۱۱۲۱)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ سے تم میں کے ہر شخص سے زیادہ خوش ہوتے ہیں جب کہ وہ اپنے اونٹ سے گر گیا ہو اور اس نے اونٹ کو صحراء میں گم کر دیا ہو۔

(لطائف ومعارف)

اپنے بندہ کی توبہ پر اللہ تعالیٰ کا خوش ہونا مجازی طور پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے رحمت عام کر دیتے ہیں اور اپنے بندہ کی طرف مزید متوجہ ہو جاتے ہیں اور اس کا اکرام کرتے ہیں۔

سب مؤمنین اللہ کے سامنے توبہ کیا کریں

(حدیث ۱۱۲۲) حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

تُوْبُوْا اِلَى اللهِ تَعَالٰى، فَاِنِّىْ اَتُوْبُ اِلَيْهِ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ—

(خد)عن ابن عمر—(ح).(۱۱۲۲)

۱۱۲۱ (الجامع الصغير: ۷۱۹۲)___ رواه البخارى ومسلم فى التوبة وغيرها (باب ارقم ۲) مسند احمد (۴: ۲۷۵) كنز العمال (۱۰۲۷۱) سنن كبرى للبيهقى (۱۰: ۱۸۸).

۱۱۲۲ (الجامع الصغير: ۳۳۸۲)___ رواه البخارى فى الأدب المفرد بل خرجه مسلم فى الدعوات من حديث الأغر المزنى الصحابى (۴۲) كنز العمال (۱۰۱۷۱) التاريخ الكبير للبخارى (۲: ۴۳) علل الحديث لابن ابى حاتم الرازى (۱۹۰۴)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کیا کرو کیونکہ میں بھی اس کے سامنے سومرتبہ روزانہ توبہ کرتا ہوں۔

(لطائف ومعارف)

اس توبہ کے مخاطب مؤمنین ہیں' اگرچہ وہ ایمان میں کامل ہی کیوں نہ ہوں تاکہ عبودیت کا حق ادا کیا جاسکے اور منصب ربوبیت کی تعظیم کی جاسکے' جس میں نہ تو ثواب کی رغبت ہو اور نہ عذاب کا خوف ہو۔

علامہ علائی ؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کا مطلب توبہ اور استغفار کی کثرت کرنا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا روزانہ سومرتبہ توبہ کرنا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد وَتُوبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعاً پر عمل کرنا ہے (تم سب کے سب اللہ کے سامنے توبہ کیا کرو) باوجود اس کے کہ بہت سے مؤمنین اللہ کی اطاعت کرتے ہیں پھر بھی ان کو اللہ تعالیٰ نے توبہ کا حکم دیا ہے تاکہ اپنی اطاعت شعاری میں خود پسندی میں مبتلا نہ ہوجائیں کہ ان کی خود پسندی ان کے لئے حجاب بن جائے پس اس معنی کے اعتبار سے فرمانبردار اور نافرمان دونوں قسم کے لوگ توبہ کرنے کے حکم میں مساوی ہوگئے۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَتُوبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعاً کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں کثرت سے توبہ کرتے تھے اگرچہ آپ گناہوں سے معصوم تھے۔

سچی توبہ کی تعریف

(حدیث ۱۱۲۳) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلتَّوْبَةُ النَّصُوْحُ اَلنَّدَمُ عَلَى الذَّنْبِ حِيْنَ يَفْرُطُ مِنْكَ فَتَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى، ثُمَّ لَا تَعُوْدُ اِلَيْهِ اَبَدًا۔ (ابن ابی حاتم وابن مردویه) عن اُبیّ۔ (ض). (۱۱۲۳)

۱۱۲۳ ؎ (الجامع الصغیر: ۳۴۱۳) ــــ رواه ابن ابی حاتم وابن مردویه فی التفسیر کنز العمال (۱۰۲۸۳، ۱۵۳۰۲)

(ترجمہ) سچی توبہ یہ ہے کہ جب تجھ سے گناہ ہو جائے (۱) تو اس پر ندامت ہو (۲) پھر تو اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش کا طلبگار ہو (۳) پھر تو کبھی بھی اس گناہ کی طرف نہ لوٹے۔

ندامت پر بخشش

(حدیث ۱۱۲۴) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَاعَلِمَ اللّٰهُ مِنْ عَبْدٍ نَدَامَةً عَلٰى ذَنْبٍ اِلَّاغَفَرَ لَهٗ قَبْلَ اَنْ يَسْتَغْفِرَهٗ مِنْهُ—(ک)عن عائشة—(صح).(۱۱۲۴)

(ترجمہ) جس آدمی سے اللہ تعالیٰ کسی گناہ پر کچھ ندامت دیکھتے ہیں تو اس کو معاف کر دیتے ہیں، قبل اس کے کہ وہ آدمی اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی معافی مانگے۔

ندامت توبہ کا اہم رکن ہے

(حدیث ۱۱۲۵) حضرت ابن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ—(حم،تخ،ه،ک)عن ابن مسعود (ک، هب)عن انس—(صح).(۱۱۲۵)

(ترجمہ) ندامت ہی توبہ ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی توبہ کا سب سے بڑا رکن گناہ پر ندامت اختیار کرنا ہے اور یہ خالی ندامت حج میں وقوف عرفات سے پہلے پہلے کر لینا کافی ہے۔ اس کے بعد وقوف عرفات سے اللہ

۱۱۲۴ (الجامع الصغیر: ۷۹۴۵) رواه الحاكم (۴: ۲۵۳) وقال صحيح ورده الذهبي وقال بل هشام متروك وقال المنذري هشام بن زياد ساقط 'الترغيب والترهيب (۴: ۹۸) كنز العمال (۱۰۲۳۱).

۱۱۲۵ (الجامع الصغير: ۹۳۱۵) رواه احمد (۱: ۳۷۶، ۴۲۳) والبخاري في التاريخ وابن ماجة (۲: ۴۲۵) والحاكم عن ابن مسعودؓ (۴: ۲۴۳) والحاكم والبيهقي في الشعب عن انسؓ (۱۰: ۱۵۴) وفي الباب عن ابن عباسؓ وابي هريرةؓ ووائل بن حجرؓ وغيرهم قال في شرح الشهاب هو حديث صحيح وقال ابن حجر في الفتح حديث حسن.

کے فضل سے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف ہو جائیں گے اور یہ توبہ اس لئے بڑا رکن ہے کہ جب دل کو ندامت ہوتی ہے تو وہ گناہوں سے ہٹ جاتا ہے۔ اس کے بعد اعضاء بھی گناہ سے ہٹ جاتے ہیں۔

توبہ کے دو رکن اور بھی ہیں۔ ایک گناہ کو چھوڑ دینا اور دوسرا یہ عہد کرنا کہ میں آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔ اگر کوئی شخص حج پہ نہ جا رہا ہو تو اس کے لئے توبہ کا یہی طریقہ ہے کہ وہ اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو، گناہ کو اسی وقت سے چھوڑنے کا ارادہ کر لے اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کر لے۔ انشاء اللہ اس سے اس کے حقوق اللہ معاف ہو جائیں گے اور جو عبادات اس کے ذمہ فرض ہیں ان کی تاخیر کا گناہ معاف ہوگا لیکن ان کا عمل باقی رہے گا اور جو حقوق انسانوں سے وابستہ ہوں ان کی توبہ میں چوتھا رکن یہ بھی ہے کہ ان سے حقوق معاف کروائے جائیں اور اگر معاف نہ کریں تو ان کے حقوق کی ادائیگی کی جائے اور اگر ملاقات ناممکن ہو یا فوت ہو چکے ہوں تو ان کے حق میں استغفار کیا جائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ان کے حقوق کو ادا کر دیں۔ بہتر یہ ہے کہ کسی قسم کی توبہ کرنی ہو تو اس سے پہلے صلوٰۃ التوبہ پڑھ لی جائے۔ جس کی دو رکعت ہوتی ہیں اور وہ ایسے ہی پڑھی جاتی ہیں جس طرح دو نفل پڑھے جاتے ہیں۔ اس کے بعد توبہ کی جائے جس کا طریقہ ابھی نقل کیا گیا ہے۔

قاتل کی توبہ

(حدیث ۱۱۲۶) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

اَبَی اللّٰہُ اَنْ یَجْعَلَ لِقَاتِلِ الْمُؤْمِنِ تَوْبَۃً۔ (طب) و الضیاء فی المختارۃ عن انس (صح). (۱۱۲۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ مؤمن کے قاتل کی توبہ کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے۔

(لطائف و معارف)

(۱) اگر اس نے مسلمان کے قتل کو حلال جانا تو کافر ہوا، اس لئے وہ صرف توبہ

۱۱۲۶ (الجامع الصغیر: ۳۸) کنز العمال (۳۹۸۸۲) طبرانی کبیر، الاحادیث المختارۃ للضیاء المقدسی.

کرنے سے معذور نہ ہوگا اور اگر اس نے حرام سمجھ کر قتل کیا تو پھر اس حدیث میں قاتل کے لئے زجر و تخویف ہے۔

اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ ہر شخص اپنی موت مرتا ہے اور مؤمن قاتل کو قتل کی وجہ سے نہ تو کافر کہا جائے گا اور نہ وہ دائمی طور پر جہنم میں رہے گا اگرچہ وہ اس گناہ پر مصر بھی کیوں نہ تھا اور اس کی توبہ بھی قبول ہوگی۔

ظلماً قتل کرنا کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے۔

جب قاتل کو قصاصاً قتل کر دیا جائے تو آخرت میں اس پر سزا کا مطالبہ باقی نہیں رہے گا۔ جن حضرات نے اُخروی مطالبہ کی بقاء کا قول کیا ہے اس سے مراد حق اللہ کی بقاء ہے کیونکہ یہ بغیر توبہ صحیحہ کے ساقط نہیں ہوتا اور توبہ کے وقت قاتل کو ندامت بھی ہو اور پھر کبھی اس کام کے نہ کرنے کا عہد بھی ہو تب توبہ قبول ہوگی۔

توبہ کرنیوالے کے گناہ مٹا دئے جاتے ہیں

(حدیث ۱۱۲۷) حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَاذَنْبَ لَهٗ—(۵)عن ابن مسعود، الحكيم عن ابی سعید—(ح). (۱۱۲۷)

(ترجمہ) گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس کا کوئی گناہ نہ ہو۔

(لطائف و معارف)

اس توبہ سے مراد خالص اور صحیح توبہ ہے اور توبہ کی تین شرائط ہیں۔ (۱) گناہ پر شرمندہ ہونا (۲) فی الوقت چھوڑ دینا (۳) آئندہ نہ کرنے کا عہد کرنا اور اگر توبہ حقوق

۱۱۲۷ (الجامع الصغیر: ۳۳۸۵) ــــ رواه ابن ماجة عن ابن مسعود (۴۲۵۰) والطبرانی ورواته رواة الصحيح لكن ابو عبيد لم يسمع من ابيه وقال ابن حجر حسن ورواه الحكيم الترمذی عن ابی سعيد الخدری وحمل السخاوی تحسين ابن حجر رحمه الله للطريق الأول على أنه باعتبار شواهده قال وإلا فأبو عبيدة جزم غير واحد بأنه لم يسمع من ابيه. سنن كبرىٰ للبيهقی (۱۰: ۱۵۴) كنز العمال (۱۰۱۴۹، ۱۰۱۷۴، ۱۰۴۲۸) مجمع الزوائد (۱۰: ۲۰۰) حلية الاولياء (۴: ۲۱۰).

العباد سے متعلق ہو تو ان تین شرطوں کے علاوہ چوتھی شرط یہ ہے کہ صاحب حق کو اس کا حق ادا کرے یا اس سے بخشوا لے اور اگر یہ دونوں شکلیں نہ ہو سکیں تو اس کے حق میں استغفار و ایصال ثواب کرے۔

توبہ سے گناہ مٹ جاتے ہیں

(حدیث ۱۱۲۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ، وَاِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا لَمْ يَضُرَّهٗ ذَنْبٌ - القشيرى فى الرسالة وابن النجار عن انس - (ح)۔(۱۱۲۸)

(ترجمہ) گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس کا کوئی گناہ نہ ہو اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو پھر اس کو کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

(لطائف و معارف)

کیونکہ محبّ، محبوب کے عیب کی پردہ پوشی کرتا ہے اور اگر کوئی بری چیز ظاہر ہو تو اس کو معاف کر دیتا ہے۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں اور بندہ غلطی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرتے ہیں اور اس طرح سے ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کا کوئی گناہ نہ ہو پس گناہ آدمی کو میلا کچیلا کر دیتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع کرنا اس کو پاکیزہ بنا دیتا ہے اور رجوع توبہ ہی کا نام ہے۔ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ فرماتے ہیں: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اس کو موت سے پہلے توبہ کی توفیق دے دیتے ہیں، اس طرح سے اس کے گذشتہ گناہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اگرچہ وہ تعداد و مقدار میں بہت زیادہ ہوں جیسا کہ گذشتہ کفر اسلام لانے کے بعد اس کو نقصان نہیں دیتا۔

۱۱۲۸ (الجامع الصغیر: ۳۳۸۶) ــــ ذکرہ القشیری فی الرسالۃ المشہورۃ فی التصوف وابن النجار فی تاریخہ والدیلمی فی الفردوس.

لیکن یہ کسی کو معلوم نہیں کہ میرا آخری وقت کب ہوگا اور مجھے توبہ کی توفیق ہوگی یا نہیں۔ اس لئے اس کو ہر وقت توبہ کرتے رہنا چاہئے تاکہ گناہ، بنی کثرت کی وجہ سے نیکیوں پر غالب نہ آسکیں، اگرچہ علامات قبول وعلامات محبت خداوندیہ کا اس پر انکشاف ہوتا رہے۔

حکایت: ہمارے قریب محلّہ میں ایک خاتون حافظہ قرآن تھی۔ جس کی تین بچیاں بھی حافظات قرآن تھیں۔ اس خاتون نے اپنی عبادت کے لئے اپنا ایک کمرہ مخصوص کیا ہوا تھا اور ہر وقت عبادت اور تلاوت میں مصروف رہتی تھی۔ ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے کہ اس نے اپنے لڑکے سے تنگ آ کر خودکشی کا ارادہ کرلیا اور خودکشی سے تین دن پہلے خوب عبادت واستغفار کیا لیکن سحری کے وقت اسی کمرہ میں پھانسی لٹک گئی۔

توبہ کی قبولیت کا آخری وقت

(حدیث ۱۱۲۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقْبَلُ تَوْبَۃَ الْعَبْدِ مَالَمْ یُغَرْغِرْ۔ (حم، ت، ہ، حب، ک، ہب) عن ابن عمر۔ (ح). (۱۱۲۹)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ کو اس وقت تک قبول کرتے ہیں جب تک کہ وہ غرغرہ کی حالت کو نہ پہنچے۔

(لطائف ومعارف)

غرغرہ کی حالت اس وقت ہوتی ہے جب اس کی روح نکل کر اس کے حلق تک آ پہنچے اور یہ وہ حالت ہوتی ہے کہ اس کی روح باقی جسم سے نکل چکی ہوتی ہے۔

۱۱۲۹ (الجامع الصغیر: ۱۹۲۱) ــــ رواہ احمد (۲: ۱۳۲، ۳: ۴۲۵) مشکوۃ (۲۳۴۳) کنز العمال (۱۰۱۸۷، ۱۰۲۵۷) والترمذی فی الدعوات (۳۵۳۷) وابن ماجۃ فی الزھد، ابن حبان والبیھقی فی الشعب والحاکم فی المستدرک فی التوبۃ (۴: ۲۵۷) وحسنہ الترمذی ولم یبین لم لایصح وقال ابن القطان وذلک لان فیہ عبدالرحمن بن ثابت وثقہ ابو حاتم وقال احمد احادیثہ مناکیر ونقل فی المیزان تضعیفہ عن ابن معین وتوثیقہ عن غیرہ ثم اورد من مناکیرہ اخبارا ھذا منھا.

لیکن جب تک وہ ملک الموت کو نہیں دیکھتا اور نہ ہی وہ اپنی زندگی سے مایوس ہوتا ہے، اس وقت تک اس کی توبہ شرائط توبہ کے ساتھ قبول ہو سکتی ہے اور جب وہ غرغرہ کی حالت کو پہنچتا ہے تو اس کی توبہ کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدهم الموت قال انی تبت الآن.

(ترجمہ) اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو گناہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت ہی آ کھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ میں اب توبہ کرتا ہوں۔

اور توبہ کی شرائط میں سے یہ ہے کہ وہ مستقبل میں بھی اپنے سابقہ گناہ سے باز آنے کا عہد کرے اور یہ شرط اس وقت صحیح ہوگی جب اس نے موت کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا اور یہ حالت غرغرہ کی ہوتی ہے اور اگر کوئی اس وقت توبہ کرے جب کہ اس کو زندگی کی امید ہو تو ایسے وقت میں اس کی توبہ قبول ہوگی۔

حالت غرغرہ سے پہلے کی توبہ قبول ہے

(حدیث ۱۱۳۰) ایک صحابیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَابَ اِلَی اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ یُغَرْغِرَ قَبِلَ اللّٰهُ مِنْهُ۔ (ک) عن رجل۔ (صح). (۱۱۳۰)

(ترجمہ) جس شخص نے اللہ کے سامنے حالت غرغرہ سے پہلے توبہ کر لی، اللہ تعالیٰ اس سے (توبہ کو) قبول کر لیں گے (اور جس کی توبہ قبول کر لیں گے اس کو کبھی عذاب نہیں دیں گے)۔

(لطائف و معارف)

علامہ کلاباذیؒ فرماتے ہیں: یہ بات سب کو معلوم ہے کہ یہ وقت تلافی مافات کا نہیں ہے۔ اس وقت اس کی توبہ دل سے ندامت کی اور زبان سے استغفار کی ہے۔ اگر

۱۱۳۰ (الجامع الصغیر: ۸۵۷۱) ــــ رواه الحاکم فی التوبة (۴:۲۵۷) کنز العمال (۱۰۱۹۹) ولم یصححه ولا یضعفه.

کوئی شخص حالت غرغرہ میں توبہ کرے گا تو اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور نہ ہی اس کا کوئی فائدہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَلَم یک ینفعهم اِیمانهم لَمَّا رَأَوْا بَأسَنَا (ان کو ان کے ایمان نے کوئی نفع نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تھا) کیونکہ توبہ واستغفار کی قبولیت کا اعتبار ایمان بالغیب کے وقت کے ساتھ مخصوص ہے۔ حالت غرغرہ میں چونکہ موت واقع ہو رہی ہوتی ہے یہ ایمان بالغیب کا وقت نہیں ہوتا۔ بلکہ مرنے والے کو آخرت کی اشیاء نظر آ رہی ہوتی ہیں۔

روزہ سے بھی سابقہ گناہ معاف ہوتے ہیں

(حدیث ۱۱۳۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ—(حم،ق،۴)عن ابی هریرة—(صح). (۱۱۳۱)

(ترجمہ) جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔

(لطائف ومعارف)

ایمان کا معنی یہ ہے کہ روزوں کے ثواب کی تصدیق کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاء ہوگا یا یہ معنی ہے کہ روزے اللہ کی طرف سے حق ہیں اور احتساب کا معنی یہ ہے کہ یہ روزے اللہ کا امر ہیں اور مجھے اس پر اجر ملے گا اور اللہ راضی ہوگا۔

روزے کی تین اقسام ہیں: عوام کا روزہ یہ ہے کہ وہ روزہ کو اس قدر رکھتے ہیں کہ وہ ایسی چیزوں سے نہ ٹوٹ جائے جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور خواص کا روزہ یہ ہے کہ وہ اپنے اعضاء کو دل دماغ وغیرہ کو بھی اللہ کی اطاعت میں مصروف رکھتے ہیں اور خواص الخواص کا روزہ یہ ہے کہ وہ اپنے دلوں کو ماسوی اللہ سے محفوظ رکھتے ہیں پس ان

۱۱۳۱ (الجامع الصغیر: ۸۷۷۵) ــــ رواه أحمد (۲: ۲۳۳) والبخاری (۱: ۱۶، ۳: ۳۳) ومسلم فی صلوٰة المسافرین (۱۷۵) وابوداود فی التطوع باب (۲۹) والنسائی (۴: ۱۵۶، ۱۵۷) والترمذی وابن ماجة (۱۶۴۱).

کا روزہ افطار کرنا عام مسلمانوں کے افطار کی طرح ہوتا ہے لیکن باطنی طور پر وہ قیامت تک کے لئے روزہ افطار نہیں کرتے جب وہ اپنے مولیٰ کا مشاہدہ کریں گے اور اپنی آنکھوں سے اس کا دیدار کریں گے اس وقت ان کے روزہ کی روحانی افطاری ہوگی۔

روزہ رکھنے سے سابقہ صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں' کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے جیسا کہ یہ اسلام کے اصولوں میں محققین نے تحریر کیا ہے۔

توبہ

اور اس کے احکام و مسائل

(فائدہ) ذیل میں توبہ اور اس کے احکام مسائل کے مطابق ایک مضمون درج کیا جاتا ہے جو ہم نے اس سے قبل علامہ ابن قدامہ مقدسی کی کتاب ''التوّابین'' کیلئے لکھا تھا اور اس کے ترجمہ بنام ''سیلاب مغفرت'' کے شروع میں چھپا تھا۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی! اما بعد:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

وتوبوا الی اللّٰہ جمیعا ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون [سورۃ النور: ۳۱]

ترجمہ: اے ایمان والو! سب کے سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

آنحضرت ﷺ جو کچھ لیکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں اس سب پر ایمان و اعتقاد رکھنے کے بعد ہی انسان کی گناہوں سے توبہ قبول ہوگی ہاں اگر کوئی شخص کافر تھا تو وہ اسلام میں داخل ہونا چاہے تو وہ سب سے پہلے اپنے کفر و شرک اور سب گناہوں سے توبہ کرے اس کے بعد ایمان لائے تو اس کا یہ ایمان لانا اس کے سابقہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

ایمان کے بعد اگر انسان سے گناہ سرزد ہو جائے تو اس کی توبہ میں تاخیر نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کا حق عبودیت کوئی شخص ادا نہیں کرسکتا، اگرچہ ساری زندگی عبادت میں ہی گذار دے اس لئے مذکورہ بالا آیت میں سب مؤمنین کو توبہ کا خطاب ہے اس سے اعمال صالحہ میں کوتاہی کی معافی ہوجاتی ہے اور ترقی درجات بھی ہوتی ہے۔

اگر حقوق انسانی میں کسی سے کوتاہی ہو تو جب تک اس کے حق کی ادائیگی نہ کرے گا یا اس کا حق ادا نہیں کرے گا اس وقت تک صرف توبہ سے حق العبد ساقط نہیں ہوگا۔

انسان کے ذمہ اس کی حالت اسلام کی زندگی میں جتنے فرائض، واجبات چھوٹ گئے ان کی قضاء بھی لازم ہے، اگر قضاء نہ کرسکے تو ان کا فدیہ اور کفارہ ادا کرے اور جو احکام شریعت بغیر قضاء و فدیہ کے معاف ہو سکتے ہیں ان کی اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرے اور اپنے قصور کا اعتراف کرے۔

اگر حقوق العباد اور فرائض و واجبات کے کفارہ و فدیہ کی بھی طاقت نہیں رکھتا اور بخشوا بھی نہیں سکتا تو اس پر شرمندگی کے احساس کے ساتھ ان کی ادائیگی کی توفیق کی دعا کرتا رہے اگر من جانب اللہ توفیق مل گئی تو الحمدللہ ورنہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے خاص لطف سے بندہ کی مدد کرے گا اور حقدار کو اپنی طرف سے قرض چکادے گا۔

توبہ کے متعلق کچھ احکام اور فضائل احادیث مبارکہ میں بھی وارد ہیں کچھ کا ذکر درج ذیل سطور میں کیا جاتا ہے۔

توبہ کرنے والے سے اللہ کتنا خوش ہوتا ہے:

(حدیث ۱۱۳۲) حضرت نعمان بن بشیر نے جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللّٰہ افرح بتوبة العبد من العبد اذا ضلت راحلته فی ارض فلاة فی یوم قاتظ وراحلته علیها زاده ومزاده اذا ضلت ایقن بالهلاک و اذا وجدها فرح بذلک فاللّٰہ اشد فرحا بتوبة عبده من هذا العبد بوجود راحلته. (۱۱۳۲)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ گناہگار کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش (راضی)

۱۱۳۲ (مشکل الحدیث، بخاری و مسلم بلفظهما)

ہوتا ہے جس کی سواری شدید گرم دن میں وسیع بیابان میں گم ہوگئی ہو اس سواری پر اس کا سفر خرچ اور توشہ دان ہو، جب وہ گم ہوئی ہو تو اس نے (اپنی) ہلاکت کا یقین کرلیا، یہی شخص جب اس سواری کو پالے تو اس سے خوش ہو جائے پس اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس بندے سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جس کو اس کی سواری مل گئی ہو۔

اس حدیث مبارک کی رو سے کونسا مسلمان ایسا ہے جو اپنے رب کو خوش نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کے گناہوں کو کراماً کاتبین وغیرہ سے بھلوا دیتے ہیں:

(حدیث ۱۱۳۳) حضرت اب الجون سے مرسلاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

للّٰہ اشد فرحا من توبة التائب من الظمآن الوارد ومن العقیم الوالد ومن الضال الواجد فمن تاب الی اللّٰہ توبة نصوحا انسی اللّٰہ حافظیہ وجوارحہ و بقاع الارض کلها خطایاہ وذنوبہ. (۱۱۳۳)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو شدید پیاس کی حالت میں گھاٹ پر اترا ہو اور اس بے اولاد بانجھ سے جس نے بچہ جنا ہو اور گم گشتۂ راہ سے جو راہ یاب ہو گیا ہو، پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کراماً کاتبین کو، اس کے اعضاء کو اور زمین کے تمام مقامات کو اس کی تمام غلطیوں اور گناہوں کو بھلا دیتے ہیں۔

صلوۃ التوبہ:

(حدیث ۱۱۳۴) حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مامن عبد یذنب ذنبا فیتوضا فیحسن الوضوء ثم یقوم فیصلی

۱۱۳۳ (کتاب التائبین لابی العباس بن ترکان الهمدانی کنز العمال ۱۰۱۶۶)

رکعتین ثم یستغفر اللّٰہ لذلک الذنب إلاغفر اللّٰہ له.(۱۱۳۴)
(ترجمہ) جس بندہ سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے پھر وہ وضو کرے اور وضو بھی اچھی طرح سے کرے پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتے ہیں۔

ظالم کے لئے توبہ کی اہمیت:

(حدیث ۱۱۳۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من کانت لاخیه عنده مظلمة من عرض اومال فلیتحلله الیوم قبل ان یؤخذ منه یوم لادینار ولا درهم، فإن کان له عمل صالح، أخذ منه بقدر مظلمته، وإن لم یکن له عمل، أخذ من سیئات صاحبه، فجعلت علیه.(۱۱۳۵)
(ترجمہ) جس شخص نے اپنے بھائی پر ہتکِ عزت یا مال کی قسم کا ظلم کیا ہو تو وہ اس کو اپنی زندگی میں معاف کرا لے پہلے اس کے کہ اس سے قیامت کے دن مؤاخذہ کیا جائے جس دن نہ دینار ہوگا نہ درہم، اگر ظالم کا کوئی نیک عمل ہوگا تو ظلم کے بقدر اس سے لے لیا جائے گا، اور اگر اس کے پاس کوئی عمل نہ ہوگا تو اس کے مظلوم کی برائیوں میں سے (بقدر ظلم) لے کر ظالم پر ڈال دی جائیں گی۔

حضور ﷺ سو مرتبہ دن میں استغفار کرتے تھے:

(حدیث ۱۱۳۶) حضرت اغرّ المزنی سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۱۳۴؎ (مسند احمد، مصنف عبدالرزاق، صحیح ابن حبان، کنزالعمال رقم ۱۰۱۶۸، مصنف ابن ابی شیبه، مسند حُمیدی، مسند عدنی، مسند عبد بن حُمید، مسند احمد بن منیع، ابو داود، ترمذی وقال حسن، نسائی، ابن ماجه، مسند بزار، مسند ابویعلی موصلی، دارقطنی فی الافراد، ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة کنزالعمال ۱۰۲۷۸)
۱۱۳۵؎ (مسند احمد، صحیح بخاری، کنزالعمال رقم ۱۰۱۶۹)

یا ایها الناس توبوا الی ربکم فواللّٰہ انی لاتوب الی اللّٰہ فی الیوم مائة مرة.(۱۱۳۶)

(ترجمہ) اے لوگو اپنے رب کے سامنے توبہ کرو! اللہ کی قسم! بے شک میں اللہ کے سامنے روزانہ سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

توبہ کرنے والے قیامت کے دن بے خوف ہوں گے:

(حدیث ۱۱۳۷) حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

إن التوبة تغسلُ الحوبة، وإن الحسناتِ يُذهبن السيئآت وإذا ذكر العبدُ ربَّه فی الرجاء أنجاهُ فی البلاء، وذلک لأن اللّٰہ يقولُ: لا أجمعُ لعبدی أبداً أمنين، ولا أجمعُ له خوفين، إن هو أمننی فی الدنيا خافنی يوم أجمعُ فيه عبادی، وإن هو خافنی الدنيا أمنتهُ يوم أجمع فيه عبادی فی حَظيرةِ القُدسِ، فيدوم له أمنُه، ولا أمحقه فيمن أمحقُ.(۱۱۳۷)

(ترجمہ) توبہ گناہ کو دھو دیتی ہے اور نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں جب بندہ حالت امید میں اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مصیبت سے نجات دیتے ہیں اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''میں اپنے بندہ کیلئے کبھی دو امن جمع نہیں کروں گا اور نہ ہی اس کیلئے دو خوف جمع کروں گا اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف رہا وہ اس دن جس دن میں اپنے بندوں کو جمع کروں گا مجھ سے ڈرتا ہوگا اور اگر وہ مجھ سے دنیا میں ڈرا تو میں اس کو اس دن امن عطا کروں گا جس دن میں، میں اپنے بندوں کو حظیرۃ القدس میں جگہ دوں گا، اس کو دائمی امن ملے گا، جن کیلئے میں امن کو زائل کروں گا ان میں اس کے امن کو زائل نہیں کروں گا''۔

توبہ کی عادت کا فائدہ:

(حدیث ۱۱۳۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۱۳۶ (مسند احمد، مسلم، کنز العمال رقم ۱۰۱۷۰)

إنَّ عبداً أصابَ ذنباً فقال: رَبِّ أذنبتُ فاغفرلي، فقال رَبُّه: علم عبدي أنَّ له ربّاً يغفرُ الذنبَ ويأخذُ به، غفرتُ لعبدي، ثم مكث ماشاء اللّٰه ثم أصاب ذنباً فقال: ربِّ أذنبتُ ذنباً آخرَ فاغفرلي، فقال: علم عبدي أنَّ له رَباً يغفرُ الذنبَ ويأخذُ به، قد غفرتُ لعبدي، ثم أصاب ذنباً فقال: ربِّ أذنبتُ ذنباً آخرَ فاغفرلي، قال: علم عبديَ أنَّ له ربّاً يغفرُ الذنب ويأخذُ به، قد غفرتُ لعبدي فليفعَل ماشاء.(۱۱۳۸)

(ترجمہ) جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے پھر کہتا ہے اے میرے رب! میں نے گناہ کیا آپ مجھے معاف کردیں! تو اس کا رب کہتا ہے: مرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب ہے جو اس کے گناہوں کو معاف کرتا ہے اور گناہ کی وجہ سے اس کی پکڑ بھی کرتا ہے میں نے اپنے بندہ کو معاف کردیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد جتنا عرصہ کہ اللہ کو منظور ہوتا ہے گناہ سے رکنے کے بعد بندہ پھر گناہ کر بیٹھتا ہے اور عرض کرتا ہے: اے میرے رب! میں نے ایک اور گناہ کرلیا آپ مجھے بخش دیں! تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کو معاف بھی کرتا ہے اور اس کی وجہ سے پکڑتا بھی ہے میں نے اس کو معاف کیا۔ بندہ پھر گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب! میں نے ایک اور گناہ کیا آپ مجھے بخش دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے، جو گناہ کو معاف بھی کرتا ہے اور اس سے پکڑتا بھی ہے، میں نے اپنے بندہ کو معاف کیا (اگر وہ اس طرح سے گناہ کر کے توبہ کے عمل کو صدق دل کے ساتھ دہراتا رہے) تو وہ جو چاہے کرلے (مگر اگر گناہ کی حالت میں قبل از توبہ موت آ گئی تو پھر سوائے پچھتاوے اور بدکاری کی کالک کے کچھ نہ ملے گا کیونکہ آدمی کو اپنی موت کی خبر نہیں اور توبہ کا عمل اس کے لئے یقینی نہیں حدیث شریف میں آتا ہے "انما الاعمال بالخواتیم" اعمال کا مدار خاتمہ پر ہے تو ایسے شخص کی زندگی کی اخیر اگر گناہ میں ہوگئی تو حسرت ہی ہوگی اور بار بار گناہ کرنے کی یہ

۱۱۳۸؎ (مسند احمد، بخاری، مسلم، کنز العمال ۱۰۱۷۳)

نحوست بھی ہوتی ہے کہ اس کو توبہ کی توفیق بھی نہیں ملتی اور گناہوں پر جری ہو جاتا ہے اس لئے حدیث کے اس جملہ کو سامنے رکھ کر گناہوں پر جرأت نہیں کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو گناہوں سے محفوظ رکھے۔

توبہ کرنے والا گناہ نہ کرنے والے کی طرح ہے:

(حدیث ۱۱۳۹) حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

التائب من الذنب كمن لاذنب له. (۱۱۳۹)

(ترجمہ) گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جس کا کوئی گناہ نہ ہو۔

مخفی اور علانیہ گناہوں کی توبہ کا طریقہ:

(حدیث ۱۱۴۰) حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إذا عملت سيئة فأحدث عندها توبة السر بالسر والعلانية بالعلانية. (۱۱۴۰)

(ترجمہ) جب تو کوئی گناہ کر بیٹھے تو اس کے ساتھ توبہ بھی کر لے، چھپے ہوئے گناہ کی توبہ چھپ کر، اور علانیہ کی علی الاعلان۔

اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ کا منتظر رہتا ہے:

(حدیث ۱۱۴۱) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

إن اللّٰه تعالى يبسطُ يده بالليل ليتوبَ مُسيء النهارِ ويبسطُ يده بالنهارِ ليتوبَ مُسيء الليل حتى تطلعَ الشمسُ من مغربها. (۱۱۴۱)

۱۱۳۹ ؎ (نوادر الأصول حكيم ترمذی، كنز العمال)

۱۱۴۰ ؎ (كتاب الزهد امام احمد بن حنبل مرسلاً، كنز العمال ۱۰۱۸۰)

۱۱۴۱ ؎ (مسند احمد، صحيح، مسلم، كنز العمال ۱۰۱۸۴)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنے ہاتھ کو پھیلا دیتے ہیں تا کہ دن کا گناہ گار توبہ کرلے اور اسی طرح سے اپنے ہاتھ کو دن کے وقت پھیلا دیتے ہیں تا کہ رات کا گنہگار توبہ کرلے (توبہ کی قبولیت کی سہولت اس وقت تک قائم رہے گی) جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نوجوان کی توبہ کو پسند کرتا ہے:

(حدیث ۱۱۴۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن اللّٰه تعالیٰ یحب الشابّ التائبین. (۱۱۴۲)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے جوان کو پسند کرتا ہے۔

اللہ کا پسندیدہ بندہ:

(حدیث ۱۱۴۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن الله تعالیٰ یحب العبد المؤمن المفتّن التواب. (۱۱۴۳)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس مؤمن بندہ سے محبت کرتے ہیں جو کسی گناہ کی آزمائش میں مبتلاء ہونے کے بعد توبہ کرنے والا ہو۔

توبہ کب تک قبول ہوتی ہے:

(حدیث ۱۱۴۴) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

إن اللّٰه تعالی یقبل توبة العبد مالم یغرغر. (۱۱۴۴)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ کو قبول کرتا رہتا ہے جب تک کہ وہ موت کے غرغرہ کی حالت تک نہ پہنچے۔

۱۱۴۲ (ابو الشیخ، کنز العمال ۱۰۱۸۵)

۱۱۴۳ (مسند احمد، کنز العمال ۱۰۱۸۶)

۱۱۴۴ (مسند احمد، ترمذی، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، شعب الایمان، کنز العمال ۱۰۱۸۷)

گناہ کی وجہ سے کبھی جنت بھی ملتی ہے:

(حدیث ۱۱۴۵) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن العبدَ لیُذنبُ الذنبَ فیدخلُ به الجنةَ یکونُ نصبَ عینیه تائباً فارّا حتی یدخلَ به الجنةَ. (۱۱۴۵)

(ترجمہ) بندہ بعض دفعہ کوئی ایسا گناہ کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہوتا ہے اس وجہ سے کہ توبہ اس کا نصب العین ہوتی ہے (اور اس گناہ کی وجہ سے اس سے نفرت کھاتے ہوئے مغفرت کے لئے بارگاہِ خداوندی کی طرف) دوڑ رہا ہوتا ہے حتی کہ اس کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

گناہ کی تاریکی اور اس کی صفائی:

(حدیث ۱۱۴۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن العبدَ إذا أخطأ خطیئةً نکتت في قلبهِ نکتة سوداءَ فان هو نزعَ واستغفرَ وتابَ صَقُل قلبُه، وإن عادَ زیدَ فیها حتی تعلوَ علی قلبه، وهو الرَّانُ الذي ذکرَ اللّٰه ﴿کلاَّ بل رانَ علی قلوبهم ما کانوا یکسبون﴾ (۱۱۴۶)

(ترجمہ) بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ واقع ہو جاتا ہے پس اگر اس نے اس گناہ سے ہاتھ کھینچ لیا اور استغفار اور توبہ کی تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ گناہ میں لوٹا تو سیاہ نکتہ بڑھا دیا جاتا ہے حتی کہ اس کے دل پر سیاہی چڑھ جاتی ہے یہی وہ زنگ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر کیا ہے۔ کلا بل ران علی قلوبهم ما کانوا یکسبون.

۱۱۴۵ ؎ (زهد ابن المبارک مرسلاً، کنز العمال ۱۰۱۸۸)

۱۱۴۶ ؎ (مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجه، ابن حبان، مستدرک، حاکم، شعب الایمان، بیهقی، کنز العمال ۱۰۱۸۹)

(ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے ان اعمال کی وجہ سے جو وہ کرتے تھے)۔

گناہ پر افسردگی پر بھی معافی مل جاتی ہے:

(حدیث ۱۱۴۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن العبدَ ليعملُ الذنبَ فاذا ذكرَه أحزنه، وإذا نظر اللّٰهُ اليه قد أحزنَه غَفر له ما صنَع قبلَ أن يأخذَ في كفارته بلا صلاة ولاصيام.(۱۱۴۷)

(ترجمہ) بندہ کوئی گناہ کرتا ہے پھر جب اس کو یاد کرتا ہے تو غمگین ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتے ہیں کہ اس کو اس کے گناہ نے مغموم کر دیا ہے تو اس کا وہ گناہ بخش دیتے ہیں جس کا اس نے ارتکاب کیا تھا پہلے اس کے کہ وہ اس کا کوئی کفارہ وصول کریں اس کے گناہ کے بدلہ میں نہ تو کوئی نماز کاٹتے ہیں اور نہ کوئی روزہ۔

بڑے گناہ گاروں کی بدحالی:

(حدیث ۱۱۴۸) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن أمامكم عقبةً كؤوداً لايجوزُها المُثقلون.(۱۱۴۸)

(ترجمہ) تمہارے سامنے ایک دشوار گذار گھاٹی ہے جس کو گناہوں سے بوجھل لوگ عبور نہیں کر سکیں گے۔

(فائدہ) اگر کسی کے گناہ بہت زیادہ ہوں تو وہ ایسی دشوار گھاٹی سے گذر کر جنت میں نہیں جا سکے گا اس کو چاہئے کہ توبہ اور شرمندگی کے ساتھ اپنی زندگی میں ہی اس بوجھ کو ہلکا کر لے۔

۱۱۴۷؎ (حلیۃ الأولیاء، ابن عساکر، کنز العمال ۱۰۹۰)

۱۱۴۸؎ (مستدرک حاکم شعب الایمان بیہقی، کنز العمال ۱۰۱۹۱)

گناہ کب تک نہیں لکھا جاتا:

(حدیث ۱۱۴۹) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن صاحبَ الشمال يرفَعُ القلم ستَّ ساعاتٍ عن المسلم المخطيء فأن نَدِم واستغفرَ اللّٰه منها ألقاها، وإلا كُتبت واحدةً. (۱۱۴۹)

(ترجمہ) بائیں کندھے پر بیٹھنے والا فرشتہ مسلمان گناہ گار سے (اس کے گناہ کرنے کے بعد) چھ گھڑی اپنے قلم کو لکھنے سے روکے رکھتا ہے، اگر وہ شرمندہ ہوگیا اور اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی چاہی تو اس کو چھوڑ دیتا ہے ورنہ ایک ہی گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔

(فائدہ) یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے کہ وہ انسان کو نامۂ اعمال میں گناہ لکھنے سے پہلے کچھ وقت کی مہلت دے دیتا ہے تاکہ وہ شرمندگی کا اظہار کرکے اللہ سے گناہ کی معافی مانگ لے۔

توبہ کا دروازہ:

(حدیث ۱۱۵۰) حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن من قبل مغربِ الشمس باباً مفتوحاً عرضُه سبعون سنةً فلا يزالُ ذلك البابُ حتى تطلع الشمسُ نحوه، فاذا طلعت من نحوه لم ينفع نفساً إيمانها لم تكن آمنت من قبلُ أو كسبت في إيمانها خيراً. (۱۱۵۰)

(ترجمہ) سورج کی مغربی سمت میں ایک دروازہ کھلا ہوا ہے جس کی چوڑائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے یہ دروازہ اسی حالت میں رہے گا حتی کہ سورج

۱۱۴۹ (طبرانی کبیر، کنزالعمال ۱۰۱۹۲)

۱۱۵۰ (ابن ماجہ، کنزالعمال ۱۰۱۹۴)

مغرب سے طلوع ہو۔ جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو کسی شخص کو اس کا ایمان قبول کرنا نفع نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا۔ یا اپنے ایمان میں کوئی خوبی پیدا نہ کی تھی۔

سعادت مند انسان:

(حدیث ۱۱۵۱) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان من سعادة المرء ان يطول عمره ويرزقه الله الانابة. (۱۱۵۱)

(ترجمہ) انسان کی سعادت میں سے ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف متوجہ ہونے کی توفیق عطاء کریں۔

عذر خواہی کم کردو:

(حدیث ۱۱۵۲) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَقِلِّی من المعاذير. (۱۱۵۲)

(ترجمہ) (اے عائشہ! لغزشوں اور کوتاہیوں میں اللہ کے سامنے) معذرتوں کو کم کردو۔

(فائدہ) اس حدیث کی مخاطب اول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں جس کے تحت ساری امت کو خطاب ہے کہ گناہ کم کرو تاکہ اللہ کے سامنے شرمندگی اور معذرتیں نہ کرنی پڑیں۔

توبہ میں ٹال مٹول:

(حدیث ۱۱۵۳) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

التسويفُ شِعارُ الشيطانِ يُلقيه في قلوبِ المؤمنين. (۱۱۵۳)

(ترجمہ) تسویف شیطان کا شعار ہے جس کو وہ مؤمنین کے دلوں میں ڈالتا رہتا ہے

۱۱۵۱ (مستدرک، حاکم، کنز العمال ۱۰۲۰۱)

۱۱۵۲ (مسند الفردوس دیلمی، کنز العمال ۱۰۲۰۵)

۱۱۵۳ (مسند الفردوس، کنز العمال ۱۰۲۰۸)

(فائدہ) تسویف کا معنی ہے گناہ چھوڑنے میں ٹال مٹول اور توبہ میں تاخیر کہ ابھی زندگی بہت پڑی ہے کسی اور وقت میں توبہ کرلوں گا اور گناہ کو چھوڑ دوں گا، یہ ٹال مٹول شیطان کی طرف سے مؤمن کے دل میں ڈالا جاتا ہے مسلمان کو اس کی عیاری سے خبردار رہنا چاہئے موت کا کوئی پتہ نہیں کس آن واقع ہوجائے۔ گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ کرلیں اگر دوبارہ مبتلاء ہوگئے تو پھر اور توبہ کرلینا، اگر شیطان تمہیں گناہ سے پچھاڑ دیتا ہے تو تم اس کے بعد توبہ کر کے اس کو شرمندہ کردو اگر تم میں اور شیطان میں اس طرح سے آنکھ مچولی رہے گی تو کوئی بڑے نقصان کا خطرہ نہیں کیونکہ تم گناہ کے ساتھ ساتھ توبہ کر کے اس کو معاف کروا چکے ہوگے اگر کبھی ایسا ہوگیا کہ پھر توبہ کی توفیق نہ ہوئی تو وہ ایک گناہ ہی ہوگا پچھلے تو توبہ کی وجہ سے معاف ہوچکے ہوں گے، لیکن اس طرح سے آدمی کو عادت نہیں ڈالنی چاہئے اور بڑے گناہوں پر جرأت بھی نہیں کرنی چاہئے کہ وہ انسان کی ہلاکت کا سبب بنتے ہیں اور چھوٹے گناہوں کی اگر عادت پڑ جائے تو ان کا مجموعہ بھی کبیرہ کو پہنچ جاتا ہے اس لئے سلامتی کا راستہ تو یہی ہے کہ آدمی خود کو شیطان سے چوکس رکھے اور گناہوں میں نہ بھٹکے۔

خلوتوں میں گناہوں کی معافی مانگنا:

(حدیث ۱۱۵۴) حضرت مسروقؒ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

حقیق بالمرءِ أن یکون له مجالسُ یخلو فیها، ویذکُرُ ذنوبَه فیستغفرُ اللّٰه منها. (۱۱۵۴)

(ترجمہ) انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ کچھ تنہائی کی مجالس اختیار کیا کرے۔ ان میں اپنے گناہوں کو یاد کرے پھر اللہ تعالیٰ سے ان کی معافی مانگے۔

اللہ کی معافی گناہوں سے بڑی ہے:

(حدیث ۱۱۵۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عفو اللّٰه اکبر من ذنوبکِ. (۱۱۵۵)

۱۱۵۴ (شعب الایمان، بیهقی مرسلاً، کنز العمال ۱۰۲۰۹)

۱۱۵۵ (مسند فردوس، کنز العمال ۱۰۲۱۴)

(ترجمہ) (اے عائشہ!) تمہارے گناہوں سے اللہ کا معاف کرنا بہت بڑا ہے۔

(فائدہ) یعنی انسان اپنے گناہ کو یا بہت سے گناہوں کو بڑا سمجھ کر یہ کہے کہ خدا معاف نہیں کرسکتا جبکہ کتنے بڑے اور زیادہ گناہ کیوں نہ ہوں اللہ کی معافی ان سب سے بہت بڑی ہے اللہ تعالیٰ بندہ کے گناہوں کو نہیں دیکھتا اس کی شرمندگی کو دیکھتا ہے جس درجہ کی شرمندگی ہوگی اسی مرتبہ کی رحمت اور مغفرت کا مستحق ہوگا۔

تم معافی مانگتے رہو میں معاف کرتا رہوں گا:

(حدیث ۱۱۵۶) حکیم ترمذی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت کی ہے اور عقیلی نے حضرت حسن کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطہ کو بھی ذکر کرکے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قال اللّٰه تعالى: أنا أكرمُ وأعظمُ عفو من أن استرَ على عبد مسلم في الدنيا ثم أفضحه بعدَ إذ سترتُه، ولا أزالُ أغفر لعبدي ما استغفرني. (۱۱۵۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں زیادہ شان وعظمت رکھتا ہوں درگذر کرنے کے معاملہ میں اس سے کہ میں دنیا میں کسی مؤمن بندہ کی پردہ پوشی کروں پھر پردہ پوشی کرنے کے بعد اس کو رسوا کروں، میں اپنے بندہ کو معاف کرتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے معافی مانگتا رہے گا۔

مغفرت خداوندی کا اندازہ:

(حدیث ۱۱۵۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قال اللّٰه تعالى: يا ابن آدمَ إنك ما دعوتَني ورجوتَني غفرتُ لك على ما كان منك ولا أبالي، يا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عنان السماءِ ثم استغفرتَني غفرتُ لك ولا أبالي، يا ابن آدمَ لو أنك أتيتني بقُرابِ الأرض خطايا ثم لقيتَني لا تشركُ لي شيئاً

۱۱۵۶ (حكيم عن الحسن مرسلاً والعقيلي عنه عن انس، كنز العمال ۱۰۲۱۵)

لأتیتُک بقُرابها مغفرةً.(۱۱۵۷)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے ابن آدم! تو جب مجھے پکارتا ہے اور مجھ سے امید قائم کرتا ہے تو میں تیرے اس گناہ کو معاف کر دیتا ہوں جو تجھ سے واقع ہوا اور مجھے تیرے معاف کرنے کی کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کے افق تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے معافی کا طلبگار ہو تو بھی میں تجھے معاف کر دوں گا اور اس میں بھی مجھے تیرے معاف کرنے میں کوئی پرواہ نہ ہوگی۔ اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس روئے زمین کے برابر خطائیں لے کر آئے گا اور اس حال میں مجھ سے ملاقات کرے گا کہ مجھ سے کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہوگا تو میں تجھے زمین کی وسعت کے برابر بخشش عطاء کروں گا۔

گناہ کا کفارہ شرمندگی بھی ہے:

(حدیث ۱۱۵۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کفارةُ الذنبِ الندامةُ، ولو لم تُذنبوا لأتی اللّٰهُ بقوم یُذنبون فیغفرُ لهم.(۱۱۵۸)

(ترجمہ) گناہ کا کفارہ خدا کے سامنے شرمندگی اختیار کرنا ہے اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم لاتے جو گناہ کرتی پھر اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتے۔

(فائدہ) اللہ تعالیٰ کو اپنی نافرمانی پسند نہیں ہے مگر اس کی صفات میں مغفرت اور ستاریت بھی ہے اللہ تعالیٰ ان صفات کے اظہار کے لئے گناہوں کی مغفرت کرتے ہیں اگر اللہ کی نافرمانی نہ کی جائے تو اس کے ستار و غفار ہونے کا اظہار و اعلان نہ ہوگا۔ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو فطرت انسانی سے سرزد ہوں دوسرے وہ جو خدائے تعالیٰ کے مقابلہ اور بغاوت میں سرزد ہوں انسانی کمزوریوں اور جذباتِ نفس و فطرت سے جو چھوٹے موٹے گناہ صادر ہوتے ہیں ان مذکورہ احادیث میں ایسے ہی گناہوں کی معافی کا ذکر ہے چاہے وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ وہ گناہ اور

۱۱۵۷ (ترمذی، المختارہ للضیاء، کنز العمال ۱۰۲۱۶)

۱۱۵۸ (مسند احمد، طبرانی کبیر، کنز العمال ۱۰۲۱۸)

نافرمانیاں جو خدا سے بغاوت اور مقابلہ کی صورت میں انسان سے ظاہر ہوتے ہیں وہ چاہے چھوٹے ہوں یا بڑے وہ معافی کے قابل نہیں ہوتے جیسے کفر، شرک، ارتداد، حرام کو حلال بنا کر یا حلال کو حرام بنا کر شعائر اللہ سے بغاوت کرنا غرضیکہ وہ تمام العمال اور نظریات اور افعال جو خدا سے بغاوت کے زمرہ میں آتے ہیں ان میں سے کوئی ایک عمل بھی کرلیا جاہے اس سے روئے زمین بھرے یا نہ بھرے وہ نا قابل معافی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت کا جرم اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کے تقابل کے اعتبار سے اتنا بڑا ہو کرنا قابلِ معافی ہو جاتا ہے۔

توبہ کا کمال:

(حدیث ۱۱۵۹) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لو أخطأتم حتى تبلغ خطايا كم السماءَ ثم تُبتُم لتاب اللّٰهُ عليكم. (۱۱۵۹)

(ترجمہ) اگر تم اتنے گناہ کرو کہ تمہارے گناہوں کا آسمان تک انبار لگ جائے پھر تم توبہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ کو قبول کریں گے۔

بعض لوگوں کے گناہ نیکیوں سے بدل دیئے جائیں گے:

(حدیث ۱۱۶۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ليتمَنَّينَّ أقوام لو أكثر وا من السيئآتِ الذين بدَّل اللّٰهُ عزوجل سيئآتِهم حسنات. (۱۱۶۰)

(ترجمہ) (قیامت کے دن) بہت سے لوگ تمنا کریں گے، کاش کہ وہ کثرت سے گناہ کرتے یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے گناہ اللہ تعالیٰ نیکیوں کے ساتھ تبدیل کر دیں گے۔

(فائدہ) اس روایت کو دیکھ کر گناہوں کو ہلکا اور نا قابلِ مواخذہ نہیں سمجھنا چاہئے

۱۱۵۹ (ابن ماجه، كنز العمال ۱۰۲۲۲)

۱۱۶۰ (مستدرک حاكم، كنز العمال ۱۰۲۲۷)

قیامت میں ہر شخص کا حساب جداگانہ ہوگا کیا معلوم کس سے کیسا حساب لیا جاتا ہے دنیا میں تو انسان گناہوں سے بچتا رہے پھر گناہ ہو جائیں تو توبہ واستغفار کرے اور اللہ تعالیٰ سے دنیا میں حسن ظن رکھے ان شاء اللہ رب تعالیٰ کا ضرور فضل ہوگا اور جو شخص گناہ کو ہلکا سمجھے گا اس کا معاملہ خطرناک ہوگا کیونکہ وہ دراصل اللہ کی نافرمانی کو ہلکا سمجھ رہا ہے جو اس کے لئے روز قیامت وبال ہوگی۔

استغفار کا مقام:

(حدیث ۱۱۶۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما أصرَّ من استغفر وإن عادَ في اليوم سبعين مرةً. (۱۱۶۱)

(ترجمہ) وہ شخص گناہوں پر مصر نہیں جو استغفار کر لیتا ہے اگرچہ وہ ایک دن میں ستر مرتبہ بھی گناہ میں لوٹے۔

گناہ پر ندامت:

(حدیث ۱۱۶۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما علم اللّٰهُ من عبدٍ ندامةً على ذنبٍ إلاغفر له قبل أن يستغفرَ منه. (۱۱۶۲)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ جس بندہ سے ندامت کا محسوس کرتے ہیں تو اس کو اس کے استغفار کرنے سے بھی پہلے معاف فرما دیتے ہیں۔

جہنم میں جانے والا گناہ گار:

(حدیث ۱۱۶۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۱۶۱ (سنن ابو داود، سنن ترمذی، کنز العمال ۱۰۲۳۰)

۱۱۶۲ (مستدرک حاکم، کنز العمال ۱۰۲۳۱)

الفقراء أصدقاء اللّٰه، والمرضى أحبّاء اللّٰه، فمن ماتَ على التوبة فله الجنةُ فتوبوا ولا تيأسوا فان بابَ التوبةِ مفتوح من قبل المغربِ لاينسد حتى تطلع الشمسُ منه، الحديث.(۱۱۶۳)

(ترجمہ) فقراء اللہ کے دوست ہیں اور مریض اللہ کے محبوب، پس جو شخص توبہ کی حالت میں فوت ہوا اس کے لئے جنت ہے تم بھی توبہ کرلو (اس سے) ناامید نہ ہو، بے شک توبہ کا دروازہ مغرب کی طرف سے کھلا ہوا ہے اس وقت تک بند نہیں ہوگا حتی کہ مغرب سے سورج طلوع نہ ہوجائے۔ الحدیث

خدا کے سامنے گناہوں کی جرأت:

(حدیث ۱۱۶۴) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا تنظر وافي صِغَرِ الذنوبِ، ولكن انظروا على منِ اجترأتم.(۱۱۶۴)

(ترجمہ) تم گناہوں کے چھوٹے ہونے کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ تم کس ذات کے سامنے (گناہوں کی) جرأت کررہے ہو۔

توبة النصوح کیا ہے:

(حدیث ۱۱۶۵) حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

التوبةُ النصوحُ الندمُ على الذنبِ حين يَفرِطُ منك فتستغفرُ اللّٰهَ، ثم لا تعودُ اليه أبداً.(۱۱۶۵)

(ترجمہ) توبۃ النصوح (۱) گناہ پر ندامت اختیار کرنا ہے جب تجھ سے گناہ سرزد ہوجائیں (۲) پھر تو اللہ تعالیٰ سے استغفار بھی کرلے (۳) پھر تو گناہ کی طرف کبھی نہ لوٹے۔

۱۱۶۳ (كتاب العروس لجعفر و مسند الفردوس للديلمي، كنزالعمال ۱۰۲۵۶)

۱۱۶۴ (حلية الأولياء ص:۶۷۸، كنزالعمال ۱۰۲۹۴)

۱۱۶۵ (تفسير ابن ابى حاتم، تفسير ابن مردويه، كنزالعمال ۱۰۳۰۲)

کون سی غلطیاں معاف ہیں:

(حدیث ۱۱۶۶) حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رفع عن امتی الخطأ والنسیان وما استکرھوا علیه. (۱۱۶۶)

(ترجمہ) میری امت سے خطاء نسیان اور استکراہ کو معاف کر دیا گیا ہے۔

(فائدہ) خطاء اور نسیان سے مراد وہ غلطیاں ہیں جو بھول چوک سے ہو جائیں، اور استکراہ کا معنی یہ ہے کہ شریعت میں کوئی کام ممنوع ہو اس پر کسی کی طرف سے ایسا جبر واقع ہو جس کو شریعت بھی جبر کہے تو ایسے جبر سے اگر کوئی آدمی مجبور ہو کر بغیر نیت اور گناہ کرنے کے اگر کوئی شخص وہ کام کر لے گا تو اس کام کا جو حکم ہے وہ اس پر لاگو نہیں ہوگا جیسے مہلک جبر کی زد میں آ کر کوئی شخص بیوی کو طلاق دے تو طلاق نہیں ہوگی اور ہلکے سے جبر میں جس میں ہلاکت یا کسی عضو کے جانے کا خطرہ نہیں ویسے ہی دباؤ میں آ کر طلاق دے گا تو ہو جائے گی مگر خود کو ہلاکت سے بچانے کے لئے کسی کے جبر میں آ کر کسی اور کو ہلاک کرنا بالکل جائز نہیں اور نہ ایسا جبر معاف ہوگا وغیر ذلک من الاحکام.

کون لوگ مرفوع القلم ہیں:

(حدیث ۱۱۶۷) حضرت علیؓ و حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

رفع القلم عن ثلاثة: عن المجنونِ المغلوبِ علی عقله حتی یبرأ، وعن النائم حتی یستیقظَ، وعن الصبي حتی یحتلم. (۱۱۶۷)

(ترجمہ) تین قسم کے لوگ مرفوع القلم ہیں (۱) مجنون جس کی عقل جاتی رہے حتی کہ جنون سے صحیح ہو (۲) سونے والا حتی کہ بیدار ہو (۳) بچہ حتی کہ بالغ ہو۔

(فائدہ) ان تین قسم کے لوگوں سے جب کوئی گناہ سرزد ہوتا ہوا لوگ دیکھیں تو ان کو گناہ سے ہٹایا جائے اور بچہ کو گناہ سے بچنے کی تعلیم دی جائے اگر غلطی کرے تو اس کو تنبیہ کے طور پر کچھ مناسب سزا بھی دی جائے تا کہ اس کو گناہ کی عادت نہ پڑے اور بالغ ہونے کے بعد گناہ گار نہ بنے۔

۱۱۶۶ (طبرانی کبیر، کنز العمال ۱۰۳۰۷)

۱۱۶۷ (مسند احمد، ابوداود، حاکم، کنز العمال ۱۰۳۰۹)

تین قسم کے گناہ:

(حدیث ۱۱۶۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ذنب يغفرُ، وذنب لايغفر، وذنب يجازى به، فاما الذنبُ الذي لا يغفر فالشركُ بالله، وأما الذي يغفرُ فعملك بينك وبين ربك، وأما الذنبُ الذي يجازَى به فظلمُكَ أخاك.(۱۱۶۸)

(ترجمہ) ایک گناہ وہ ہے جو بخش دیا جائے گا، ایک وہ ہے جو نہیں بخشا جائے گا، ایک وہ ہے جس کا بدلہ چکانا پڑے گا۔ پس وہ گناہ جو نہیں بخشا جائے گا، وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے اور وہ گناہ جو بخش دیا جائے گا وہ تیرا وہ عمل ہے جو تیرے اور تیرے رب کے متعلق ہے اور وہ گناہ جس کا بدلہ چکانا پڑے گا وہ تیرا، تیرے بھائی پر ظلم کرنا ہے۔

گناہ نیکیوں کو کھا جاتے ہیں:

(حدیث ۱۱۶۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اتقوا المظالمَ ما استطعتم، فان الرجل يجي، يوم القيامةِ بحسناتٍ يرى أنها ستُنجيه، فما يزالُ عند ذلك يقول: إن لفلانٍ قِبَلك مظلمةً، فيقال: أمحوا من حسناته، فما تبقى له حسنةً، و مثل ذلك كمثلِ سَفرٍ نزلوا بفلاةٍ من الأرض ليس معهم حَطَب، فتفرَّقَ القومُ فاحتطبوا للنار وانضجوا ماأرادوا، فكذلك الذنوب.(۱۱۶۹)

(ترجمہ) جتنا ہو سکے ظلم کرنے سے بچتے رہو کیونکہ قیامت کے دن آدمی اتنی نیکیاں لائے گا کہ اس کا خیال ہوگا کہ اس کی نیکیاں اس کو نجات دلا دیں گی پس

۱۱۶۸ (معجم اوسط طبرانی، کنز العمال ۱۰۳۱۳)

۱۱۶۹ (مساوی الاخلاق للخرائطی، کنزالعمال ۱۰۳۲۸)

اس کے لئے کہا جاتا رہے گا کہ فلاں کے حق میں تیری طرف سے ظلم و زیادتی ہوئی تھی تو کہا جائے گا کہ اس کی نیکیاں مٹاتے رہو۔ پس اس کی کوئی نیکی بھی باقی نہ رہے گی۔ اس کی مثال ان مسافرین کی طرح ہے جو بیابان میں اترے ان کے پاس لکڑیاں نہیں تھیں پس وہ لوگ بکھر گئے اور آگ کے لئے لکریاں جمع کیں پھر انہوں نے جو چاہا پکالیا گناہوں کی بھی ایسی حالت ہے (یعنی مقصد حاصل کرنے کیلئے لکڑیاں جلادی جاتی ہیں، اس طرح سے ظالم لوگ ظلم کر کے دنیا کا مقصد تو حاصل کر لیتے ہیں مگر اس سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں تو جس طرح سے لکڑیوں کا نشان نہیں رہتا اسی طرح سے آخرت میں نیکیوں کا بھی نشان نہ رہے گا)۔

چالیس سال کی عمر والے کے لئے نصیحت:

(حدیث ۱۱۷۰) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

إذا أتى على العبدِ أربعون سنةً يجبُ عليه أن يخافَ اللّٰهَ ويحذَرَه. (۱۱۷۰)

(ترجمہ) جب انسان کی عمر چالیس سال ہو جائے تو اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور خوف کھائے۔

معذوری کی عمر:

(حدیث ۱۱۷۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إذا بلغ الرجلُ من أمتي ستين سنةً فقد أعذر اللّٰهُ اليه في العمر. (۱۱۷۱)

(ترجمہ) میری امت میں سے جب کوئی شخص ساٹھ سال کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عمر کے لحاظ سے معذور قرار دیتے ہیں (اور ایک روایت میں ساٹھ کی بجائے ستر سال کا ذکر ہے)۔

۱۱۷۰؎ (مسند دیلمی، کنز العمال ۱۰۳۲۹)

۱۱۷۱؎ (مستدرک حاکم، کنز العمال ۱۰۳۳۰)

(فائدہ) اس لئے انسان کو بھی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی کی قدر کرتے ہوئے خود بھی گناہوں سے بچ کر اپنی آخرت کو اچھا کرے۔

گناہ کا برملا اظہار کرنے والے کی معافی نہیں ہوگی:

(حدیث ۱۱۷۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كل أمتي مُعافى إلا المجاهرين، وإنَّ من الاجهار أن يَعملَ الرجلُ بالليل عملاً ثم يُصبحُ وقد سترهُ اللّٰه فيقولُ: عملتُ البارحة كذا وكذا، وقد باتَ يستره ربُّه فيصبحُ يكشفُ سترَ اللّٰه عزوجل عنه. (۱۱۷۲)

(ترجمہ) میری تمام امت کی معافی ہو جائے گی مگر مجاہرین (برملا اظہار کرنے والوں) کی نہیں، اور برملا اظہار یہ ہے کہ آدمی رات کو کوئی بدعمل کرے پھر اس حال میں صبح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ کی پردہ پوشی کر دی ہو مگر یہ کہتا پھرے میں نے گذشتہ رات ایسا اور ایسا کیا۔ رات تو اس نے اس حالت میں گذاری تھی کہ اس کے رب نے اس پر پردہ ڈال دیا تھا مگر یہ صبح کو اللہ کی اس پردہ پوشی کا اپنی طرف سے اظہار کرتا رہے۔

(فائدہ) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی کے گناہ کو چھپا دیتے ہیں تو اس کو دوستوں کی مجلس میں یا لوگوں کو خراب کرنے کے لئے یا کسی اور مقصد کے لئے بغیر کسی شرعی مجبوری کے ظاہر نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس پردہ پوشی کی شکرگزاری میں استغفار اور توبہ کرنی چاہئے۔

کبھی گناہ بھی مفید ہوتا ہے:

(حدیث ۱۱۷۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۱۷۲ (بخاری، ص: ۲۴ ج ۸، مسلم حدیث ۲۹۹۰ فی کتاب الزهد والرقاق، کنز العمال ۱۰۳۳۷)

إن اللّٰه تعالى لينفع العبدَ بالذنب يُذنبه.(۱۱۷۳)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کبھی بندے کو اس کے گناہ کی وجہ سے بھی نفع پہنچاتے ہیں۔ (یعنی) کبھی گناہ سے زیادہ شرمندگی ہوتی ہے اور اس کا ثواب گناہ کے عذاب سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ کبھی اس سے انابت الی اللہ حاصل ہوتی ہے، کبھی اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو نیکی سے بدل دیں گے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن گناہ کا مفید ہونا آدمی کو معلوم نہیں ہوتا اس لئے احتیاط کرتے ہوئے گناہ کے قریب نہ بھٹکے بلکہ اطاعت گذاری کرے کہ اس میں نفع ہی نفع ہے۔

دن کے فرشتے نرم اور رات کے سخت ہیں:

(حدیث ۱۱۷۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن ملائكةَ النهارِ أرأفُ من ملائكةِ الليل.(۱۱۷۴)

(ترجمہ) دن کے فرشتے رات کے فرشتوں سے زیادہ نرم ہیں۔

(فائدہ) رات کے فرشتے اس لئے سخت ہیں کہ رات کا وقت اللہ کی خوشنودی، مناجات اور قیام اللیل کا وقت ہوتا ہے۔ اللہ کی رحمت اور توجہ انسان سے قریب سے آسمان دنیا سے بار بار متوجہ ہو رہی ہوتی ہے فرشتے اللہ کے معصوم ہیں جب انسان کو ایسی حالت میں نافرمانی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ان کی ناراضگی اور غصہ تیز ہو جاتا ہے اس کیفیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے رات کے فرشتوں کو سخت کہا گیا ہے اور اس لئے بھی کہ رات تاریک ہوتی ہے اور زیادہ تر بڑے بڑے مجرم رات ہی کے وقت حسب موقع جرم کرتے ہیں جن سے اس معصوم مخلوق کو زیادہ اذیت ہوتی ہے اور عصمت کے جوش و جذبہ کی وجہ سے وہ چاہتے ہیں کہ خدا کے ایسے نافرمان پر سختی کی جائے تاکہ یہ معصیت کا ارتکاب نہ کر سکے۔ دن کے وقت چونکہ یہ دونوں صورتیں نہیں ہوتیں۔ تیسرے یہ کہ دن میں انسان بیدار ہوتا ہے اور تقریباً چھوٹی چھوٹی کوتاہیاں کرتا ہے اور وہ بھی کثرت کے

۱۱۷۳ (حلية الأولياء، كنز العمال ۱۰۳۳۹)

۱۱۷۴ (ابن النجار، كنز العمال ۱۰۳۴۰)

ساتھ اس سے واقع ہوتی ہیں اس لئے فرشتے چاہتے ہیں کہ ایسے گناہ گار پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا سایہ کر کے اس کو معاف کر دے۔

مسلمانوں کے گناہ یہود و نصاریٰ اٹھائیں گے:

(حدیث ۱۱۷۵) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یجيء یوم القیامه ناس من المسلمین بذنوبٍ أمثال الجبالِ فیغفرُ ها اللّٰه لهم ویضعُها علی الیهود والنصاری.(۱۱۷۵)

(ترجمہ) قیامت کے دن مسلمانوں میں سے کچھ لوگ پہاڑوں کے برابر گناہ لے کر آئیں گے اللہ تعالیٰ ان کی تو بخشش کر دیں گے اور ان کے گناہ یہود و نصاریٰ پر ڈال دیں گے۔

(تنبیہ) مسلمانوں پر اللہ کی رحمت کا سایہ ہے یہودیوں پر اللہ کا غضب ہے اور عیسائی گمراہ ہیں۔ یہود و نصاریٰ نے خدا کے بیٹے ٹھہرائے جس کی وجہ سے وہ مغضوب اور ضآل ہوئے شرک کرنا کوئی معمولی گناہ نہیں ہے۔ مشرک کا گناہ کائنات کا سب سے بڑا گناہ ہے اس کی جتنی بھی سزا دی جائے کم ہے انہوں نے ذات کبریاء کا شریک تصور کیا جیسا کہ اللہ کی عظمتوں کی کوئی انتہاء نہیں اسی طرح سے شرک کے گناہ کی کوئی حدود نہیں ہے۔ مؤمنین و مسلمین کے جتنے بڑے بڑے گناہ بھی ان پر ڈال دیئے جائیں یہ ان کے اسی کفر اور شرک کی سزا کے طور پر ہوں گے نہ یہ کہ یہود و نصاریٰ پر ان کے نا کردہ گناہ ڈال کر انہیں عذاب دیا جائے گا۔

خدا کے خوف سے بخشش ہوگی:

(حدیث ۱۱۷۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان رجلا اسرف علی نفسه فلما حضره الموت اوصی بنیه فقال

۱۱۷۵ (مسلم، کنز العمال ۱۰۳۴۱)

اذا انامت فاحرقونی ثم ذرونی فی الریح فواللّٰہ لئن قدر علی ربی لیعذ بنی عذابا ماعذبه احدا ففعلوا به ذلک فقال صلی اللّٰہ علیه وسلم فیقول له الرب عند البعث ما حملک علی ماصنعت؟ فیقول خشیتک فیغفر اللّٰہ عزوجل له.(۱۱۷۶)

(ترجمہ) ایک شخص نے (اپنی آخرت کے لئے دنیا میں) اپنی ہلاکت اور بربادی کا بہت سامان کرلیا، جب اس کی موت کا وقت ہوا اس نے اپنے بیوی بچوں کو وصیت کی اور کہا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا پھر مجھے ہوا میں بکھیر دینا اللہ کی قسم اگر میرے رب نے مجھ پر قابو پالیا تو مجھے عذاب دے گا کہ ویسا عذاب اب تک کسی کو نہیں دیا۔ چنانچہ انہوں نے وصیت پر عمل کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائیں گے کہ تو نے یہ جو (اپنے ساتھ) کیا تھا اس پر تجھے کس بات نے مجبور کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا آپ کے خوف نے۔ تو اللہ تعالیٰ عزشانہ اسی بات پر اس کی بخشش کردیں گے۔

اس شخص کے خوف کے مارے اپنے آپ کو جلوانے سے اللہ کی رحمت اور رافت کو جوش آ گیا اور اس کی بخشش کا اظہار اپنے محبوب ﷺ کی زبان سے کرادیا۔

اس کے اس خوف کی شدت نے اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد صادق آیا ان رحمتی تغلب غضبی۔

خدا کی رحمت وعفو سے ناامیدی کی حکایت:

(حدیث ۱۱۷۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کان رجلانِ في بني إسرائيل متواخيانِ، وکان أحدُهما يذنبُ، والآخرُ يجتهدُ في العبادة، وکان لايزالُ المجتهدُ يرى الآخر على الذنبِ، فيقول: أقصر، فوجده يوماً على ذنبٍ، فقال له: أقصر،

۱۱۷۶ (مشکل الحدیث ابن فورک /۱۰۵)

فقال: خلّنِی ورَبي، أبُعثتَ عليَّ رقيباً؟ فقال: واللّٰه لايغفرُ اللّٰه لک أو لايدخلک اللّٰه الجنة، فقُبِض روحُهما، فاجتمعا عند ربِّ العالمين، فقال لهذا المجتهد: اكنت بی عالما او كنت على ما فی يدی قادرا؟ وقال للمذنب: اذهب فا دخل الجنة برحمتی، وقال للآخر: اذهبوا به إلى النار. (۱۱۷۷)

(ترجمہ) بنی اسرائیل میں دو شخص آپس میں بھائی بنے ہوئے تھے ایک گناہ کرتا تھا دوسرا عبادت کی مشقت اٹھاتا تھا۔ یہ مشقت اٹھانے والا دوسرے کو ہر وقت گناہ ہی میں دیکھتا تو کہتا باز آجاؤ ایک دن اس کو گناہ میں مصروف دیکھا تو کہا باز آجاؤ اس نے کہا مجھے اور میرے رب کو تنہا چھوڑ دو۔ تو میرا نگران تو مقرر نہیں کیا گیا تو اس نے کہا خدا کی قسم اللہ تجھے نہیں بخشے گا یا یہ کہا کہ اللہ کی قسم اللہ تجھے جنت میں داخل نہیں کرے گا چنانچہ ان دونوں کی روحیں قبض کرلی گئیں یہ روحیں اللہ کے سامنے پیش ہوئیں تو اللہ نے محنت کرنیوالے سے کہا کیا تو مجھے جانتا تھا یا جو کچھ میرے اختیار میں ہے تو اس پر قادر تھا پھر گناہ گار سے فرمایا جا میری رحمت سے جنت میں داخل ہوجا اور دوسرے کیلئے فرمایا اس کو جہنم میں لے جاؤ۔

(فائدہ) آدمی چاہے کتنا بھی نیک کیوں نہ ہو کسی گنہگار کو حتمی طور پر جہنمی مت کہے اس کو خدا کی رحمت کا اندازہ نہیں ہوتا کیا معلوم معاملہ الٹ ہوجائے اور اس حدیث کو دیکھ کر گنہگار کو بھی انہیں اترانا چاہئے ہوسکتا ہے یہ اس حدیث کا مصداق نہ ہو اور دوزخ میں جلنا پڑے۔ جیسا کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے، اور یہ نیک رحمت خداوندی سے مایوس تھا جیسا کی حدیث سے مفہوم ہوتا ہے اس لئے اس کو دوزخ میں ڈالا گیا کیونکہ خدا کی رحمت سے ناامیدی کی یہی سزا ہے۔

ہر شخص کو مہلت نہیں ملتی:

(حدیث ۱۱۷۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱۱۷۷ (مسند احمد، سنن ابوداود، کنز العمال ۱۰۳۴۷)

یا عائشةُ لیس کل الناسِ مُرخیَ علیه.(۱۱۷۸)
(ترجمہ) اے عائشہ! ہر شخص کو ڈھیل نہیں دی جائے گی۔

وسعت رحمت خداوندی:

(حدیث ۱۱۷۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن اللّٰه تعالی حین خلقَ الخلقَ کتبَ بیدِه علی نفسه أنَّ رحمتي تغلبُ غضبي.(۱۱۷۹)
(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنے ہاتھ سے اپنے متعلق لکھ دیا، میری رحمت میرے غضب پر غالب رہے گی۔

گناہگار امت کا غفور رب:

(حدیث ۱۱۸۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

دخلتُ الجنة فرأیتُ في عارضتي الجنة مکتوباً ثلاثةَ أسطرٍ بالذهب: السطرُ الأول: لاإله إلا اللّٰهُ محمد رسولُ اللّٰه، والسطرُ الثاني: ماقدَّمنا وجدنا، وما أکلنا ربحنا، وما خلَّفنا خسرنا، والسطر الثالثُ: أمةٌ مذنبةٌ وربٌّ غفورٌ.(۱۱۸۰)
(ترجمہ) میں جنت میں داخل ہوا میں نے جنت کے دونوں دروازوں پر تین سطریں لکھی ہوئی دیکھیں۔ پہلی سطر یہ تھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ. دوسری سطر یہ تھی جو کچھ ہم نے آخرت کے لئے بھیجا تھا اس کو پالیا، جو ہم نے کھایا تھا اس کا نفع اٹھالیا اور جو کچھ پیچھے چھوڑا نقصان میں رہے اور تیسری سطر میں لکھا تھا، ''امة مذنبة ورب غفور'' امت گنہگار ہے اور پروردگار بخشنے والا ہے۔

۱۱۷۸ (نوادر الاصول حکیم ترمذی، کنزالعمال ۱۰۳۷۸)
۱۱۷۹ (ترمذی، کنزالعمال ۱۰۳۷۹)
۱۱۸۰ (الرافعی، ابن نجار، کنزالعمال ۱۰۳۹۵)

روضۂ اقدس پر اللہ سے بخشش مانگنے والے کی بخشش:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ کے دفن کے تین بعد ہمارے پاس ایک دیہاتی آیا اس نے اپنے آپ کو قبر نبی ﷺ پر ڈال دیا اور اس کی مٹی اپنے سر میں ڈالی اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ارشاد فرمایا تو ہم نے آپ کی بات سنی آپ نے اللہ سے احکام کو محفوظ کیا تو ہم نے آپ سے لیکر محفوظ کیا اللہ تعالیٰ نے جو آپ پر نازل کیا تھا اس میں یہ موجود ہے ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما. (اور یہ لوگ جب اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں، پھر آپ کے پاس حاضر ہوں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں اور رسول بھی ان کیلئے بخشش مانگے تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں (یعنی ان کے گناہ بخشے جائیں)

بے شک میں نے اپنے آپ پر ظلم وزیادتیاں کیں اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ میرے لئے بخشش کی طلب فرمائیں تو قبر مبارک سے نداء کی گئی تیرے لئے بخشش کر دی گئی ہے۔ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص: ۳۲۹، کنز العمال ۱۰۴۲۲۔ مغنی میں لکھا ہے کہ اس حدیث کا راوی ھیثم بن عدی الطائی متروک ہے۔ (کنز العمال تحت حدیث رقم ۱۰۴۲۲)

ممنوع اعمال

کون سے کام کرنا منع ہیں

ممنوعات

مردوں کو برا کہنا ممنوع ہے

(حدیث ۱۱۸۱) حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنْ سَبِّ الْاَمْوَات۔ (ک) عن زید بن ارقم۔ (صح). (۱۱۸۱)

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ نے مردوں کو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے۔

(لطائف ومعارف)

مردوں کو برا کہنے کی اس لئے ممانعت ہے کہ انہوں نے اگر کچھ برے اعمال کئے ہیں تو ان کی سزا ان کو مل رہی ہوگی یا اللہ تعالیٰ نے ان کو بخش دیا ہوگا۔ اس لئے اب ان کو برا کہنے کی ضرورت نہیں ہے اور اس سے لواحقین میت کو بھی اذیت ہوتی ہے۔ اس لئے بھی مردہ کو برا کہنا منع ہے۔ میت کو یہ برا کہنے کی ممانعت اس وقت ہے جبکہ میت مسلمان ہو۔ ہاں اگر میت کافر ہو یا علانیہ طور پر فسق وفجور یا بدعت میں مبتلا رہی ہو تو ایسے اموات کو برا کہنا حرام نہیں ہے جبکہ ان کو برا کہنے کا مقصد دوسرے لوگوں کو ان کے شر سے بچانا ہو۔

تہمت کے مواقع میں احتیاط

(حدیث ۱۱۸۲) ام مؤمنین حضرت صفیہؓ جو حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں اور حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ ان سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ان کے ساتھ چل رہے تھے کہ آپؐ کے پاس سے انصار کے دو آدمی گزرے۔ آپؐ نے ان کو بلا کر فرمایا کہ یہ (میری بیوی) صفیہؓ ہیں۔ (کوئی غیر عورت نہ سمجھنا) تو انہوں نے عرض کیا: ''سبحان اللہ'' (اللہ کی ذات پاک ہے) ہم آپ کے متعلق بدگمانی

۱۱۸۱ (الجامع الصغیر: ۹۴۶۷) ــــ رواہ الحاکم ورواہ احمد من حدیث زیاد بن علاقة (۴: ۲۵۲) ورمز السیوطی لصحته. حلیة الاولیاء (۱۰: ۳۹۵) تاریخ بغداد (۹: ۱۱۰).

کر ہی نہیں سکتے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِی مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَی الدَّمِ—(حم،ق،د)عن انس(ق؛ د؛ ہ)عن صفیة—(صح).(۱۱۸۲)

(ترجمہ) بلاشبہ شیطان آدمی میں (اپنے اثرات ڈالنے کیلئے) ایسے دوڑتا ہے جس طرح سے (اس میں) خون دوڑتا ہے (کہ اس کے دوڑنے کا آدمی کو احساس بھی نہیں ہوتا)۔

(یعنی) شیطان کو انسان میں وسواس ڈالنے کی اور گمراہ کرنے کی کامل طور پر قوت حاصل ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت نہ کریں تو وہ گمراہ ہوسکتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

ہوسکتا ہے کہ شیطان حقیقۃً انسان کے جسم میں خون کی طرح چلتا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ ایسے لطیف اجسام پیدا کریں جو انسان کے جسم میں خون کی طرح چل سکتے ہوں، کیونکہ شیاطین نار سموم سے پیدا کئے گئے ہیں اور انسان بجنے والی مٹی اور سڑے ہوئے گارے سے پیدا کئے گئے ہیں اور بجنے والی مٹی (ٹھیکر) میں آگ کا اثر ہوتا ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ وہ انسان کے اعضاء میں جلتا پھرتا ہو جیسا کہ بخاری شریف کی معلق حدیث میں ہے کہ "شیطان انسان کے دل سے لپٹا رہتا ہے پس جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ہٹ جاتا ہے اور غافل ہو تو وسوسہ ڈالتا ہے" یا حدیث مذکورہ بالا کا یہ مطلب ہے کہ شیطان کا وسوسہ انسان میں ایسے دوڑتا ہے جیسا کہ رگوں میں خون دوڑتا ہے۔

شیطان نیک لوگوں کے دلوں پر نفس امارہ کے ساتھ برائی کا وسوسہ ڈالتا ہے اور اس کی سواری انسان کا خون ہوتا ہے پس اس کا علاج یہ ہے کہ اس کے راستوں کو بھوک اور روزہ سے بند کیا جائے تاکہ شہوات وخواہشات کا قلع قمع کیا جاسکے۔ یہی دو چیزیں شیطان کا ہتھیار ہیں۔

۱۱۸۲؎ (الجامع الصغیر: ۲۰۳۶)___ رواہ احمد (۳: ۱۵۶) والبخاری (۳: ۶۴، ۴: ۱۰، ۱۵۰، ۸: ۶۰، ۹: ۸۷) ومسلم فی الدم (۲۴) عن انس والبخاری ومسلم وابو داود فی الصیام (باب ۷۸) وابن ماجة (۱۷۸۰) عن صفیة والترمذی (۱۱۷۲).

حضور اقدس ﷺ نے ان دو انصار کے سامنے کس طرح سے اس بات کا اظہار کیا تا کہ ان کا ایمان وسوسہ سے محفوظ رہے۔ اس لئے عالم اور متقی شخص کو بھی چاہئے کہ وہ بھی ایسے حالات میں حضورؐ کے اسوۂ کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور اشرار سے تہمت کے مقامات سے اجتناب کرے۔

گھر میں کتا رکھنا

(حدیث ۱۱۸۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمَلَائِکَةَ لَا تَدْخُلُ بَیْتًا فِیْهِ کَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ"۔(۵) کال علی۔(صح). (۱۱۸۳)

(ترجمہ) اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

(لطائف ومعارف)

مغربی فیشن کے دلدادہ اس حدیث سے عبرت حاصل کریں جو کتوں کو محض فیشن کے طور پر اپنے گھروں میں رکھتے ہیں، وہ کتے اس سے مستثنیٰ ہیں جو شکار یا کھیتی یا گھر کی حفاظت کے لئے رکھے جاتے ہوں۔ ان کا رکھنا درست ہے لیکن گھر میں پھر بھی وہ آثار رحمت نہ ہوں گے جو کتے کے بغیر ہوتے ہیں۔

کتا رکھنا

(حدیث ۱۱۸۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اقْتَنٰی کَلْبًا اِلَّا کَلْبَ مَاشِیَةٍ اَوْ ضَارِیًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ کُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطَانِ۔(حم،ق،ت،ن)عنابن عمر۔ (صح). (۱۱۸۴)

۱۱۸۳ (الجامع الصغیر: ۲۱۲۷) رواہ ابن ماجة (۳۶۵۰) ورمز السیوطی لصحته بمسند احمد (۴:۳۰) طبرانی کبیر (۸:۳۴۴) کنز العمال (۴۱۵۶۷، ۴۱۵۶۸).

۱۱۸۴ (الجامع الصغیر: ۸۵۰۳) سنن کبری للبیهقی (۶:۹) مسند الشافعی (۱۴۱) مشکوة (۴۰۹۸) شرح السنة للبغوی (۱۱:۲۰۸).

(ترجمہ) جس شخص نے کوئی کتا رکھا سوائے حفاظت کرنے والے کتے کے یا شکاری کتے کے تو اس کے نیک اعمال میں سے روزانہ دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔

(لطائف ومعارف)

آج کل انگریزوں کی دیکھا دیکھی بعض مسلمان گھروں میں بھی شوقیہ کتے رکھے جاتے ہیں۔ ایسے کتے رکھنے کا شرعاً کوئی جواز نہیں ہے بلکہ مقبول نیکیاں گھٹانے کا سبب ہے۔

برا کہنے والے کو برا نہ کہو

(حدیث ۱۱۸۵) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا سَبَّکَ رَجُلٌ بِمَا یَعْلَمُ مِنْکَ فَلَا تَسُبَّهٗ بِمَا تَعْلَمُ مِنْهُ، فَیَکُوْنَ اَجْرُ ذٰلِکَ لَکَ وَوَبَالُهٗ عَلَیْهِ---ابن منیع عن ابن عمر – (ح). (۱۱۸۵)

(ترجمہ) جب تجھے کوئی شخص تیرا عیب جانتے ہوئے برا بھلا کہے تو تو اس کا جو عیب جانتا ہو اس کے ساتھ اس کو برا مت کہہ۔ اس طرح سے تجھے ثواب ہوگا اور اس کو اس کا (دنیاوی اور اُخروی) وبال ہوگا۔

مسلمان پر ہتھیار لہرانا

(حدیث ۱۱۸۶) حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا شَهَرَ الْمُسْلِمُ عَلٰی اَخِیْهِ سَلَاحًا فَلَا تَزَالُ مَلَائِکَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی تَلْعَنُهٗ حَتّٰی یَشِیْمَهٗ عَنْهُ –البزار عن ابی بکرة (ح). (۱۱۸۶)

(ترجمہ) جب کوئی مسلمان اپنے کسی (مسلمان) بھائی پر ہتھیار لہراتا ہے تو اللہ تعالیٰ

۱۱۸۵ (الجامع الصغیر: ۶۷۰) ــــ رواہ احمد بن منیع والدیلمی حسنہ السیوطی، جمع الجوامع للسیوطی (۱۹۵۳).

۱۱۸۶ (الجامع الصغیر: ۷۱۵) ــــ رواہ البزار وقال الهیثمی فیه سوید بن ابراهیم ضعفه النسائی ووثقه ابو زرعة وفیه لین ومن ثم رمزا لسیوطی لحسنه. کنز العمال (۳۹۸۸۶) مجمع الزوائد (ج۷ ص ۲۹۱).

کے فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ ہتھیار کا لہرانا ختم کردے۔

(لطائف ومعارف)

اگر کوئی شخص دوسرے پر ہتھیار لہرانے کو حلال سمجھتا ہے تو حقیقۃً وہ رحمت خداوندی سے دور ہوگا اور اگر حلال نہیں سمجھتا تو پھر لعنت کا معنی یہ ہے کہ فرشتے اس کے لئے منازل ابرار سے دوری کی بددعا کرتے ہیں۔

اگر کوئی شخص باغی ہو یا سزا کا مستحق ہو تو اس کو ہتھیار کے ذریعہ سزا دینا جائز ہے جب تک کہ وہ سزا اور سزا کا طریقہ شریعت کی حدود میں رہ کر ہو۔

کسی کی منہ پر تعریف کرنا

(حدیث ۱۱۸۷) حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اُحْثُوا التُّرَابَ فِي وُجُوْهِ الْمَدَّاحِيْنَ – (ت) عن أبي هريرة (عد، حل) عن ابن عمر. (۱۱۸۷)

(ترجمہ) منہ پر تعریف کرنے والوں کے چہروں پر مٹی ڈالو۔

(لطائف ومعارف)

یہ حدیث ہر اس شخص کے لئے ہے جو بار بار تعریف کرتا ہو حتیٰ کہ اس کو اپنا پیشہ بنا لیا ہو اور اس پیشے کے تحت لوگوں سے کھاتا پیتا ہو اور اوصاف بیان کرتے ہوئے مبالغے سے کام لیتا ہو اور زیادہ جھوٹ بولتا ہو۔

حدیث سے حضور ﷺ کی مراد یہ ہے کہ اس کی مدح کرنے پر اس کو کچھ نہ دو۔

علامہ ابن عربیؒ نے اس حدیث پر عمل کی یہ صورت بیان کی ہے کہ مٹی کی ایک مشت لے کر تعریف کرنے والے کے سامنے ڈال دو اور یہ کہو کہ جو اس مٹی سے پیدا ہوا ہے اس کی کیا حیثیت ہے۔ میں کون ہوتا ہوں اور میری کیا شان ہے تم اپنی بھی حیثیت دیکھو اور میری بھی۔

۱۱۸۷ (الجامع الصغیر: ۲۳۴) ــــ مسند احمد (۶: ۵) ترمذی عن ابی هریرةؓ واستغربه وابن عدی (۷: ۲۵۴۵) وابو نعیم عن ابن عمرؓ.

بعض مشائخ جب کسی وجیہ شخص کو سوار دیکھتے تھے اور لوگوں کو اس کی تعظیم کرتا ہوا دیکھتے تھے تو اس کو اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہتے تھے یہ مٹی ہے اور مٹی پر سوار ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کی کسی شخص نے آپ کے سامنے تعریف کی۔ آپ نے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا تو آپ نے ایک مشت خاک اٹھا کر اس کے منہ پر ڈال کر اس حدیث کے ظاہری معنی پر عمل کیا۔

سیاہ خضاب

(حدیث ۱۱۸۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلصُّفْرَةُ خِضَابُ الْمُؤْمِنِ، وَالْحُمْرَةُ خِضَابُ الْمُسْلِمِ، وَالسَّوَادُ خِضَابُ الْكَافِرِ۔ (طب، ک) عن ابن عمر۔ (صح). (۱۱۸۸)

(ترجمہ) پیلا خضاب مؤمن کا ہے اور سرخ خضاب مسلمان کا ہے اور کالا خضاب کافر کا ہے۔

(لطائف ومعارف)

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے پاس گئے جبکہ انہوں نے اپنی داڑھی کو سیاہ کر رکھا تھا تو فرمایا: السلام علیک ایها الشویب! (اے نوجوان آپ کو سلام ہو)۔ ابن عمروؓ نے فرمایا: کیا تم نے مجھے نہیں پہچانا؟ فرمایا: میں آپ کو بڑھاپے کی حالت میں پہچانتا ہوں لیکن آج تو آپ جوان ہیں، پھر انہوں نے حضور ﷺ کی مذکورہ حدیث سنائی۔

آج کل لوگوں میں عام رواج ہے کہ جب داڑھی کے کچھ بال سفید ہونے لگیں تو سیاہ کرنے شروع کر دیتے ہیں حالانکہ داڑھی کا سفید ہونا مؤمن کا وقار ہے اور سیاہ خضاب کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ الا یہ کہ مسلمان حالت جنگ میں ہو یا دارالحرب میں یا نوجوان بیوی کو خوش کرنے کے لئے ہو۔

۱۱۸۸ (الجامع الصغیر: ۵۱۵۵) ــــ رواه الحاكم في المستدرک في المناقب (۳: ۵۲۶) مجمع الزوائد (۵: ۱۶۳) کنز العمال (۱۷۳۱۵).

مصیبت کے وقت نوحہ کرنا' گریبان پھاڑنا اور نسب میں طعن کرنا

(حدیث ۱۱۸۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثٌ مِنَ الْكُفْرِ بِاللّٰهِ شَقُّ الْجَيْبِ، وَالنِّيَاحَةُ، وَالطَّعْنُ فِي النَّسَبِ۔ (ک) عن ابی هریرة. (۱۱۸۹)

(ترجمہ) تین چیزیں اللہ کے ساتھ کفر کرنے کے مترادف ہیں (مصیبت کے وقت) گریبان پھاڑنا' میت پر نوحہ کرنا (بین کرنا) اور نسب میں طعن کرنا۔

(لطائف ومعارف)

اللہ کے ساتھ کفر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نعمت کی ناشکری کرتا ہے۔

بعض بڑے درجہ کی حرام چیزیں

(حدیث ۱۱۹۰) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

ثَمَنُ الْخَمْرِ حَرَامٌ، وَمَهْرُ الْبَغِيِّ حَرَامٌ، وَثَمَنُ الْكَلْبِ حَرَامٌ، وَالْكُوبَةُ حَرَامٌ، وَإِنْ أَتَاكَ صَاحِبُ الْكَلْبِ يَلْتَمِسُ ثَمَنَهُ فَامْلَأْ يَدَيْهِ تُرَابًا، وَالْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ حَرَامٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔ (حم) عن ابن عباس (صح). (۱۱۹۰)

(ترجمہ) شراب کی قیمت (لینا دینا) حرام ہے' رنڈی کی اجرتِ زنا حرام ہے' کتے کی قیمت حرام ہے' چھوٹے درمیانے طبل کی قیمت حرام ہے' اگر تیرے پاس کتے کا مالک کتے کی قیمت مانگنے آئے تو تو اس کے ہاتھ مٹی سے بھر دے اور شراب اور جوا حرام ہے اور ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔

۱۱۸۹ (الجامع الصغیر: ۳۴۳۷) رواه الحاكم فی الجنائز وصححه (۱: ۳۸۳) واقره الذهبی. كنز العمال (۴۴۸۷). موارد الظمآن (۵۷).

۱۱۹۰ (الجامع الصغیر: ۳۵۶۱) رواه أحمد والطيالسی والديلمی وغيرهما ورواه عنه الدار قطنی وقال الفريانی فی مختصره وفيه يزيد بن محمد عن أبيه لم أجدهما كنز العمال (۹۶۱۶) دار قطنی (۳: ۷).

جھوٹی کہانیوں اور ہنسی مزاح وغیرہ کا نقصان

(حدیث ۱۱۹۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:
اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ۔ (حم خ) عن ابی هريرة۔ (صح) (۱۱۹۱)
(ترجمہ) آدمی کوئی ایسی بات کرتا ہے جس پر اللہ راضی ہوتا ہے مگر بولنے والے کی نگاہ میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجات کی ترقی فرما دیتے ہیں اور (ایسے ہی) ایک شخص اللہ کی ناراضگی کا کوئی ایسا کلمہ بولتا ہے جس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا مگر اس کی وجہ سے جہنم میں گر جاتا ہے۔

حکایت: امام نسائی اور امام حاکم نے سنن نسائی اور مستدرک میں لکھا ہے کہ ایک مسخرہ حکمرانوں اور امراء کے پاس جاتا تھا اور ان کو ہنساتا تھا' اس سے مشہور تابعی حضرت علقمہؒ نے فرمایا: تو تباہ ہو جائے تو ان لوگوں کے پاس کیوں جاتا ہے اور ان کو کیوں ہنساتا ہے۔ میں نے حضرت بلال بن حارثؓ سے یہ حدیث سنی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا پھر وہ حدیث بیان کی جس کو ہم نے ابھی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے اس عنوان کے تحت نقل کیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے گفتگو میں ہر بات کے تدبر و تفکر کی ترغیب ہے کیونکہ شیطان بری چیز کو اچھی صورت میں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کل جو کہانیاں' ڈرامے' ٹی وی' فلم وغیرہ میں دکھائے جاتے ہیں یا ڈائجسٹ اور اخبارات وغیرہ کے ذریعہ سے پھیلائے جاتے ہیں یہ سب بھی ممنوع ہیں۔ ان کا لکھنا پڑھنا اور کسی بھی قسم کی شمولیت کرنا سب اس حدیث

۱۱۹۱ (الجامع الصغير: ۲۰۶۰) ــــ رواه احمد (۲: ۳۳۴) والبخاری فی الرقاق (۸: ۱۲۵) والنسائی والحاکم متعرضا لبيان السبب تاريخ دمشق (۱۰: ۲۵۸). سنن كبرى للبيهقی (۸: ۱۶۵) مشكوة (۴۸۱۳).

کی رو سے ناجائز ہے۔ ان میں جن لوگوں کا جتنا زیادہ حصہ ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ گناہ گار اور مستوجب سزا ہوں گے۔

قہقہہ اور مسکراہٹ

(حدیث ۱۱۹۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلْقَهْقَهَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَالتَّبَسُّمُ مِنَ اللهِ—(طس) عن ابی هريرة. (۱۱۹۲)

(ترجمہ) قہقہہ شیطان کی طرف سے ہے اور تبسم اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی قہقہہ لگانا شیطانی اثرات کی بناء پر ہوتا ہے اور مسکراہٹ دین کی پیروی کی وجہ سے، اسی لئے اگر کوئی شخص نماز میں قہقہہ لگائے گا تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے، تبسم سے نہیں ٹوٹتی۔

آج کل ٹی وی وغیرہ پر جو مزاحیہ ڈرامے پیش کئے جاتے ہیں، یہ سب شیطانی ہیں جو لوگ ان کو دیکھ کر قہقہے لگاتے ہیں وہ بھی خوب شیطان کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان کو چاہئے کہ برائی کی اس جڑ ٹیلیویژن وغیرہ سے کنارہ کشی کریں۔

کھیلوں کی ممانعت

(حدیث ۱۱۹۳) حضرت انس اور حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لَسْتُ مِنْ دَدٍ، وَلَا الدَّدُ مِنِّیْ—(خد، هق) عن انس (طب) عن معاوية—(صح). (۱۱۹۳)

۱۱۹۲ (الجامع الصغير: ۶۱۹۶) رواه الطبرانی فی الأوسط.

۱۱۹۳ (الجامع الصغير: ۷۲۴۰) رواه البخاری فی الأدب المفرد والبيهقی فی السنن عن انس (۱۰: ۲۱۷) والطبرانی فی الكبير عن معاوية (۱۹: ۳۴۴) وقال الهيثمی رواه الطبرانی عن أحمد بن محمد بن نصر الترمذی عن محمد بن عبدالوهاب الأزهری ولم أعرفهما وبقية رجاله ثقاة ورمز السيوطی لصحته (مجمع الزوائد (۸: ۲۲۵، ۲۲۶) علل الحديث لابن ابی حاتم (۲۲۹۵).

(ترجمہ) میں کھیل سے نہیں ہوں اور کھیل مجھ سے نہیں ہے (یعنی حضور ﷺ تمام انواع واقسام کے کھیلوں سے بری ہیں اور تمام قسم کے کھیل حضورؐ سے بری ہیں)۔

(لطائف ومعارف)

پس جو شخص حضور ﷺ کی سنت کی اقتداء کرنا چاہے تو وہ بھی کھیل تماشہ سے پرہیز کرے۔ آج کل ہاکی کرکٹ ایسے عالمی کھیل بن چکے ہیں کہ ہمارے گھروں کے تقریباً تمام افراد ان کے دیکھنے اور کھیلنے کی فکر میں رہتے ہیں اور ٹی وی تو تقریباً ہر گھر میں لازمی ہوگیا ہے جس میں عموماً لہو ولعب ہی ہوتا ہے۔

عورت کی ہلاکت خیزیاں

اس امت کا سب سے بڑا فتنہ عورتیں ہیں

(حدیث ۱۱۹۴) حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ۔

(حم،ق،ت،ن،ہ) عن اسامة۔ (صح). (۱۱۹۴)

(ترجمہ) میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ نہیں چھوڑا۔

(لطائف ومعارف)

چھوڑنے سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کی امت میں یہ سب سے بڑا فتنہ ہوگا' کیونکہ عورت خاوند کو شر کا حکم دیتی ہے اور شر پر ہی اکساتی ہے اور کم سے کم فساد عورت میں یہ ہے کہ وہ دنیا کی طرف رغبت دلاتی ہے اور دوسروں کی مثالیں پیش کرتی ہے کہ

۱۱۹۴ (الجامع الصغیر: ۷۸۷۱) رواہ احمد (۵: ۲۰۰) والبخاری (۷: ۱۱) ومسلم فی الذکر والدعاء (۹۷، ۹۸) والترمذی (۲۷۸۰) والنسائی وابن ماجة طبرانی فی الکبیر (۱: ۱۳۳).

فلاں کا اتنا کاروبار فلاں کا اتنا مال ہے۔ فلاں کا گھر ایسا ہے' فلاں کے بچے اتنے بڑے سکول میں پڑھتے ہیں' فلاں کی پوشاک ایسی ہے' خوراک ایسی ہے' ہمیں بھی ایسی لا کے دو' ہمارے بچے اور ہمارا گھر ان سے کم نہیں ہونا چاہئے' اس سے بڑھ کر اور کیا فساد ہوسکتا ہے جبکہ آدمی کا تعلق اور محبت بھی بیوی سے موجود ہے۔

عورت میں اس طرح کے اور بھی کئی فتنے اور مصیبتیں ہوتی ہیں جن کا شمار مشکل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا: جو لوگ بھی سابقہ امتوں میں کافر ہوئے' انہوں نے عورتوں ہی کی وجہ سے کفر اختیار کیا ہے اور جو لوگ بچ گئے وہ بھی عموماً عورتوں کی وجہ سے کافر ہوئے۔

ایک خلیفۂ وقت نے بعض فقہاء کی طرف ہدایا بھیجے جن کو فقہاء نے قبول کر لیا لیکن حضرت فضیلؒ نے واپس کر دیا۔ ان کو ان کی بیوی نے کہا: آپ دس ہزار درہم واپس کر رہے ہیں حالانکہ ہمارے پاس آج کا بھی کھانا نہیں ہے تو حضرت فضیلؒ نے فرمایا: میری اور تمہاری مثال اس قوم کی طرح ہے جن کا ایک بیل تھا جس سے وہ ہل جوتتے تھے جب وہ بوڑھا ہو گیا' اس کو ذبح کر دیا۔ تم بھی مجھے میرے عمر رسیدہ ہونے کے بعد ذبح کرنا چاہتی ہو' تم بھوک سے مر جاؤ پہلے اس کے کہ فضیلؒ کو ذبح کرو۔

اور حضرت سعید بن المسیبؒ کی یہ حالت تھی کہ ان کی عمر اسی سال کی ہوئی جن میں سے پچاس سال ایسے گزرے جن میں انہوں نے عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی اور ساری رات اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر نماز میں کاٹ دی۔

یہ فرماتے تھے: میرے نزدیک سب سے زیادہ خطرہ کی چیز عورتیں ہیں۔ کہا گیا ہے کہ جب عورت کو پیدا کیا گیا تو ابلیس نے کہا: تو میرا آدھا لشکر ہے تو ہی میرے بھید کی جگہ ہے تو ہی میرا وہ تیر ہے جس کو میں چلاؤں گا اور وہ کبھی خطا نہیں کرے گا۔

آج کے زمانہ میں عورتوں کے جو نئے نئے فتنے سامنے آ رہے ہیں اور جس طرح سے ہماری نسل خراب ہو رہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی حضور ﷺ کی امت میں حضور ﷺ کے بعد اس سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہے۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں تو یہ فتنہ

دبا ہوا تھا پھر آہستہ آہستہ ظاہر ہونے لگا حتیٰ کہ اب اس کے شر کی جو حالت ہے سب پر عیاں ہے اور خدا جانے آگے کیا ہوگا۔؟

حضور ﷺ نے اس حدیث میں عورتوں کے فتنہ کی پیش گوئی کی ہے جو حرف بحرف سچ ثابت ہو رہی ہے جو آپ ﷺ کی صداقت نبوت کی واضح ترین دلیل ہے۔

حضور ﷺ کے بعد مردوں پر عورتوں کا فتنہ عام ہے کہ وہ مرد و عورت' امت اجابت میں سے ہوں یا امت دعوت میں سے ہوں۔ امت اجابت کو مسلمان کہتے ہیں اور امت دعوت کو کافر کہتے ہیں عورتوں کا فتنہ دونوں قسم کی امت میں عام ہے' امت دعوت نے تو عورتوں کے فتنہ کو دوپہر کے سورج کی طرح حاوی کر دیا ہے' اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ اسی لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی عورتوں کو پردہ کرائیں اور نامحرموں سے اختلاط سے بچائیں۔

عورتوں کا جسم کو بلیچ کرنا

(حدیث نمبر ۱۱۹۵) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔

لَعَنَ اللّٰهُ الْقَاشِرَةَ وَالْمَقْشُوْرَةَ۔(حم)عن عائشة۔(ض)(۱۱۹۵ا)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ قاشرہ اور مقشورہ پر لعنت کرتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

قاشرہ وہ عورت ہے جو اپنے کھال کے اوپر کے بال کھینچتی ہے۔ اور مقشورہ وہ عورت ہے جو بال کھنچواتی ہے اور علامہ زمخشری نے قاشرہ کا یہ معنی کیا ہے کہ عورت اپنے چہرہ کو سرخی کے ساتھ نکھارے تاکہ کشش پیدا ہو اور خوبصورت رنگ ظاہر ہو عورتوں میں آج کل یہ بیماری عام ہے بلکہ مغربی تہذیب کی دلدادہ بن کے وہ اپنے گالوں اور ہونٹوں پر سرخی لگاتی ہیں' پلکیں بناتی ہیں' آنکھوں کی بھنوؤں پر کلر چڑھاتی ہیں' آنکھ کے پردے پر مختلف رنگ لگاتی ہیں حتی کہ آنکھ کے ڈھیلوں پر مختلف کلر کے شیشے چڑھاتی ہیں بلکہ پورے جسم کو بلیچ کرتی ہیں جو عورتیں بیوٹی پارلر کا کام یا کاروبار کرتی ہیں وہ بھی اس حدیث کے تحت داخل ہو کر ملعون ہیں۔

۱۱۹۵ا (الجامع الصغیر: ۷۲۶۳)__رواہ احمد قال الهيثمي فيه من لم اعرفه من الناس

عورت نہ ہوتی تو اللہ کی عبادت خوب ہوتی

(حدیث ۱۱۹۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْلَا الْمَرْاَةُ لَدَخَلَ الرَّجُلُ الْجَنَّةَ۔(الثقفی فی الثقفیات عن انس۔(ض).(۱۱۹۶)

(ترجمہ) اگر عورت نہ ہوتی تو مرد جنت میں داخل ہو جاتا۔

(لطائف ومعارف)

ایک اور روایت میں ہے: لو لا النساء لعبد الله حقا حقا (رواہ ابن عدی عن ابن عمرؓ)۔ (اگر عورتیں نہ ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کی جاتی) اور ایک روایت میں ہے: لو لا النساء لعبد الله حق عبادته (رواہ الفردوس عن انس) معنی اس کا بھی سابقہ حدیث کے معنی کی طرح ہے۔

یہ تینوں روایتیں اگرچہ سنداً ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کی شاہد ہو کر حسن لغیرہ کے درجہ میں پہنچ رہی ہیں۔

اگر عورتیں نیک وصالح ہو جائیں اور معاشرہ سے بے پردگی کو اور غلط چال چلن کو ختم کر دیا جائے تو امت میں جو بدعملی کا انتشار ہے سب ختم ہو جائے اور لوگ صحیح طور پر اللہ کی عبادت میں مصروف ہو جائیں۔

عورتیں گھروں میں نماز پڑھیں

(حدیث ۱۱۹۷) حضرت ام حمیدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

صَلَاتُكُنَّ فِي بُيُوتِكُنَّ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِكُنَّ فِي حُجَرِكُنَّ، وَصَلَاتُكُنَّ فِي حُجَرِكُنَّ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِكُنَّ فِي دُوْرِكُنَّ، وَصَلَاتُكُنَّ فِي دُوْرِ

۱۱۹۶ (الجامع الصغیر: ۷۵۱۸) ــــ رواہ الثقفی فی الثقفیات والدیلمی فی الفردوس بالفظ المزبور' کنز العمال (۴۴۴۹۷) تذکرة الموضوعات (۱۲۹) اللآلی المصنوعة (۲: ۸۸).

كُنَّ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِكُنَّ فِي مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ– (حم،طب،هق)عن ام حميد. (۱۱۹۷)

(ترجمہ) (حضرت ام حمید انصاریہؓ جو کہ ابوحمید الساعدیؓ کی بیوی ہیں' نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ کے ساتھ (جماعت کیساتھ مسجد نبوی میں) نماز پڑھنا چاہتی ہیں لیکن ہمارے خاوند ہمیں روکتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا) تمہارا اپنے گھروں میں نماز پڑھنا بہتر ہے' تمہارے حجرے میں نماز پڑھنے سے اور تمہاری حجرے میں نماز بہتر ہے' تمہاری چار دیواری سے اور چار دیواری میں نماز بہتر ہے مسجد میں نماز سے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں مسجد میں نماز جمعہ اور دیگر نمازوں کے لئے نہ جائیں' یہی امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے بلکہ بعد کے احناف نے بوڑھیوں اور نوجوان عورتوں کو مسجد میں جا کر ہر قسم کی نماز پڑھنے سے بھی منع کیا ہے کیونکہ اب تمام اوقات میں فساد کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ (فتح القدیر شرح ہدایہ)۔

خواتین ہر وقت تسبیح، تہلیل اور تقدیس میں مصروف رہیں

(حدیث ۱۱۹۸) حضرت یُسیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ، وَاعْقِدْنَ بِالْاَنَامِلِ، فَاِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ، مُسْتَنْطَقَاتٌ، وَلَا تَغْفَلْنَ فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ– (ت،ك) عن يسيرة– (صح). (۱۱۹۸)

۱۱۹۷ (الجامع الصغير: ۵۱۱۱) ـــ رواه احمد والطبراني في الكبير والبيهقي مجمع الزوائد (۲: ۳۴).

۱۱۹۸ (الجامع الصغير: ۵۵۸۷) ـــ رواه الترمذي (۳۵۸۳) والحاكم (۱: ۵۴۷) ورواه ابو داود في الصلوٰة ولم يضعفه ومشكوة (۲۳۱۶) والدر المنثور (۵: ۲۶۷) وكنز العمال (۲۰۰۶) ومصنف ابن ابي شيبة (۲: ۳۸۹).

(ترجمہ) اے خواتین! اپنے اوپر تسبیح، تہلیل اور تقدیس کو لازم کرلو اور انگلیوں پر (ان کو) شمار کرو کیونکہ ان سے سوال ہوگا یہ بولیں گی اور (ذکر میں) غفلت اختیار نہ کرنا کہ رحمت کو بھول جاؤ۔

(لطائف ومعارف)

تسبیح سے مراد سبحان اللہ وغیرہ کہنا ہے اور تہلیل سے مراد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا ہے اور تقدیس سے مراد سبوح قدوس ربنا ورب الملائکة والروح ہے۔

تسبیح اور تقدیس میں یہ فرق ہے کہ تسبیح اللہ کے ناموں کے ساتھ ہے اور تقدیس اس کی نعمتوں کے ساتھ ہے کہ صفات میں اللہ کا کوئی شریک نہیں اور ہمیں نعمتیں دینے میں بھی شریک سے پاک ہے یہ تسبیح اور تقدیس دونوں اللہ کی عظمت کی طرف لے جاتی ہیں۔

انگلیوں پر شمار کرنے کا مطلب انگلیوں کے پوروں پر گننا ہے لیکن انگلیوں پر جو عرب لوگ عام طور پر ہزار تک گنتے ہیں وہ طریقہ مراد نہیں۔

عورتیں مردوں پر غالب ہی رہتی ہیں

(حدیث ۱۱۹۹) حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هُنَّ اَغْلَبُ يَعْنِي النِّسَاءَ—(طب)عن ام سلمة— (ض)(۱۱۹۹)

(ترجمہ) یہ (عورتیں) زیادہ غالب ہیں۔

(لطائف ومعارف)

یعنی عورتیں مردوں پر غالب رہتی ہیں کیونکہ عورتوں کا مکر لطیف ہوتا ہے اور حیلہ کارگر ہوتا ہے اور اسی نرمی کے تحت مردوں پر غالب آجاتی ہیں۔ عرب میں مثال مشہور ہے النساء متی عرفن قلبک بالغرام الصقن انفک بالرغام.

جنت میں پہلے پہل عورتیں کم داخل ہونگی

(حدیث ۱۲۰۰) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب

۱۱۹۹ (الجامع الصغیر: ۹۵۹۹) ___ رواہ الطبرانی فی الکبیر مسند احمد (۶: ۲۹۴) مصنف ابن ابی شیبة (۱: ۲۸۳).

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَقَلَّ سَاکِنِی الْجَنَّةِ النِّسَاءُ۔(حم،م) عن عمران بن حصین۔ (صح).(۱۲۰۰)

(ترجمہ) جنت میں کم جانے والی عورتیں ہوں گی۔

(لطائف ومعارف)

یہ صورت اس وقت ہوگی جب جنتی پہلے پہل جنت میں جائیں گے اور جب سب گناہ گار جہنم میں سزا بھگت کر جنت میں آ جائیں گے تو اس وقت جنت میں دنیا کی عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی' جنت کی حوریں دنیاوی عورتوں سے مستثنیٰ ہیں' اس طرح اگر جنتی مرد اور عورتوں کا مقابلہ کیا جائے تو جنت کی حوریں ان سے کئی گنا زیادہ ہوں گی۔

مال' جان' دین اور اہل خانہ کی حفاظت میں مرنے والا شہید ہے

(حدیث ۱۲۰۱) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ،وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ،وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔(حم،۳،حب)عن سعید بن زید۔(ح).(۱۲۰۱)

(ترجمہ) جو شخص مال کی حفاظت میں مارا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور جو شخص اپنے دین کی حفاظت میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور جو شخص اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ بھی شہید ہے (اہل خانہ سے مراد بیوی اور اس سے قریبی خواتین ہیں)۔

۱۲۰۰؎ (الجامع الصغیر: ۲۲۱۵)۔۔۔ رواہ احمد (۴:۴۲۷) ومسلم (۲۰۹۷) طبرانی فی الکبیر (۱۸:۱۲۸).

۱۲۰۱؎ (الجامع الصغیر: ۸۹۱۷)۔۔۔ رواہ احمد (۱:۷۹،۱۷۸) و ابو داود (۴۷۷۲) والنسائی (۷:۱۱۵،۱۱۶) والترمذی (۱۴۱۸،۱۴۱۹) وابن حبان والقضاعی وقال السیوطی وھو حدیث متواتر مسلم فی الایمان (۲۴۶) طبرانی فی الکبیر (۱:۱۱۵).

(لطائف ومعارف)

جو شخص کسی مسلمان عورت کی جان وآبرو بچاتے ہوئے مارا گیا وہ بھی شہید ہے۔ یہ شہادت آخرت کے اعتبار سے ہوگی، دنیا کے اعتبار سے نہیں ہوگی یعنی اس کو شہید کا ثواب ملے گا اور یہ حکماً شہید ہوگا اور حقیقی اور حکمی شہید کے ثواب میں بھی بڑا فرق ہے۔

عورت کا عورت کے ستر کو دیکھ کر خاوند کو اسکی صفت بیان کرنا

(حدیث ۱۲۰۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تُبَاشِرِ الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ فَتَنْعَتُهَا لِزَوْجِهَا كَاَنَّهُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا۔

(حم، خ، ت، د) عن ابن مسعود (ض). (۱۲۰۲)

(ترجمہ) کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ سوئے کہ پھر اس کی صفت اپنے خاوند سے ذکر کرے، گویا کہ وہ اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔

(لطائف ومعارف)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دو عورتیں ایک کپڑے میں نہ سوئیں کہ ایک دوسرے کے جسم کے ساتھ جسم لگے اور نہ ہی ایک دوسرے کے جسم کی طرف دیکھیں کہ پھر اس کے حسن وخوبی کو اپنے خاوند کے سامنے یا کسی اور کے سامنے ایسی شکل میں بیان کریں کہ سننے والا گویا کہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ اس سے فتنہ واقع ہوتا ہے۔ ہاں اپنے اپنے کپڑے پہن کر پھر ایک کپڑے میں سو سکتی ہیں لیکن عورت کے محاسن کی جگہ دوسری عورت نہ دیکھے اور نہ بتائے تاکہ مرد اس کو طلاق دے کر اس عورت سے شادی کی خواہش نہ کرے یا اس عورت کے ساتھ گناہ میں ملوث نہ ہو۔

ران ننگ ہے

(حدیث ۱۲۰۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ

۱۲۰۲ (الجامع الصغیر: ۹۷۲۳) رواہ احمد (۳:۳۲۶) والبخاری (۷:۴۹، ۵۰) والترمذی فی الاستیذان (۲۷۹۲) وابو داؤد فی النکاح (۴۴).

نے ارشاد فرمایا:

لَا تُبْرِزْ فَخِذَکَ، وَلَا تَنْظُرْ إِلَی فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ۔ (د، ه، ک) عن علی۔ (صح). (۱۲۰۳)

(ترجمہ) اپنی ران ننگی نہ کر اور کسی زندہ اور مردہ کی ران کی طرف مت دیکھ۔

۱۲۰۳۔ (الجامع الصغیر: ۹۷۲۷) ــــ رواه ابو داؤد فی الحمام والجنائز (۳۱۴۰) وابن ماجة فی الجنائز (۱۴۶۰) والحاکم (۴: ۱۸۰) مسند احمد (۱: ۱۳۶) ضعفه الذهبی وقال ابن القطان فی احکام النظر رجاله کلهم ثقات والانقطاع الذی فیه زال برواية الدار قطنی.

کتاب الدعاء

۱ - فضائل دعا

۲ - آداب دعا

۳ - مواقع دعا

۴ - مقامات دعا

۵ - طریقہ دعا

۶ - اسباب قبولیت دعا

دعا - آداب دعا

دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے

(حدیث ۱۲۰۴) حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:
اِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهُ، وَلَا يَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَا يَزِيْدُ الْعُمُرَ اِلَّا الْبِرُّ (حم، ن، ه، حب، ك) عن ثوبان - (ح). (۱۲۰۴)

(ترجمہ) آدمی اپنے کئے ہوئے گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے اور تقدیر کو دعا کے علاوہ کوئی چیز نہیں پھیر سکتی اور عمر کو نیکی کے سوا کوئی چیز نہیں بڑھا سکتی۔

(لطائف ومعارف)

رزق سے محرومی کی صورتیں یہ ہیں کہ اس کی قدر ومنزلت لوگوں کے دلوں سے گر جاتی ہے، اس پر اس کے دشمنوں کا غلبہ ہو جاتا ہے اور علم کو بھی بھول بیٹھتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض اکابر اولیاء نے یہاں تک فرمایا ہے کہ میں اپنے گناہ کی سزا اپنے گدھے کی بدخلقی سے بھی پہچان لیتا ہوں۔

کفار اور بدکار لوگوں کے رزق میں کمی نہ آنے سے اور مؤمنین کے رزق میں کمی پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ مسلمان کا آخرت میں درجہ بڑھانا چاہتا ہے اس لئے اس کے گناہ کی سزا اس کو دنیا میں ہی دے دیتا ہے اور اس لئے بھی کہ وہ اس طرح سے مسلمان کو اتباع خواہشات سے دور کرے۔

سوال: جب ہر ایک کا رزق تقسیم ہو چکا تو اس سے محرومی کس طرح سے ہوگی۔

جواب: رزق سے محرومی کی شکل یہ ہے کہ وہ اس کی برکت ووسعت سے اور اس پر شکر ادا کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔

۱۲۰۴ (الجامع الصغیر: ۱۹۷۵) ــــ رواہ احمد (۵:۲۷۷) وتفسیر ابن کثیر (۴:۵۴۹۶) وابن ماجة وابن حبان والحاکم وقال صحیح اقره الذهبی ثم العراقی وقال المنذری رواه النسائی باسناد صحیح.

علامہ قونویؒ فرماتے ہیں کہ گناہ سب کے سب باطنی نجاست ہیں اور اگرچہ بعض گناہوں کی نجاست ظاہر بدن پر بھی اثر کرتی ہے جیسا کہ اس حدیث شریف میں اس کا اشارہ ملتا ہے۔

اور اس حدیث کا ایک مخفی معنی بھی ہے کہ اس کو رزق معنوی اور رزق روحانی سے محرومی ہو جاتی ہے اور کبھی رزق ظاہری میں بھی کمی اور محرومی محسوس ہوتی ہے۔

دعا تقدیر کو کیسے ٹالتی ہے

دعا کا تقدیر کو ٹالنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نازل شدہ مصیبت کا سہنا آسان کر دیتی ہے۔

نیکی عمر کو کیسے بڑھاتی ہے؟

جب کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کی زندگی اچھی ہو جاتی ہے گویا کہ اس کی زندگی بڑھ گئی اور گناہ رزق کو مکدر کر دیتا ہے پس جب بھی وہ اپنے انجام کو سوچتا ہے تو محرومی کو دیکھتا ہے یا یہ معنی ہے کہ ملک الموت کی نظر میں اس کی زندگی طویل معلوم ہوتی ہے یا لوح محفوظ میں اس کی زندگی بڑھا دی جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم کے اعتبار سے اسکی زندگی میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی۔

دعا مصیبت کو ٹال دیتی ہے

(حدیث ۱۲۰۵) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلدُّعَاءُ يَنْفَعُ مِمَّانَزَلَ وَمِمَّالَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ.

(ک) عن ابن عمر (صح). (۱۲۰۵)

(ترجمہ) دعا ہر اس مصیبت کو دور کرتی ہے جو نازل ہو یا نازل نہ ہو پس اے اللہ کے بندو! اپنے اوپر دعا مانگنے کو لازم کر لو۔

(لطائف ومعارف)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم بن ادھمؒ سے عرض کیا گیا ہماری عجیب حالت ہے ہم دعا کرتے ہیں لیکن قبول نہیں ہوتی حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

۱۲۰۵ (الجامع الصغیر: ۴۳۶۴) ___ رواہ الحاکم فی المستدرک فی المناقب.

ادعونی استجب لکم مجھ سے دعا مانگو میں دعا قبول کرتا ہوں۔ فرمایا: تمہاری دعا اس لئے قبول نہیں ہوتی کہ تمہارے دل مردہ ہیں۔ عرض کیا: کس چیز نے مردہ کیا۔ فرمایا: آٹھ خصلتوں نے (۱) تم اللہ کے حق کو پہچانتے ہو لیکن اس کو ادا نہیں کرتے (۲) تم قرآن پڑھتے ہو لیکن اس کے احکام عمل نہیں کرتے (۳) تم کہتے ہو ہم اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں لیکن اس کی سنت کو چھوڑ دیتے ہو (۴) تم کہتے ہو ہم موت سے ڈرتے ہیں لیکن اس کی تیاری نہیں کرتے ہو (۵) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: إن الشیطن لکم عدو (یہ پکی بات ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے) پھر بھی تم اس کی تابعداری کرتے ہو گناہوں میں (۶) تم کہتے ہو ہم جہنم سے ڈرتے ہیں پھر بھی تم اپنے آپ کو اس میں ڈالے جاتے ہو (۷) تم کہتے ہو کہ ہم جنت کو محبوب رکھتے ہیں پھر بھی اس کی تیاری نہیں کرتے ہو (۸) اور جب تم اپنی جگہ سے اٹھتے ہو تو غائبانہ طور پر ایک دوسرے کے عیب بیان کرتے ہو پس تم نے لوگوں کے عیوب کو اپنے آگے بھیج دیا ہے اور اپنے رب کو ناراض کر دیا ہے تو وہ تمہاری دعا کو کیسے قبول کرے گا۔

حکایت: علامہ تورپشتیؒ نے لکھا ہے کہ شیخ جیلانیؒ نے لوح محفوظ پہ دیکھا کہ ان کا ایک شاگرد ستر عورتوں سے زنا کرے گا تو انہوں نے دعا کی: اے اللہ ان کو نیند میں کر دے چنانچہ ان کی دعا قبول ہوئی اور ایسا ہی ہوا۔

اللہ کے نزدیک دعا سے بڑی کوئی چیز نہیں

(حدیث ۱۲۰۶) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنَ الدُّعَاءِ — (حم، خد، ت، ک) عن ابی ہریرۃ—(ضح). (۱۲۰۶)

۱۲۰۶ (الجامع الصغیر: ۷۶۰۲) — رواہ أحمد (۲: ۳۶۲) والبخاری فی الأدب المفرد (۷۱۲) والترمذی (۳۳۷۰) وابن ماجة (۳۸۲۹) والحاکم وقال صحیح وأقره الذهبی وقال الترمذی حسن غریب ولم یبین لم لم یصحح وذلک لان فیه عمران القطان قال فی المیزان وغیره ضعفه النسائی وابو داود ومشاه احمد وقال ابن القطان رواته کلهم ثقات وما موضع فی اسناده یُنظر فیه إلا عمران وفیه خلاف وقال ابن حبان حدیث صحیح.

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا سے بڑی عزت والی کوئی چیز نہیں ہے۔ (اس لئے کہ یہ اللہ کی قدرت پر اور دعا کرنے والے کے عجز پر دلالت کرتی ہے)۔

دعا مؤمن کا ہتھیار ہے

(حدیث ۱۲۰۷) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ، وَعِمَادُ الدِّيْنِ وَنُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

(ع، ک) عن علی — (صح). (۱۲۰۷)

(ترجمہ) دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے اور زمین اور آسمانوں کا نور ہے۔

(لطائف ومعارف)

دعا مومن کا ہتھیار اس معنی میں ہے کہ وہ اس کے ذریعہ بلا کو دور کرتا ہے۔ جس طرح سے کہ وہ اپنے دشمن سے ہتھیار کے ذریعہ دفاع کرتا ہے۔ مصیبت کے وقت دعا کے تین مراتب ہیں:۔ ایک یہ کہ دعا مصیبت سے قوی ہو اور اس کو دور کردے۔ (۲) یہ کہ مصیبت سے ضعیف ہو اور مصیبت آدمی پر حاوی ہو جس سے آدمی پر آزمائش ہوتی ہے لیکن دعا سے تخفیف ہو جاتی ہے۔ (۳) یا دونوں ایک دوسرے کے برابر ہوتے ہیں تو ہر ایک ان میں سے دوسرے کے لئے رکاوٹ بنتا ہے اسی لئے حضور ﷺ نے دعا کو ہتھیار کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

شان ورود:

حضور ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمہیں تمہارے دشمن سے بچائے اور رزق کے دروازے کھول دے، تم اللہ تعالیٰ سے رات کے وقت اور دن کے وقت دعا کیا کرو کیونکہ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ الی آخر الحدیث۔ اس حدیث سے ان لوگوں کے دعویٰ کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ دعا توکل علی اللہ کے خلاف ہے یا تقدیر کے فیصلوں کے خلاف ہے۔

۱۲۰۷ (الجامع الصغیر: ۴۲۵۸) ــــ رواہ ابویعلی فی مسندہ والحاکم فی المستدرک فی کتاب الدعاء (۱: ۴۹۲) مجمع الزوائد (۱۰: ۱۴۷).

افطار کے وقت کی دعاء رد نہیں ہوتی

(حدیث ۱۲۰۸) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سردار دو جہاں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِہٖ لَدَعْوَۃً مَاتُرَدُّ۔(ک،ہ)عن ابن عمرو۔ (صح): (۱۲۰۸)

(ترجمہ) روزہ دار کے لئے روزہ افطار کرنے کے وقت ایسی دعا (کا موقع) ہے جو رد نہیں کی جاتی۔

(لطائف ومعارف)

اسی لئے اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب روزہ افطار کرتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے:

یَاوَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ اِغْفِرْلِیْ.

حکیم ترمذیؒ لکھتے ہیں اس امت کو قبولیت دعا کی عجیب شان عطاء فرمائی گئی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (تم مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا) جبکہ یہ خصوصیت اس امت سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص تھی، پس اس امت کو بعض وہ خصوصیات دی گئیں جو انبیائے کرام کو دی جاتی تھیں لیکن جب اس امت کے لوگوں کے حالات اور ان کے قلوب خواہشات میں گھر گئے تو ان کے قلوب پر رکاوٹیں ڈال دی گئیں اور یہ روزہ خواہشات نفسانی کے آگے ڈھال ہے جب آدمی اپنی خواہش کو چھوڑتا ہے تو اس کے دل میں صفائی آتی ہے اور انوارات کا ورود ہوتا ہے اور اس کی دعا قبول کرلی جاتی ہے۔

اس حدیث کی فضیلت اور اس طرح سے ایسی دیگر احادیث کی فضیلت اس شخص کو حاصل ہوسکتی ہے جو روزہ کو اس کا حق دے گا اور روزہ کا حق زبان، دل اور اعضاء کی

۱۲۰۸ (الجامع الصغیر: ۲۳۷۵) رواہ ابن ماجۃ (۱۷۵۳) والحاکم فی الزکوٰۃ (۱: ۴۲۲) وعزاہ السیوطی لصحتہ تفسیر ابن کثیر (۱: ۳۱۶) درمنثور (۱: ۱۸۱) حدیث صحیح

(شرعی ممنوعات سے) حفاظت کرنا ہے۔

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

(حدیث ۱۲۰۹) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ إِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ۔(د)عن يزيد۔(ح).(۱۲۰۹)

(ترجمہ) جب آپ ﷺ دعا فرماتے اور اپنے ہاتھ اٹھاتے تو (فراغت کے بعد) اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔

ہاتھ اٹھا کر مانگی ہوئی دعا رد نہیں ہوتی

(حدیث ۱۲۱۰) حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ تَعَالٰى حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِيْ إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ. (حم ‘د ‘ت ‘د ‘ک) عن سلمان. (ح)(۱۲۱۰)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ حیاء دار اور سخی ہے اس سے حیاء کرتے ہیں کہ کوئی شخص اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے تو وہ ان کو خالی لوٹا دے۔

(لطائف ومعارف)

کریم اس سخی کو کہتے ہیں جس کی عطاء کبھی ختم نہ ہو اور کریم مطلق اللہ کی ذات ہے۔ جب کوئی شخص عاجزی، احتیاج، حضور قلب کے ساتھ قبولیت کا یقین رکھتے

۱۲۰۹؎ (الجامع الصغیر: ۶۶۸۵) ــــ رواه ابوداود (۱۴۹۲) وحسنه السيوطی ‘مسند احمد (۴: ۲۲۱) مشكوة (۲۲۵۵).

۱۲۱۰؎ (الجامع الصغير: ۱۷۳۰) ــــ رواه احمد وابو داود فی الصلوٰة والترمذی (۴۳۸) وابن ماجة كلاهما فی الدعوات والحاكم (۱: ۴۹۷) وقال على شرطهما ونوزع بأن فيه كما بينه الصدر المناوی وغيره جعفر بن ميمون قال احمد ليس بقوی لكن قال ابن حجر سنده جيد.

ہوئے حلال خوراک کے ساتھ (جیسا کہ حدیث مسلم سے ثابت ہوتا ہے) اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ اس کی دعا کو ضرور سنتا ہے اور جس کا کھانا حرام پینا حرام ہو اس کی دعا کی قبولیت مشکل ہے جبکہ اللہ کسی کو محروم کرے یہ اس کو ناپسند ہے حالانکہ وہ کافر کو بھی اپنے شدت کرم کی وجہ سے دیتا ہے۔

اس حدیث میں دعا میں ہاتھ اٹھانے کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: وقد ورد فی رفع الیدین اخبار صحیحة صریحة لا تقبل تاویلًا اھ۔

(یعنی) دعا میں ہاتھ اٹھانے کے متعلق اتنا کثرت سے صحیح وصریح احادیث مروی ہیں جو کسی تاویل کو قبول نہیں کرتیں۔

فرض نماز کے بعد آنحضرت ﷺ سے دعا مانگنے کا ثبوت صحیح احادیث سے ثابت ہے اور بعض صحیح احادیث میں نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر مانگنے کا بھی جیسا کہ طبرانی کے حوالہ میں مجمع الزوائد میں حضرت جابر کی صحیح میں ہے اور دعا کا یہ ادب بھی ہے کہ ہاتھ اٹھا کر سوال کیا جائے کیونکہ اس حالت کی دعا رد نہیں ہوتی۔

دعا میں ہاتھ اٹھانے کا طریقہ

(حدیث ۱۲۱۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

كَانَ اِذَا دَعَا جَعَلَ بَاطِنَ كَفَّيْهِ اِلٰى وَجْهِهٖ۔ (طب) عن ابن عباس۔ (ح). (۱۲۱۱)

(ترجمہ) جب آپؐ دعا فرماتے تو ہتھیلیوں کا اندر کا حصہ چہرے کی طرف کر دیتے تھے۔

(لطائف ومعارف)

ہاں جب رفع بلاء کے لئے دعا کی جائے تو ہاتھ الٹے کر کے کی جائے جیسا کہ مسلم شریف میں ہے کہ آپؐ نے بارش کی دعا کی تو ہاتھ الٹے کر کے کی۔

۱۲۱۱ (الجامع الصغیر: ۶۶۸۶) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر وقال الهیثمی فیه الحسین بن عبدالله وهو ضعیف مسند احمد (۴: ۵۶).

دعا میں ہاتھ اٹھانے کا طریقہ

(حدیث ۱۲۱۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

سَلُوا اللّٰهَ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ، وَلَا تَسْاَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا ، فَاِذَا فَرَغْتُم فَامْسَحُوا بِهَا وُجُوْهَكُمْ-(د،هق)عن ابن عباس- (صح). (۱۲۱۲)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ سے اپنی ہتھیلیوں کے اندر والے حصہ کو پھیلا کر دعا کرو ان کی پشت کر کے اس سے دعا نہ کرو پس جب تم (دعا مانگنے سے) فارغ ہو جاؤ تو ان کو اپنے چہروں پر پھیر لو۔

(لطائف ومعارف)

اگر دعا بلا کے دفع کرنے کیلئے ہو تو الٹے ہاتھ سے مانگی جائے گی اور یہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا نماز سے باہر کیلئے ہے نماز کے اندر ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں ہے اور چہرہ پر پھیرنے کا حکم اس لئے ہے کہ چہرہ تمام اعضاء سے زیادہ شرف اور مرتبہ رکھتا ہے۔

دعا کے بعد ہاتھ چہرے پر پھیرے

(حدیث ۱۲۱۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

كَانَ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطُّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ-(ت،ك)عن ابن عمر. (۱۲۱۳)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تھے تو ان کو اس وقت تک نہیں چھوڑتے تھے جب تک کہ ان کو اپنے چہرہ پر نہ پھیر لیتے۔

۱۲۱۲ (الجامع الصغير: ۴۷۰۶) ــــ رواه ابوداود (۱۴۸۵) والبيهقي في السنن الكبرى (۲: ۲۱۲) مجمع الزوائد (۱۰: ۱۶۹) مشكوة (۲۲۴۳).

۱۲۱۳ (الجامع الصغير: ۶۷۰۵) ــــ رواه الترمذي والحاكم وقال الترمذي صحيح غريب ولكن جزم النووي في الأذكار بضعف سنده. السلسلة الصحيحة (۵۹۵).

ہتھیلیوں سے دعا کر کے چہرے پر ہاتھ پھیرنا

(حدیث ۱۲۱۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا دَعَوْتَ اللّٰهَ فَادْعُ اللّٰهَ بِبَطْنِ كَفَّيْكَ ، وَلَا تَدْعُ بِظُهُوْرِهِمَا فَاِذَا فَرَغْتَ فَامْسَحْ بِهِمَا وَجْهَكَ - (۵) عن ابن عباس - (ح)(۱۲۱۴)

(ترجمہ) جب تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کے ساتھ دعا کر ان کی پشت کے ساتھ دعا نہ کر، پھر جب فارغ ہو تو ان کو اپنے چہرہ پر پھیر لے۔

(لطائف ومعارف)

دعا کے وقت ہتھیلیاں چہرہ کی طرف کر کے نہایت متواضع اور متذلل حالت میں بارگاہ خداوندی میں سوال کیا جائے۔

الٹے ہاتھوں سے بلاء قحط اور گرانی کے دفعیہ کے لئے دعا کی جاتی ہے۔

دعا سے فراغت پر اپنے ہاتھ چہرہ پر پھیر لئے جائیں تا کہ چہرہ پر برکت کا اعادہ ہو کر باطن تک اثر انگیز ہو اور اس کی حکمت جیسا کہ حدیث میں وارد ہے بطور تفاؤل کے اپنے چہرہ پر عنایت ربانی کو اس ارادہ کے ساتھ پھیرنا ہے کہ دعا قبول ہو گئی ہے اور یہ دونوں ہاتھ خیر سے بھر گئے ہیں۔

خدا سے نہ مانگنے والے پر خدا ناراض ہوتا ہے

(حدیث ۱۲۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۲۱۴ (الجامع الصغیر: ۶۰۴) ـــ ابن ماجة ورمز السیوطی لحسنه ولیس کما قال فقد قال ابن الجوزی لا یصح فیه صالح بن حسان متروک وقال ابن حبان یروی الموضوعات لکن له شاهد. کنز العمال (۳۲۳۱).

اِنَّهٗ مَنْ لَمْ یَسْاَلِ اللّٰہَ تَعَالٰی یَغْضَبْ عَلَیْهِ – (ت)عن ابی هریرة –(ح).(۱۲۱۵)

(ترجمہ) جو شخص اللہ تعالیٰ سے (اس کا فضل) طلب نہ کرے اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگنے والا یا تو مایوس ہوگا یا متکبر اور ان میں سے ہر ایک غضب کا مستوجب ہے، بعض مفسرین نے آیت "ان الذین یستکبرون عن عبادتی" میں عبادت سے دعا مراد لی ہے، یعنی جو لوگ مجھ سے مانگنے سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے۔ پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اور لگ لپٹ کر مانگا جائے اور جو اس سے نہ مانگے اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے اور جس پر ناراض ہوتا ہے اس پر اپنا غضب نازل کرتا ہے۔

درود دعا کی قبولیت کا سبب ہے

(حدیث ۱۲۱۶) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کُلُّ دُعاءٍ مَحْجُوبٌ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ –(فر)عن انس(هب)عن علی موقوفا–(ض).(۱۲۱۶)

(ترجمہ) ہر دعا مقبولیت سے روک دی جاتی ہے جب تک کہ نبی کریم ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔

نماز میں خشوع اور بعد میں دعا ضروری ہے

(حدیث ۱۲۱۷) حضرت مطلب بن وداعہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۲۱۵ (الجامع الصغیر: ۲۶۲۲)__ رواه الترمذی واحمد والبخاری فی الادب المفرد وابن ماجة والبزار والحاکم وهو حدیث حسن 'کنز العمال (۳۱۲۶)

۱۲۱۶ (الجامع الصغیر: ۶۳۰۳)__ رواه الدیلمی فی الفردوس عن انس والبیهقی فی الشعب عن علی موقوفا' الشفاء للقاضی عیاض (۲:۱۵۲) مجمع الزوائد (۱۰:۱۰).

صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَتَشَهَّدْ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَتَبَأَّسْ وَتَمَسْكَنْ، وَتُقْنِعُ بِيَدِكَ، وَتَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهُوَ خُدَاجٌ۔(حم،م،د،ت،ہ)عن المطلب بن وداعة۔(صح)(۱۲۱۷)

(ترجمہ) رات کی نماز دو دو رکعت ہے ہر دو رکعت پر تشہد ہے فقر وفاقہ مسکنت کا اظہار ہے (اور فراغت پر دونوں) ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ہے (اور اس دعا میں تو یوں کہے) "اللھم اغفرلی" (اے اللہ! مجھے بخش دے) جس نے اس طرح سے نماز نہ پڑھی تو اس کا یہ عمل ناقص ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی نماز پڑھنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا چاہئے جو ایسا نہ کریگا اسکا یہ عمل ناقص ہوگا کہ اس نے نماز تو پڑھی مگر اپنے لئے دعا نہیں کی۔

اذان کے وقت دعا کی قبولیت کا طریقہ

(حدیث ۱۲۱۸) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَانَادَى الْمُنَادِيْ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَاسْتُجِيْبَ الدُّعَاءُ۔(ع،ک)عن ابی امامة۔(صح). (۱۲۱۸)

(ترجمہ) جب مؤذن اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔

(لطائف ومعارف)

آسمان کے دروازے کھلنے کا مطلب یہ ہے کہ دعا کی عدم قبولیت کے حجاب اٹھا دئے جاتے ہیں اور دعا قبول کرلی جاتی ہے اس حدیث کے بقیہ الفاظ کا ترجمہ یہ ہے

۱۲۱۷ (الجامع الصغیر: ۵۰۹۰) ــــ رواه احمد وابوداود والترمذی وابن ماجة (۱۳۲۵) وقال الحسنی فیه إضطراب وإعلال

۱۲۱۸ (الجامع الصغیر: ۸۶۸) ــــ رواه ابو یعلی فی مسنده والحاکم فی مستدرکه (۱:۵۳۴) وصححه السیوطی فی الجامع الصغیر، حلیة الاولیاء (۱۰:۲۱۳) عمل الیوم واللیلة (۹۶) کنز العمال.

''پس جس کو کوئی دکھ تکلیف ہو تو وہ اذان کا انتظار کرے پس جب وہ تکبیر کہے تو یہ بھی تکبیر کہے اور جب وہ شہادت کے کلمات کہے تو یہ بھی شہادت کے کلمات کہے اور جب وہ حی علی الصلوٰۃ کہے تو یہ بھی حی علی الصلوٰۃ کہے اور جب وہ حی علی الفلاح کہے تو یہ بھی حی علی الفلاح کہے' پھر یوں دعا کرے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ الصَّادِقَۃِ الْحَقِّ الْمُسْتَجَابَۃِ الْمُسْتَجَابُ لَھَا دَعْوَۃُ الْحَقِّ وَکَلِمَۃُ التَّقْوٰی اَحْیِنَا عَلَیْھَا وَاَمِتْنَا عَلَیْھَا وَابْعَثْنَا عَلَیْھَا وَاجْعَلْنَا مِنْ خِیَارِ اَھْلِھَا مَحْیَانَا وَمَمَاتَنَا.

پھر اپنی حاجت طلب کرے۔

نفلی نماز کے سجدوں میں کثرت سے دعائیں کرو

(حدیث ۱۲۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ ' فَاَکْثِرُوا الدُّعَاءَ — (م د ن) عن ابی ھریرۃ — (صح). (۱۲۱۹)

(ترجمہ) آدمی اللہ کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ کی حالت میں ہو' پس تم (اس حالت میں) کثرت سے دعا کیا کرو۔

(لطائف ومعارف)

انسان سجدہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے زیادہ قریب ہوتا ہے' اس لئے سجدہ کی حالت میں کثرت سے دعا کیا کرو کیونکہ یہ حالت انتہائی ذلت کی حالت ہے پس جب آدمی اپنی ذلت اور احتیاج کی حالت کو جانتا ہے تو یہ بھی جانتا ہے کہ اس کا رب علی' کبیر' متکبر اور جبار بھی ہے' پس اس حالت کا سجدہ قبولیت کی امید دلاتا ہے اسی وجہ سے اس حدیث میں کثرت سے دعا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

۱۲۱۹ (الجامع الصغیر: ۱۳۴۸) — رواہ مسلم فی الصلوٰۃ (۲۱۵) وابوداود (۸۷۵) والنسائی (۲: ۲۲۶) واحمد فی مسندہ (۲: ۲۴۱) سنن کبری للبیھقی (۲: ۱۱۰) الترغیب والترھیب (۱: ۲۴۹) مشکوۃ (۸۹۴).

یاد رکھئے! جس سجدہ میں آدمی کو کثرت سے دعا کی اجازت حاصل ہے وہ نوافل کا سجدہ ہے۔ فرائض کے سجدوں میں اللہ کی تسبیح ادا کی جائے اپنے لئے دعا نہ کرے۔ بہتر ہے کہ صلوٰۃ الحاجۃ کی نیت کر کے اس کے سجدوں میں اپنے لئے دعا کرے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے زمین کو ایسا جھکا دیا کہ ہم اس کے اوپر چلتے اور اپنے قدموں سے روندتے پھرتے ہیں اور یہ اس کے لئے انتہائی ذلت اور عاجزی کا مقام ہے، اس لئے ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس پر اپنی باعزت ترین پیشانی کو رکھ کر اپنے رب کے سامنے اس سے بھی زیادہ ذلت وانکساری کا مظاہرہ کریں جب ہم اس حالت میں ایسا مظاہرہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ قرب حاصل ہوگا اور ہماری اس حالت میں کی ہوئی دعا بھی قبول ہوگی۔

مظلوم کی بددعا سے بچو

(حدیث ۱۲۲۰) حضرت خزیمہ بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوا دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَاِنَّهَا تُحْمَلُ عَلَى الْغَمَامِ، يَقُوْلُ اللّٰهُ: وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ —(طب) والضياء عن خزيمة بن ثابت. (۱۲۲۰)

(ترجمہ) مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ یہ سفید بادل کے ذریعہ (عرش کی طرف) اٹھائی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مجھے میرے غلبہ اور جلال کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر بعد سہی۔

(لطائف ومعارف)

(۱) یہ جملہ ہر قسم کے ظلم سے بچنے کی طرف اشارہ ہے کہ جب آدمی مظلوم کی بددعا سے بچنا چاہے گا تو کسی قسم کا ظلم نہیں کرے گا۔

۱۲۲۰؎ (الجامع الصغیر: ۱۴۸) — طبرانی کبیر (۴:۹۸) مجمع الزوائد (۱۰:۱۵۲) مختارۃ للضیاء، کتاب السنۃ ابن ابی عاصم، مساوی الاخلاق للخطرانطی، قال المنذری لابأس به فی المتابعات.

(۲) غمام سے سفید بادل مراد ہے جو بارگاہ اقدس تک پہنچتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ غمام ایک قسم کی سفید چیز ہے جو ساتویں آسمان سے اوپر ہے' اگر وہ گر جائے تو ساتوں آسمان ٹھہر نہ سکیں بلکہ پھٹ جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ.
اور دعا کا مجسم ہو کر بادل کے ذریعے اٹھنا کچھ بعید نہیں۔

(۳) کچھ دیر بعد مدد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ظالم کو ڈھیل تو دیتے ہیں آزاد نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ" بعض روایات میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کے خلاف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا قبول فرمائی تھی' اس وقت سے لے کر فرعون کے غرق ہونے تک چالیس سال کا عرصہ گزرا تھا۔

کافر مظلوم کی بددعا

(حدیث ۱۲۲۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اِتَّقُوا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ وَإِنْ كَانَ كَافِرًا، فَإِنَّهَا لَيْسَ دُوْنَهَا حِجَابٌ۔
(حم ع) والضياء عن أنس — (صح) (۱۲۲۱)
(ترجمہ) مظلوم کی بددعا سے بچو' اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کے آگے رکاوٹ نہیں ہوتی۔

(لطائف ومعارف)

کافر کی بددعا اس کے مظلوم ہونے کی وجہ سے قبول ہوتی ہے' باقی رہا اس کا کفر تو یہ اس کی ذات کا مسئلہ ہے جس کی سزا وہ آخرت میں یقیناً بھگتے گا' مسند امام احمد کی حدیث کا مضمون ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: مظلوم کی بددعا سنی جاتی ہے' اگرچہ وہ گناہ گار بھی کیوں نہ ہو۔ اس کا گناہ اس کی ذات پر ہوگا۔

۱۲۲۱ (الجامع الصغیر: ۱۵۰) ___ مسند احمد (۳: ۱۵۳) مسند ابو یعلی' المختارة للضیاء المقدسی' اسناده حسن.

اللہ کے واسطہ سے جنت جیسی چیزیں طلب کی جائیں

(حدیث ۱۲۲۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَایُسْاَلُ بِوَجْهِ اللهِ اِلَّا الْجَنَّةُ-(د) والضیاء عن جابر- (صح)(۱۲۲۲)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوائے جنت کے کوئی چیز طلب نہ کی جائے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی کوئی شخص اللہ کا واسطہ دے کر مانگے تو یوں دعا کرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ بِوَجْهِکَ الْکَرِیْمِ اَنْ تُدْخِلَنَا الْجَنَّةَ. (اے اللہ! ہم آپ سے آپ کے باکرامت چہرے کے وسیلہ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ آپ ہمیں جنت میں داخل کردیں)۔

حافظ عراقیؒ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں جنت کا ذکر بڑے امور پر بطور تنبیہ کے کیا ہے بطور تخصیص کے نہیں۔ اس لئے اللہ کے واسطہ سے گھٹیا چیزوں کی طلب نہ کی جائے' بخلاف بڑی چیزوں کے کہ ان کو مانگا بھی جاسکتا ہے اور بڑی مصیبتوں سے اس کے ساتھ دفاع کی دعا بھی کی جاسکتی ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا بڑی مصیبتوں سے پناہ مانگنا بھی اس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

فی زمانہ بھکاریوں نے روپیہ پیسہ مانگنے کے لئے جو خدا کا نام استعمال کرنے کی عادت اپنا رکھی ہے یہ اللہ کے نام کی توہین ہے اور اس نام کا ذکر کرکے جن سے بھیک مانگی جاتی ہے اور وہ اس طرح مانگنے پر ان کو بھیک نہیں دیتے اس سے اللہ کے نام کی اور زیادہ توہین ہے اگر بھکاری عادی بھکاری نہ ہو' ضرورت مند ہو اور خدا کا واسطہ دے تو اس کی کچھ نہ کچھ مدد کردینی چاہئے۔

۱۲۲۲ (الجامع الصغیر: ۹۹۷۲) ــــ رواہ أبو داود فی سننہ (۱۶۷۱) والضیاء فی المختارۃ' مشکوۃ (۱۹۴۴) کنز العمال (۱۶۷۳۱).

جنت کی طلب اور جہنم سے پناہ مانگنے کا طریقہ

(حدیث ۱۲۲۳) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ: اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ: اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ — (ت، ن، ک) عن انس — (صح). (۱۲۲۳)

(ترجمہ) جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کیا جنت کہتی ہے اے اللہ! اس کو جنت میں داخل کردے اور جس شخص نے تین مرتبہ جہنم سے پناہ مانگی جہنم کہتی ہے اے اللہ اس کو جہنم سے پناہ دے دے۔

صبح وشام جہنم سے پناہ کا عمل

(حدیث ۱۲۲۴) حضرت حارث التیمیؒ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ قَبْلَ اَنْ تُكَلِّمَ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ، اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِي مِنَ النَّارِ - سَبْعَ مَرَّاتٍ، فَاِنَّكَ اِنْ مُتَّ مِنْ يَوْمِكَ ذٰلِكَ كَتَبَ اللّٰهُ لَكَ جِوَارًا مِنَ النَّارِ، وَاِذَا صَلَّيْتَ الْمَغْرِبَ فَقُلْ قَبْلَ اَنْ تُكَلِّمَ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ، اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِي مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، فَاِنَّكَ اِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ كَتَبَ اللّٰهُ لَكَ جِوَارًا مِنَ النَّارِ — (حم، د، ن، حب) عن الحارث التيمي — (صح). (۱۲۲۴)

(ترجمہ) جب تو صبح کی نماز پڑھے تو کسی سے گفتگو کرنے سے پہلے سات مرتبہ

۱۲۲۳ (الجامع الصغير: ۸۷۲۸) — رواه الترمذي في صفة اهل الجنة (۲۵۷۲) والنسائي في الاستعاذة (۸: ۲۷۹) وفي اليوم والليلة وابن ماجة في الزهد (۴۳۴۰) والحاكم في الدعاء (۱: ۵۳۵) وقال صحيح وسكت عليه الذهبي وكذا رواه ابن حبان في صحيحه بهذا اللفظ من هذا الوجه 'الترغيب والترهيب (۴: ۴۵۱) مشكوة (۲۴۷۸) كنز العمال (۳۲۱۹).

۱۲۲۴ (الجامع الصغير: ۷۲۸) — الترغيب والترهيب (۱: ۳۰۴) التاريخ الكبير للبخاري (۷: ۲۵۳) عمل اليوم والليلة (۱۳۶) مسند احمد 'ابو داود والنسائي صحيح ابن حبان كنز العمال (۳۴۶۷).

یہ کہہ: اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّار. (اے اللہ! مجھے آگ سے پناہ عطاء فرما) پس اگر تم اس دن فوت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے جہنم سے پناہ لکھ دیں گے اور جب تم مغرب کی نماز پڑھ لو تو کسی سے بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ یوں کہو: اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّار. (اے اللہ! مجھے آگ سے پناہ عطاء فرما)۔ پس اگر تم اس رات مر گئے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے جہنم سے پناہ لکھ دیں گے۔

اپنے لئے دعا کرنا افضل ہے

(حدیث ۱۲۲۵) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ الْمَرْءِ لِنَفْسِہٖ – (ک) عن عائشة – (صح)(۱۲۲۵)

(ترجمہ) سب سے افضل دعا یہ ہے کہ آدمی اپنی ذات کیلئے دعا کرے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ اس کا فائدہ اس کے لئے قریب تر ہے اور قریب تر کی رعایت کرنا بہتر ہے۔ اس لئے اپنے لئے دعا کرنا افضل ہے اور اس لئے بھی کہ دوسرے کے لئے دعا کرنے والا اپنی دعا کی احتیاج سے کچھ بے فکر ہو جاتا ہے اور کبھی خود پسندی میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے جو بُری بیماری ہے۔

نیز دعا کی فضیلت کبھی اس دعا کے حساب سے ہے، جس کو مانگا گیا ہو اور کبھی وقت کے حساب سے اور کبھی اس شخص کے حساب سے جس کے لئے دعا کی گئی ہو۔ اس لئے اس جہت سے دوسرے کے لئے دعا کرنے کی افضلیت کی نفی نہیں کی جا سکتی اور کبھی ایک دعا میں مختلف جہات بھی جمع ہو جاتی ہیں۔

پہلے اپنے لئے دعا کرے پھر دوسروں کیلئے

(حدیث ۱۲۲۶) حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱۲۲۵ (الجامع الصغیر: ۱۲۵۰) ــــ رواہ ابن ماجة والحاکم (۱: ۵۴۳) وصححه واغتر به السیوطی فرمز لصحته ذهولاً عن تعقب الذهبی له بان مبارکاً هذا واهٍ اهـ. نعم رواه الطبرانی باسنادین احدهما کما قال الهیثمی جید. کنز العمال (۳۱۹۰).

كَانَ اِذَا دَعَا بَدَأَ بِنَفْسِهٖ—(طب)عن ابی ایوب—(ح).(۱۲۲۶)

(ترجمہ) جب آنحضرت ﷺ دعا فرماتے تھے تو اس کو اپنی ذات سے شروع کرتے تھے۔

(لطائف ومعارف)

ابوداود شریف کی روایت میں مزید اضافہ یہ ہے آپؐ ان الفاظ سے دعا کرتے تھے: رحمة الله علينا وعلى موسى' اللہ تعالیٰ ہم پر رحمت فرمائے اور موسیٰ علیہ السلام پر۔

بعض دفعہ حضور ﷺ نے اپنی ذات سے دعا شروع کرنے کی بجائے دوسروں کے لئے بھی دعا کو شروع کیا ہے جیسا کہ آپؐ کی دعا ہے: رحم الله لوطا' رحم الله يوسف اور حضرت ابن عباسؓ کے لئے دعا کی: اللهم فقه فی الدين' اور حضرت حسانؓ کے لئے دعا کی: اللهم ايده بروح القدوس.

گناہگار کیلئے استغفار بہترین دعا ہے

(حدیث ۱۲۲۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ الدُّعَاءِ الْاِسْتِغْفَار. (ک) فی تاريخه عن علی (صح)(۱۲۲۷)

(ترجمہ) بہترین دعا استغفار ہے' (جس کے ساتھ توبہ بھی شامل ہو کیونکہ جب کوئی شخص اپنی زبان سے استغفار کرے گا اور دل سے اس گناہ پر مصر ہے تو اس کا یہ استغفار بھی گناہ ہے جس پر استغفار کرنا واجب ہے بلکہ اس کا نام توبۃ الکذابین ہے)۔

۱۲۲۶؎ (الجامع الصغير: ۶۶۸۴) ــــ رواه الطبرانی فی الكبير وقال السيوطی والهيثمی إسناده حسن وخرجه ابو داود فی السنن (۳۹۸۴) مجمع الزوائد (۱۰: ۱۵۲). كنز العمال (۱۸۰۱۳).

۱۲۲۷؎ (الجامع الصغير: ۴۰۰۶) ــــ رواه الحاكم' كنز العمال (۲۰۸۵' ۲۱۱۲).

(لطائف ومعارف)

بعض کاملین سے پوچھا گیا کون سی چیز افضل ہے: تسبیح، تکبیر یا استغفار؟ تو فرمایا: میلا کپڑا صابن کا زیادہ محتاج ہے خوشبو لگانے سے یعنی گناہ گار کیلئے استغفار کرنا افضل ہے۔

مسلمانوں کی حل مشکلات کیلئے قبولیت دعا کا خاص وقت

(حدیث ۱۲۲۸) حضرت عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

تُفْتَحُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ فَيُنَادِیْ مُنَادٍ: هَلْ مِنْ دَاعٍ فَيُسْتَجَابُ لَهٗ؟ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَيُعْطٰى؟ هَلْ مِنْ مَكْرُوْبٍ فَيُفَرَّجُ عَنْهُ؟ فَلَا يَبْقٰى مُسْلِمٌ يَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ، اِلَّا زَانِيَةً تَسْعٰى بِفَرْجِهَا اَوْ عَشَّارٍ - (طب) عثمان بن ابی العاص -(ح). (۱۲۲۸)

(ترجمہ) آسمان کے دروازے نصف شب کے وقت (سے طلوع فجر تک) کھول دئے جاتے ہیں پس ایک منادی نداء کرتا ہے کہ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا کو سنا جائے' ہے کوئی مانگنے والا کہ اس کو عطاء کیا جائے' ہے کوئی کرب زدہ کہ اس پر کشائش کی جائے' پس جو مسلمان بھی (اس وقت) کسی قسم کی دعا کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول کرتے ہیں مگر زانیہ عورت جو اپنی شرمگاہ سے کماتی ہے یا ٹیکس وصول کرنے والا۔

(لطائف ومعارف)

نصف شب کے وقت آسمان کے دروازے کھلنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ وقت صفاء قلب' اخلاص قلب اور تشویشات سے فراغت کا وقت ہوتا ہے اور تمام قسم کے خیالات مجتمع' قلوب کے تعاون' نزول رحمت اور فیوضات خیر کا وقت ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں جب دعا کی جاتی ہے تو دعا کی قبولیت یقینی ہوتی ہے۔

۱۲۲۸ (الجامع الصغیر: ۳۳۳۹) ــــ رواه الطبرانی قال الهیثمی رجاله رجال الصحیح إلا فیه علی بن زید وفیه کلام' الترغیب والترهیب (۳: ۲۷۱) مجمع الزوائد (۳: ۸۸' ۱۰: ۱۵۳). کنز العمال (۳۳۵۷).

دعا کی قبولیت کا ادب

(حدیث ۱۲۲۹) حضرت سعید بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک قوم نے حضور ﷺ کے سامنے خشک سالی کی شکایت کی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

اُجْثُوْا عَلَى الرُّكَبِ، ثُمَّ قُولُوْا : يَا رَبِّ يَا رَبِّ۔ أبو عوانة والبغوى عن سعد —(صح). (۱۲۲۹)

(ترجمہ) گھٹنوں کے بل (ا) بیٹھ کر یوں دعا کرو یارب یارب'

پھر آپؐ نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور صحابہؓ نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اسی طرح سے دعا کی اور بارش ہوئی حتیٰ کہ انہوں نے پسند کیا کہ اب بارش تھم جائے۔ (لطائف ومعارف)

(ا) جب دعا کا ارادہ ہو تو آدمی گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دعا کرے کیونکہ یہ ادب کے بھی زیادہ قریب ہے اور تواضع کے بھی اور یہ رب جلیل کے سامنے عاجز بندے کی نشست بھی ہے' چہار زانوں بیٹھ کر دعا نہ کرے کیونکہ یہ متکبرین کی حالت ہے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ بعض علماء کا قول ہے کہ: "رَبّ" اسم اعظم ہے' امام حاکم نے حدیث ابوالدرداءؓ وابن عباسؓ میں روایت کیا ہے: "اسم الله الاكبر رَبّ رَبّ" کہ اللہ کا سب سے بڑا نام دعا میں اللہ کو رب رب کہہ کر پکارنا ہے' رب کے اسم اعظم ہونے کی بعض علماء نے یہ توجیہ کی ہے کہ اللہ کی ذات ذرّات وجود کی تربیت کے ساتھ اور انواع اقسام کی مہربانیوں کے ساتھ اپنی مخلوق کی کفالت کرتی ہے اور اس اسم کے احسان سے نہ تو کوئی مؤمن باہر ہے نہ کافر' نہ نیک' نہ گناہ گار بلکہ اللہ تعالیٰ سب کو روزی دیتا ہے۔ احسان کرتا ہے اور لطف ومنت کا معاملہ کرتا ہے۔

سب سے افضل ذکر اور دعا

(حدیث ۱۲۳۰) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

۱۲۲۹ ا (الجامع الصغير: ۱۸۱) ___ صحيح ابو عوانة' بغوى' معجم اوسط طبرانى وصححه السيوطى.

اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ – (ت ن ہ حب ک) عن جابر – (صح). (۱۲۳۰)

(ترجمہ) سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے فضیلت والی دعا الحمد للہ ہے۔

(لطائف ومعارف)

لا الہ الا اللہ اس لئے افضل ذکر ہے کہ اس کے بغیر ایمان صحیح نہیں ہوتا اور اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے الوہیت کا اثبات اور غیر اللہ سے الوہیت کی نفی ہے اور یہ بات لا الہ الا اللہ کے علاوہ کے دیگر اذکار میں نہیں ہے اور اس لئے بھی کہ لا الہ الا اللہ اوصاف ذمیمہ سے تطہیر کی تاثیر رکھتا ہے جن کی ظاہر میں پوجا کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: افرأیت من اتخذالهه هواه. اے نبی کیا آپ نے دیکھا نہیں اس شخص کو جو اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے اوصاف ذمیمہ ظاہر میں انسان کے معبودات کا درجہ رکھتی ہیں۔ پس ''لا الہ'' کے لفظ میں اس طرح کے تمام معبودان باطلہ کی نفی ہوجاتی ہے اور ''الا اللہ'' کے کلمہ کے ساتھ اللہ وحدہٗ کا ثبوت ہوتا ہے اور ذکر کا فائدہ ظاہر زبان سے دل کی تہہ تک پہنچتا ہے اور اس کے اثرات اعضائے بدن پر ظاہر ہوتے ہیں اور اس کا ذائقہ پانے والوں کو ذائقہ بھی ملتا ہے۔

اور بعض عارفین فرماتے ہیں: کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' اس لئے افضل ہے کہ یہ کلمہ توحید ہے اور توحید کے مثل کوئی چیز نہیں ہے۔

مؤمنین کی دعائیں حاصل کرو

(حدیث ۱۲۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب

۱۲۳۰ (الجامع الصغیر: ۱۲۵۳) ـــ رواه الترمذی (۳۳۸۳) والنسائی وابن ماجة (۳۸۰۰) وابن حبان والحاکم (۱: ۴۹۸، ۵۰۳) وقال الترمذی حسن غریب وقال الحاکم صحیح وأقره الذهبی وتفسیر ابن کثیر (۱: ۳۸) ومشکوة (۲۳۰۶) وکنز العمال (۱۷۴۸) والدر المنثور (۱: ۱۱، ۱۵۵، ۶: ۶۲).

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِسْتَكْثِرُ مِنَ النَّاسِ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ لَكَ ، فَإِنَّ الْعَبْدَ لَا يَدْرِىْ عَلٰى لِسَانِ مَنْ يُسْتَجَابُ لَهُ اَوْيُرْحَمُ—(خط)فی روایة،مالک عن ابی هریرة—(ض). (۱۲۳۱)

(ترجمہ) اپنے لئے لوگوں سے کثرت سے دعائے خیر جمع کرو کیونکہ کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ کس کی دعا اس کے حق میں قبول ہوگی یا اس پر (کس کی دعا سے) رحم کیا جائے گا۔

(لطائف ومعارف)

یہاں لوگوں سے عام مؤمنین، صلحاء، عباد، زہاد خصوصاً پراگندہ حال صالحین مراد ہیں، پس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ ہر قسم کے مؤمنین سے دعا کی طلب کی جائے۔

علامہ قشیریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت معروف کرخیؒ ایک سقہ کے پاس سے گزرے جو یہ کہہ رہا تھا: "رحم الله من يشرب" جو پیئے اللہ اس پر رحم کرے تو آپ آگے بڑھے اور پی لیا، آپ سے عرض کیا گیا: آپ تو روزہ دار تھے؟ فرمایا: ہاں۔ لیکن میں نے اس کی دعا سے امید کی تھی۔

دعا قبول ہونے کی حالت

(حدیث ۱۲۳۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اُدْعُوا اللّٰهَ وَأَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْإِجَابَةِ، وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ — (ت، ک) عن أبی هريرة. (۱۲۳۲)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں دعا کرو کہ تم قبولیت کا یقین رکھتے ہو،

۱۲۳۱؎ (الجامع الصغير: ۹۹۷) ــــ رواه الخطيب فی رواة مالک وسكت عليه السيوطی، كنز العمال (۳۱۸۸).

۱۲۳۲؎ (الجامع الصغير: ۳۱۶) ــــ ترمذی واستغربه والحاكم وقال مستقيم الاسناد وضعفه آخرون.

جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور لہو میں مشغول دل سے دعا کو قبول نہیں کرتا۔

(لطائف ومعارف)

علامہ کمال بن الہمامؒ فرماتے ہیں کہ یہ جو عوام میں فی زمانہ دعا میں چیخ وپکار اور نغمہ سرائی معروف ہے جس میں اظہار نغمگی مقصود ہو نہ کہ اقامت بندگی' ایسی دعا قبول نہیں ہوتی بلکہ مردود ہوتی ہے' یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ اس کا مقصد لوگوں کو حیران کرنا ہے۔ گویا کہ وہ یہ کہہ رہا ہے میری حسن آواز اور میری مرثیہ گوئی سنو' یہ دعا نہیں ایک قسم کا کھیل ہے اور بارگاہ خداوندی میں مزاح واستہزاء ہے کیونکہ طلب حاجت کا مقام تضرع اور انکساری ہے نہ کہ خوش الحانی۔

کتاب الدعاء

۱ - حل مشکلات کی دعائیں

۲ - وسعت رزق کی دعائیں

۳ - دفع شر دشمناں کی دعائیں

۴ - دنیا اور آخرت کی خیر کی دعائیں

۵ - مختلف اوقات اور مقامات کی دعائیں

۶ - دفن کے بعد کی بہترین دعا

دعائیں

سوتے وقت کی دعا

(حدیث۱۲۳۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَوٰى اَحَدُكُمْ إِلٰى فِرَاشِهٖ فَلْيَنْفُضْهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهٖ ، فَإِنَّهٗ لَا يَدْرِىْ مَا خَلَّفَهٗ عَلَيْهِ، ثُمَّ لِيَضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ لِيَقُلْ : بِاسْمِكَ رَبِّىْ وَضَعْتُ جَنْبِىْ، وَبِكَ اَرْفَعُهٗ ، إِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِىْ فَارْحَمْهَا، وَإِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ – (ق، د) عن أبى هريرة. (۱۲۳۳)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کرے تو اپنے تہبند کے اندرونی حصہ کو نکال کر اس سے بستر کو جھاڑے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے بعد بستر پر کون سی چیز رہی ہے پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جائے اور یہ کہے: بِاسْمِكَ رَبِّىْ وَضَعْتُ جَنْبِىْ وَبِكَ أَرْفَعُهٗ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِىْ فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ. (اے میرے پروردگار! میں تیرے نام کے ساتھ اپنا پہلو رکھتا ہوں اور تیرے ہی نام کے ساتھ اس کو اٹھاتا ہوں، اگر تو میری روح کو (اپنے پاس) روک لے تو اس پر رحم کرنا اور اگر اس کو واپس کردے تو اس چیز کے ساتھ حفاظت کرنا جس کے ساتھ تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

سو کر اٹھنے کی دعا

(حدیث۱۲۳۴) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

۱۲۳۳ ؎ (الجامع الصغیر: ۵۰۴)__ مسند احمد (۲: ۲۹۵) بخاری، مسلم، ابو داود.

إِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى رَدَّ عَلَىَّ رُوْحِىْ وَعَافَانِىْ فِى جَسَدِىْ ، وَاَذِنَ لِىْ بِذِكْرِهٖ" ۔ ابن السنى عن ابى هريرة – (ح). (۱۲۳۴)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی بیدار ہوتو یوں اللہ کی تعریف کرے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ رَدَّ عَلَىَّ رُوْحِىْ وَعَافَانِىْ فِىْ جَسَدِىْ وَأَذِنَ لِىْ بِذِكْرِهٖ. (سب تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھ پر میری روح کو لوٹا دیا اور مجھے میرے جسم میں عافیت عطاء فرمائی اور مجھے اپنے ذکر کی اجازت دی)۔

وسعت رزق کی دعا

(حدیث ۱۲۳۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ ذَنْبِىْ ، وَوَسِّعْ لِىْ فِىْ دَارِىْ ، وَبَارِكْ لِىْ فِىْ رِزْقِىْ – (ت) عن ابى هريرة – (صح). (۱۲۳۵)

(ترجمہ) یا اللہ! (عبادت میں) میری کوتاہی کو معاف فرما اور میرے (دنیا وآخرت کے) گھر کو وسیع فرما اور میرے رزق میں برکت عطاء فرما۔

حفاظت نعمت کی دعا

(حدیث ۱۲۳۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ ، و تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ ،

۱۲۳۴ (الجامع الصغير: ۴۳۷) ـــ عمل اليوم والليلة (۹) والترمذى والنسائى، كنز العمال (۲۱۴۱۸) قال النووى سنده صحيح وقال ابن حجر والسيوطى حسن لتفرد محمد بن عجلان وهو سئ الحفظ.

۱۲۳۵ (الجامع الصغير: ۱۴۷۰) ـــ رواه الترمذى (۳۵۰۰) واحمد (۴:۶۳) والطبرانى عن رجل من الصحابة ورواه النسائى وابن السنى عن ابى موسى قال النووى فى الأذكار إسناده صحيح.

وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِکَ ، وَجَمِيْعِ سَخَطِکَ – (م، د، ت) عن ابن عمر – (صح). (۱۲۳۶)

(ترجمہ) اے اللہ! میں آپ کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں آپ کی نعمت کے زائل ہونے سے اور آپ کی عافیت کے پھر جانے سے اور آپ کے اچانک انتقام لینے سے اور تمام قسم کی ناراضگی سے۔

بڑھاپے میں وسعت رزق کی دعا

(حدیث ۱۲۳۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِکَ عَلَيَّ عِنْدَ کِبَرِ سِنِّيْ ، وَانْقِطَاعِ عُمُرِيْ – (ک) عن عائشة – (ح). (۱۲۳۷)

(ترجمہ) اے اللہ! جب میرا سن ڈھل جائے اور میری عمر ختم ہونے لگے تو مجھ پر اپنے رزق کو وسیع تر کردے۔

دنیا اور آخرت کی خیر کی دعا

(حدیث ۱۲۳۸) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً ، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ – (ق) عن انس (صح). (۱۲۳۸)

(ترجمہ) اے اللہ! اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں حسنہ (صحت، کفاف، عفت اور خیر کی توفیق) عطاء فرما اور آخرت میں بھی حسنہ (ثواب اور رحمت)

۱۲۳۶ (الجامع الصغیر: ۱۴۷۱) ــــ رواہ مسلم (۲۰۹۷) وابو داود (۵۰۱۵) والترمذی مستدرک حاکم (۱: ۵۳۱) مشکوٰۃ (۲۴۶۱) تهذیب تاریخ دمشق (۲: ۵۷)

۱۲۳۷ (الجامع الصغیر: ۱۴۹۱) ــــ رواہ الحاکم (۱: ۵۴۲) بسند فیه عیسی وهو متهم بالوضع ولکن رواه الطبرانی بسند آخر. قال فیه الهیثمی إنه حسن وبه تزول التهمة. مجمع الزوائد (۱۰: ۱۸۲) کنز العمال (۳۶۸۲).

۱۲۳۸ (الجامع الصغیر: ۱۵۵۲) ــــ رواہ البخاری (۶: ۳۵، ۸: ۱۰۳) ومسلم فی الذکر والدعاء (۲۶، ۲۷) وابو داود فی الدعاء (باب ۴) مسند احمد (۳: ۱۰۱، ۲۴۷)

عطاء فرما اور ہمیں (عفو ومغفرت کے ساتھ) جہنم کے عذاب سے بچا (جس کے ہم بداعمالیوں کی وجہ سے مستحق بنے ہیں)۔

(لطائف ومعارف)

حضرت علیؓ دنیا میں حسنہ سے مراد نیک بیوی اور آخرت میں حور مراد لیتے ہیں اور عذاب النار سے دنیا کی بری بیوی مراد لیتے ہیں۔

اور حضرت حسن بصریؒ دنیا کی حسنہ سے مراد علم وعبادت اور آخرت کی حسنہ سے جنت مراد لیتے ہیں۔

اور جہنم کے عذاب سے بچانے سے مراد یہ ہے کہ ہمیں ہر شہوت اور ہر گناہ سے بچا جو جہنم کی طرف لے جانے والا ہو۔

دنیا وآخرت کی خیر کی دعا

(حدیث ۱۲۳۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَالُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَ آجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَ آجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ . اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ بِهٖ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَبِهٖ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ وَاَسْئَالُکَ اَنْ تَجْعَلَ کُلَّ قَضَاءٍ قَضَیْتَهٗ لِیْ خَیْرًا — (۵) عن عائشة (صح). (۱۲۳۹)

(ترجمہ) اے اللہ! میں آپ سے تمام انواع واقسام کی خیر کا طلب گار ہوں جو مجھے فوری ملنے والی ہے یا دیر سے جس کو میں جانتا ہوں یا میں نہیں جانتا اور میں

۱۲۳۹ (الجامع الصغیر: ۱۴۹۷) — رواہ ابن ماجة (۳۸۴۶) وسندہ صحیح، مسند احمد (۶: ۱۴۷) مستدرک حاکم (۱: ۵۲۱) کنز العمال (۳۶۱۰، ۳۶۲۳، ۳۸۴۷).

آپ کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں' تمام قسم کے شر سے جو فوری پہنچنے والا ہو یا دیر سے جس کو میں جانتا ہوں یا نہیں جانتا۔ اے اللہ! میں آپ سے ہر اس خیر کا سوال کرتا ہوں جس کا آپ سے آپ کے بندے اور آپ کے نبی (حضرت محمد ﷺ) نے سوال کیا ہے اور میں آپ کے ساتھ ہر اس چیز سے پناہ چاہتا ہوں جس سے آپ کے بندے اور آپ کے نبی (حضرت محمد ﷺ) نے پناہ مانگی ہے' اے اللہ! میں آپ سے جنت مانگتا ہوں اور ہر وہ قول اور عمل جو جنت کے قریب کر دے اور میں آپ کے ساتھ جہنم سے پناہ چاہتا ہوں اور ہر اس قول اور عمل سے جو جہنم کے قریب کر دے اور میں آپ سے سوال کرتا ہوں ہر اس عمل قضا کے متعلق جس کا آپ نے میرے لئے فیصلہ کیا ہے کہ اس کو بھی بہتر کر دے۔

شر سے بچنے کی دعا

(حدیث ۱۲۴۰) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ' وَمِنْ شَرِّ مَالَمْ اَعْمَلْ — (م 'د'ن'ہ) عن عائشة. (۱۲۴۰)

(ترجمہ) اے اللہ! میں آپ کے ساتھ اس کام کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جو مجھ سے سرزد ہوا اور اس کام کے شر سے بھی جو میرے عمل میں نہیں آیا۔ (یعنی مجھے مستقبل کے شر سے بھی محفوظ فرما)۔

حفاظت نفس کی دعا

(حدیث ۱۲۴۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ لَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ ' وَلَا تَنْزِعْ مِنِّیْ صَالِحَ مَا

۱۲۴۰ ؎ (الجامع الصغیر: ۱۴۶۵) — رواہ مسلم (۲۰۸۵' ۲۰۸۶) وابوداود والنسائی (۳:۵۶' ۸:۲۸۰) وابن ماجة (۳۸۳۹) مسند احمد (۶:۳۱' ۱۰۰' ۲۱۳' ۲۳۹).

اَعْطَيْتَنِيْ – البزار عن ابن عمر – (ض). (۱۲۴۱)

(ترجمہ) اے اللہ! مجھے پلک جھپکنے کے برابر بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر اور جو کچھ آپ نے مجھے عمدہ چیزیں عطاء فرمائی ہیں مجھ سے نہ چھین۔

آگ بجھانے کے وظائف

(حدیث ۱۲۴۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمُ الْحَرِيْقَ فَكَبِّرُوْا، فَإِنَّ التَّكْبِيرَ يُطْفِئُهُ. ابن السنی (عد) وابن عساکر عن ابن عمرو (ض). (۱۲۴۲)

(ترجمہ) جب تم آگ لگی ہوئی دیکھو تو ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' کہو کیونکہ تکبیر اس کو بجھا دے گی۔

(لطائف ومعارف)

''اللہ اکبر'' کثرت سے کہا جائے اور اخلاص کے ساتھ بلند آواز سے کہا جائے اور اس امر کا استحضار کیا جائے کہ اللہ کی کتنا عظیم قدرت ہے (جو آگ کی شکل میں ظاہر ہوئی ہے) یہ تکبیر اس وقت آگ کو بجھائے گی جب یہ اخلاص اور قوت ایمان کے ساتھ ادا کی جائے۔

امام ابن جریر طبریؒ نے اپنی تفسیر جامع البیان (تفسیر ابن جریر) میں لکھا ہے کہ جب تو اصحاب کہف کے نام کسی شے پر لکھ کر آگ میں ڈالے گا تو وہ بجھ جائے گی اور بہتر ہے کہ یوں کہا جائے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ. انشاء اللہ بلا تامل جائے گی اور یہ بھی کہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں ڈالے جانے کے وقت کہا تھا: حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ.

۱۲۴۱؎ (الجامع الصغیر: ۱۴۷۸) ــــ رواه البزار بسند ضعیف کنز العمال (۳۶۷۴، ۵۰۷۵) مجمع الزوائد (۱۰: ۱۸۱).

۱۲۴۲؎ (الجامع الصغیر: ۶۴۱) ــــ رواه ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة (۲۸۹، ۲۹۲) وابن عدی فی الکامل (۵: ۱۷۶۵، ۴: ۱۴۶۹) وابن عساکر فی تاریخ دمشق والطبرانی فی کتاب الدعاء واسناده ضعیف لکن له شواهد.

مصیبت کے وقت کی خاص دعا

(حدیث ۱۲۴۳) حضرت ام سلمہ اور حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَصَابَ اَحَدُكُمْ مُصِيبَةٌ فَلْيَقُلْ : إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي فَأْجُرْنِي فِيهَا وَ اَبْدِلْنِي بِهَا خَيْرًا مِنْهَا، -(د ،ك) عن أم سلمة (ت ،ه) عن أبي سلمة (صح). (۱۲۴۳)

(ترجمہ) جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ یہ کہے:

"اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ' اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ فَأْجُرْنِيْ فِيْهَا وَأَبْدِلْنِيْ بِهَا خَيْراً مِنْهَا"

(ہم سب اللہ کے ہیں اور اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے' اے اللہ! میں اپنی مصیبت کو (اپنے نیکی کے اعمال ناموں میں) آپ کے پاس (بطور ذخیرہ ثواب کے) رکھتا ہوں' آپ مجھے اس کا ثواب عنایت فرما دیں اور مجھے اس مصیبت کا نعم البدل عطاء فرما دیں)۔

(لطائف ومعارف)

بعض حضرات نے انا للہ وانا الیہ راجعون کے کلمہ کو امت محمدیہ کی خصوصیت بتلایا ہے کیونکہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے گم ہونے کا صدمہ ہوا تو آپؑ نے فرمایا: يَا اَسَفَا عَلٰى يُوْسُفَ.

حضرت ام سلمہؓ حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں' یہ پہلے حضرت ابوسلمہؓ کے عقد نکاح میں تھیں جب یہ فوت ہوئے تو حضرت ام سلمہؓ حضور ﷺ کی مذکورہ تعلیم کی ہوئی دعا بھی مانگتی تھیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ مجھے میری اس مصیبت پر اجر عطاء فرما اور مجھے اس کا نعم البدل عطاء فرما اور یہ سوچتی تھیں کہ مجھے ابوسلمہؓ سے بہتر کون خاوند ملے گا لیکن جب آپؓ کا نکاح آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہوا تو آپؓ کو اس دعا کا اثر

۱۲۴۳ (الجامع الصغیر: ۴۵۰) ــــ ابوداود' مستدرک حاکم عن أم سلمة (۴: ۱۶) ترمذی (۳۵۱۱) ابن ماجة عن أبي سلمة' كنز العمال (۶۶۳۱). وهو حديث صحيح.

معلوم ہوا کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے سابقہ خاوند سے بھی بہتر نعم البدل سید خیر البریہ حضرت محمد ﷺ کا رشتہ ازدواج عطاء فرمایا۔

مشکلات میں کشادگی کے کلمات

(حدیث ۱۲۴۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

كَلِمَاتُ الْفَرَجِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ—ابن ابی الدنیا فی الفرج عن ابن عباس— (ح)(۱۲۴۴)

(ترجمہ) کشادگی کے کلمات یہ ہیں:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ.

(ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ حلیم وکریم ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ علی وعظیم ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ساتوں آسمانوں کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔

(لطائف ومعارف)

حکیم ترمذی فرماتے ہیں: اہل بیت میں یہ دعا مشہور ومعروف تھی کہ ان کے نزدیک اس دعا کا نام دعائے کشادگی تھا اور مشکلات اور شدائد میں اس کو پڑھا کرتے تھے، اسی سے وہ اللہ کے سامنے فریاد کرتے تھے اور اسی سے ان کی کشادگی ہوتی تھی۔

کھانے اور دودھ پینے کے وقت کی دعائیں

(حدیث ۱۲۴۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ، وَاَبْدِلْنَا خَيْرًا

۱۲۴۴ (الجامع الصغیر: ۶۳۷۲) ــــ رواه ابن ابی الدنیا فی الفرج بعد الشدة ورمز السیوطی لحسنه، کنز العمال (۲۴۲۳).

مِنْهُ ، وَإِذَا شَرِبَ لَبَنًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ، وَزِدْنَا مِنْهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِئُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَّا اللَّبَنَ –(حم ‘د ‘ت ‘ه ‘هب) عن ابن عباس (صح‘ ح). (۱۲۴۵)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو یہ دعا کرے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَأَبْدِلْنَا خَيْرًا مِنْهُ.

(اے اللہ! ہمارے لئے اس کھانے میں برکت دے اور اس کو ہمارے بہترین گوشت پوست میں تبدیل فرما)

اور جب دودھ پئے تو یہ کہے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ (اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت دے اور ہمارے لئے اسکا اضافہ فرما) کیونکہ کھانے اور پینے کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو متبادل بن سکے مگر دودھ۔

مسافر کیلئے وداع کی دعا

(حدیث ۱۲۴۶) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ، وَاَمَانَتَكَ، وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ– (د،ت) عن ابن عمر–(صح). (۱۲۴۶)

(ترجمہ) میں اللہ تعالیٰ سے تیرے دین‘ تیری امانت اور تیرے خواتیم اعمال کی حفاظت طلب کرتا ہوں۔

(لطائف ومعارف)

مسافر کیلئے دین کی حفاظت کی دعا اس لئے ہے کہ سفر دینی مصروفیات کے سامنے مشکلات کھڑی کر دیتا ہے جس سے دینداری میں کمی ہوسکتی ہے اور اگر دینی مصروفیات میں خلل نہ آنے دے تو مشکلات میں اضافہ ہوسکتا ہے۔

۱۲۴۵ (الجامع الصغیر: ۴۷۷) ___ مسند احمد ‘ ابوداود (۳۷۳۰) ترمذی وحسنہ‘ مشکوۃ (۴۲۸۳) ابن ماجۃ ‘شعب الایمان بیهقی.

۱۲۴۶ (الجامع الصغیر: ۱۰۰۷) ___ رواه النسائی وابوداود والترمذی وقال صحیح غریب ‘مشکوۃ(۲۴۳۵) مسند احمد (۲:۷‘۲۵‘ ۳۸‘ ۱۳۶‘ ۳۵۸) مستدرک حاکم (۱: ۴۴۲‘ ۲:۹۷).

امانت سے مراد مسافر کا اہل خانہ اور مال وغیرہ ہیں جن کو مسافر اپنے کسی امانتدار کے سپرد کرتا ہے۔

خواتیم اعمال سے مراد وہ اعمال ہیں جو مسافر اپنے وطن میں ادا کر کے جائے کیونکہ مسافر کیلئے مسنون ہے کہ وہ اپنے وطن کو کسی نیک عمل پر اختتام کو پہنچائے جیسے توبہ ہوئی یا کوئی دوسرا نیک عمل' یا مظالم سے باہر ہونا' یا نماز' صدقہ' صلہ رحمی' آیت الکرسی کی تلاوت' وصیت' استبراء ذمہ اور دیگر نیک اعمال۔

پس ہر اس شخص کے لئے مندوب ہے جو مسلمانوں میں سے کسی کو الوداع کرے تو وہ انہی کلمات سے وداع کرے اور ان کلمات کو اخلاص اور کامل توجہ کے ساتھ بار بار دہرائے اور جب مسافر واپس لوٹ رہا ہو تو مقیم اس کے لئے یوں کہے:۔ "اَللّٰھُمَّ اطْوِ لَهُ الْبُعِيْدَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ".

(اے اللہ! اس کیلئے بعد مسافت کو لپیٹ دے اور اس پر سفر کو آسان کر دے)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے ابن ماجۃ میں بسند حسن وداع کے لئے یہ الفاظ آتے ہیں:

اَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا تُضِيْعُ وَدَائِعَهُ.

آئینہ دیکھنے کی دعا

(حدیث ۱۲۴۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ - (حم) عن ابن مسعود - (ح). (۱۲۴۷)

(ترجمہ) اے اللہ! جس طرح سے آپ نے میری شکل خوبصورت بنائی ہے اسی طرح سے میرے اعمال بھی اچھے کر دیں۔

(لطائف ومعارف)

جب کوئی شخص آئینہ دیکھے تو یہ دعا کرے۔

۱۲۴۷ (الجامع الصغیر: ۱۴۸۵) ــــ رواه احمد وابن حبان وقال المنذری رواته ثقاة. الطبقات الكبرى لابن سعد (۱'۲: ۹۸).

جامع دعا

(حدیث ۱۲۴۸) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْئَالُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ اَعْلَمْ – الطیالسی (طب) عن جابر بن سمرة – (ح). (۱۲۴۸)

(ترجمہ) اے اللہ! میں آپ سے تمام اقسام کی خیر کا سوال کرتا ہوں، جن کو میں جانتا ہوں یا نہیں جانتا اور میں آپ کے ساتھ تمام اقسام کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جن کو جانتا ہوں یا نہیں جانتا۔

ایک جامع دعا

(حدیث ۱۲۴۹) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَعَمَلٍ لَا یُرْفَعُ وَدَعَاءٍ لَا یُسْمَعُ – (حم ‘حب ‘ک) عن انس – (صح). (۱۲۴۹)

(ترجمہ) اے اللہ! میں آپ کے ساتھ پناہ لیتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس عمل سے جو قبول نہ ہو اور اس دعا سے جو مقبول نہ ہو۔

لیٹرین میں جانے سے پہلے کی مشروع دعا

(حدیث ۱۲۵۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱۲۴۸؎ (الجامع الصغیر: ۱۴۵۵) ــــ رواہ الطبرانی فی الکبیر (۲: ۲۸۲) وابوداود الطیالسی فی مسندہ وابوداود فی سننہ وسندہ حسن ‘جمع الجوامع للسیوطی (۹۷۱۶).

۱۲۴۹؎ (الجامع الصغیر: ۱۴۵۳) ــــ رواہ احمد (۳: ۲۵۵) وابن حبان والحاکم وصححہ السیوطی ‘مسلم (۲۰۸۸) نسائی (۸: ۲۸۴) ابن ماجة (۲۵۰) موارد الظمآن (۲۴۴۰).

كَانَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ—(حم،ق ۴)عن انس. (۱۲۵۰)

(ترجمہ) جب آنحضرت ﷺ بیت الخلاء میں جاتے تو یہ پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ.

(اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں سے اور خبیث جنیوں سے)۔

(لطائف ومعارف)

شیاطین وغیرہ سے معصوم ہونے کے باوجود حضور اکرم ﷺ کا یہ دعا مانگنا امت کو شرعی طریقہ سکھانے اور امت کو اپنی سنت پر چلانے کے لئے یا اپنے رب کے حضور میں اپنی عاجزی کے التزام اور بندگی کے اظہار کے لئے تھا۔

اس حدیث میں قضائے حاجت کے ارادہ کے وقت اس دعا کا پڑھنا مستحب معلوم ہوتا ہے۔

ابن عربیؒ فرماتے ہیں: اس موقع پر یہ دعا اس لئے مشروع قرار دی گئی ہے کیونکہ بیت الخلاء خلوت کی جگہ ہے اور اس میں شیطان جتنا تسلط کرتا ہے دوسرے مقامات پر نہیں کرتا' یا اس لئے کہ بیت الخلاء گندگی کی جگہ ہے اس دعا کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ زبان پر اپنے ذکر کو جاری کرنے سے بچاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ ذکر کر کے لیٹرین میں داخل ہوگا تو شیطان قریب نہیں آئے گا اور آدمی شیطانی اثرات سے محفوظ ہو جائے گا اس لئے اس استعاذہ کو بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے مشروع قرار دیا گیا ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ جنت کا خزانہ ہے

(حدیث ۱۲۵۱) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۲۵۰ (الجامع الصغیر: ۲۶۶۳) ــــ رواہ أحمد والبخاری (۱: ۴۸، ۸: ۸۸) ومسلم وابوداود (۴) والنسائی فی الطهارة (باب ۱۸) والترمذی (۵: ۶) وابن ماجة کلهم فی الطهارة.

اَكْثِرُ مِنْ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، فَإِنَّهَا مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ – (ع، طب، حب) عن ابی ایوب – (صح). (۱۲۵۱)

(ترجمہ) "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" کثرت سے پڑھا کرو کیونکہ یہ جنت کے خزانہ سے ہے۔

(لطائف ومعارف)

لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا معنی یہ ہے کہ بندہ کو اللہ کی نافرمانی سے کوئی چیز نہیں پھیر سکتی اور اس کی عبادت اور فرمانبرداری پر کوئی چیز نہیں لگا سکتی مگر اللہ تعالیٰ کی ذات جو اپنی قدرت اور توفیق سے ہی آدمی کو اس کی سعادت عطاء کرتی ہے۔

جنت کے خزانہ سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کیلئے بہت بڑا ثواب جنت میں ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کو اس حدیث میں جنت کے خزانہ کے ساتھ تعبیر کر دیا گیا ہے اور اس لئے بھی کہ یہ توحید خفی پر مشتمل ہے کیونکہ یہ حیلہ اور استطاعت کی اپنے سے نفی اور اللہ وحدہ کے لئے اثبات پر علی سبیل الحصر دلالت کرتا ہے، جس کے اقرار سے آدمی اللہ کے ملک اور ملکوت سے نہ نکل سکنے کا اظہار کرتا ہے۔

موت کی سختی سے بچنے کی دعا

(حدیث ۱۲۵۲) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ، وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ – (ت، ہ، ك) عن عائشة – (صح). (۱۲۵۲)

(ترجمہ) اے اللہ! موت کی شدتوں اور موت کی سکرات میں میری مدد فرما۔

دفن کے بعد میت کیلئے ایک بہترین دعا

(حدیث ۱۲۵۳) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱۲۵۱؎ (الجامع الصغیر: ۱۳۹۴) ــــ رواه ابو يعلى والطبرانی فی الكبير (۱۵۸) وابن حبان وهو حديث صحيح. ترمذی (۳۶۰۱) ابن ماجة (۳۸۲۶) مشكوة (۲۳۱۹).

۱۲۵۲؎ (الجامع الصغیر: ۱۴۶۶) ــــ رواه الترمذی (۲۹۷۸) والنسائی فی عمل اليوم والليلة وابن ماجة (۱۶۲۳) والحاكم (۲: ۴۶۵، ۳: ۵۶) كنز العمال (۳۶۲۹).

كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: اِسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ، وَسَلُوْا لَهُ التَّثْبِيْتَ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ - (د) عن عثمان - (ح). (۱۲۵۳)

(ترجمہ) جب آپ ﷺ میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تھے تو اس پر کھڑے ہوکر فرماتے تھے: استغفروا لأخیکم اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو وَسَلُوا له التثبیت اور اس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو کیونکہ اس سے ابھی سوال جواب ہو رہا ہے۔

(لطائف ومعارف)

علامہ آجری نے اپنی کتاب النصیحۃ میں لکھا ہے: دفن کرنے کے بعد کچھ دیر ٹھہر جانا اور میت کے لئے میت کی طرف رخ کر کے اس کی ثابت قدمی کی دعا کرنا مسنون ہے اور یہ دعا ان الفاظ سے کرے:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا وَلَا نَعْلَمُ مِنْهُ إِلَّا خَيْرًا وَقَدْ أَجْلَسْتَهُ تَسْأَلُهُ، اَللّٰهُمَّ فَثَبِّتْهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْآخِرَةِ كَمَا ثَبَّتَّهُ فِي الدُّنْيَا، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَأَلْحِقْهُ بِنَبِيِّهٖ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ وَلَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ.

(ترجمہ) اے اللہ! یہ آپ کا بندہ ہے، آپ اس کو ہم سے بہتر جانتے ہیں، ہمیں اس کی خیر کا ہی علم ہے آپ نے اس کو سوال جواب کے لئے بٹھلایا ہے اے اللہ! اس کو آخرت میں قول ثابت (ایمان) کے ساتھ ثابت قدم رکھ، جس طرح سے آپ نے اس کو دنیا میں ثابت قدم رکھا ہے، اے اللہ! اس پر رحم فرما اور اس کو اپنے نبی کے ساتھ لاحق فرما اور ہمیں اس کے بعد گمراہ نہ کرنا اور اس کے اجر سے بھی محروم نہ کرنا۔

۱۲۵۳ (الجامع الصغیر: ۶۷۵۷) ــــ رواه ابوداود وسكت عليه واقره المنذری ومن ثم رمز السيوطی لحسنه ورواه الحاكم والبزار باللفظ المزبور' سنن كبرى للبيهقی (۴:۵۶) عمل اليوم والليلة (۵۷۸) الترغيب والترهيب (۴:۳۴۵) كنز العمال (۱۸۵۱۴، ۴۲۹۲۹).

عملیات

عملیات

جھاڑ پھونک

(حدیث ۱۲۵۴) حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا:

اِرْقِیْ مَالَمْ یَکُنْ شِرْکٌ بِاللّٰہِ۔(ک)عن الشفاء بنت عبداللہ۔(صح).(۱۲۵۴)

(ترجمہ) جب تک کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ ہو دم (جھاڑ پھونک) کرتی رہو۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں خطاب مؤنث کو ہے لیکن اس کا حکم عام ہے' مطلب یہ ہے کہ مختلف مصائب جیسے بچھو کاٹ لے یا کوئی مرض لاحق ہو تو تم اس پر اس شے کے ساتھ دم کر سکتے ہو جو زمانہ جاہلیت (قبل الاسلام) میں مروج ہو الا یہ کہ اگر اس دم میں شرک وکفر یا کسی قسم کی گمراہی کی چیز ہو تو ایسا دم کرنا ممنوع ہے۔

درد ختم کرنے کا عمل

(حدیث ۱۲۵۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اشْتَکَیْتَ فَضَعْ یَدَکَ حَیْثُ تَشْتَکِیْ ، ثُمَّ قُلْ : بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّمَا اَجِدُ مِنْ وَجَعِیْ ھٰذَا ثُمَّ ارْفَعْ یَدَکَ، ثُمَّ اَعِدْ ذٰلِکَ وِتْرًا۔(ت ک) عن أنس۔(صح).(۱۲۵۵)

۱۲۵۴؎ (الجامع الصغیر: ۹۵۲) ــــ رواہ الحاکم (۵۷:۴) تاریخ دمشق لابن عساکر (۲۴۹:۶) والطبرانی عن الشفاء دایۃ النبی ﷺ بنت عبداللہ من المھاجرات الاول واسنادہ صحیح.

۱۲۵۵؎ (الجامع الصغیر: ۴۴۸) ــــ رواہ الترمذی (۳۵۸۸) وقال حسن غریب' والحاکم وقال صحیح واقرہ الذھبی.

(ترجمہ) جب تجھے (بدن میں کہیں) درد کی شکایت ہو تو اپنا ہاتھ درد کی جگہ رکھ کر یہ کہہ: "بسم اللہ أعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما أجد من وجعی ھذا" پھر اپنا ہاتھ اٹھالے پھر دوبارہ اسی طرح طاق عدد میں کرو (یعنی تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ)۔

(دعا کا ترجمہ) اللہ کے نام کے ساتھ میں اس عمل کو شروع کرتا ہوں میں اللہ کے غلبہ اور قدرت کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں اس تکلیف سے جو میں اس درد سے محسوس کر رہا ہوں۔

نوٹ:۔ اگر کوئی مریض خود نہ پڑھ سکتا ہو جیسے بچہ یا ان پڑھ تو اس پر دم کرنے والا جب ان کلمات سے دم کرے تو من شر ما اجد من وجعی کی جگہ مِنْ شر ما یَجِدُ ھٰذَا وَیُحَاذِرُ پڑھے کیونکہ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاصؓ درد والے آدمی کے متاثرہ حصہ پر ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ پڑھتے تھے اور یوں کہتے تھے: أعوذ باللہ بقدرتہ من شر ما یَجِدُو یُحَاذِرُ.

(لطائف ومعارف)

یہ عمل درد، حزن، خوف اور دیگر تکالیف کے موقع پر پڑھا جا سکتا ہے۔

کونسے تعویز اور دم ناجائز ہیں؟

(حدیث ۱۲۵۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الرُّقٰی وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْکٌ—(حم، د، ہ، ک) عن ابن مسعود—(صح). (۱۲۵۶)

(ترجمہ) جھاڑ پھونک، تعویز گنڈے اور افسوں شرک ہیں۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں رقی، تمائم اور تولہ کو شرک قرار دیا گیا ہے "رقی" اس جھاڑ پھونک

۱۲۵۶ (الجامع الصغیر: ۲۰۰۲) ــــ رواہ احمد (۱: ۳۸۱) وابو داود (۳۸۸۳) وابن ماجۃ (۳۵۳۰) والحاکم (۴: ۴۱۸) والبیھقی فی الشعب (۹: ۳۵۰) والطبرانی فی الکبیر (۱۰: ۲۶۲) وقال الحاکم صحیح واقرہ الذھبی.

اور دم کو کہتے ہیں جس کا معنی سمجھ نہ میں آتا ہو اور معلوم نہ ہو کہ اس کا مضمون درست ہے یا غلط اور جو دم اور جھاڑ پھونک قرآنی آیات' احادیث یا دیگر صحیح الفاظ سے کیا جائے' جس کا معنی شریعت کے مطابق ہو تو وہ شرک نہیں ہے اور ''تمائم'' ڈورے میں پروئے گھونگوں کو کہتے ہیں جن کو اہل عرب نظر بد سے بچانے کیلئے بچے کے سر پر لٹکاتے تھے پھر یہ لفظ ہر طرح کے تعویذ کے معنی میں استعمال کیا گیا اور ''تولہ'' اس جادو کو کہتے ہیں جو مرد کی نظر میں بیوی کو محبوب کرنے کیلئے لکھا جائے' خلاصہ یہ کہ جو دم اور تعویذ شریعت کے مطابق ہوں اور جائز حاجات کیلئے ہوں اور ان کیلئے مؤثر حقیقی اللہ کی ذات کو سمجھا جائے تو وہ شرک نہیں ہیں اور جو تعویذ وغیرہ شرکیہ کلمات اور تحریرات پر مشتمل ہوں وہ شرک ہیں۔

باقی حدیث میں جو ان تینوں اقسام کو شرک قرار دیا گیا ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عموماً اسی طرح کے تعویذ مروج تھے' فی زمانہ جو تعویذ اور دم درود شریعت کے موافق ہیں وہ شرک نہیں ہیں اور اگر ایسے تعویذات کو تبرکاً پہنا بھی جائے تو یہ بھی درست ہے پس یہ بات ذہن میں ضرور رکھی جائے کہ ہر دکھ درد کو صرف اللہ تعالیٰ ہی مٹانے والے ہیں۔

کتاب التجارۃ

۱ - فضائل تجارت

۲ - احکام تجارت

۳ - برکات تجارت

۴ - تجارت کی کامیابی کے طریقے

۵ - ممنوع تجارتیں

۶ - قرض کے احکام

تجارت

امانتدار تاجر کا انعام

(حدیث ۱۲۵۷) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ والشُّهَدَاءِ –

(ت، ک) عن ابی سعید – (ح). (۱۲۵۷)

(ترجمہ) سچا امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

حکیم ترمذیؒ فرماتے ہیں: یہ تاجران حضرات کے درجہ میں اس لئے لاحق ہوگا کیونکہ اس نے اپنے دل سے نبوت، صدیقیت اور شہادت کا کچھ حصہ حاصل کیا ہے پس نبوت نام ہے مخفی حق کو ظاہر کرنے کا اور صدیقیت نام ہے دل کی چھپی ہوئی حالت کو اعضاء کے ساتھ ظاہر کر کے برابر کرنا اور شہادت نام ہے آدمی کا اپنے آپ کو احتساب کے لئے اللہ کے سامنے پیش کرنے کا اور ان تینوں صورتوں کی شکل امانت دار تاجر میں موجود ہے پس اس طرح سے اس تاجر نے نبوت، صدیقیت اور شہادت سے کچھ موافقت اور تائید کا حصہ حاصل کیا اس لئے قیامت کے دن ثواب میں بھی کچھ اس طرح کے اجر میں شمولیت حاصل ہوئی۔

سب سے افضل کمائی

(حدیث ۱۲۵۸) حضرت رافع بن خدیج اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَطْيَبُ الْكَسْبِ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهٖ، وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُوْرٍ (حم، طب

۱۲۵۷ (الجامع الصغیر: ۳۳۹۲) ــــ رواہ الترمذی (۱۲۰۹) والحاکم فی البیوع وقال الترمذی حسن غریب وقال الحاکم من مراسیل الحسن اھ لکن له شواهد عندالدار قطنیؒ وغیرہ. مسند الدارمی (۲: ۲۴۷) مشکوۃ (۲۷۹۶).

(ک) عن رافع بن خدیج (طب) عن ابن عمر—(صح)(۱۲۵۸)

(ترجمہ) کمائی کا سب سے افضل طریقہ آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا ہے اور ہر مقبول بیع۔

(لطائف ومعارف)

ہاتھ سے کمانے سے مراد کسی قسم کا پیشہ اختیار کرنا یا زراعت کرنا ہے جس کے اختیار کرنے میں اس کی خفت نہ ہوتی ہو اور ہاتھ سے محنت کر کے رزق حلال حاصل کرنا حضرات انبیاء کرامؑ کی سنت ہے جیسا کہ حضرت داود علیہ السلام خود زرہ بنا کر بیچا کرتے تھے اور حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔

اور مقبول بیع سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو کر اللہ تعالیٰ کا ثواب عطاء کرے اور یا اس کی بیع درست ہو کہ اس میں کوئی فساد، کھوٹ اور خیانت نہ ہو کیونکہ بیع میں ایسی چیز کو لوگوں کے نفع کے لئے تیار کر کے پہنچایا جاتا ہے۔

کسب کے اصول تین چیزیں ہیں: زراعت، صناعت، تجارت، یہ حدیث ان سب کو مشتمل ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تجارت کو فضیلت دی ہے اور ماوردیؒ نے زراعت کو اور علامہ نوویؒ کسب بالید کو۔

بکریوں کی برکت

(حدیث ۱۲۵۹) حضرت ام ہانیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِتَّخِذُوا الْغَنَمَ فَاِنَّهَا بَرَكَةٌ —(طب خط) عن أم هانئ، ورواه (٥) بلفظ : اِتَّخِذِیْ غَنَماً فَاِنَّهَا بَرَكَةٌ —(ح) (۱۲۵۹)

۱۲۵۸ (الجامع الصغیر: ۱۱۲۲) ـــ رواه احمد والطبرانی فی الکبیر والاوسط والحاکم من رافع بن خدیج قال الهیثمی فیه المسعودی ولو ثقة لکنه اختلط فی آخر عمره وبقیة رجال احمد رجال الصحیح اهـ. وقال ابن حجر رجاله لاباس بهم، ورواه الطبرانی فی الکبیر وقال الهیثمی رجاله ثقات وصححه السیوطی. کشف الخفاء (۱:۱۵۶) کنز العمال (۹۱۹۶).

۱۲۵۹ (الجامع الصغیر: ۱۰۳) ـــ حدیث صحیح فان رواة ابن ماجة ثقات. رواه الطبرانی فی الکبیر والخطیب فی التاریخ (۴:۲۳۵) وابن ماجة بلفظه ووافقه ابن جریر والطبرانی والبیهقی، رواه احمد (۶:۴۲۴) مجمع الزوائد. ولفظ رواه "فان فیها برکة".

(ترجمہ) بکریاں رکھا کرو یہ سراپا برکت اور خیر ہیں۔

(لطائف ومعارف)

برکت اس طرح سے ہیں کہ جلدی سے بڑی ہو جاتی ہیں' جلدی سے بچے دیتی ہیں اور سال میں دو مرتبہ دیتی ہیں اور ایک ایک' دو دو' تین تین بچے ایک ایک جنم میں جنتی ہیں اور آدمی ان کو اپنے کھانے کے کام میں بھی صرف کرتا ہے اور بکثرت پائی جاتی ہیں بخلاف درندوں کے کہ ان کے چھ سات تک بچے ہوتے ہیں لیکن ایک آدھ ہی زندہ پھرتا نظر آتا ہے۔

اچھے لوگوں سے خیر کی طلب کرو

(حدیث ۱۲۶۰) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِبْتَغُوا الْخَيْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْهِ- (قط) فی الافراد عن ابی هريرة وابن ابی الدنيا وغيره ۵.(۱۲۶۰)

(ترجمہ) خیر کو اچھے چہرہ والوں سے طلب کرو۔

(لطائف ومعارف)

حسین چہرہ کی تین اقسام ہیں: (۱) وہ چہرہ جو عقل کے اعتبار سے مستحسن ہو۔ (۲) وہ چہرہ جو خواہش نفس کے اعتبار سے مستحسن ہو۔ (۳) وہ چہرہ جو جہت حسن کے اعتبار سے مستحسن ہو۔ قرآن شریف میں چہرہ کا حسن جہت بصیرت کے اعتبار سے استعمال کیا گیا ہے' ایسے ہی لوگ دوسروں کی ضرورت کا خیال رکھتے ہیں اور خوب رو چہرے بھی غالباً حیاء' سخاوت اور مروت پر دلالت کرتے ہیں لیکن کبھی اس کے خلاف بھی ہوتا ہے جس کی طرف بعض احادیث میں لفظ ''رُبَّ'' اشارہ کرتا ہے۔

اس حدیث کا ایک معنی یہ ہوسکتا ہے کہ اپنی ضروریات بڑے لوگوں سے طلب کرو' اس معنی کی تائید یہ حدیث کرتی ہے: ''اِنْ سَاَلْتَ فَاسْاَلِ الصَّالِحِيْنَ'' اگر مانگنا ہے تو

۱۲۶۰ (الجامع الصغير: ۴۴) ــــ کنز العمال (۱۶۷۹۲) دارقطنی فی الافراد' ابن ابی الدنیا' السخاوی ذکر له طرقا عديدة وقال طرقها كلها ضعيفة لكن المتن غير موضوع

نیک لوگوں سے مانگا کرو۔

یا حسین چہرہ سے ایسے لوگ مراد ہیں کہ جب ان سے سوال کیا جائے تو ان کے چہرے پر بشاشت ہو اور اگر ان کے پاس وہ چیز موجود ہو تو دے دیں، اگر نہ ہو تو حسن اعتذار کے ساتھ جواب دے دیں۔

ذخیرہ اندوزی کب اور کہاں حرام ہے؟

(حدیث ۱۲۶۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ۔(ک)عن ابن عمر۔(صح). (۱۲۶۱)

(ترجمہ) ذخیرہ اندوزی کرنے والا (تاجر) ملعون ہے۔

(لطائف ومعارف)

تاجر کا مال تجارت کی ذخیرہ اندوزی کرنا اس وقت قابل لعنت ہے جب وہ غلہ کو اپنے پاس اتنے عرصہ تک روک رکھے کہ لوگوں کو اس کی بہت ضرورت پڑ جائے اور وہ پھر اس کو مہنگے داموں بیچے، ایسا شخص منازلِ ابرار تک پہنچنے سے اس عمل کی وجہ سے دور کر دیا جاتا ہے یا جنت میں سابقین اولین ابرار کے ساتھ داخل ہونے سے روک دیا جاتا ہے۔

لوگوں کی ضروریات زندگی کے علاوہ ایسی چیزیں جن کا ضروریات زندگی کے ساتھ تعلق نہ ہو بلکہ عیش ونشاط وغیرہ سے متعلق ہوں ان کے روکنے والے تاجر پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

کونسی ذخیرہ اندوزی درست ہے اور کونسی ممنوع؟

(حدیث ۱۲۶۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۲۶۱ (الجامع الصغیر: ۹۱۷۶) ــــ رواہ الحاکم فی البیع وصححہ (۲: ۱۱) واستدرک علیہ الذہبی فی التلخیص فقال قلت علی بن سالم ضعیف وھذا رواہ ابن ماجۃ (۲۱۵۳).

مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ طَعَامَهُمْ ضَرَبَهُ اللهُ بِالْجُذَامِ وَالْإِفْلَاسِ — (حم، ه) عن عمر — (ض). (۱۲۶۲)

(ترجمہ) جو شخص مسلمانوں پر ان کے غلہ کی ذخیرہ اندوزی کرے اللہ تعالیٰ اس پر جذام اور افلاس مسلط کرے گا۔

(لطائف ومعارف)

اس بددعا میں حضور ﷺ نے جذام اور افلاس کا ذکر کیا کیونکہ ذخیرہ اندوزی کرنے والا شخص اپنے بدن کی اصلاح اور مال کی کثرت کرنا چاہتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس کے بدن کو جذام (کوڑھ) اور اس کے مال کو افلاس میں مبتلا کر دیتا ہے اور جو شخص لوگوں کو نفع پہنچانا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مال اور جان میں خیر اور برکت رکھ دیتا ہے۔

ذخیرہ اندوزی سے مراد یہاں پر یہ ہے کہ اس لئے ذخیرہ اندوزی کرے کہ لوگوں کے پاس غلہ کم ہو کر مہنگا ہو جائے تو ایسے شخص کی یہ سزا ہے اور اگر غلہ وافر مقدار میں ملتا ہے اور پھر اس کو اپنے گودام میں رکھ لیتا ہے اور قحط ہونے سے پہلے پہلے اس کو فروخت کرتا ہے چاہے کچھ منافع زیادہ مل جائے تو یہ حرام نہیں ہے اور نہ ہی ذخیرہ اندوزی اور احتکار میں داخل ہے۔

زمین بیچنے والا اپنے پڑوسی یا شریک کو ترجیح دے

(حدیث ۱۲۶۳) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّبِيْعَ عِقَارَهُ فَلْيَعْرِضْهُ عَلٰى جَارِهٖ. (ع، عد) عن ابن عباس — (ض) (۱۲۶۳)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی ایک اپنی زمین کو بیچنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ وہ

۱۲۶۲ (الجامع الصغیر: ۸۳۳۰) — رواه احمد وابن ماجة والحاكم وقال السيوطي في مختصر الموضوعات رجال ابن ماجة ثقات، فتح الباري (۴: ۳۴۸) دلائل النبوة (۶: ۲۴۶).

۱۲۶۳ (الجامع الصغير: ۴۱۱) — كنز العمال (۱۷۶۹۶) مسند ابي يعلى، كامل ابن عدي، فيه يحيى بن عبدالحميد الحماني نقل الذهبي عن أحمد أنه كان يكذب جهارا ووثقه ابن معين.

اس کو اپنے پڑوسی کے سامنے پیش کرے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ زمین خریدنے کا پہلا حق پڑوسی کا ہوتا ہے اسی بناء پر شریعت نے پڑوسی کو شفعہ کرنے کا حق دیا ہے۔ ہاں اگر پڑوسی اچھا آدمی نہ ہو اس سے ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو یا اس کے ظلم وزیادتی کی وجہ سے وہ اپنی زمین بیچنا چاہ رہا ہو تو جس آدمی کو مناسب ہو بات کر سکتا ہے اور اگر بغیر عذر کے اپنے پڑوسی کو نہ بتائے اور کسی اور کو بیچ دے اس میں بھی گناہ نہیں۔ اگر ایک طرف پڑوسی ہو دوسری طرف شریک ہو تو شریک کو ترجیح دینا اولیٰ ہے۔

اپنی ضروریات کی تکمیل میں اخفاء سے کام لو

(حدیث ۱۲۶۴) حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت عمرؓ حضرت ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِسْتَعِیْنُوْا عَلٰی اِنْجَاحِ الْحَوَائِجِ بِالْکِتْمَانِ، فَاِنَّ کُلَّ ذِیْ نِعْمَةٍ مَحْسُوْدٌ"۔(عق،عد،طب،حل،هب)عن معاذ بن جبلؓ الخرائطی فی اعتلال القلوب عن عمر(خط)عن ابن عباس، الخلعی فی فوائداه عن علی—(ض). (۱۲۶۴)

(ترجمہ) اپنی ضروریات کی تکمیل کیلئے اخفاء سے مدد لو کیونکہ ہر نعمت والا محسود ہوتا ہے (اگر کوئی شخص تیر سے بھی زیادہ سیدھا ہو اس کو بھی لوگ نہیں چھوڑتے)۔

(لطائف ومعارف)

طبرانی کی حدیث میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: اہل نعمت سے حسد کرنے والے بھی ہوتے ہیں ان سے بچاؤ کی تدبیر کیا کرو۔

یعنی جو کام کرنا چاہو اس کی لوگوں کو اطلاع نہ دو اور اللہ سے اس کی کامیابی کی دعا

۱۲۶۴ (الجامع الصغیر: ۹۸۵) ــــ رواه العقیلی وابن عدی (۳: ۱۲۴۰) وأبو نعیم فی حلیة الاولیاء (۶: ۹۶) والطبرانی فی الکبیر والاوسط والصغیر والبیهقی فی الشعب عن معاذ بن جبلؓ والخرائطی فی اعتلال القلوب عن عمرؓ والخطیب عن ابن عباسؓ والخلعی فی فوائده عن علیؓ وهو حدیث ضعیف.

مانگو اگر تم اپنے کام لوگوں کے سامنے ظاہر کرو گے تو وہ تم سے حسد کریں گے اور مقصود کی تکمیل میں معارضہ کریں گے۔

بعض حکماء کا قول ہے کہ جس نے اپنا راز چھپایا تو اچھے لوگ اس کی حمایت میں رہیں گے اور جس نے اس کو افشاء کیا تو اس کے خلاف ہو جائیں گے۔ کتنے راز ایسے ہیں جن کے اظہار سے راز دار کا خون بہایا گیا اور اپنے مقاصد تک نہ پہنچ سکا' اگر وہ اس کو چھپاتا تو ضرر سے محفوظ رہتا اور کام بھی بن جاتا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ تیرا راز تیرے خون کا حصہ ہے جب تو اس کا اظہار کرے گا تو اس کو بہادے گا۔

نوشیروان (بادشاہ) نے کہا کہ جس نے اپنے راز کو محفوظ رکھا تو اس کو اس سے دو فائدے حاصل ہوئے (۱) اپنے مقصود اور حاجت کو پہنچنا (۲) مشکلات سے سلامت رہنا۔

لیکن اس کے باوجود بعض اسرار ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے مخلص دوست کو آگاہ کیا جاتا ہے اور بہتر ناصح سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے' اس لئے ایسے ساتھی کے سامنے راز کا اظہار کرو جو اس کی حفاظت کرے اور صرف اپنے تک محدود رکھے کیونکہ ہر شخص جو اموال کا امین ہوتا ہے وہ اسرار کا امین نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اموال کی حفاظت اسرار کی حفاظت سے آسان ہے۔

کوئی کاروبار درست چل رہا ہو تو اس کو نہ چھوڑو

(حدیث ۱۲۶۵) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا سَبَّبَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِاَحَدِكُمْ رِزْقًا مِنْ وَجْهٍ فَلَا يَدَعْهُ حَتّٰى يَتَغَيَّرَ لَهُ

-(حم ،٥)عن عائشة -(ح). (١٢٦٥)

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کے لئے رزق کا کوئی ذریعہ بنا دیں تو اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے جب تک کہ اس میں اس کے لئے کوئی خرابی اور نقصان نہ آجائے۔

۱۲۶۵ (الجامع الصغیر: ٦٦٨) ــــ رواه احمد وابن ماجة (٢١٤٨) مشكوة (٢٧٨٥) وهو حديث ضعيف.

سودا کرنے میں جرأت کرنیوالا تاجر برکت دیا جاتا ہے

(حدیث ۱۲۶۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلتَّاجِرُ الْجَبَانُ مَحْرُوْمٌ، وَالتَّاجِرُ الْجَسُوْرُ مَرْزُوْقٌ۔

(القضاعی عن انس—(ح). (۱۲۶۶)

(ترجمہ) بزدل تاجر محروم رہتا ہے اور جرأت مند جو بیع شراء میں پیش رفت کرے نفع میں رہتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث کا ایک معنی تو یہی ہے جو ترجمہ سے واضح ہو رہا ہے اور دوسرا معنی یہ بھی کیا گیا ہے بزدل تاجر جو رزق سے محروم ہوتا ہے وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کی جرأت نہ کرتا ہو وہ اپنی تجارت کے نفع میں برکت نہیں پائے گا اور جرأت مند تاجر سے مراد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں حوصلہ اور جرأت کے ساتھ خرچ کرتا ہو اس کی تجارت میں برکت ڈالی جائے گی لیکن پہلا معنی اولیٰ ہے کیونکہ حقیقت الفاظ کے قریب ہے۔

سودا زیادہ دینا تجارت کا بہترین اصول ہے

(حدیث ۱۲۶۷) حضرت سوید بن قیسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

زِنْ وَاَرْجِحْ—(حم، ۴، ک، حب) عن سوید بن قیس—(صح). (۱۲۶۷)

(ترجمہ) (سودے کا) وزن کر اور جھکتا ہوا تول (کر دے)۔

۱۲۶۶ (الجامع الصغیر: ۳۳۹۵) رواہ القضاعی فی مسند الشہاب وقال شارحہ العامری حسن 'جمع الجوامع (۱۰۳۴۴) کنز العمال (۹۲۹۳).

۱۲۶۷ (الجامع الصغیر: ۴۵۶۵) رواہ أحمد (۴: ۳۵۲) والنسائی وأبو داود (۳۳۳۶، ۳۳۳۷) والترمذی (۱۳۰۵) وابن ماجۃ (۲۲۲۰) والبخاری فی تاریخہ (۴: ۱۴۲) مستدرک حاکم (۲: ۴، ۳۰: ۱۹۲).

(لطائف ومعارف)

اسی طرح سے اگر کوئی چیز ناپ کر بیچے تو اس میں بھی تھوڑا بڑھا کر دے، لیتے وقت یہ حکم نہیں ہے کہ وزن یا پیمائش زیادہ کر کے لو کیونکہ قرآن کریم میں ہے: وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ" جب پیمائش کر کے دو تو پورا پورا دو، اس لئے کہ اگر پورا پورا دو گے تو عدل ہوگا اگر بڑھا کر دو گے تو احسان ہوگا اور ان دونوں کا حکم اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ. (اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کرنے کا حکم دیتے ہیں) اور ایک حدیث شریف میں وارد ہوا ہے خِيَارُكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً. تم میں سے سب سے بہتر وہ ہیں جو اچھے طریقہ سے ادائیگی کرتے ہیں۔

لیکن یہ امر استحبابی ہے وجوبی نہیں، اگر کوئی شخص پورا پورا سودا دے اور لے تو یہ بھی ٹھیک ہے۔

ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بیچا بھی ہے اور خریداری بھی کی ہے لیکن خریداری زیادہ کی ہے اور مزدوری بھی کی ہے اور کرائی بھی ہے لیکن مزدوری زیادہ کی ہے اور بیع مضاربت بھی کی ہے اور شریک ضرب بھی ہوئے ہیں اور وکیل بھی بنے ہیں اور وکیل کیا بھی ہے لیکن وکیل کرنا زیادہ ہوا اور ہدیہ دیا ہے اور ہدیہ لیا ہے۔ ہبہ کیا ہے اور ہبہ لیا ہے۔ قرض بھی لیا ہے اور عاریت بھی، عام آدمی کے بھی ضامن بنے اور خاص کے بھی، وقف بھی کیا ہے اور شفعہ بھی کیا ہے، کبھی ایک چیز کو قبول بھی کیا ہے اور دوسری کو رد بھی کیا ہے لیکن نہ غصہ ہوئے اور نہ جھڑکا، حلف اٹھایا بھی ہے اور حلف لیا بھی ہے، کبھی تو اپنے حلف کی پابندی کی ہے اور کبھی اس کا کفارہ بھی دیا ہے، کبھی مزاح بھی کیا ہے اور تو یہ بھی لیکن اس میں بھی حق ہی کیا ہے اور ان سب کاموں میں ہمارے لئے حضور ﷺ کا عمل اسوہ اور قدوہ ہے۔

نوٹ:۔ اگر کوئی شخص سودا مقدار سے تھوڑا سا بڑھا کر دیا کرے تو اس کی تجارت میں برکت ہوگی اور خریدار بڑھیں گے اور یہ تجارت کے بہترین اصولوں میں سے ہے۔

گاہک سے نرمی

(حدیث ۱۲۶۸) حضرت زہریؒ سے مرسلاً مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَیْکَ بِاَوَّلِ السَّوْمِ، فَاِنَّ الرِّبْحَ مَعَ السَّمَاحِ – (ش، د) فی مراسیله – (هق) عن الزهری مرسلا – (ح). (۱۲۶۸)

(ترجمہ) سودا بیچنے میں اول بھاؤ لگانے والے کے ساتھ معاملہ کردو کیونکہ نفع گاہک کے ساتھ نرمی کرنے میں ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جب تو کوئی سودا بیچنا چاہے اور تیرے پاس جو بھی پہلا گاہک آئے اور بھاؤ لگائے جس میں تجھے نقصان نہ ہو برابری ہو یا فائدہ ہو تو اضافہ کی طلب میں سودے کو مؤخر نہ کر۔

پشیمان کی بیع موڑنا

(حدیث ۱۲۶۹) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَقَالَ مُسْلِمًا اَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَثْرَتَهٗ – (د، ه، ک) عن ابی هریرة – (صح). (۱۲۶۹)

(ترجمہ) جو شخص کسی مسلمان کی بیع موڑ دے اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس کی کوتاہیوں پر اس کا حساب چکا دیں گے۔

(لطائف ومعارف)

یہاں بیع موڑنے سے مراد پشیمان کی بیع ہے جیسے کوئی شخص کوئی چیز بیچ کر پشیمان

۱۲۶۸ (الجامع الصغیر: ۵۴۹۳) رواه ابن ابی شیبة فی مصنفه (۱۴: ۱۰۴، ۷: ۱۴) وابوداود فی مراسیله (۲۰) والبیهقی عن الزهری مرسلاً (۶: ۳۶) ورواه الدیلمی عن ابن عباس لکنه بیض سنده.

۱۲۶۹ (الجامع الصغیر: ۸۴۹۶) رواه أبو داود وابن ماجة والحاکم فی البیع (۲: ۴۵) وقال علی شرطهما وقال ابن دقیق العید هو علی شرطهما وصححه ابن حزم لکن فی اللسان نقل تضعیفه عن الدار قطنی.

ہو کہ یہ مجھ سے نہیں جانی چاہئے تھی اور مشتری کے پاس جائے اور کہے میری مبیعہ واپس کر دو اگر مشتری اس کی بیع کو توڑ دے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کے بدلہ میں اس کی کوتاہیوں کو معاف کر دیں گے۔

العزّ بن عبدالسلام سے الشجرۃ میں لکھا ہے پشیمان کی بیع موڑنا اس نیکی میں سے ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے۔ جس میں اس پشیمان کی کوئی غرض وابستہ ہو اور پھر اس بیع پر اس کو ندامت ہوئی ہو خصوصاً زمین کی بیع میں اور پڑوس کی بیع میں۔

مسجد میں ممنوع کام

(حدیث ۱۲۷۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى عَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ وَاَنْ يُنْشَدَ فِيهِ ضَالَّةٌ، وَاَنْ يُنْشَدَ فِيهِ شِعْرٌ، وَنَهٰى عَنِ التَّحَلُّقِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ — (حم، ۴) عن ابن عمرو — (ح). (۱۲۷۰)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے مسجد میں خرید و فروخت سے منع کیا اور یہ کہ اس میں گمشدہ چیز کا اعلان کیا جائے یا اس میں اشعار پڑھے جائیں اور اس سے بھی منع کیا کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے حلقہ بنایا جائے۔

(لطائف و معارف)

مسجد میں بیع شراء اور اس طرح کے دوسرے معاملات طے کرنا منع ہے کیونکہ مساجد ان کاموں کے لئے نہیں بنائی گئیں۔

اگر کوئی اشعار اچھے ہوں جیسے زہد کے متعلق ہوں یا مکارم اخلاق کے متعلق ہوں تو ایسے اشعار مسجد میں پڑھے جا سکتے ہیں لیکن آج کل جو نعت خوان نعتوں اور نظموں اور حمدوں کو گانے کی طرز پہ پڑھتے ہیں اور وہ بھی مسجد میں یہ قابل نفرین ہے اللہ ایسے لوگوں کو ہدایت دے۔ یہ حمد و نعت اور مسجد کی توہین ہے لیکن لوگوں میں بھی عجیب جہالت ہے

۱۲۷۰ (الجامع الصغیر: ۹۴۰۱) ــــ رواہ أحمد (۲: ۱۷۸) وابوداود (۱۰۷۹) والنسائی والترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی حسن لکن عمرو بن شعیب ای أحد رجالہ احتج بہ قوم ورواہ آخرون.

کہ وہ مضمون کی خوبی کو نہیں دیکھتے' گانے والے کی آواز و انداز کو دیکھتے ہیں۔

ایک شخص مسجد میں خرید و فروخت کر رہا تھا اس کو جلیل القدر تابعی حضرت عطاءؒ نے دیکھا تو فرمایا دنیا کی بازار میں جا کے سودا بیچو' یہ تو آخرت کا بازار ہے۔

مسجد میں تجارت اور گمشدہ چیز کا اعلان نہ کرو

(حدیث ۱۲۷۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا: لَا أَرْبَحَ اللهُ تِجَارَتَكَ، وَإِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ فِيهِ ضَالَّةً فَقُولُوا لَا رَدَّ اللهُ عَلَيْكَ ضَالَّتَكَ -(ت 'ک) عن أبي هريرة - (صح). (۱۲۷۱)

(ترجمہ) جب تم کسی کو مسجد میں (کوئی چیز) بیچتا ہوا دیکھو یا مسجد میں کوئی چیز بکتی ہوئی دیکھو تو یوں کہو "اللہ تعالیٰ تمہاری تجارت میں نفع نہ دے" اور جب تم کسی کو مسجد میں (اپنی) کسی گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے دیکھو تو یوں کہو "اللہ تعالیٰ تمہاری گم شدہ چیز تمہیں واپس نہ لوٹائے"۔

(کیونکہ مساجد ایسے کاموں کے لئے نہیں بنائی گئیں' بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر' نماز' علم اور مذاکرہ خیر وغیرہ کے لئے بنائی گئی ہیں)۔

آج کل تو دیہات کی بہت سی اور شہروں کی بھی اکثر مساجد میں خرید و فروخت کی چیزوں کے اور گم شدہ چیزوں کے اعلانات سننے میں آتے ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سمجھ دے۔

دھوکہ دینے والا ہم میں سے نہیں ہے

(حدیث ۱۲۷۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا -(ت) عن ابي هريرة - (صح). (۱۲۷۲)

۱۲۷۱ (الجامع الصغير: ۶۳۲) ـــ رواه النسائي والترمذي (۱۳۲۱) والحاكم (۲: ۵۶) والبيهقي (۲: ۴۴۸)' وقال الترمذي حسن غريب وقال الحاكم على شرطه واقره الذهبي.

۱۲۷۲ (الجامع الصغير: ۸۸۷۹) ـــ رواه البخاري ومسلم والترمذي (۱۳۱۵) واللفظ له وقال السيوطي في الأزهار المتناثرة انه متواتر.

(ترجمہ) جس شخص نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی کوئی شخص اپنی کوئی چیز بیچنے میں اس کے عیوب چھپادے اور اسے فروخت کر دے تو وہ حضورؐ کے طریقہ پر نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کافر ہو گیا بلکہ مسلمانوں کے اخلاق سے دور ہو گیا اور وہ ہمارے طریقہ پر نہیں رہا کیونکہ ہمارا طریقہ یہ ہے کہ دوسروں کی خیر خواہی کی جائے۔

بیع کی صحت کی ایک لازمی شرط

(حدیث ۱۲۷۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الْبَیْعُ عَنْ تَرَاضٍ (۵)—عن ابی سعید (ح). (۱۲۷۳)

(ترجمہ) بیع کی صحت باہمی رضامندی پر موقوف ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی شریعت میں خرید وفروخت وہ صحیح ہو گی اور مالک کی ملکیت سے مشتری کی ملکیت میں اس وقت مال منتقل ہو گا جب بائع اور مشتری اس معاملہ پر بطیبِ خاطر راضی ہوں گے اور اگر بیع شراء جبر واکراہ پر مشتمل ہو تو مبیعہ بائع کی ملکیت میں باقی رہے گی۔ اگرچہ بیع کی صورت کیوں نہ موجود ہو کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے: لا یحل مال امرئ مسلم الا بطیب نفس منه. کسی مسلمان آدمی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لینا اور استعمال کرنا حلال نہیں ہے۔

غیر موجود چیز کی بیع ممنوع ہے

(حدیث ۱۲۷۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۲۷۳ (الجامع الصغیر: ۲۵۵۱) ___ رواه ابن ماجة (۲۱۸۵) وهو حديث حسن. سنن كبرى للبيهقي (۶: ۱۷).

اَلسَّلَفُ فِی حَبَلِ الْحَبَلَةِ رِبًا—(حم،ن)عن ابن عباس—(صح)(۱۲۷۴)

(ترجمہ) حمل کے حمل کی بیع سود ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اس حمل کی بیع جو ابھی پیدا نہیں ہوا حرام ہے (اس کو ربا (سود) اس لئے قرار دیا گیا ہے کیونکہ شریعت میں ہر حرام چیز کو ربا کہا جاسکتا ہے)۔

اسی طرح آج کل کسی ایسی چیز کی خرید وفروخت جو ابھی وجود میں نہ آئی ہو حرام ہے۔ اور ایسی بیع منعقد نہیں ہوگی لیکن کاروباری طبقہ میں ایسی بیع عام ہو چکی ہے۔ اس میں احتیاط کرنی چاہئے۔ شریعت میں بیع شراء میں مبیعہ کا موجود ہونا ضروری ہے جو چیز معدوم ہو اس کی بیع نہیں ہوسکتی۔ یہ الگ بات ہے کہ کارخانوں میں کوئی چیز تیار ہونے والی ہوتی ہے اور اس کے آرڈر آتے رہتے ہیں اور وہ چیز بن کر خریداروں تک جاتی رہتی ہے ایسی بیع کرنا ممنوع ہے لیکن اگر بیع ہونے کے بعد وہ چیز تیار ہو کے خریدار تک پہنچ جائے اور ضرر کا احتمال نہ رہے تو بیع فاسد ہونے کے باوجود قبضہ میں آجانے کے بعد صحت ملک کے لئے مفید ہوگی۔ واللہ اعلم۔

بیع میں بولی لگانے کا حقدار

(حدیث ۱۲۷۵) حضرت ابو حسین زید بن حبابہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَیِّدُ السِّلْعَةِ اَحَقُّ اَنْ یَسَامَ—(د)فی مراسیله عن ابی حسین—(صح).(۱۲۷۵)

(ترجمہ) سودے کا مالک زیادہ حقدار ہے اس کی بولی لگانے کا۔

۱۲۷۴؎ (الجامع الصغیر: ۴۸۲۲) ___ رواه أحمد (۱: ۲۴۰) والنسائی باب البیوع (۶۷) وصححه السیوطی ورواه الدیلمی.

۱۲۷۵؎ (الجامع الصغیر: ۴۷۴۵) ___ رواه ابو داود فی مراسیله (۲۰) سنن کبری للبیهقی (۶: ۳۶).

(لطائف ومعارف)

یعنی بیچنے والا اپنی چیز کا بھاؤ لگائے اور مشتری اس سے خریدنے کی بات طے کرلے۔

خریدار اور بائع کیلئے بعض احکام

(حدیث ۱۲۷۶) حضرت حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَالَمْ یَتَفَرَّقَا، فَاِنْ صَدَقَا وَبَیَّنَا بُوْرِکَ لَهُمَا فِی بَیْعِهِمَا، وَاِنْ کَتَمَا وَکَذَبَا مُحِقَتْ بَرَکَةُ بَیْعِهِمَا۔ (حم، ق، ۳) عن حکیم بن حزام۔ (صح). (۱۲۷۶)

(ترجمہ) بائع اور مشتری دونوں کو بیع کے قبول کرنے یا فسخ کرنے کا اختیار ہے جب تک کہ وہ (مجلس بیع سے) ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں، پس اگر انہوں نے سچ بولا اور (اگر سودے میں عیب ہو تو) اس کو بیان کر کے سودا کیا تو ان کی بیع میں برکت ڈال دی جائے گی اور اگر اس کو چھپایا اور سودے میں دغابازی کی تو ان کی بیع میں برکت کو مٹا دیا جاتا ہے۔

جانور کی جانور کے بدلہ میں بیع

(حدیث ۱۲۷۷) حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰی عَنْ بَیْعِ الْحَیَوَانِ بِالْحَیَوَانِ نَسِیْئَةً۔ (حم، ۴) والضیاء عن سمرة۔ (صح). (۱۲۷۷)

(ترجمہ) آنحضرتؐ نے جانور کی جانور کے بدلہ میں ادھار کی بیع منع کی ہے۔

(فائدہ) احناف اور حنابلہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ حیوان کو حیوان کے بدلہ میں ادھار پر نہ بیچا جائے۔

۱۲۷۶ (الجامع الصغیر: ۳۲۲۳) رواہ احمد (۲: ۹، ۸۳) والبخاری (۳: ۷۶، ۷۷) ومسلم فی البیوع (۴۷) وابو داود (۳۴۵۷، ۳۴۵۹) والنسائی فی البیع (ب ۴، ۸، ۹) والترمذی (۱۲۴۵، ۱۲۴۶) ابن ماجة (۲۱۸۲، ۲۱۸۳) مصنف ابن ابی شیبة (۷: ۱۲۴، ۱۲۵) مشکوة (۲۸۰۲).

۱۲۷۷ (الجامع الصغیر: ۹۳۵۱) رواہ احمد (۵: ۱۲) و ابو داود والنسائی (۷: ۲۹۲) والترمذی (۱۲۳۷) وابن ماجة (۲۲۷) والضیاء تاریخ بغداد للخطیب (۲: ۳۵۴)

کتوں کی خرید وفروخت ممنوع ہے

(حدیث ۱۲۷۸) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنْ ثَمنِ الْكَلْبِ، اِلَّا الْكَلْبَ الْمُعَلَّمَ—(حم،ن) عن جابر — (صح). (۱۲۷۸)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے کتے کی قیمت لینے سے منع کیا' ہاں اگر سدھایا ہوا کتا ہوتو (بوقت ضرورت اس کی بیع جائز ہے)۔

(لطائف ومعارف)

آج کل ماڈرن قسم کے مسلمانوں میں کتا پالنے اور گھر میں رکھنے کا بڑا شوق ہوگیا ہے خصوصاً انگریزی نسل کے کتے ان کو بہت اچھے لگتے ہیں اور فخریہ انداز سے گلیوں اور بازاروں میں اپنے ساتھ ان کو بھی تفریح کیلئے لے جاتے ہیں اور غیر ممالک سے ایسے کتے بڑی قیمت کے ساتھ اور ہوائی جہاز پر بہت سے کرائے ادا کرنے کے ساتھ لے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور ایسی نجس چیز سے ان کی زندگی کو محفوظ کرے۔

جس سدھائے ہوئے کتے کی بیع جائز ہے وہ وہ ہے جو شکار کیلئے سدھایا گیا ہو اور چوکیداری کا کتا بھی بوقت ضرورت رکھنا درست ہے۔ شوقیہ کتے رکھنا اور پالنا ان کے ساتھ کھیلنا اور دوڑنا' بیٹھنا اور لیٹنا یہ سب حماقتیں ہیں' شریعت میں اس کی اجازت نہیں ہے۔

پھل پکنے سے پہلے بیع

(حدیث ۱۲۷۹) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا، وَعَنِ النَّخْلِ حَتّٰى يَزْهُوَ—(خ) عن انس—(صح). (۱۲۷۹)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے پھل کی بیع کرنے سے منع کیا حتیٰ کہ اس کا قابل

۱۲۷۸ (الجامع الصغیر: ۹۳۶۴)— رواہ أحمد والنسائی قال ابن حجر رجاله ثقات ترمذی (۱۲۸۱) ولفظ رواه (الا کلب الصید).

۱۲۷۹ (الجامع الصغیر: ۹۳۴۷)— رواہ البخاری مسند احمد (۲:۷، ۶۲، ۷۵، ۷۹، ۳:۲۵۰).

انتفاع ہونا ظاہر ہو جائے

(لطائف ومعارف)

یعنی ایسی حالت کو پہنچ جائے جو اس سے مطلوب ہو اور اس سے پہلے اس کی بیع کرنا درست ہو سکتی ہے (لیکن کاٹنے سے مشتری کو نقصان ہوتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ جب تک پھل تیار نہ ہو جائیں اس وقت تک ہم پھل درخت سے نہیں اتاریں گے اس لئے مالک کو چاہئے کہ بیع بھی اسی وقت کرے جب پھل اترنے کے قابل ہو جائے ورنہ یہ بیع ناجائز ہے لیکن اس بیع کا رواج عام ہو گیا ہے زمینداروں کو اور باغ کے مالکوں کو چاہئے کہ وہ ایسی بیع سے گریز کریں ورنہ بیع بھی حرام ہو گی اور زمین اور باغ کی آمدنی سے برکت بھی حاصل نہیں ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ اصل مالیت میں بھی من جانب اللہ نقصان واقع ہو جائے) اور اسی طرح سے آپ ﷺ نے کھجور کی بیع سے منع کیا ہے جب تک کہ سرخ نہ ہو جائے (یعنی کھجور سے کھجور اتارنے کے قابل نہ ہو جائے اس کی بیع کا بھی وہی حکم ہے جو ابھی باغات کی بیع کا گزرا ہے)۔

نر کی جفتی کی قیمت اور قفیز طحان ممنوع ہے

(حدیث ۱۲۸۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ، وَقَفِيْزِ الطَّحَّانِ – (قط) عن ابی سعید – (ح). (۱۲۸۰)

(ترجمہ) آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نر کی جفتی کے پیسے لینے سے منع فرمایا اور قفیز طحان سے بھی (منع فرمایا)۔

(لطائف ومعارف)

آج کل مشینی ذریعہ سے مادہ میں تخم رکھنے کا رواج عام ہو گیا ہے چونکہ اس پر خارج سے کچھ سے مصارف آتے ہیں اس لئے اس مصارف کا معاوضہ لینا درست ہے۔

۱۲۸۰ (الجامع الصغیر: ۹۴۹۳) ــــ رواہ الدارقطنی (۴:۴۷) وجزم ابن حجر بضعف سندہ وروی جزء ہ الأول (ای نهی عن عسب الفحل) أحمد والبخاری وابوداود والنسائی (۷: ۳۱۰) والترمذی (۱۲۷۳) کلهم عن ابن عمرؓ.

قفیز طحان سے مراد یہ ہے کہ گندم کا مالک چکی والے کو کہے کہ اس کو پیس دو اور اس کی اجرت اسی میں سے لے لو تو یہ بھی درست نہیں ہے۔ آج کل اس کا بھی رواج عام ہے کہ کوئی شخص مزدوری کرتا ہے تو اپنے مزدوری کے عمل میں سے طے شدہ مقدار میں کچھ وصول کر لیتا ہے جیسے کپاس چنی جاتی ہے تو اس کی چنی ہوئی کپاس سے مثلاً سولہواں حصہ دے دیا جاتا ہے یا اسی طرح دوسری مزدوریوں میں اس کی مزدوری کے کئے ہوئے کام میں سے اس کو اجرت دے دی جاتی ہے یہ درست نہیں ہے۔ اس سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ مزدور کو بطور مزدوری کے کئے ہوئے کام میں سے مزدوری نہ دی جائے بلکہ الگ سے مزدوری دی جائے اور اگر مزدوری کے کام سے ہی اس کو مزدوری دینی ہو تو پہلے اس کو مالک اپنے قبضہ میں لے اس کے بعد اس سے طے شدہ مزدوری کے مطابق دیدے۔

خون اور زنا کی اجرت حرام ہے

(حدیث ۱۲۸۱) حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَثَمَنِ الدَّمِ، وَكَسْبِ الْبَغِيِّ – (خ) عن ابی جحیفة – (صح). (۱۲۸۱)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے کتے کی قیمت، خون کی قیمت اور رنڈی بازی کے کاروبار سے منع کیا۔

(لطائف ومعارف)

جیسے کتے کی قیمت دینا حرام ہے ایسے لینا بھی حرام ہے۔ اسی طرح سے انسان کا اپنا خون بیچنا اور خریدنا بھی حرام ہے اور کسی عورت کی زنا کی کمائی بھی حرام ہے۔

اگر مریض کا خون لگوائے بغیر جانبر ہونا مشکل ہو اور بغیر پیسوں کے خون نہ ملتا ہو تو اس شرعی عذر کی بنیاد پر خون کا خریدنا درست ہوگا ورنہ خالی طاقت کے لئے یا معمولی بیماری کے دفعیہ کے لئے خون خریدنا اور لگوانا دونوں حرام ہیں۔

۱۲۸۱ (الجامع الصغیر: ۹۳۶۶) ــــ رواہ البخاری مسند احمد (۴: ۳۰۸، ۳۰۹) مصنف ابن ابی شیبة (۶: ۲۶۹).

کسی عورت کی زنا کی کمائی جس طرح سے حرام ہے اسی طرح سے زنا کے کلبوں کی کمائی بھی حرام ہے۔ اس کلب میں اس کسب میں جتنے بھی معاون ہوں گے یا شریک ہوں گے ان کی بھی یہ کمائی حرام کی ہوگی اس جرم کی قیمت دینا بھی حرام ہے اور لینا بھی حرام ہے۔

بعض بڑے درجہ کی حرام چیزیں

(حدیث ۱۲۸۲) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

ثَمَنُ الْخَمْرِ حَرَامٌ ، وَمَهْرُ الْبَغِيِ حَرَامٌ، وَثَمَنُ الْكَلْبِ حَرَامٌ، وَالْكُوبَةُ حَرَامٌ، وَاِنْ اَتَاكَ صَاحِبُ الْكَلْبِ يَلْتَمِسُ ثَمَنَهُ فَامْلَأْ يَدَيْهِ تُرَابًا، وَالْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ حَرَامٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ — (حم) عن ابن عباس (صح). (۱۲۸۲)

(ترجمہ) شراب کی قیمت (لینا دینا) حرام ہے، رنڈی کی اجرت زنا حرام ہے، کتے کی قیمت حرام ہے، چھوٹے درمیانے طبل کی قیمت حرام ہے، اگر تیرے پاس کتے کا مالک کتے کی قیمت مانگنے آئے تو تو اس کے ہاتھ مٹی سے بھر دے اور شراب اور جوا حرام ہے اور ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔

مال کے دفاع میں مارا جانیوالا شہید

(حدیث ۱۲۸۳) حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَظْلَمَتِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ — (ن) والضياء عن سويد بن مقرن — (صح). (۱۲۸۳)

(ترجمہ) جو شخص اپنے مال کے دفاع میں ظالم سے ظلم کو روکنے میں مارا گیا وہ شہید ہے۔

۱۲۸۲ (الجامع الصغير: ۳۵۶۱) — رواه أحمد والطيالسي والديلمي وغيرهما ورواه عنه الدارقطني (۳:۷) وقال الفريابي في مختصره وفيه يزيد بن محمد عن أبيه لم أجدهما.

۱۲۸۳ (الجامع الصغير: ۸۹۱۸) — رواه البخاري في المظالم ومسلم في الايمان والنسائي (۷:۱۱۶، ۱۱۷) والضياء المقدسي وأحمد والقضاعي، مجمع الزوائد (۶:۲۴۴، ۲۴۵) الكامل لابن عدي (۵:۱۷۸۲).

(لطائف ومعارف)

چوروں، ڈاکوؤں سے مقابلہ کرنا شرعاً مطلوب ہے اور ان کو کھلے عام چھوڑ دینا نہی عن المنکر کا ترک ہے اور مؤمن کو قتل کرنے اور ظلماً مال چھیننے سے نہ روکنے سے بڑا منکر کوئی نہیں اس لئے اس کے دفاع میں مارا جانے والا شہید ہوگا۔

مال، جان، دین اور اہل خانہ کی حفاظت میں مرنے والا شہید ہے

(حدیث ۱۲۸۴) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔ (حم، ۳، حب) عن سعید بن زید۔ (ح). (۱۲۸۴)

(ترجمہ) جو شخص مال کی حفاظت میں مارا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور جو شخص اپنے دین کی حفاظت میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور جو شخص اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ بھی شہید ہے (اہل خانہ سے مراد بیوی اور اس سے قریبی خواتین ہیں)۔

(لطائف ومعارف)

جو شخص کسی مسلمان عورت کی جان و آبرو بچاتے ہوئے مارا گیا وہ بھی شہید ہے۔ یہ شہادت آخرت کے اعتبار سے ہوگی، دنیا کے اعتبار سے نہیں ہوگی یعنی اس کو شہید کا ثواب ملے گا اور یہ حکماً شہید ہوگا اور حقیقی اور حکمی شہید کے ثواب میں بھی بڑا فرق ہے۔

حالت قرض میں مرنے پر وعید

(حدیث ۱۲۸۵) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

۱۲۸۴ (الجامع الصغیر: ۸۹۱۷) ــــ رواہ أحمد (۱: ۱۸۷، ۱۸۹) و ابو داود (۴۷۷۲) والنسائی (۷: ۱۱۵، ۱۱۶) والترمذی (۱۴۱۸، ۱۴۱۹) وابن حبان والقضاعی وقال السیوطی وھو حدیث متواتر، مسلم فی الایمان (۲۴۶) طبرانی فی الکبیر (۱: ۱۱۵).

اِنَّ اَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِنْدَاللهِ اَنْ يَلْقَاهُ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْكَبَائِرِ الَّتِي نَهَى اللهُ عَنْهَا اَنْ يَمُوتَ الرَّجُلُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَايَدَعُ لَهُ قَضَاءً۔ (حم، د) عن ابی موسی۔ (خ). (۱۲۸۵)

(ترجمہ) بڑے گناہوں کے بعد جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے کہ جب وہ فوت ہوا تھا تو وہ مقروض تھا اور قرضہ چکانے کیلئے اس کے پاس کچھ نہ تھا۔

شہید سے قرض معاف نہیں ہوگا

(حدیث ۱۲۸۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّيْنَ۔ (حم، م) عن ابن عمرو۔ (صح). (۱۲۸۶)

(ترجمہ) شہید کے سب گناہ معاف کردئے جائیں گے مگر قرض معاف نہیں ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

قرض سے مراد وہ تمام حقوق العباد ہیں جو خون، مال اور عزت وآبرو سے متعلق ہوں۔ یہ حقوق شہادت سے معاف نہیں ہوتے اور یہ صفت خشکی کے شہید کی ہے اور جو سمندر میں شہید ہوگا اس کا قرضہ بھی معاف کردیا جائے گا جیسا کہ اس کے متعلق حدیث میں وارد ہے۔

اولاد کی تعلیم اور عورت کا گھریلو پیشہ

(حدیث ۱۲۸۷) حضرت بکر بن عبداللہ بن ربیع الانصاری سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۲۸۵ (الجامع الصغیر: ۲۲۰۶) ــــ رواہ احمد (۴: ۳۹۲) وابوداود فی البیوع (۳۳۴۲) وسندہ جید.

۱۲۸۶ (الجامع الصغیر: ۱۰۰۱۶) ــــ رواہ احمد (۲: ۲۲۰) ومسلم فی الجہاد (۱۱۹) مستدرک حاکم (۲: ۱۱۹).

عَلِّمُوْا اَبْنَاءَ كُمُ السِّبَاحَةَ وَالرِّمَايَةَ،وَنِعْمَ لَهْوُ الْمُؤْمِنَةِ فِي بَيْتِهَا الْمِغْزَلُ،وَاِذَا دَعَاكَ اَبَوَاكَ فَاَجِبْ اُمَّاكَ-ابن منده فی المعرفة،وابو موسی فی الذیل-(فر)عن بکر بن عبدالله بن الربیع الانصاری-(ح).(۱۲۸۷)

(ترجمہ) اپنے لڑکوں کو تیرنا اور نیزہ بازی سکھاؤ اور مؤمن عورت کا اپنے گھر میں کاتنا بہترین مشغولیت ہے اور جب تجھے تیرے والدین بلائیں تو تُو اپنی ماں کی بات مان۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اگر ماں باپ دونوں بلائیں تو پھر پہلے ماں کا حق ہے پھر باپ کا' کیونکہ حسن سلوک میں ماں کا حق باپ پر مقدم ہے۔

بچوں کو تیرنا بھی سکھانا چاہئے اور تیر اندازی بھی (اور اسی طرح سے باقی ضروریات زندگی بھی) تیرنا اس لئے کہ کبھی سیلاب یا سمندر وغیرہ میں آدمی گھر جائے تو اپنی جان بچا سکے اور تیر اندازی یا آج کے زمانہ میں نشانہ بازی یہ بھی سکھانی چاہئے تاکہ آدمی بوقت ضرورت اپنا دفاع بھی کر سکے اور جہاد بھی کر سکے۔

اور عورت کے لئے بہترین شغل یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر کوئی کاتنے بننے کا کام کرے آج کل دوسرے کام جو عورت کر سکتی ہو جس میں پردے کا بھی خوب لحاظ ہو وہ بھی اس میں داخل ہیں۔

پودا لگانے کا ثواب

(حدیث ۱۲۸۸) حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ رَجُلٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ قَدْرَ مَا يَخْرُجُ

۱۲۸۷ (الجامع الصغیر: ۵۴۷۸) ــــ رواه ابن منده فی معرفة الصحابة وابو موسی فی الذیل والدیلمی فی الفردوس وابو نعیم فی الحلیة قال السخاوی سنده ضعیف لکن له شواهد. الفوائد المجموعة (۱۳۷).

مِنْ ثَمَرِ ذٰلِکَ الْغَرْسِ—(حم)عن ابی ایوب—(صح).(۱۲۸۸)

(ترجمہ) جو شخص بھی کوئی پودا لگاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اتنی مقدار کے مطابق اجر لکھ دیتے ہیں جتنا کہ اس پودے سے پھل پیدا ہوں گے۔

حکایت:۔ علامہ طیبیؒ نے محی السنۃ سے نقل کیا کہ ایک شخص حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرا جبکہ آپؓ اخروٹ کا درخت لگا رہے تھے۔ اس نے کہا آپ یہ درخت لگا رہے ہیں حالانکہ آپ عمر رسیدہ بزرگ ہیں۔ یہ تو پھل نہیں دے گا مگر اتنے سالوں کے بعد تو آپؓ نے فرمایا مجھے کیا حرج ہے کہ مجھے اس کا اجر ملے اور دوسرے لوگ اس کا پھل کھائیں۔

جو شخص اپنے اہل وعیال کے لئے پودے لگائے یا ان کے نان ونفقہ کی کفایت کے لئے پودے لگائے تو اس کو بھی یہی ثواب ملے گا کیونکہ انسان کو اس کے پودا لگانے کا ثواب ملتا ہے چاہے اس کے ثواب کی نیت نہ کرے۔ اگر کوئی شخص اپنے ہاتھ سے نہ لگائے اجرت سے لگوالے تب بھی اس کا ثواب ملے گا۔

۱۲۸۸؎ (الجامع الصغیر: ۸۰۳۵) ــــ رواہ أحمد (۵: ۴۱۵) ورمز السیوطی لحسنہ وقال المنذری رواتہ محتج بھم فی الصحیح إلا اللیثی 'مجمع الزوائد (۴: ۶۷) الترغیب والترھیب (۳: ۳۷۷).

کتاب الاجارۃ

۱ - مزدوری

۲ - اجرت

مزدوری اور اجرت

کھانا کھلانے والے ملازم سے حسن سلوک

(حدیث ۱۲۸۹) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ قَدْ كَفَاهُ عِلَاجَهُ وَدُخَانَهُ فَلْيُجْلِسْهُ مَعَهُ، فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ۔ (ق، د، ت، ٥) عن أبی هريرة (صح). (۱۲۸۹)

(ترجمہ) جب تم میں سے کسی ایک کے پاس اس کا خادم کھانا لائے اور اس نے اس کی تیاری میں اور آگ کے دھواں کی مشقت اٹھائی ہو پس چاہئے کہ اس کو بھی اپنے ساتھ بٹھا دے اور اگر اس کو اپنے ساتھ بٹھا نہ سکے تو کچھ نہ کچھ کھانا دے دے (تاکہ اس کی خواہش طعام اور بھوک کا غلبہ ختم ہو جائے)۔

(لطائف ومعارف)

اگر کسی مرد کا خدمت گار اس کی لونڈی یا محرم خاتون یا ملازم باورچی ہو تو اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا جائے گا اور اگر اس کا کھانا تیار کرنے والی کوئی نامحرم خاتون ہو تو پھر مرد کے لئے جائز نہیں کہ اس کو اپنے پاس بٹھا کر کھلائے۔

خادم سے مراد یہاں آدمی کے پاس کھانا لانے والا بھی مراد ہو سکتا ہے، اس نے کھانا اٹھاتے وقت کھانے کی خوشبو سونگھی ہو گی اس کے ساتھ اس کا دل معلق ہو گیا ہو گا اس لئے اس کی خواہش کا لحاظ کرنا چاہئے اور اس کو راحت پہنچائی جائے۔

ایسے خادم کو اپنے ساتھ کھلانا یا اپنے کھانے سے کچھ دے دینا مندوب ہے اور مالک کے ذمہ اس کا واجبی کھانا وہ ہے جو اس علاقے کے ملازمین کو کھلایا جاتا ہے۔

جو لوگ کسی ہوٹل پر کھانا پکانے کے ملازم ہیں یا کسی مدرسہ میں یا کمپنیوں میں یا

۱۲۸۹ (الجامع الصغیر: ۳۴۴) ــــ بخاری (۳:۱۹۷، ۸:۱۰۶) مسلم، ابوداود، ترمذی، ابن ماجة بألفاظ متقاربة مسند احمد (۱:۴۴۶).

حکومت کے محکموں میں تو ان کا کھانا بھی ان کے تیار کردہ کھانے سے جاری کیا جائے ان کی تنخواہوں سے نہ وضع کیا جائے۔

دینی خدمات پر اجرت لینا

(حدیث ۱۲۹۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَكَلَ بِالْعِلْمِ طَمَسَ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ، وَرَدَّهٗ عَلٰى عَقِبَيْهِ، وَكَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ۔ الشیرازی عن ابی ھریرۃ۔ (ض) (۱۲۹۰)

(ترجمہ) جس شخص نے علم دین بیچ کر کھایا اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو بگاڑ دیں گے اور اس کو اس کی ایڑیوں کے بل لوٹا دیں گے اور جہنم اس کی زیادہ حقدار ہوگی۔ (لطائف ومعارف)

جو علماء مساجد، مدارس وغیرہ دینی کاموں کی ڈیوٹی دیتے ہیں ان کا بقدرِ ضرورت تنخواہ لینا درست ہے، یہ تنخواہ بطور وظیفہ کے ہے، شروع زمانہ میں علماء کو حکومت کی طرف سے وظائف دئے جاتے تھے لیکن آج کل حکومتیں علماء کی سرپرستی نہیں کرتیں، اس لئے ان کا خدمت دین پر تنخواہ لینا درست ہے۔

جس شخص نے علم کو حصول مال کا ذریعہ بنالیا ہوتا کہ وہ دنیا حاصل کرے اور اچھی زندگی گزارے، اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی آنکھوں کو مسخ کردے گا، ایسا شخص جہنم کا زیادہ حقدار ہے۔ اگرچہ لوگ اس کے علم سے نفع اٹھائیں کیونکہ اس نے اپنے علم کے ساتھ جو بگاڑ پیدا کیا ہے وہ اس کے قول کی اصلاح سے زیادہ ہے اور اس طرز عمل سے آدمی توبہ سے محروم ہوجاتا ہے اور اس پر سوء خاتمہ کا ڈر ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ فرماتے ہیں: علم نافع وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا خوف بڑھے، نفس کے عیوب پر بصیرت حاصل ہو اور دنیا کی رغبت کم ہو اور آخرت کی زیادہ، شیطان کی مکاریوں اور اس کے دھوکوں پر مطلع ہو اور یہ جانے کہ علماء پر شر کی کیسی تلبیس

۱۲۹۰؎ (الجامع الصغیر: ۸۵۱۶) ــــ رواہ الشیرازی عن ابی ھریرۃ فی الألقاب وابونعیم والدیلمی، کنز العمال (۲۹۰۳۴)

کرتا ہے اور ان کو اللہ کے انتقام کے مقابلہ میں کیسے کھڑا کرتا ہے جبکہ انہوں نے دین کے بدلہ میں دنیا کھائی ہو اور علم کو سلاطین سے حصول اموال کا ذریعہ بنایا ہو اور اوقاف یتامی اور مساکین کے اموال اٹھائے ہوں۔

مزدوری سے پہلے اجرت طے کی جائے

(حدیث ۱۲۹۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنِ اسْتِئْجَارِ الْاَجِيْرِ حَتّٰى يُبَيَّنَ لَهٗ اَجْرُهٗ - (حم) عن ابن سعيد-(ح). (۱۲۹۱)

(ترجمہ) جناب نبی اکرم ﷺ نے مزدور کو مزدوری پر رکھنے سے منع کیا ہے جب تک کہ اس کی مزدوری کو متعین نہ کر دیا جائے۔

(لطائف ومعارف)

مثلاً کوئی شخص مزدور کو کہے کہ یہ کام کر دو میں تمہیں راضی کر دوں گا لیکن مزدوری کی اجرت کی مقدار متعین نہ کی تو یہ معاملہ صحیح نہیں ہوگا۔

مزدور سے اسکی مزدوری پہلے طے کرو

(حدیث ۱۲۹۲) حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اسْتَاْجَرَ اَحَدُكُمْ اَجِيْرًا فَلْيُعْلِمْهُ اَجْرَهٗ. (قط) فى الافراد عن ابن مسعود -(ض). (۱۲۹۲)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی ایک کسی کو اجرت پر رکھے تو اس کو اس کی مزدوری بتلا دے۔

(لطائف ومعارف)

جس شخص سے کوئی آدمی مزدوری کا کام لے تو مزدوری پر رکھنے سے پہلے اس سے

۱۲۹۱؎ (الجامع الصغير: ۹۴۵۰) ــــ رواه أحمد (۳: ۵۹، ۱۰۶۸۷) ورمز السيوطى لحسنه ورواه ابو داود فى مراسيله والنسائى موقوفا وقال ابو زرعة الموقوف هو الصحيح.

۱۲۹۲؎ (الجامع الصغير: ۴۲۱) ــــ دار قطنى فى الأفراد

اس کی مزدوری طے کر دے تا کہ اجرت کا یہ معاملہ صحیح ہو جائے' اور اگر کسی کام کی مزدوری لوگوں میں معروف چل رہی ہو تو وہ کالمشروط ہو کر درست ہو گی اور مزدور کو اجرت مثلی ملے گی۔

مزدور کی اجرت کی ادائیگی

(حدیث ۱۲۹۳) حضرت ابن عمرؓ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت جابر اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَعْطُوا الْاَجِیرَ اَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ یَجِفَّ عَرَقُهٗ – (ه) عن ابن عمر (ع) عن ابی هریرة (طس) عن جابر' الحکیم عن انس – (ض). (۱۲۹۳)

(ترجمہ) مزدور (اجرت والے اور کرایہ والے) کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو۔

(لطائف ومعارف)

قدرت کے باوجود اس کو ٹالنا حرام ہے' پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی اجرت ادا کرنے کا مطلب اس کی مزدوری فوراً ادا کرنا ہے جب وہ اپنا کام پورا کر لے یا جب وہ مزدوری کرے اگرچہ اس کو پسینہ نہ آیا ہو یا آ کر خشک ہو چکا ہو۔

اس حدیث میں اجارہ کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔

۱۲۹۳ (الجامع الصغیر: ۱۱۶۴) ــــ رواه ابن ماجة عن ابن عمر (۲۴۴۳) وابویعلی عن ابی هریرة' والطبرانی فی الاوسط عن جابر والحکیم الترمذی عن انس قال النووی وبالجملة فطرقه کلها لا تخلو من ضعیف او متروک لکن بمجموعها یصیر حسنا' سنن کبری للبیهقی (۶: ۱۲۰) طبرانی صغیر (۱: ۲۰) مجمع الزوائد (۴: ۹۷' ۹۸) الترغیب والترهیب (۳: ۲۳) حلیة الاولیاء (۷: ۱۴۲).

سود

۱ - سود کا گناہ

۲ - سود کا عذاب

۳ - سود کا قاعدہ کلیہ

سود

سود کا قاعدہ کلیہ

(حدیث ۱۲۹۴) حضرت ابواسید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلدِّیْنَارُ بِالدِّیْنَارِ، وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ، وَصَاعُ حِنْطَةٍ بِصَاعِ حِنْطَةٍ وَصَاعُ شَعِیرٍ بِصَاعِ شَعِیْرٍ، وَصَاعُ مِلْحٍ بِصَاعِ مِلْحٍ لَا فَضْلَ بَیْنَ شَیْءٍ مِنْ ذٰلِکَ – (طب، ک) عن ابی اسید الساعدی – (صح) (۱۲۹۴)

(ترجمہ) دینار کے بدلہ دینار، درہم کے بدلہ درہم، گندم کے ایک صاع کے بدلہ میں گندم کا ایک صاع، جو کے صاع کے بدلہ میں جو کا صاع، نمک کے صاع کے بدلہ میں نمک کا صاع (لینا دینا درست ہے) اس میں کمی بیشی درست نہیں ہے۔

(لطائف ومعارف)

یہ حدیث سود کے بارے میں ایک قاعدہ کلیہ بیان کر رہی ہے، یعنی اگر ایک ہی جنس کی کوئی چیز لینی دینی ہو چاہے نقد یا ادھار اس میں کمی بیشی کرنا سود ہے۔ اگر ایک چیز کے بدلہ میں کوئی دوسری چیز لینی دینی ہو اور اس میں یا اس کی قیمت میں کمی بیشی پائی جائے تو یہ جائز ہے۔

سود شرک کی طرح برا ہے

(حدیث ۱۲۹۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۲۹۴ (الجامع الصغیر: ۴۲۹۹) ــــ رواہ الطبرانی فی الکبیر (۱۹: ۲۶۹) والحاکم طائف و معارفکم فی المستدرک (۲: ۲۰، ۴۹).

اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ بَابًا وَالشِّرْكُ مِثْلُ ذٰلِكَ-(البزار عن ابن مسعود-(صح).(۱۲۹۵)

(ترجمہ) سود کے ستر دروازے ہیں اور شرک کے بھی اتنے ہی دروازے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

سود کو شرک کے ساتھ ذکر کرنے میں سود کی شدید مذمت کی طرف اشارہ ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: جس نے بھی سودی معاملہ کیا اس نے نعمت کی ناشکری کی اور ظلم وزیادتی کی کیونکہ ایک جنس دوسری جنس کے لئے نفع کا سبب بن سکتی ہے لیکن وہی جنس اپنی جنس میں نفع کا سبب نہیں بن سکی۔ (یعنی پیسہ کے مقابلہ میں پیسہ سے نفع لینا' سونے کے مقابلہ میں سونے سے نفع لینا اور چاندی کے مقابلہ میں چاندی کا نفع لینا درست نہیں' اگر جنس بدل جائے جیسے پیسوں کے مقابلہ میں گندم سے نفع لینا' سونے کے مقابلہ میں کپاس سے نفع لینا درست ہے)۔

سود لینے دینے والے دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں

(حدیث ۱۲۹۶) حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلْآخِذُ وَالْمُعْطِیْ سَوَاءٌ فِی الرِّبَا - (قط، ک)عن ابی سعید-(صح).(۱۲۹۶)

(ترجمہ) سود لینے والے اور دینے والے برابر ہیں۔

(لطائف ومعارف)

یعنی سود لینے والے اور دینے والے دونوں گناہ میں برابر ہیں' کوئی ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہے۔

سود پر لعنت

(حدیث ۱۲۹۷) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

۱۲۹۵ (الجامع الصغیر: ۴۵۰۲)__ رواہ البزار فی سندہ مجمع الزوائد (۴:۱۱۶).

۱۲۹۶ (الجامع الصغیر: ۳۰۲۴)__ رواہ الدار قطنی والحاکم والطیالسی.

لَعَنَ اللّٰهُ الرِّبَا، وَآكِلَهُ، وَمُوْكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَهُ، وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ، وَالْوَاصِلَةَ، وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالنَّامِصَةَ، وَالْمُتَنَمِّصَةَ–(طب)عن ابن مسعود–(ح). (۱۲۹۷)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ سود پر لعنت کرتے ہیں اور اس کے کھانے اور اس کے کھلانے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کی گواہی دینے والے پر جبکہ یہ دونوں جانتے ہوں کہ یہ سود کا معاملہ ہو رہا ہے اور غیروں کے بال اپنے بالوں میں جوڑنے والی پر اور جڑوانے والی پر اور گودنے والی اور گدوانے والی اور اپنے چہرے وغیرہ کے بال اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی پر۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں جو گناہ بیان کئے گئے ہیں عام طور پر لوگ اس میں ملوث ہیں۔ سود کی لعنت میں بھی لوگ ملوث ہیں، چاہے سود کھانے والا ہو یا کھلانے والا اور اس کے لکھنے والے اور اس کی شہادت دینے والے جیسا کہ آج کل بینکوں میں سود کے کھاتے لکھے جاتے ہیں اور تصدیق کی جاتی ہے اس طرح کے جتنے بھی افسر بینکوں کے یہ کام کر رہے ہیں سب اس کام کی وعید میں آتے ہیں اور وہ منیجر بھی جو سود پہ پیسہ لگا کے سودی کھاتہ دار کو سود ادا کرتا ہے۔

بالوں میں بال لگانے والا سے مراد یہ ہے کہ اپنے بالوں کے علاوہ دوسری عورتوں کے بال خرید کر لگا دئے جائیں تاکہ دیکھنے میں میرے بال بڑے نظر آئیں یا زیب وزینت کے لئے ہی اس کو اختیار کرے۔ ایسی عورت پر بھی لعنت ہے اور وہ عورت جسے خود غیر کے بال اپنے بالوں میں لگانے کا طریقہ نہیں آتا وہ دوسروں سے لگواتی ہے یا دوسروں کو ان بالوں کے لگانے کی ترغیب دیتی ہے اس پر بھی لعنت ہے اور جو عورتیں اپنی زیب وزینت کیلئے اپنے جسم پر یا چہرے اور ہاتھوں وغیرہ پر لوہے کے ذریعہ نشان لگواتی ہیں جس کا طریقہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لوہے کے چبھونے کے بعد جب خون نکلتا

۱۲۹۷ (الجامع الصغیر: ۷۲۵۶) ــــ رواہ الطبرانی فی الکبیر، اتحاف السادۃ المتقین (۶: ۱۵۱) کنز العمال (۹۷۶۴).

ہے تو اس میں سرمہ بھر دیا جاتا ہے تاکہ اس عورت کا حسن بڑھ جائے تو ایسی عورت بھی ملعون ہے اور وہ عورت بھی ملعون ہے جو یہ عمل اپنے لئے دوسروں سے کراتی ہے یا دوسروں کیلئے کرتی ہے اور وہ عورت بھی ملعون ہے جو اپنے چہرہ کے بال صاف کرتی ہے جیسا کہ آج کل چہرہ کے غیر ضروری بال بطور فیشن صاف کرنے کیلئے کریمیں استعمال کی جاتی ہیں یا اپنے بھنوؤں کے تیر بنانے کیلئے بال کھینچتی ہیں۔ یہ سب کبیرہ گناہ ہیں۔

زنا اور سود عذاب الٰہی کا سبب ہے

(حدیث ۱۲۹۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَاظَهَرَ الزِّنَا وَالرِّبَافِیْ قَرْیَةٍ فَقَدْ اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِهِم عَذَابَ اللهِ۔(طب ،ک)عن ابن عباس –(صح). (۱۲۹۸)

(ترجمہ) جب کسی علاقے میں زنا اور سود عام ہو جائے تو انہوں نے اپنے لئے اللہ کے عذاب (مسلط ہونے) کو حلال کر لیا۔

(لطائف ومعارف)

یعنی ایسے علاقے کے لوگ ان گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کر کے عذاب کا سبب بنے جبکہ اللہ کے حکم کی حکمت حفاظت انساب اور عدم اختلاط تخم انسانی کا تقاضا رکھتی تھی اور اسی طرح سے سب لوگ نقدی اور جنس میں شریک ہیں، کسی کی کسی قسم میں تخصیص نہیں مگر ایسے معاملہ کے ساتھ جس میں سود نہ ہو۔

سود زنا سے زیادہ برا کیوں ہے؟

(حدیث ۱۲۹۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۲۹۸ (الجامع الصغیر: ۷۴۸) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر (۱: ۱۴۴) والحاکم فی المستدرک (۲: ۳۷) وقال صحیح واقره الذهبی وقال الهیثمی بعد عزوه للطبرانی فیه هاشم بن مرزوق لم اجد من ترجمه وبقیة رجاله ثقات ،مجمع الزوائد (۴: ۱۱۸) کنز العمال (۱۳۰۰۰).

اَلرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُوْنَ بَابًا اَيْسَرُهَامِثْلُ اَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ، وَاِنَّ اَرْبَى الرِّبَا عِرْضُ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ--(ک)عن ابن مسعود – (صح). (۱۲۹۹)

(ترجمہ) سود کے تہتر دروازے ہیں، سب سے کم درجہ کا دروازہ (گناہ) آدمی کا اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرنے (کے گناہ) کی طرح ہے اور سود کا سب سے بڑے درجہ کا گناہ مسلمان آدمی کی عزت کو پامال کرنا ہے۔

(لطائف ومعارف)

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں سود زنا سے اس لئے شدید تر ہے کیونکہ سود لینے والے نے اپنے فعل اور اپنی عقل کے ساتھ شارع (حضور ﷺ اور اللہ تعالیٰ دونوں) کے جنگ کے چیلنج کو قبول کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ. (یعنی اگر تم سود سے باز نہ آئے تو اللہ کی طرف سے اور اس کے رسولؐ کی طرف سے جنگ کا اشتہار سن لو) پس سود کی حرمت محض تعبدی (اور ذاتی) ہے اور زنا کی قباحت عقلاً اور شرعاً ظاہر ہے۔ پس سود خور اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کی ہتک کرتا ہے اور زانی حیاء کا پردہ چاک کرتا ہے پس زنا کی خواہش کبھی بھڑک اٹھتی ہے اور کبھی ٹھنڈی ہو جاتی ہے لیکن سود خوری کی لعنت بڑھتی ہے کم نہیں ہوتی (اس لحاظ سے سود زنا سے بھی برا ہوا)۔

۱۲۹۹ (الجامع الصغیر: ۴۵۰۴) ___ رواه الحاكم وقال الحافظ العراقي إسناده صحيح. درمنثور (۱: ۳۶۴) اتحاف السادة المتقين (۸: ۳۲۷) علل الاحاديث (۱۱۳۲).

کتاب الاکل واشرب

۱ - رزق میں اضافہ کے اسباب

۲ - رزق میں کمی کے اسباب

۳ - کھانے کے آداب

۴ - پینے کے آداب

۵ - برکت طعام

۶ - اچھے اور برے کھانے

۷ - شکر رزق

۸ - حلال اور حرام جانور

رزق

گناہ رزق سے محرومی کا سبب ہے

(حدیث ۱۳۰۰) حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:
اِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُهٗ، وَلَا یَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَا یَزِیْدُ الْعُمُرَ اِلَّا الْبِرُّ۔ (حم، ن، ہ، حب، ک) عن ثوبان۔ (ح). (۱۳۰۰)

(ترجمہ) آدمی اپنے کئے ہوئے گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے اور تقدیر کو دعا کے علاوہ کوئی چیز نہیں پھیر سکتی اور عمر کو نیکی کے سوا کوئی چیز نہیں بڑھا سکتی۔

(لطائف ومعارف)

رزق سے محرومی کی صورتیں یہ ہیں کہ اس کی قدر و منزلت لوگوں کے دلوں سے گر جاتی ہے، اس پر اس کے دشمنوں کا غلبہ ہو جاتا ہے اور علم کو بھی بھول بیٹھتا ہے، حتیٰ کہ بعض اکابر اولیاء نے یہاں تک فرمایا ہے کہ میں اپنے گناہ کی سزا کو اپنے گدھے کی بدخلقی سے بھی پہچان لیتا ہوں۔

کفار اور بدکار لوگوں کے رزق میں کمی نہ آنے اور مؤمنین کے رزق میں کمی پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ مسلمان کا آخرت میں درجہ بڑھانا چاہتا ہے، اس لئے اس کے گناہ کی سزا اس کو دنیا میں ہی دے دیتا ہے اور اس لئے بھی کہ وہ اس طرح سے مسلمان کو اتباع خواہشات سے دور کرے۔

سوال: جب ہر ایک کا رزق تقسیم ہو چکا تو اس سے محرومی کس طرح سے ہوگی؟۔

جواب: رزق سے محرومی کی شکل یہ ہے کہ وہ اس کی برکت و وسعت سے اور اس پر شکر ادا کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔

۱۳۰۰ (الجامع الصغیر: ۱۹۷۵) ــــ رواہ احمد (۵: ۲۷۷) والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وقال صحیح واقرہ الذہبی ثم العراقی وقال المنذری رواہ النسائی باسناد صحیح، کنز العمال (۱۶۶۱۱) الترغیب والترہیب (۲: ۴۸۱)

علامہ قونویؒ فرماتے ہیں کہ گناہ سب کے سب باطنی نجاست ہیں اور اگرچہ بعض گناہوں کی نجاست ظاہر بدن پر بھی اثر کرتی ہے جیسا کہ اس حدیث شریف میں اس کا اشارہ ملتا ہے۔

اور اس حدیث کا ایک مخفی معنی بھی ہے کہ اس کو رزق معنوی اور رزق روحانی سے محرومی ہو جاتی ہے اور کبھی رزق ظاہری میں بھی کمی اور محرومی محسوس ہوتی ہے۔

دعا تقدیر کو کیسے ٹالتی ہے

دعا کا تقدیر کو ٹالنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نازل شدہ مصیبت کا سہنا آسان کر دیتی ہے۔

نیکی عمر کو کیسے بڑھاتی ہے؟

جب کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کی زندگی اچھی ہو جاتی ہے گویا کہ اس کی زندگی بڑھ گئی اور گناہ رزق کو مکدر کر دیتا ہے پس جب بھی وہ اپنے انجام کو سوچتا ہے تو محرومی کو دیکھتا ہے یا یہ معنی ہے کہ ملک الموت کی نظر میں اس کی زندگی طویل معلوم ہوتی ہے یا لوح محفوظ میں اس کی زندگی بڑھا دی جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم کے اعتبار سے اس کی زندگی میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی۔

فقر اور حسد کی خطرناکیاں

(حدیث نمبر ۱۳۰۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔

كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَكُوْنَ كُفْرًا، وَكَادَ الْحَسَدُ اَنْ يَكُوْنَ سَبَقَ الْقَدَرَ۔

(حل) عن انس. (۱۳۰۱)

(ترجمہ) قریب ہے کہ فقر کفر تک پہنچا دے اور قریب ہے کہ حسد تقدیر پر سبقت لے جائے۔

۱۳۰۱ (الجامع الصغیر: ۶۱۹۹) ــــ رواه ابونعیم فی حلیة الاولیاء والبیهقی فی الشعب والطبرانی من وجه آخر بلفظ: کادالحسدان یسبق القدر وکادت الحاجة ان تکون کفرا وقال السخاوی طرقه کلها ضعیفة وقال الزرکشی لکن یشهد ماخرجه النسائی وابن حبان فی صحیحه عن ابی سعید مرفوعا اللهم انی اعوذبک من الفقر والکفر فقال رجل اویعتدلان؟قال نعم.

فقر کے کفر میں لے جانے کی وجہ تو ظاہر ہے کہ آدمی محتاج ہوتا ہے تو لالچ میں کوئی اور مذہب اختیار کر لیتا ہے یا فقر و فاقہ میں کفر کے کلمات زبان سے نکالتا ہے۔ لیکن جو لوگ فقر و فاقہ پر صبر کرتے ہیں اور غلط طریقہ اختیار نہیں کرتے تو ان کا ایمان محفوظ رہتا ہے۔

اور حسد کے تقدیر پر سبقت لے جانے کا مطلب یہ ہے کہ حاسد محسود کے بارے میں یہ حسد کرتا ہے۔ کہ یہ چیز جو اس کو حاصل ہے کیوں حاصل ہے یہ اس کا مستحق نہیں ہے۔ حالانکہ یہ نعمتوں کی تقسیم اللہ کی جانب سے ہوتی ہے۔ لیکن وہ اس تقدیر کا انکار کر بیٹھتا ہے اور راضی برضائے خدا نہیں ہوتا اور وہ اپنے حسد کو تقدیر کے علم پر غالب کر دیتا ہے وہ یہ نہیں سمجھتا کہ یہ نعمت جو اس شخص کو حاصل ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے فیصلہ کے مطابق ہے جس طرح سے کسی سے نعمت چھن جائے تو وہ بھی اللہ کے فیصلہ اور تقدیر سے چھینی جاتی ہے اس لئے حسد کرنا تقدیر کا انکار کرنا ہے اور تقدیر کا انکار کفر ہے اس لئے بعض دفعہ حاسد کافر ہو جاتا ہے۔ حاسد کی غرض محسود سے نعمت کا زوال ہے اگر وہ محسود کی نعمت کو من جانب اللہ سمجھتا تو وہ اس سے حسد نہ کرتا اور یہ خیال رکھتا کہ سب کچھ اللہ کی تقدیر سے ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے ایک اسرائیلی کو عرش خداوندی کے پائے سے لپٹے ہوئے دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے عرض کیا باری تعالیٰ یہ کون سے نیک عمل سے اس درجہ کو پہنچا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے والدین کی خدمت سے اور اس وجہ سے کہ جس شخص کو جو نعمت ملی اس نے اس پر حسد نہیں کیا اور ایک تیسری وجہ بھی اس روایت میں ذکر کی گئی ہے لیکن وہ اس وقت راقم الحروف کو مستحضر نہیں ہے۔

پس آدمی کو چاہئے کہ وہ حاسد نہ بنے کیونکہ حسد کا معنی یہ ہے کہ جو نعمت اس کے پاس ہے وہ اس سے زائل ہو کر مجھے ملے یا کم از کم یہ ہے کہ مجھے نہ ملے تو اس کے پاس بھی نہ ہو۔ قرآن شریف میں "وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ" کے تحت بھی حسد کی خطرناکی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

گزارے کی روزی کی فضیلت

(حدیث ۱۳۰۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ ذِی غِنًی اِلَّا سَیَوَدُّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَوْ کَانَ اِنَّمَا اُوتِیَ مِنَ الدُّنْیَا قُوْتًا—هناد عن انس—(صح). (۱۳۰۲)

(ترجمہ) جو بھی دولت مند ہے وہ عنقریب قیامت کے دن پسند کرے گا کہ کاش کہ اس کو دنیا میں گزارے کی روزی دی گئی ہوتی۔

بہترین ذکر اور بہترین رزق

(حدیث ۱۳۰۳) حضرت سعد بن مالک یا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ، وَخَیْرُ الرِّزْقِ مَا یَکْفِیْ—(حم، حب، هب) عن سعد — (صح). (۱۳۰۳)

(ترجمہ) بہتر ذکر وہ ہے جو خفی طور پر کیا جائے اور بہتر رزق وہ ہے جو باکفایت ہو۔

(لطائف ومعارف)

ذکر خفی اس طرح سے ہو کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی اور مطلع نہ ہو پس جس نے اس کے ذکر کو غیر اللہ سے مخفی رکھا، حتیٰ کہ علامات سے بھی کسی کو معلوم نہ ہونے دیا اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو بھی لوگوں کی پہچان اور افہام سے چھپا دیں گے کہ کسی کو معلوم نہیں ہو سکے گا کہ اس شخص کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک جنت میں کیا کیا انعام چھپا ہوا ہے۔

بعض احناف نے ذکر خفی کے افضل ہونے سے عیدین کی تکبیراتِ زوائد کو بھی آہستہ کہنے کو ثابت کیا ہے۔

بہترین رزق وہ ہے جو باکفایت ہو اور اس پر آدمی راضی ہو ورنہ انسان کی آنکھ کو

۱۳۰۲؎ (الجامع الصغیر: ۸۰۳۲)— رواه هناد فی الزهد والبیهقی فی الشعب بل خرجه ابوداود بلفظه قال ابن حجر وأخرجه ابن ماجة وقال هذا حدیث لو صح لکان نصا فی المسئلة ای فی تفضیل الکفاف. کنز العمال (۶۱۴۳)

۱۳۰۳؎ (الجامع الصغیر: ۴۰۰۹)— رواه أحمد فی مسنده (۱: ۱۷۲، ۱۸۰، ۱۸۷) وابن حبان فی صحیحه والبیهقی فی شعبة قال العلائی والهیثمی محمد بن عبدالرحمن ابن ابی لبیبة ومجمع الزوائد (۱: ۸۱) وموارد الظمآن للهیثمی (۲۳۲۳) مصنف ابن ابی شیبة (۱: ۳۷۶) الترغیب و الترهیب (۲: ۵۳۷).

مٹی کے سوا کوئی چیز سیر نہیں کر سکتی۔

فقیہ بغدادیؒ نے محاسبی کی سند سے خیر الرزق مایکفی کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ باکفایت روزی وہ ہے جو ہر روز نئی ہو اور اس میں کل کی روزی کا اہتمام نہ کیا جائے یہاں دل کے رزق (ذکر) اور ہاتھوں کے رزق کو اور دنیا اور آخرت کے رزق کے جمع کرنے کو غور سے دیکھا جائے اور اس بات کی خبر کو کہ جو حضور ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے کہ بہتر رزق وہی ہے جو حد سے تجاوز نہ کرے اور ذکر سے اتنا کافی ہے کہ اس کو اخفاء سے ادا کیا جائے۔ اگر کوئی شخص اخفاء سے زائد کرے گا تو ریاء کا خوف ہوگا اور غافلین پر تکبر کا اظہار ہوگا اور اسی طرح سے بدن کا رزق ہے جب وہ بھی بقدرِ کفایت سے بڑھ جائے تو سرکشی اور دولت جمع کرنے کی فکر کا خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کو حِکَم اور امثال میں شمار کیا گیا ہے۔

ذکر جہری کا جواز

اگر اونچی آواز سے ذکر کیا جائے جس میں اپنی توجہ اور سماعت کو ذکر کی طرف متوجہ کیا جائے اور اپنے کانوں کو اللہ کا ذکر سنایا جائے اور اس آواز سے ذکر کی جگہ اور مجلس کو برکت پہنچائی جائے اور اسی طرح سے دیگر نیک مقاصد کو مدنظر رکھا جائے تو اونچی آواز سے افضل ہے بشرطیکہ کسی نمازی، سونے والے یا دیگر کام میں مشغول آدمی کو اس سے تکلیف نہ ہو، جس کی دلیل بخاری شریف کی حدیث کے یہ لفظ ہیں: ان ذکرنی فی ملأ فذکرته فی ملأ. جماعت میں ذکر آہستہ بھی ہو سکتا ہے، اونچی آواز سے بھی، اس لئے دونوں شکلوں کا جواز ہے اس لئے بعض صوفیاء کے مذہب میں ذکر جہری کی تعلیم اور عمل درست ہے۔

شادی وسعت رزق کا سبب بھی ہے

(حدیث ۱۳۰۴) حضرت عائشہؓ اور حضرت عروہ بن زبیرؒ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ فَاِنَّهُنَّ يَأْتِيْنَ بِالْمَالِ - البزار (خط)

عائشة(د)فی مراسیله عن عروة مرسلا(ح).(۱۳۰۴)

(ترجمہ) خواتین سے نکاح کیا کرو کیونکہ یہ مال لاتی ہیں۔

(لطائف ومعارف)

مال لانے کا مطلب یہ ہے کہ رزق کا نزول عیالداری اور مشقت کے بقدر ہوتا ہے پس جس شخص نے اُخروی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے نکاح کیا مثلاً امت محمدیہ کی کثرت ہو، میری اولاد اللہ کی عبادت کرے، دین کی خدمت کرے محض صحبت اور قضائے شہوت مقصود نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جگہ سے رزق مہیا کریں گے جہاں سے اس کو وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔

نکاح کر کے رزق میں برکت کرو

(حدیث ۱۳۰۵) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

اِلْتَمِسُوا الرِّزْقَ بِالنِّكَاحِ -(فر)عن ابن عباس- (ض).(۱۳۰۵)

(ترجمہ) رزق کو نکاح کے ساتھ تلاش کرو۔

(لطائف ومعارف)

اتحاف میں ہے کہ یہ حدیث اور "تزوجوا النساء فانهن يأتين بالمال" والی حدیث فقیر کے لئے شادی بیاہ کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔(مناوی)۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تنگ دست ہو تو وہ شادی کر لے کیونکہ اللہ تعالیٰ

۱۳۰۴؎ (الجامع الصغیر: ۳۲۸۴)___ رواه البزار والخطيب عن عائشة وابو داود فی المراسيل عن عروة مرسلا وهو حديث حسن وله شواهد منها خبر الثعلبی عن ابن عجلان كذا قاله السيوطی. مستدرک حاکم (۲:۱۶۲) مصنف ابن ابی شیبة (۴:۱۲۷) تاریخ بغداد (۹:۱۴۷)

۱۳۰۵؎ (الجامع الصغیر: ۱۵۶۷)___ رواه الديلمی فی الفردوس من حديث مسلم بن خالد عن سعيد بن ابی صالح عن ابن عباسؓ ومسلم بن خالد قال الذهبی فی الضعفاء قال البخاری وابوزرعة منكر الحديث ،قال السخاوی وشيخه ضعيف لكن له شواهد عن ابن عباسؓ ،كنز العمال(۴۴۴۳۶)الدرر المنتثرة(۶۴)

ضعفاء کی وجہ سے رزق دیتے ہیں اور عورتیں اور بچے ضعیف ہیں اس لئے اگر کوئی شخص اپنی تنگ دستی کو دور کرنے کے لئے نکاح کرلے تو اللہ تعالیٰ اس عورت کے سبب اس کے رزق میں وسعت فرمادیں گے۔

وسعت رزق کی دعا

(حدیث ۱۳۰۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ ، وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ ، وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ

– (ت) عن ابی هریرة – (صح). (۱۳۰۶)

(ترجمہ) یا اللہ! (عبادت میں) میری کوتاہی کو معاف فرما اور میرے (دنیا اور آخرت کے) گھر کو وسیع فرما اور میرے رزق میں برکت عطاء فرما۔

بڑھاپے میں وسعت رزق کی دعا

(حدیث ۱۳۰۷) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِکَ عَلَیَّ عِنْدَ کِبَرِ سِنِّیْ ، وَانْقِطَاعِ عُمُرِیْ

– (ک) عن عائشة – (ح). (۱۳۰۷)

(ترجمہ) اے اللہ! جب میرا سن ڈھل جائے اور میری عمر ختم ہونے لگے تو مجھ پر اپنے رزق کو وسیع تر کردے۔

تین سانس میں پانی پینے کے فوائد

(حدیث ۱۳۰۸) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ:

۱۳۰۶؎ (الجامع الصغیر: ۱۴۷۰) ــــ رواه الترمذی واحمد والطبرانی عن رجل من الصحابةؓ ورواه النسائی وابن السنی عن ابی موسی قال النووی فی الأذکار إسناده صحیح.

۱۳۰۷؎ (الجامع الصغیر: ۱۴۹۱) ــــ رواه الحاکم (۱: ۵۴۵) مجمع الزوائد (۱۰: ۱۸۲) بسند فیه عیسی وهو متهم بالوضع ولکن رواه الطبرانی بسند آخر قال فیه الهیثمی إنه حسن وبه تزول التهمة، کنز العمال (۳۶۸۲).

كَانَ إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ ثَلَاثًا، وَيَقُوْلُ: هُوَ اَهْنَأُ وَاَمْرَأُ وَاَبْرَأُ—(حم،ق،۴)عن انس—(صح).(۱۳۰۸)

(ترجمہ) جب آپؐ پانی پیتے تھے تو تین بار سانس لیتے تھے اور فرماتے تھے یہ طریقہ لذت بخش ہے اور پیاس کو بجھاتا ہے اور صحت دیتا ہے

(لطائف ومعارف)

اگر کوئی شخص اس طرح سے پانی پیئے تو اس کے بدن کو صحت پہنچے گی اور شدت پیاس سے جو ضعف یا بیماری پیدا ہوگی وہ دور ہوگی کیونکہ گرم معدہ پر بار بار پانی پڑے گا تو اس کو تسکین ہوگی پہلی دفعہ کچھ تسکین ہوگی، دوسری دفعہ کچھ زیادہ، تیسری دفعہ مکمل اور اس طریقہ سے آدمی کی حرارت غریزیہ بھی محفوظ رہتی ہے کیونکہ یکدم ٹھنڈا پانی پینے سے حرارت غریزیہ بجھ جاتی ہے جگر کا مزاج خراب ہوجاتا ہے اور پینے کے دوران سانس کیلئے وقت نکالنے سے سانس کو سہولت ہوتی ہے۔

علامہ ابن عربیؒ فرماتے ہیں برتن میں سانس نہ لیا جائے ورنہ اس سے ناپسندیدہ قسم کے ذرات اور ہوائیں پانی کو خراب کریں گی۔ اور یہ بات تجربہ سے معلوم کی جاسکتی ہے اس لئے کہتے ہیں کہ کھانے کے بعد پانی پینا درست نہیں ہے الا یہ کہ منہ کو صاف کرلیا جائے اور یہ بھی کہ پانی کا برتن منہ میں نہیں ڈالنا چاہئے بلکہ ہونٹ پر رکھنا چاہئے اور پانی اوپر کے ہونٹ سے لگنا چاہئے اور جب سانس لینا ہو منہ سے برتن کو ہٹالیا جائے۔

پینے کے وقت میں اگر تین مرتبہ سانس لیا جائے تو یہ پیاس کو بجھاتا ہے، قوت ہضم کو طاقتور کرتا ہے اور معدہ میں ٹھنڈک کے اثر کو اور ضعف اعصاب کو کم کرتا ہے۔

پانی کو چوس چوس کر پیو

(حدیث ۱۳۰۹) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۳۰۸؎ (الجامع الصغیر: ۶۷۲۹) ــــ رواہ احمد والبخاری ومسلم و ابو داود والنسائی والترمذی وابن ماجۃ، الکامل لابن عدی (۲: ۷۳۷)

مُصُّوا الْمَاءَ مَصًّا، وَلَا تَعُبُّوْهُ عَبًّا۔(هب)عن انس۔(ح)(۱۳۰۹)

(ترجمہ) پانی کو خوب چوس چوس کر پیو غٹ غٹ کر کے نہ پیو۔

لطائف ومعارف

کئی سانسوں میں پانی پینا اور آہستہ آہستہ پینا معدہ کیلئے مفید ہے تیزی سے یکدم پینے سے آدمی کی حرارت غریزیہ کمزور ہو جاتی ہے اور معدہ کا نظام خراب ہو جاتا ہے۔

سب سے بڑا صدقہ پانی پلانا ہے

(حدیث ۱۳۱۰) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ صَدَقَةٌ اَعْظَمَ اَجْرًا مِنْ مَاءٍ۔(هب) عن ابی هريرة۔(ح)(۱۳۱۰)

(ترجمہ) کوئی صدقہ اجر کے اعتبار سے پانی سے زیادہ نہیں ہے (کیونکہ پیاسے کو پانی پلانے کا بہت بڑا اجر ہے)۔

لطائف ومعارف

پانی کی سبیل لگانا، کولر لگانا، نلکا لگانا یا کسی بھی اور طریقہ سے انسانوں اور جانوروں کو پانی پلانے کا طریقہ وشکل اختیار کرنا سب اس میں داخل ہے۔

بعض لوگ سبیل حسینؓ اور سبیل فلاں، فلاں کے نام پر پانی پینے کی جگہیں بنا دیتے ہیں اگر اس سے بنانے والوں کی نیت یہ ہے کہ لوگ پانی پئیں گے اللہ تعالیٰ ثواب دیں گے اور اس کا ثواب حضرت امام حسینؓ وغیرہ کو پہنچے تو یہ تو درست ہے اور اگر سبیل لگانے کی نسبت امام حسینؓ وغیرہ کی طرف ہو ان کو ایصال ثواب کرنا مقصود نہ ہو تو یہ شرک ہے ایسی سبیل لگانا بھی حرام ہے اور اس سے پانی پینا بھی حرام ہے۔

۱۳۰۹؎ (الجامع الصغير: ۸۱۸۰)۔۔۔ رواه البيهقي في الشعب وفي سنده لين، كنز العمال (۴۱۰۷۶).

۱۳۱۰؎ (الجامع الصغير: ۷۶۰۷)۔۔۔ رواه البيهقي في الشعب ورمز السيوطي لحسنه وفيه داود بن عطاء اورده الذهبي في الضعفاء والمتروكين، الكامل لابن عدي (۷: ۲۷۰۳) كنز العمال (۱۶۳۲۰) تاريخ دمشق (۱: ۲۴۸)

آداب طعام

برتن سے منہ ہٹا کر سانس لو

(حدیث ۱۳۱۱) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَبِنِ الْقَدَحَ عَنْ فِيْكَ ثُمَّ تَنَفَّسْ ـ سمويه فى فوائده (حب) عن أبى سعيد. (۱۳۱۱)

(ترجمہ) (پانی پیتے وقت سانس نکالنے کے لئے پہلے) برتن کو منہ سے الگ کرو پھر سانس لو۔

(لطائف ومعارف)

پانی کم از کم تین سانس میں پینا چاہئے اور ہر سانس کے بعد بسم اللہ سے شروع کیا جائے اور سانس لیتے وقت الحمد للہ کہا جائے۔

بند برتن سے پانی پینا ممنوع ہے

(حدیث ۱۳۱۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِى السِّقَاءِ ـ (د، ت، خ، ٥) عن ابن عباس ـ (صح). (۱۳۱۲)

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ نے مشکیزہ کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا (کیونکہ مشکیزہ کے منہ سے پانی پینے سے پانی یکدم معدے میں گر جاتا ہے جو معدہ کو بہت زیادہ نقصان دیتا ہے جبکہ مشکیزہ سے کھڑے ہوکر پانی پیا جائے تو

۱۳۱۱ (الجامع الصغير: ٦٣٠) ـــ سنن ترمذى (۱۸۸۷) مؤطا مالک، الفوائد الحديثية، شعب الايمان للبيهقى. مسند احمد (۳:۵۷) حديث صحيح.

۱۳۱۲ (الجامع الصغير: ۹۳۹۷) ـــ رواه البخارى، وابوداود والترمذى وابن ماجة والنسائى كلهم فى الأشربة. الكامل لابن عدى (۲۱۳۷)

اور حضور ﷺ کی ممانعت اس وجہ سے بھی ہوسکتی ہے کہ مشکیزہ کے اندر پانی کے پینے سے ہوسکتا ہے پتہ نہ چلے اور کوئی ضرر رساں چیز اندر چلی جائے اور وہ اس کو اذیت پہنچائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مشکیزہ میں پانی پینے سے آدمی کا پیٹ ہوا سے بھر جائے اور پانی کی جگہ تنگ رہ جائے۔

آب زمزم ہر مقصد میں مفید ہے

(حدیث ۱۳۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ :فَإِنْ شَرِبْتَهُ تَسْتَشْفِيْ بِهِ شَفَاكَ اللهُ،وَإِنْ شَرِبْتَهُ مُسْتَعِيْذًا اَعَاذَكَ اللهُ،وَإِنْ شَرِبْتَهُ لِتَقْطَعَ ظَمَاكَ قَطَعَهُ اللهُ وَإِنْ شَرِبْتَهُ لِشِبْعِكَ اَشْبَعَكَ اللهُ،وَهِيَ هَزْمَةُ جِبْرِيْلَ وَسُقْيَا اِسْمٰعِيْلَ-(قط،ک)عن ابن عباس-(صح).(۱۳۱۳)

(ترجمہ) آب زمزم اسی مقصد کے لئے ہے جس کیلئے اس کو پیا جائے پس اگر تو اس کو شفاء حاصل کرنے کے لئے پیئے اللہ تعالیٰ تجھے شفاء دیں گے اور اگر تو اس کو (جہنم سے) پناہ لینے کے لئے پیئے اللہ تعالیٰ تجھے پناہ دیں گے اور اگر تو اس کو اپنی پیاس بجھانے کے لئے پیئے تو اللہ تعالیٰ اس کو بجھا دیں گے اور اگر تو سیر ہونے کی نیت سے پیئے تو اللہ تعالیٰ تجھے رجا دیں گے۔ یہ (زمزم) جبریلؑ کی ایڑی مارنے سے نکلا ہے اور اسماعیل علیہ السلام کا مشروب ہے۔

(لطائف ومعارف)

برکی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آب زمزم کو زمزم اس لئے کہتے ہیں کہ اس پر مٹی سے بند باندھا گیا تاکہ پانی دائیں بائیں نہ بکھر جائے اگر اس کو ایسے ہی چھوڑ دیا جاتا تو ساری زمین پر پھیل جاتا اور ہر چیز میں پھیل جاتا۔

۱۳۱۳ (الجامع الصغیر: ۷۷۶۰) رواہ الدار قطنی (۲: ۲۸۹) والحاکم (۱: ۴۷۳) وقال صحیح إن سلم من الجارودی 'ابن ماجة (۳۰۶۲) مسند احمد (۳: ۳۵۷) تاریخ دمشق (۴: ۱۷۴).

عربی میں زمزم کثرت اور اجتماع کے معنوں میں آتا ہے' زمزم کی بھی یہی حالت ہے کہ ہزاروں سال سے دنیا اس کنوئیں سے پی رہی ہے سیراب ہو رہی ہے لیکن اب تو اس کا استعمال اتنا بڑھ گیا ہے کہ بڑے بڑے ٹینکر بھر بھر کے مختلف سعودی شہروں میں بھیجے جاتے ہیں بلکہ معلوم ہوا ہے کہ مکہ سے مدینہ تک آب زمزم کی ایک لائن نکالی ہوئی ہے پھر بھی زمزم اسم بامسمی ہے اور اس کی کثرت اور تاثیر میں کوئی فرق نہیں آیا۔

شراب کے متعلق دس قسم کے لوگ لعنتی ہیں

(حدیث ۱۳۱۴) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ، وَشَارِبَهَا، وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا' وَمُبْتَاعَهَا، وَعَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ، وَآكِلَ ثَمَنِهَا— (د'ک) عن ابن عمر—(صح). (۱۳۱۴)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ شراب پر بھی لعنت کرتے ہیں اس کے پینے والے پر بھی' اس کے پلانے والے پر بھی' اس کے بیچنے والے پر بھی' اس کے خریدنے والے پر بھی' اس کے نچوڑنے والے پر بھی اس کے نچڑوانے والے پر بھی' اس کے اٹھانے والے پر بھی اور اس پر بھی جس کی طرف اٹھا کر لے جایا جائے اور اس کی قیمت کھانے والے پر بھی۔

(لطائف ومعارف)

ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس حدیث مبارکہ میں شراب کے متعلق دس قسم کی لعنتوں کا ذکر کیا ہے۔ حضور ﷺ کا ایک گناہ کے بارے میں دس قسم کی لعنتوں کا ذکر کرنا اس گناہ کے کثیر الاثم ہونے کا اظہار ہے۔

سب سے پہلے تو گناہ گار ہوگا نچڑوانے والا' پھر نچوڑنے والا' پھر بیچنے والا' پھر اس کو خریدنے والا' پھر اٹھانے والا' پھر جس کی طرف اٹھا کر لایا جائے پھر جس کے لئے

۱۳۱۴ (الجامع الصغیر: ۷۲۵۳) ـــ رواه ابوداود فی الأشربة (۳۶۷۴) والحاکم فی الأشربة (۲: ۳۳) وقال صحیح وفیه عبدالرحمن الغافقی قال ابن معین لاأعرفه ورواه ابن ماجة عن انس قال المنذری ورواته ثقات. مسند احمد (۲: ۹۷)

خریدا جائے پھر پلانے والا' پھر پینے والا' گناہ کی ترتیب میں شراب کے وجود میں لانے کے اعتبار سے اور کثرت گناہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ گناہ شراب پینے والے کو ہو گا پھر اس کی قیمت کھانے والے کو' پھر بیچنے والے کو' پھر پلانے والے کو اور ان سب کے گناہ درجہ میں مختلف ہیں اور سب حالتیں ایک شخص میں بھی جمع ہو سکتی ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نشہ دینے والی چیز کی بیع حرام ہے الا یہ کہ بطور دوا کے قلیل مقدار میں ہو جس سے نشہ نہ آتا ہو۔

تین لوگوں پر جنت حرام ہے

(حدیث ۱۳۱۵) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْعَاقُّ، وَالدَّيُّوْثُ الَّذِي يُقِرُّ فِي اَهْلِهِ الْخُبْثَ—(حم)عن ابن عمر(۱۳۱۵)

(ترجمہ) تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) والدین میں سے کسی ایک کا یا دونوں کا نافرمان (۳) اور وہ بے غیرت جو اپنے گھر میں بے غیرتی کو برداشت کرے (اور اس پر غیرت نہ کھائے)۔

(لطائف ومعارف)

اگر یہ تینوں قسم کے لوگ اپنے ان جرموں کو حلال سمجھتے ہیں تو کافر ہوں گے جنت کفار پر ہمیشہ کے لئے حرام ہے اور اگر حرام سمجھتے ہیں تو پھر جنت کے ان پر حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جہنم سے گناہوں کی سزا بھگتنے سے پہلے وہ جنت میں نہیں جا سکیں گے اور جب جہنم سے سزا پا چکیں گے پھر جنت میں جائیں گے۔

کھانے کیلئے ہاتھ دھونا باعث برکت ہے

(حدیث ۱۳۱۶) حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

۱۳۱۵ (الجامع الصغیر: ۳۵۰۳) ــــ رواه أحمد (۲: ۶۹، ۱۲۸) ومجمع الزوائد (۴: ۳۲۷، ۸: ۱۴۷). وقال الهيثمي وفيه راوٍ لم يسم وبقية رجاله ثقاة.

بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ، قَبْلَهُ، وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ-(حم،د،ت، ک) عن سلیمان-(ح).(۱۳۱۶)

(ترجمہ) کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا کھانے میں برکت کا سبب ہے۔

(لطائف ومعارف)

برکت کا معنی کسی چیز میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کا ثبوت ہے اور برکت کا معنی کسی چیز کا بڑھنا اور اس کے نفع میں اضافہ کا بھی ہے اور ضرر کا دفع ہونا بھی برکت میں شامل ہے۔

کھانے سے پہلے بسم اللہ

(حدیث ۱۳۱۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللهِ، فَاِنْ نَسِيَ اَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللهِ فِي اَوَّلِهٖ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللهِ عَلٰى اَوَّلِهٖ وَآخِرِهٖ۔ (د، ت، ک) عن عائشة (صح).(۱۳۱۷)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو "بسم اللہ" پڑھے اور اگر اللہ کا نام شروع میں لینا بھول جائے (تو درمیان میں یا اخیر میں) "بسم اللہِ علٰی اَوَّلِهٖ وَآخِرِهٖ" پڑھ لے۔

۱۳۱۶؎ (الجامع الصغیر: ۳۱۴۰) ــــ رواه احمد (۵: ۴۴۱) وابوداود (۳۷۶۱) والترمذی (۱۸۴۶) والحاکم کلهم فی الاطعمة وصرح ابو داؤد بضعفه وقال الترمذی لا نعرفهٗ الا من حدیث قیس بن الربیع وهو مضعف وقال الحاکم تفرد به قیس وقال الذهبی هو مع ضعف قیس فیه ارسال اهـ ومن ثم جزم العراقی بضعف الحدیث، لکن قال المنذری قیس وان کان فیه کلام لسوء حفظه لا یخرج الاسناد عن حد الحسن اهـ ومن ثم رمز السیوطی لحسنه.

۱۳۱۷؎ (الجامع الصغیر. ۴۷۶) ــــ مسند احمد (۶: ۱۴۳) مستدرک حاکم (۴: ۱۰۸) ابوداود، ترمذی، وقال حسن صحیح والحاکم وقال صحیح واقره الذهبی.

(لطائف ومعارف)

اگر کوئی پانی پیئے تو اس کا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ مسند دیلمی کی حدیث میں ہے کہ جب تو کھانا کھائے یا پانی پیئے تو "بسم اللہِ وَباللہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ". پڑھ لے تو تجھے کوئی بیماری نہیں ہو گی اگرچہ اس میں زہر ہی کیوں نہ ہو۔

اگر کوئی حالت جنابت میں یا ماہواری میں ہو تو بھی اللہ کا نام لے کر کھانا پینا شروع کر لے۔

افضل یہ ہے کہ پوری "بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" پڑھے اور اگر صرف بسم اللہ پڑھی تو بھی سنت پر عمل حاصل ہو جائے گا (کذا فی الاذکار للنووی)۔

کھانا ٹھنڈا کر کے کھاؤ

(حدیث ۱۳۱۸) حضرت ابن عمرؓ حضرت جابرؓ حضرت اسماءؓ حضرت ابو یحییٰؓ حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَبْرِدُوْا بِالطَّعَامِ فَاِنَّ الْحَارَّ لَا بَرَکَۃَ فِیْہِ۔ (فر) عن ابن عمر (ک) عن جابر، وعن اسماء، مسدد عن ابی یحیی (طس) عن ابی ہریرۃ (حل) عن انس. (۱۳۱۸)

(ترجمہ) کھانا ٹھنڈا کر کے کھایا کرو کیونکہ گرم کھانے میں کوئی برکت نہیں ہوتی۔

(لطائف ومعارف)

گرم کھانے میں برکت بھی نہیں ہوتی اور سنت کے خلاف بھی ہوگا' بلکہ گرم کھانے سے نقصان ہو تو حرام بھی ہوگا کیونکہ خود کو نقصان پہنچانا حرام ہے۔

۱۳۱۸ (الجامع الصغیر: ۵۰) ___ مسند الفردوس عن ابن عمرؓ حاکم (۴:۱۱۸) عن جابرؓ واسماءؓ مسند مسدد عن ابی یحییٰؓ طبرانی اوسط عن ابی ہریرۃؓ حلیۃ الاولیاء عن انسؓ.

کھانا برتن کے کنارہ سے کھایا جائے

(حدیث ۱۳۱۹) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:
اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَخُذُوْا مِنْ حَافَّتِهٖ ، وَذَرُوْا وَسَطَهٗ ، فَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِي وَسَطِهٖ-(٥) عن ابن عباس -(صح). (۱۳۱۹)
(ترجمہ) جب کھانا (سامنے) رکھا جائے تو اس کے کنارہ سے کھاؤ اور اس کے درمیان کو چھوڑ دو کیونکہ اس کے درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے (لہٰذا برتن کے درمیان سے اور کھانے کی چوٹی سے نہیں کھانا چاہئے)۔

ایک طرف سے کھانا باعث برکت ہے

(حدیث ۱۳۲۰) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:
كُلُوْا فِي الْقَصْعَةِ مِنْ جَوَانِبِهَا، وَلَا تَاْكُلُوْا مِنْ وَسَطِهَا، فَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِيْ وَسَطِهَا- (حم،هق) عن ابن عباس- (ح). (۱۳۲۰)
(ترجمہ) برتن کے کناروں سے کھاؤ اس کے درمیان سے مت کھاؤ کیونکہ برکت اس کے درمیان میں نازل ہوتی ہے۔

وسط طعام سے کھانے میں برکت نہیں رہتی

(حدیث ۱۳۲۱) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:
اِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِيْ وَسْطِ الطَّعَامِ فَكُلُوْا مِنْ حَافَاتِهٖ، وَلَاتَاْكُلُوْا مِنْ وَسْطِهٖ-(ت،ك)عن ابن عباس-(صح). (۱۳۲۱)
(ترجمہ) برکت کھانے کے وسط میں نازل ہوتی ہے پس تم اس کے کناروں سے کھایا کرو اس کے درمیان سے مت کھایا کرو۔

۱۳۱۹ (الجامع الصغير: ۸۹۱) ـــ رواه ابن ماجة (۳۲۷۷) وحسنه السيوطي.
۱۳۲۰ (الجامع الصغير: ۶۳۹۹) ـــ رواه أحمد (۱: ۲۳۰) والبيهقي ورمز السيوطي لحسنه.
۱۳۲۱ (الجامع الصغير: ۱۹۵۹) ـــ رواه الترمذي والحاكم في الاطعمة (۴: ۱۱۶) وقال صحيح واقره الذهبي. مسند الحميدي (۵۲۹).

برکت طعام کا معنی

علامہ ابن العربیؒ فرماتے ہیں: برکت طعام کے کئی معنی ہیں۔ (۱) کھانے کا خوشگوار ہونا (۲) تمام کھانے کا شرکاء طعام کے ہاتھوں آلودہ نہ ہونا جس سے طبیعت منکدر ہو (۳) اطراف سے کھانے سے بسہولت لقمے لینا اگر اوپر سے لقمے لئے جائیں تو باقی ماندہ اطراف سے کھانے کی خوشگواری باقی نہیں رہتی (۴) (اس مسنون طریقہ سے کھانے سے) اللہ تعالیٰ کھانے میں مزید اجزاء زائدہ پیدا کر دیتے ہیں۔

دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور پیو

(حدیث ۱۳۲۲) حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَاكُلْ بِيَمِيْنِهٖ، وَاِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهٖ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ — (حم م د) عن ابن عمر (ن) عن أبی هريرة (صح). (۱۳۲۲)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پانی پیئے تو اپنے دائیں ہاتھ سے پیئے پس بے شک شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور اپنے بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

تین انگلیوں سے کھانا مسنون ہے

(حدیث ۱۳۲۳) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ يَاْكُلُ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ، وَيَلْعَقُ يَدَهٗ قَبْلَ اَنْ يَمْسَحَهَا — (حم، م، د) عن كعب بن مالک — (صح). (۱۳۲۳)

۱۳۲۲ (الجامع الصغیر: ۴۸۱) — مسند احمد، مسلم، ابو داود عن ابن عمرؓ، نسائی عن ابی هریرةؓ، وهو حدیث صحیح. سنن کبری للبیهقی (۷: ۲۷۷).

۱۳۲۳ (الجامع الصغیر: ۶۹۴۰) — رواه احمد ومسلم فی الاشربة (ب ۱۸ رقم ۱۳۱) وابو داود فی الأطعمة. مشکوة (۴۱۶۴).

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ تین انگلیوں کے ساتھ کھاتے تھے اور پونچھنے سے پہلے اپنے ہاتھ کو چاٹ لیتے تھے۔

(لطائف ومعارف)

حضرت امام دارقطنی نے اپنی کتاب الافراد میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت لکھی ہے أن النبی ﷺ لم یاکل بإصبعین وقال إنه أکل الشیاطین. کہ آنحضرت دو انگلیوں کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے اور فرماتے تھے یہ شیاطین کا طریقہ ہے اور اسی کتاب میں بسند ضعیف حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے: لا تأکل بإصبع فإنه أکل الملوک ولا بإصبعین فإنه أکل الشیاطین. (ایک انگلی سے مت کھا کیونکہ یہ بادشاہوں کا طریقہ ہے اور دو انگلیوں سے بھی نہ کھا کیونکہ یہ شیاطین کا طریقہ ہے)۔

ٹیک لگا کر نہ کھاؤ

(حدیث ۱۳۲۴) حضرت ابو جحیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اَمَّا اَنَا فَلَا آکُلُ مُتَّکِئًا—(ت) عن ابی جحیفة — (صح). (۱۳۲۴)

(ترجمہ) سن لو! میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔

(لطائف ومعارف)

ٹیک لگانا کسی تکیہ وغیرہ سے بھی ہوسکتا ہے اور اپنے کسی پہلو کو جھکانا بھی اس حدیث سے مراد ہوسکتا ہے۔

ٹیک لگا کر کھانا درست نہیں ہے

(حدیث ۱۳۲۵) حضرت ابو جحیفہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لَا آکُلُ وَاَنَا مُتَّکِئٌ—(حم، خ، د، ۵) عن ابی جحیفة— (صح). (۱۳۲۵)

۱۳۲۴ (الجامع الصغیر: ۱۵۹۹) ___ عزاه القاضی العیاض فی الشفاء (۱: ۱۸۸) للبخاری وعزاه السیوطی للترمذی. سنن کبری للبیهقی (۷: ۴۹) مشکل الآثار (۳: ۱۵).

۱۳۲۵ (الجامع الصغیر: ۹۶۹۴) ___ رواه أحمد والبخاری وابوداود وابن ماجه الکامل لابن عدی (۶: ۲۱۷۲) فتح الباری (۹: ۵۴۰).

(ترجمہ) میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

(لطائف ومعارف)

اس کے دو معنی ہیں کہ میں ایک جانب مائل ہو کر نہیں کھاتا' دوسرا معنی یہ ہے کہ میں ایسی حالت میں کھانا نہیں کھاتا جب میں نے کسی چیز کے ساتھ اپنی پشت کے ساتھ ٹیک لگا رکھی ہو۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ کھانے کے وقت آدمی گھٹنوں کے بل بیٹھے یا دایاں پاؤں کھڑا کر لے اور بائیں پر بیٹھ کر کھائے۔اھ

لیکن ٹیک لگا کر کھانے میں گناہ نہیں ہے بلکہ جائز مع الکراہت ہے۔

گرے ہوئے لقمہ کو کھانا

(حدیث ۱۳۲۶) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَسَقَطَتْ لُقْمَتُهُ فَلْيُمِطْ مَارَابَهُ مِنْهَا ، ثُمَّ لِيَطْعَمْهَا ، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ ۔ (ت) عن جابر —(ح). (۱۳۲۶)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے اور اس کا لقمہ گر جائے تو اس سے جو چیز لگی ہو اس کو صاف کر لے پھر اس کو کھالے اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔

(لطائف ومعارف)

اکثر علماء کے نزدیک گرے ہوئے لقمہ کو صاف کرنے کا حکم استحبابی درجہ میں ہے۔ اگر وہ لقمہ کھانے کے قابل نہ ہو یا طبیعت کو کراہت ہوتی ہو تو نہ کھانے میں کوئی حرج نہیں' ایسے لقمہ کو کسی جانور کے آگے ڈال دیا جائے شیطان کیلئے نہ چھوڑا جائے۔

کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لو

(حدیث ۱۳۲۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۳۲۶ (الجامع الصغیر: ۴۸۳)__ مسند احمد(۳:۳۹۴)ترمذی وقال حسن صحیح.

اذا اکل احدکم طعاما فلا یمسح یدہ بالمندیل، حتی یلعقھا او یلعقھا -(حم 'ق'د' ہ) عن ابن عباس (حم 'م' ن' ہ) عن جابر بزیادۃ فانہ لا یدری فی ای طعامہ تکون البرکۃ (صح)(۱۳۲۷)

(ترجمہ) تم میں سے جب کوئی کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ تولیہ وغیرہ سے نہ پونچھے یہاں تک کہ اس کو چاٹ نہ لے یا چٹا نہ لے اور مسلم وغیرہ کی دوسری روایت میں حضرت جابر سے یہ الفاظ مزید روایت کئے گئے ہیں (کیونکہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کے کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے)۔

(لطائف ومعارف)

ہاتھ کو خود چاٹے یا کسی سے چٹائے جو اس سے گھن نہ کھاتا ہو جیسے اس کی بیوی ہوگئی یا خادم یا اولاد یا شاگرد کیونکہ چاٹنے سے پہلے تولیہ سے ہاتھ پونچھنا سرکشوں کی عادت ہے۔ ہاتھ چاٹنے سے مراد یہاں انگلیوں کا چاٹنا ہے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور جب فارغ ہوتے تو ان کو چاٹ لیتے تھے۔

عام طور پر کھانے میں تین انگلیوں کو استعمال کرے اگر کوئی پانچ انگلیوں سے بھی کھانا چاہے تو کھا سکتا ہے جیسا کہ گوشت توڑنے میں پانچوں انگلیوں کا استعمال ہوتا ہے۔

طبرانی شریف کی حدیث میں ہے: "کان یأکل باصابعہ الثلاث بالإبھام والتی تلیھا والوسطی ثم رأیتہ یلعق الثلاث قبل أن یمسحھا الوسطی ثم التی تلیھا ثم الإبھام". آپ اپنی تین انگلیوں انگوٹھا اور اس کے ساتھ والی دو انگلیوں کے ساتھ کھاتے تھے (راوی کہتے ہیں) پھر میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ وہ تینوں انگلیوں کو چاٹ رہے تھے پہلے درمیان والی کو چاٹا پھر اس کے ساتھ والی کو پھر انگوٹھے کو۔

سالن کا شوربا زیادہ کرنا

(حدیث ۱۳۲۸) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

۱۳۲۷ (الجامع الصغیر: ۴۷۸) ___ مسند احمد (۱: ۲۴۱) بخاری' مسلم فی الاشربۃ (۱۲۹' ۱۳۰) ابو داود' ابن ماجۃ (۳۲۶۹) عن ابن عباسؓ' مسند احمد' مسلم' نسائی' ابن ماجۃ عن جابرؓ بزیادۃ (فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ فِیْ اَیِّ طَعَامِهٖ تَکُوْنُ الْبَرَکَةُ).

اِذَاطَبَخْتُمُ اللَّحْمَ فَاَکْثِرُوا الْمَرَقَ، فَاِنَّهٗ اَوْسَعُ، وَاَبْلَغُ لِلْجِیْرَانِ —
(ش)عن جابر —(ح). (۱۳۲۸)

(ترجمہ) جب تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کرلیا کرو کیونکہ یہ (کھانے والوں پر) زیادہ وسعت رکھتا ہے اور پڑوسیوں کے لئے زیادہ پہنچنے کا سبب ہے۔

(لطائف ومعارف)

شوربا زیادہ کرنا مندوب ومستحب ہے۔

اجتماعی کھانے کی برکت

-(حدیث ۱۳۲۹) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الطَّعَامِ إِلَى اللهِ مَا كَثُرَتْ عَلَيْهِ الْأَيْدِيْ۔ (ع، حب، هب) والضياء عن جابر —(صح). (۱۳۲۹)

(ترجمہ) اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کھانا وہ ہے جس پر (کھانے والوں کے) ہاتھ زیادہ پڑتے ہوں۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ کئی لوگوں کا مل کر کھانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیض رحمت کا مقتضی ہے اور نزول نعمت کا سبب ہے۔ اہل طریقت کے نزدیک یہ برکت مشاہدۃً محسوس ہوتی ہے لیکن آدمی اپنی جہالت کی وجہ سے غائب چیز پر مشاہدہ کی چیز کو غالب قرار دیتا ہے اور اسی طرح سے محسوس چیز کو معقول چیز پر۔

مکھی وغیرہ سالن میں گر جائے تو کیا کریں؟

(حدیث ۱۳۳۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب

۱۳۲۸ (الجامع الصغیر: ۷۴۱) ___ اخرجه مسلم بلفظه واحمد (۳:۳۷۷) والبزار وابن ابی شیبة باللفظ المزبور وحسنه السیوطی 'مجمع الزوائد (۵: ۱۹).

۱۳۲۹ (الجامع الصغیر: ۲۱۳) ___ الکامل لابن عدی (۵:۱۹۸۳) کشف الخفاء (۱:۵۳) مسند ابی یعلیٰ' صحیح ابن حبان' شعب الایمان بیهقی' المختارة للضیاء 'مجمع الزوائد وعزاه للطبرانی وابی یعلیٰ وقال الزین العراقی اسناده حسن واخرجه ابو الشیخ فی کتاب الثواب.

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ شَرَابِ اَحَدِکُمْ فَلْیَغْمِسْهُ،ثُمَّ لِیَنْزِعْهُ، فَاِنَّ فِیْ اِحْدٰی جَنَاحَیْهِ دَاءً،وَفِی الْاُخْرٰی شِفَاءً-(خ،ه)عن ابی هریرة.(۱۳۳۰)

(ترجمہ) جب مکھی تمہارے (کھانے) پینے کی چیز میں گر جائے تو اس کو غوطہ دے کر نکال دو کیونکہ اس کے پروں میں سے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے اور دوسرے میں شفاء۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے فقہاء کرام نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ ہر وہ جانور جس کا اپنا بہنے والا خون نہ ہو اگر وہ کسی تھوڑی سی کھانے پینے کی چیز میں بھی گر جائے تو وہ چیز نجس نہ ہوگی بشرطیکہ وہ چیز بگڑ نہ جائے۔

ایسے ہی جس جانور کا اپنا خون نہ ہو اگر وہ کھانے پینے کی چیز میں گر کر مر جائے تو اس کے مرنے سے بھی وہ چیز نجس نہ ہوگی اگر نجس ہوتی تو آنحضرت ﷺ گری ہوئی یا بیٹھی ہوئی مکھی کو غوطہ دینے کا حکم نہ دیتے کیونکہ غوطہ دینے سے بعض اوقات مکھی مر بھی جاتی ہے۔

دودھ پی کر کلی کریں

(حدیث ۱۳۳۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا شَرِبْتُمُ اللَّبَنَ فَتَمَضْمَضُوْا مِنْهُ،فَاِنَّ لَهُ دَسَمًا -(ه)عن ام سلمة-(ح).(۱۳۳۱)

(ترجمہ) جب تم دودھ پیو تو کلی کر لیا کرو کیونکہ دودھ کی چکناہٹ ہوتی ہے۔

۱۳۳۰؎ (الجامع الصغیر: ۸۹۵)___ رواه البخاری وابن ماجة (۳۵۰۵) والبزار والطبرانی بلفظهما.

۱۳۳۱؎ (الجامع الصغیر: ۷۱۲)___ رواه ابن ماجة (۴۹۹) ولفظه (فمضمضوا) وقال الحافظ مغلطائی فی شرح ابن ماجة اسناده صحیح.

(لطائف ومعارف)

امام مسلمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دودھ پیا تو پانی منگوا کر کلی کی اور فرمایا: اس کی چکناہٹ ہوتی ہے (اگر چکناہٹ کو صاف نہ کیا جائے تو دانتوں میں ریشہ اور دیگر عوارضات شروع ہو جاتے ہیں)۔

بعض اطباء کا بیان ہے کہ دودھ کا بقایا جو دانتوں کو لگ جاتا ہے یہ مسوڑھوں اور دانتوں کے لئے نقصان دہ ہے' کھانے اور پینے کے وقت کلی کرنے میں بہت سے دینی اور دنیاوی فائدے ہیں' دنیاوی فائدہ ایک تو یہ ہے کہ دانت صاف رہتے ہیں' مسوڑھوں پر ورم نہیں چڑھتی' دانتوں کا درد نہیں ہوتا' دانتوں میں گڑھے نہیں پڑتے اور منہ میں بدبو پیدا نہیں ہوتی جس سے اہل مجلس کو اور فرشتوں کو اذیت ہوتی ہے۔

گائے کے دودھ' گھی اور گوشت کا استعمال

(حدیث ۱۳۳۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ، فَإِنَّهَا دَوَاءٌ، وَأَسْمَانِهَا، فَإِنَّهَا شِفَاءٌ وَإِيَّاكُمْ وَلُحُومَهَا، فَإِنَّ لُحُومَهَا دَاءٌ- ابن السنی وابو نعیم (ک) عن ابن مسعود- (صح). (۱۳۳۲)

(ترجمہ) اپنے اوپر گائے کے دودھ کو لازم کرلو کیونکہ یہ دوا ہے اور اس کے گھی کو بھی کیونکہ یہ شفاء ہے اور اس کے گوشت سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ یہ بیماری ہے۔

(لطائف ومعارف)

گائے کے دودھ میں اس لئے بھی شفاء ہے کہ حدیث میں ہے گائے کا دودھ پیا کرو کیونکہ یہ ہر قسم کے درختوں سے کھاتی ہے اور ہر بیماری کا علاج ہے۔

۱۳۳۲ (الجامع الصغیر: ۵۵۵۷) ___ شرح معانی الآثار (۴: ۳۲۶) رواہ ابن السنی وابو نعیم والحاکم (۴: ۱۹۷) فی المستدرک فی باب الطب وقال صحیح واقرہ الذہبی (۸۲، ۸۵) وقال النسائی قد تساهل الحاكم فی تصحیحه وقال الزرکشی قلت بل هو منقطع وفی صفته نظر فإن فی الصحیح أن المصطفی ﷺ ضحی عن نسائه بالبقرة وهو لا یتقرب بالداء.

اور گائے کے گوشت کا بیماری ہونا عرب کے بعض خطوں کے اعتبار سے ہے ورنہ عموماً گائے کے گوشت میں ایسی کوئی بیماری نہیں ہوتی ورنہ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں موجود ہے: وَجَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ کہ آپ مہمان فرشتوں کے لئے گائے کا بچھڑا بھون کر لائے تھے۔ یہ مقام مدح ہے اس سے معلوم ہوا کہ عموماً ہر علاقے کی گائے کا گوشت بیماری نہیں ہوتا اور عرب کے علاقوں کی ہر گائے کا گوشت بھی بیماری نہیں ہوتا ورنہ نبی کریم ﷺ اپنی ازواج کی طرف سے گائے کی قربانی نہ کرتے۔

علامہ حلیمیؒ فرماتے ہیں: گائے کے گوشت میں بیماری یہ ہے کہ بلادِ حجاز میں اس کا گوشت خشک ہوتا ہے اور جو شخص اس کا گوشت کھائے گا خشکی پیدا ہو کر ضرر ہوگا لیکن اس کا دودھ مرطوب ہے اور گھی ٹھنڈا ہے پس ہر ایک میں شفاء ہے۔

گائے کے دودھ میں شفاء گھی میں دوا اور گوشت میں مرض ہے

(حدیث ۱۳۳۳) حضرت ملیکہ بنت عمروؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْبَانُ الْبَقَرِ شِفَاءٌ، وَ سَمْنُهَا دَوَاءٌ، وَلُحُوْمُهَا دَاءٌ – (طب) عن ملیکة بنت عمرو – (ح). (۱۳۳۳)

(ترجمہ) گائے کے دودھ میں شفاء ہے اور اس کے گھی میں علاج ہے اور اس کے گوشت میں بیماری ہے۔

(لطائف ومعارف)

گائے کے دودھ میں امراض سوداویہ، غم، وسواس کا علاج موجود ہے، صحت کی حفاظت کرتا ہے، بدن کو مرطوب رکھتا ہے، پیٹ کو اعتدال کے ساتھ قضائے حاجت کی سہولت مہیا کرتا ہے، اگر اس کو شہد کے ساتھ استعمال کیا جائے تو جسم کے اندر کے زخموں کو درست کرتا ہے، ہر قسم کے زہر کو دور کرنے میں مفید ہے چاہے سانپ نے ڈس لیا ہو یا بچھو نے، اس سب کی تفصیل علم طب میں موجود ہے۔

۱۳۳۳ (الجامع الصغیر: ۱۵۶۱) ــــ رواه الطبرانی والبیهقی وفیه ضعف. اتحاف السادة (۵: ۲۶۶) کنز العمال (۲۸۲۰۹).

گائے کے گھی میں علاج ہے کیونکہ یہ مشروب سمیات کا تریاق ہے۔
اور اس کا گوشت اس وجہ سے بیماری ہے کہ سوداوی مزاج کے لوگوں کے جسم کیلئے نقصان دہ ہے جیسے کسی کو سرطان ہو خارش ہو جذام ہو جوتھیا کا بخار ہو یہ تلی کو بڑھاتا ہے وغیر ذلک۔
یہ عرب کے علاقہ کی بات ہے کہ بعض دیگر علاقوں کے لوگوں کے طبائع مختلف ہوتے ہیں ان کے لئے اس کی ایسی مضرت نہیں ہوتی۔

کھانے اور دودھ پینے کے وقت کی دعائیں

(حدیث ۱۳۳۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ ، وَاَبْدِلْنَا خَيْرًا مِنْهُ ، وَإِذَا شَرِبَ لَبَنًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ، وَزِدْنَا مِنْهُ، فَاِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِئُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَّا اللَّبَنَ —(حم ‘د ‘ت ‘ه ‘هب) عن ابن عباس (صح‘ ح). (۱۳۳۴)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو یہ دعا کرے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَأَبْدِلْنَا خَيْرًا مِنْهُ. (اے اللہ! ہمارے لئے اس کھانے میں برکت دے اور اس کو ہمارے لئے بہترین گوشت پوست میں تبدیل فرما)۔ اور جب دودھ پیئے تو یہ کہے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ. (اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت دے اور ہمارے لئے اس کا اضافہ فرما) کیونکہ کھانے اور پینے کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ایک دوسرے کی متبادل بن سکے مگر دودھ۔

گوشت دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار

(حدیث ۱۳۳۵) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱۳۳۴ (الجامع الصغیر: ۴۷۷) ___ مسند احمد‘ ابو داود (۳۷۳۰) ترمذی وحسنه ابن ماجة‘ شعب الایمان بیهقی.

سَيِّدُ طَعَامِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّحْمُ—ابو نعيم فى الطب عن على—(ض). (۱۳۳۵)

(ترجمہ) دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار گوشت ہے۔

(لطائف ومعارف)

امام غزالیؒ لکھتے ہیں: مناسب ہے کہ ہمیشہ گوشت نہیں کھانا چاہئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: جس نے چالیس دن تک گوشت کھانا چھوڑ دیا اس کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں اور جس نے چالیس دن تک گوشت کھایا اس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔

سب سے برا کھانا

(حدیث ۱۳۳۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ، يُدْعٰى اِلَيْهِ الشِّبْعَانُ، وَيُحْبَسُ عَنْهُ الْجَائِعُ— (طب) عن ابن عباس (صح). (۱۳۳۶)

(ترجمہ) سب سے برا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں سیر شدہ لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے اور بھوکوں کو روکا جاتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اگر ولیمہ میں امیر غریب سب کو بلا لیا جائے تو ولیمہ میں پیدا ہونے والی برائی ختم ہو سکتی ہے۔

شیطان بائیں ہاتھ کیساتھ کھاتا ہے

(حدیث ۱۳۳۷) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۳۳۵ (الجامع الصغير: ۴۷۵۷)—تذكرة الموضوعات (۱۴۵) الموضوعات لابن جوزى (۲: ۳۰۲) رواه ابو نعيم فى الطب النبوى بسند ضعيف وخرجه ابن ماجة بلفظه.

۱۳۳۶ (الجامع الصغير: ۴۸۷۳)— رواه الطبرانى فى الكبير والديلمى فى الفردوس قال الهيثمى فيه بعيد بن سويد المعول لم اجد من ترجمه وعمران القطان وثقه أحمد وضعفه النسائى وغيره. رواه احمد (۲: ۲۴۱، ۲۶۸، ۴۰۵).

لَا تَاكُلُوْا بِالشِّمَالِ؛ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِالشِّمَالِ – (٥)عن جابر–(ح).(۱۳۳۷)

(ترجمہ) بائیں ہاتھ کے ساتھ مت کھاؤ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ کے ساتھ کھاتا ہے۔

کھڑے ہوکر کھانا پینا

(حدیث ۱۳۳۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا وَالْاَكْلِ قَائِمًا– انضياء عن انس– (صح)(۱۳۳۸)

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہوکر پینے اور کھڑے ہوکر کھانے سے منع فرمایا۔

(لطائف ومعارف)

جہاں کھڑے ہوکر پینا خلاف سنت ہے وہاں طبی طور پر بھی ضرر رساں ہے کیونکہ کھڑے ہوکر پینے سے معدہ میں پانی استقرار نہیں پکڑتا حتیٰ کہ جگر اس کو اپنے اعضاء کی طرف تقسیم کرتا ہے اور فوراً اپنا کام چھوڑ دیتا ہے، جس سے حرارت معدہ کے ٹھنڈے ہو جانے کا خوف ہے اور پانی بلا تدریج نیچے چلا جاتا ہے اور یہ سب نقصان دہ ہے لیکن بعض دفعہ آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہوکر بھی پیا ہے لیکن آپ کا یہ عمل نادر ہے یا کسی ضرورت کی بنیاد پر ہے یا یہ بتلانا مقصود تھا کہ لوگ دیکھ لیں کہ آپ روزہ کی حالت میں نہیں ہیں اور کھڑے ہوکر کھانے میں پیٹ کی بیماری ہو جاتی ہے۔

آج کل کے ماڈرن قسم کے لوگ انگریزوں کی دیکھا دیکھی خصوصاً شادی وغیرہ کی پارٹیوں میں کھڑے ہوکر کھاتے ہیں یہ سب خلاف سنت اور خلاف صحت ہے۔

۱۳۳۷؎ (الجامع الصغير: ۹۷۲۱) ــــ رواه مسلم فى الاشربة (ب ۱۳ رقم ۱۰۴) وابو داود، ابن ماجة (۳۲۶۸) مسند احمد (۳: ۳۳۴).

۱۳۳۸؎ (الجامع الصغير: ۹۳۹۶) ــــ رواه الضياء المقدسى فى المختارة ترمذى (۱۸۸۱) ابن ماجة (۳۴۲۴) مسند احمد (۳: ۱۸۲، ۲۷۷) الكامل لابن عدى (۴: ۱۴۳۳).

رزق کا احترام

(حدیث ۱۳۳۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَکْرِمُوا الْخُبْزَ – (ک هب) عن عائشة – (صح). (۱۳۳۹)

(ترجمہ) روٹی (طعام) کی عزت کیا کرو۔

(لطائف ومعارف)

یہاں روٹی سے مراد ہر طرح کے کھانے ہیں جو کچھ مل جائے اس پر راضی رہنا اور مزید عیش وعشرت کی کوشش نہ کرنا بھی رزق کا اکرام ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ روٹی کو سالن کے برتن کے نیچے نہ رکھنا بھی اس کے اکرام میں داخل ہے اور بعض نے کہا ہے کہ سالم روٹی پر بوٹی اور سالن نہ رکھنا بھی روٹی کا احترام ہے' علامہ عراقیؒ نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے روٹی کے لقمہ پر کھجور رکھی اور فرمایا: یہ اس کا سالن ہے' بعض نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ جو چیز کو آلودہ اور خراب کردے اور اس کی بو کو بدل دے جیسا کہ مچھلی اور گوشت ایسی چیزیں روٹی پر نہ رکھے اور کھجور وغیرہ جو تلوث نہیں کرتیں ان سے کچھ حرج نہیں ہے۔

حکایت: امام ابو یعلی نے حضرت امام حسن بن علی بن ابی طالبؓ سے نقل کیا ہے کہ آپؓ طہارت خانہ گئے تو وہ پیشاب کی نالی میں روٹی کا ایک ٹکڑا دیکھا تو اس کو اٹھالیا اس سے گندگی صاف کی پھر اس کو اچھی طرح سے دھویا پھر اپنے غلام کو دے دیا اور فرمایا کہ جب میں وضو کرلوں تو مجھے یاد دلانا' چنانچہ جب آپؓ نے وضو کرلیا تو فرمایا وہ ٹکڑا مجھے دیدو۔ تو اس نے کہا کہ میں نے اس کو کھالیا ہے۔ تو آپؓ نے فرمایا جا تو آزاد ہے۔ اس نے عرض کیا کس وجہ سے؟ آپؓ نے فرمایا کہ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۱۳۳۹ (الجامع الصغیر: ۱۴۲۳) رواہ الحاکم (۴: ۱۲۲) والبیهقی فی الشعب وقال الحاکم صحیح واقره الذهبی ورواه البغوی فی معجمه وابن قتیبة فی غریبه عن ابن عباسؓ ورواه ابن الصلاح فی طبقاته عن ابن عبدان باسناده 'مجمع الزوائد (۵: ۳۴) حلیة الاولیاء (۵: ۲۴۶).

سے سنا کہ آپؓ نے اپنے والد گرامی حضرت محمد رسول ﷺ سے نقل کیا کہ:

من أخذ لقمة او كسرة من مجرى البول فأماط عنها الأذى وغسلها نعما اى جيدا ثم اكلها لم تستقر فى بطنه حتى يغفر له.

رواه ابو يعلى فى مسنده وقال الهيثمى رجاله ثقات.

(ترجمہ) جس شخص نے کوئی لقمہ یا ٹکڑا پیشاب پاخانہ کی جگہ سے اٹھایا اور اس سے گندگی کو صاف کیا اور اچھی طرح سے دھویا پھر کھالیا تو جب وہ اس کے پیٹ میں پہنچے گا اس کی مغفرت کردی جائے گی۔

پس میں جنتی شخص سے خدمت نہیں لے سکتا۔

دسترخوان اٹھانے کے بعد اٹھنا چاہئے

(حدیث ۱۳۴۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ:

نَهٰى اَنْ يُقَامَ عَنِ الطَّعَامِ حَتّٰى يُرْفَعَ — (٥) عن عائشة — (ح). (۱۳۴۰)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے دسترخوان سے اٹھنے سے منع فرمایا جب تک کہ دسترخوان کو نہ اٹھالیا جائے۔

(لطائف ومعارف)

یہ حکم اس وقت ہے جب وہ کھانا اسی آدمی کے لئے لگایا گیا ہو اگر ایسا دسترخوان ہو کہ یکے بعد دیگرے لوگوں نے آکر اس پر کھانا ہو تو اس کی اس حدیث میں ممانعت نہیں ہے۔

کمزوروں کی وجہ سے رزق ملتا ہے

(حدیث ۱۳۴۱) حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۳۴۰ (الجامع الصغير: ۹۵۵۲) — رواه ابن ماجة (۳۲۹۴) وسنده منقطع فى مابين مكحول وعائشة.

اِبْغُونِیْ الضُّعَفَاءَ فَاِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِکُمْ ۔
(حم،م،حب،ک)عن ابی الدرداء .(۱۳۴۱)

(ترجمہ) مجھے ضعفاء میں تلاش کرو بلاشبہ تم لوگ اپنے ضعیف لوگوں کی وجہ سے رزق دئے جاتے اور مدد کئے جاتے ہو۔ (اس وجہ سے کہ وہ تم میں ہوتے ہیں یا اس لئے کہ تم ان کی رعایت کرتے ہو یا تمہیں ان کی دعا حاصل ہوتی ہے اور ضعیف جب اپنی کمزوری کو اور اپنی ناطاقتی کو مدنظر رکھتے ہیں تو اخلاص کے ساتھ اللہ کے سامنے پیش ہوتے اور اس سے استعانت چاہتے ہیں)۔

(لطائف ومعارف)

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اغنیاء کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی ممانعت اور فقراء کے سامنے تکبر دکھانے سے تحذیر موجود ہے۔

حضرت لقمان نے اپنے صاحبزادہ سے فرمایا تھا ''کسی کو اس کے پرانے لباس کی وجہ سے حقیر نہ سمجھنا تیرا اور اس کا رب ایک ہی ہے''۔

حضرت یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں: ''تیرا فقراء سے محبت کرنا اخلاق مرسلین میں سے ہے اور ان کی ہم نشینی کو ترجیح دینا علامات صالحین میں سے ہے اور ان سے دور بھاگنا علامات منافقین میں سے ہے''۔

بعض کتب سابقہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض انبیاء کی طرف وحی فرمائی کہ میرے انتقام سے ڈرتے رہو کہ تم میری نگاہ میں گر جاؤ اور تم پر دنیا کی فراوانی ہو جائے۔

بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ستر ہزار کے لشکر کو لے کر بنی اسرائیل کے لئے بارش کی دعا کرنے کے لئے نکلے اس سے قبل وہ سات سال کا قحط کا زمانہ گزار چکے تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی فرمائی کہ میں ان کی دعا کو کس طرح سے قبول کروں حالانکہ ان کے دلوں پر ان کے گناہوں نے تاریکی پیدا کر رکھی ہے آپ میرے بندوں میں سے ایک بندے کی طرف تشریف لے جائیں جس کا نام

۱۳۴۱ (الجامع الصغیر: ۵۸) ___ حدیث صحیح' مسند احمد' مسلم' صحیح ابن حبان' مستدرک حاکم (۲:۱۰۶) طبرانی' بیهقی (۳:۳۴۵'۶:۳۳۱) وصححه الترمذی والحاکم واقره الذهبی).

''برخ'' ہے' آپ اس سے فرمایئے کہ دعا کے لئے نکلو۔ میں دعا کو قبول کروں گا چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے اس کے متعلق اپنی قوم بنی اسرائیل سے پوچھا تو معلوم نہ ہوا کہ وہ کون ہے' کہاں ہے۔ پھر ایک دن چل رہے تھے کہ ایک سیاہ رنگ کا آدمی دیکھا جس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدہ کا نشان تھا ایک پگڑی تھی جس کو اس نے اپنی گردن میں باندھ رکھا تھا' حضرت موسیٰؑ نے اللہ کے نور سے اس کو پہچان لیا اور اس کو سلام کر کے فرمایا: کہ ہمارے لئے بارش کی دعا کرو تو اس نے سب کے سامنے آہ کر ان الفاظ سے دعا کی:

ما هذا فعالک وما هذا من حلمک وما الذی بذالک انقصت غیوثک ام عاندت الریاح طاعتک أم نفد ما عندک ام اشتد غضبک علی المذنبین؟ الست کنت غفارا قبل خلق الخاطئین' خلقت الرحمة وامرت بالعطف ترینا أنک ممتنع ام تخشی الفوت فتعجل بالعقوبة .

(ترجمہ) یہ آپ کا کیا کام ہے' یہ آپ کا کیسا صبر ہے' آپ سے کیا ظاہر ہو رہا ہے' کیا آپ کی بارشیں کم ہو گئی ہیں؟ یا ہواؤں نے آپ کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا ہے؟ یا جو کچھ آپ کے پاس تھا ختم ہو چکا ہے؟ یا آپ کا غصہ گناہ گاروں پر تیز ہو گیا ہے؟ کیا آپ خطا کاروں کی تخلیق سے پہلے غفار نہیں تھے' آپ نے ہی تو رحمت کو پیدا کیا ہے اور مہربانی کرنے کا حکم دیا ہے' کیا آپ ہمیں یہ دکھا رہے ہیں کہ آپ بارش کو روکنے کی طاقت رکھتے ہیں یا گرفت خطا ہونے کے خوف سے سزا میں جلدی فرما رہے ہیں؟۔

وہ شخص یہی دعا کرتا رہا حتیٰ کہ بنی اسرائیل پر بارش برسنے لگی اور آدھے دن میں ہی اللہ تعالیٰ نے گھاس اگا دی۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ یہ دعا کرنے والا ایسا شخص تھا جس پر اُنس غالب تھا نہ تو اس کو تغیر کا خوف ہوا نہ حجاب کا بلکہ انبساط کے ساتھ دعا مانگی اور ایسی دعا مقام اُنس کا حامل ہی مانگ سکتا ہے اور جو اس مقام و مرتبہ کو نہ پہنچا ہو اور ایسی دعا کرے وہ ہلاک ہو گا۔

کھا کر شکر کرنیوالا صابر روزہ دار کی طرح ہے

(حدیث ۱۳۴۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلطَّاعِمُ الشَّاکِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ۔ (حم،ت، ہ، ک) عن ابی ہریرۃ۔ (صح). (۱۳۴۲)

(ترجمہ) کھانا کھا کر شکر کرنے والا روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کے درجہ میں ہے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ کھانا فعل ہے اور روزہ فعل سے رکنا ہے پس کھانے والا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے رب کے پاس حاضر ہوتا ہے اور روزہ دار کھانے سے رک کر اپنے صبر کے ساتھ اپنے رب کے سامنے پیش ہوتا ہے اور ایمان کی دو قسمیں ہیں آدھا ایمان صبر ہے اور آدھا ایمان شکر ہے شاکر نعمت کو اللہ کی طرف سے سمجھتا ہے اور دل میں اپنے منعم کی محبت رکھتا ہے اور زبان سے اس کا اظہار کرتا ہے جس سے صابر کے درجہ کو جا پہنچتا ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں اس حدیث میں صبر کی فضیلت معلوم ہوتی ہے جس میں شاکر کو صابر کے ساتھ ملایا گیا ہے (نہ کہ صابر کو شاکر کے ساتھ)۔

کھانا کھا کر شکر کرنیوالے کا ثواب

(حدیث ۱۳۴۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلطَّاعِمِ الشَّاکِرِ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ مَالِلصَّائِمِ الصَّابِرِ۔ (ک) عن ابی ہریرۃ۔ (صح). (۱۳۴۳)

(ترجمہ) کھا کر شکر کرنے والے کا اجر اور ثواب صابر روزہ دار کی طرح ہے۔

۱۳۴۲؎ (الجامع الصغیر: ۵۳۲۶) ــــ رواہ أحمد (۴: ۳۴۳) والترمذی (۲۴۸۶) وابن ماجة (۱۷۶۵). والحاکم (۱: ۴۲۲، ۴: ۱۳۶) وقال صحیح واقرہ الذہبی.

۱۳۴۳؎ (الجامع الصغیر: ۲۳۸۶) ــــ رواہ الحاکم (۴: ۱۳۷) وعزاہ الترمذی لصحتہ، سنن کبری للبیہقی (۴: ۳۰۶) کنز العمال (۶۴۱۵)

(لطائف ومعارف)

علامہ کرمانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہاں کھانا کھا کر شکر کرنے والے کی صابر روزہ دار کے ساتھ مشابہت صرف ثواب میں ہے نہ کہ کمیت' کیفیت میں کیونکہ تشبیہ ہر وجہ سے مماثلت کو مستلزم نہیں ہے۔

مہمانی تین دن تک ہے

(حدیث ۱۳۴۴) حضرت ابوشریح اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ، فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔ (خ) عن ابی شريح (حم، د) عن ابی هريرة (صح). (۱۳۴۴)

(ترجمہ) مہمانی تین دن تک ہے اس کے بعد صدقہ ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اگر کوئی مہمان کسی کے پاس جائے تو اس کا حق ہے کہ تین دن اور رات اس کی مہمانی کرے' پہلے دن تو اچھا کھانا ہو باقی دو دنوں میں جو ما حضر ہو' جب تین دن گزر جائیں تو مہمان کا حق پورا ہو گیا۔ اگر اس سے زیادہ دن رہے اور میزبان اس کو کچھ نہ کھلائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر کھلائے تو اس کی طرف سے صدقہ ہوگا۔

بغیر طلب کے کوئی چیز ملے تو لے لو

(حدیث ۱۳۴۵) حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اُعْطِيْتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ اَنْ تَسْاَلَ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ۔ م 'د' ن) عن عمر — (صح). (۱۳۴۵)

(ترجمہ) جب بن مانگے تجھے کوئی چیز دی جائے' تو تو اس کو کھا بھی سکتا ہے اور

۱۳۴۴ (الجامع الصغير: ۵۲۳۶) — رواه عن ابی شريح واحمد (۳: ۶۴، ۶: ۳۸۵) وابو داود عن ابی هريرة 'بخاری (۸: ۱۳، ۳۹) مسلم فی اللقطة (۱۴).

۱۳۴۵ (الجامع الصغير: ۴۶۲) — مسلم (فی الزكوة ۱۲۱) ابو داود (۱۶۴۷) نسائی (۵: ۱۰۳) مسند احمد (۱: ۵۲) سنن كبرى للبيهقی (۷: ۱۵) كنز العمال (۱۶۸۲۲).

اس سے صدقہ بھی کرسکتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اگر لینے والے کو مال کے حرام ہونے کا علم ہو تو اس کا لینا حرام ہے اور اگر حلال ہونے کا علم ہو تو لینا جائز ہے اور اگر شک ہو تو نہ لینے میں احتیاط ہے۔

حکایت: ایک بزرگ تھے جن کا نام یاقوت تھا۔ ایک آدمی نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا' یاقوت فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اس کھانے کو تاریکی نے گھیر رکھا ہے تو میں نے کہا یہ حرام ہے میں نہیں کھاؤں گا' پھر میں حضرت موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کچھ جاہل مرید ایسے بھی ہیں جن کے سامنے کھانا رکھا جاتا ہے تو وہ اس پر تاریکی دیکھ کر کہتے ہیں: یہ حرام ہے' اے مسکین تیرا زہد وورع اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ بدظنی کے برابر نہیں ہوسکتا تو نے یوں کیوں نہ کہا "یہ ایسا کھانا ہے جس کو اللہ تعالیٰ مجھے نہیں کھلانا چاہتا"۔

حرام ۔۔۔ ں جانور

دو مردار اور دو خون حلال ہیں

(حدیث ۱۳۴۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ فَالْحُوتُ، وَالْجَرَادُ، وَأَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ، وَالطِّحَالُ (ه، ك، هق) عن ابن عمر (صح) (۱۳۴۶)

(ترجمہ) ہمارے لئے دو مردار اور دو خون حلال کر دئے گئے ہیں' دو مردار تو مچھلی (۱) اور ٹڈی (۲) ہیں اور دو خون جگر (۳) اور تلی (۴) ہیں۔

۱۳۴۶۔ (الجامع الصغیر: ۲۷۳) ــــ ابن ماجة (۳۲۱۸) مسند احمد (۲: ۹۷) بیهقی (۱: ۲۵۴) بیهقی وقال بعد تخریجه هذا اسناد صحیح وهو فی معنی المسند.

(لطائف ومعارف)

(۱) مچھلی کو مردار اس لئے کہا گیا ہے کہ جب اس کو پانی سے شکار کیا جاتا ہے تو اس کو ذبح نہیں کیا جاتا بلکہ خود بخود اس کی قوت زائل اور حرارت فنا ہو کر موت آ جاتی ہے' ایسی مچھلی حلال ہے ایسی مچھلی کو مردار اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی' ذبح اس حلال جانور کو کیا جاتا ہے جس میں اپنا خون ہو' جب ذبح کرنے سے اس کا خون نکالا جاتا ہے تو اس کا کھانا حلال ہو جاتا ہے چونکہ مچھلی میں اس کا اپنا خون نہیں ہوتا اس لئے اس کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی اور جو مچھلی بغیر شکار کئے پانی میں مر کر تیر رہی ہو وہ حلال نہیں ہے۔

(۲) ٹڈی ایک پردار کیڑا ہوتا ہے جو درختوں اور فصلوں کو نقصان پہنچاتا ہے' اس کو بھی بغیر ذبح کئے پکا کر کھایا جا سکتا ہے' اگر مرا ہوا ملے تو اس کا سر مروڑ کر جدا کر دیا جائے اور کھانے کے استعمال میں لایا جائے۔

(۳) اس سے مراد جگر اور کلیجہ ہے' یہ خون بستہ ہوتا ہے' اس کا کھانا حلال ہے اور جو خون ذبح کرتے وقت جانور کے جسم سے نکلتا ہے وہ حرام ہے اور جو خون ذبح کرنے کے بعد جسم میں باقی رہ جاتا ہے' وہ دم سائل نہ ہونے کے حکم میں ہے اور وہ بھی گوشت کی طرح حلال ہے' بعض لوگ گوشت پر لگے ہوئے خون کو اچھی طرح سے دھوتے ہیں اور اس خون کو حرام سمجھتے ہیں ایسا نہیں ہے۔

(۴) تلی میں جانور کا غیر صحت مند خون جما ہوتا ہے' اس کا کھانا بھی حلال ہے۔

ان جانوروں کا حکم جن میں اپنا خون نہیں

(حدیث ۱۳۴۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

فِی الذُّبَابِ اَحَدُ جَنَاحَیْهِ دَاءٌ وَفِی الْآخَرِ شِفَاءٌ فَاِذَا وَقَعَ فِی الْاِنَاءِ فَاَرْسِبُوْهُ فَیَذْهَبَ شِفَاؤُهٗ بِدَائِهٖ—ابن النجار عن علی— (صح). (۱۳۴۷)

۱۳۴۷ (الجامع الصغیر: ۵۹۲۵) ___ رواه ابن النجار في التاريخ عن علی ورواه احمد والنسائی عن ابی سعید بلفظهما' کنز العمال (۸۳۰۴).

(ترجمہ) مکھی کے دو پروں میں سے ایک میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء ہے پس جب مکھی برتن میں گر جائے تو اسے غوطہ دیدو تا کہ اس کی شفاء اس کی بیماری کو ختم کر دے۔ (اس لئے کہ جب مکھی کھانے پینے کی چیز پر بیٹھتی ہے تو بیماری کے پر کو نیچے رکھتی ہے اور شفاء والے کو اوپر اس لئے مکھی کو غوطہ دینے سے اس کے پر کی بیماری باقی نہیں رہے گی)۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر پانی قلیل ہو تو کسی ایسے جانور کے گر جانے سے جس میں بہنے والا خون نہ ہو پلید نہیں ہوتا کیونکہ حضور ﷺ کسی ایسے جانور کو غوطہ دینے کا حکم نہیں فرما سکتے جس کے گر کر مرنے سے چیز ناپاک ہوتی ہو۔

پس معلوم ہوا کہ پانی یا کوئی اور چیز ایسے جانور کے گرنے سے نجس نہیں ہوتا جس جانور میں اپنا خون نہ ہو جیسے مکھی، مچھر، لال بیگ وغیرہ۔

حلال جانور کی سات مکروہ چیزیں

(حدیث ۱۳۴۸) حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ:

كَانَ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا : الْمَرَارَةَ، وَالْمَثَانَةَ، وَالْحَيَاءَ، وَالذَّكَرَ، وَالْأُنْثَيَيْنِ، وَالْغُدَّةَ، وَالدَّمَ وَكَانَ أَحَبُّ الشَّاةِ إِلَيْهِ مُقَدَّمَهَا. (طس) عن ابن عمر (هق) عن مجاهد مرسلا (عد هق) عنه عن ابن عباس. (ض) (۱۳۴۸)

(ترجمہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بکری کی سات چیزوں کو ناپسند کرتے تھے، پتا، مثانہ، شرمگاہ، مذکر کی پیشاب گاہ اور خصیتین اور غدود اور دم مسفوح، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے گوشت میں اس کا اگلا حصہ زیادہ پسند تھا۔

۱۳۴۸ (الجامع الصغیر) رواه الطبرانی فی المعجم الأوسط عن ابن عمر والبیهقی عن مجاهد بن جبر مرسلاً (۱۰: ۷) وابن عدی فی الکامل والبیهقی فی السنن عن مجاهد عن ابن عباس واسانید الکل ضعیفة ومن ثم جزم عبدالحق بضعفه ثم الحافظ العراقی ایضاً، مصنف عبدالرزاق (۸۷۷۱) مجمع الزوائد (۵: ۳۶) کنز العمال (۱۸۳۳۲)

(لطائف ومعارف)

حلال جانوروں کی ان سات چیزوں میں سے بعض کو کھانا مکروہ تحریمی اور بعض کو کھانا حرام ہے۔

کون سے درندے چرندے حرام ہیں؟

(حدیث ۱۳۴۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اَکُلُ کُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ — (۵) عن ابی هریرة — (ح). (۱۳۴۹)

(ترجمہ) ہر چیر پھاڑ کرنے والے حملہ آور شکاری درندوں کا کھانا حرام ہے (جیسے شیر، چیتا، بھیڑیا اسی طرح سے پنجوں سے شکار کرنے والے پرندے بھی حرام ہیں)۔

(لطائف ومعارف)

شیخ ابن سینا فرماتے ہیں کہ کسی حیوان میں شکاری داڑھ اور سینگ جمع نہیں ہوتے۔

گھوڑے، خچر، گدھے، درندے حرام ہیں

(حدیث ۱۳۵۰) حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰی عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ، وَالْحَمِیْرِ وَ کُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ — (د، ۵) عن خالد بن الولید — (ح). (۱۳۵۰)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں اور ہر کچلی والے درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یہ حدیث بہت بڑا اصول ہے، جس میں گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے گوشت کھانے سے منع کیا گیا ہے خصوصاً اگلے جملہ میں ہر کچلی والے جانور کے گوشت کا قاعدہ

۱۳۴۹ (الجامع الصغیر: ۱۴۳۵) — رواه البخاری وابن ماجة (۳۲۳۳) والدیلمی، بیهقی (۹: ۳۱۹) شرح السنة للبغوی (۱۱: ۳۳۴) تاریخ دمشق (۳: ۱۹).

۱۳۵۰ (الجامع الصغیر: ۹۳۴۲) — رواه ابو داود فی الأطعمة وابن ماجة فی الذبائح وحسنه السیوطی، نسائی (۷: ۲۰۲) مسند احمد (۴: ۸۹) مشکل الاحادیث (۱۶۶).

بیان کردیا کہ جس جس جانور کی کچلی ہوگی وہ حرام ہوگا جیسا کتا' بلی' شیر' چیتا وغیرہ۔

یہ حدیث حضور ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر ارشاد فرمائی تھی۔

اسی حدیث کی بنیاد پر اکثر احناف نے گھوڑوں کے گوشت کھانے کو حرام قرار دیا ہے اس کی شرعی وجہ اس آیت میں بیان کی گئی ہے: وَالْخَيْلَ والبغال والحمير لتركبوها وزينة کہ گھوڑے' خچر' گدھے سواری اور زینت کے علاوہ کسی اور مقصد کیلئے پیدا نہیں کیا گیا اور امام مالک نے گھوڑے کے گوشت کو مکروہ کہا ہے اور امام شافعیؒ نے بلا کراہت مباح کہا ہے۔

احناف نے اس حدیث سے گھوڑے کے گوشت کے مکروہ ہونے کی دلیل اخذ کی ہے اور احناف مجتہدین کا اس حدیث سے یہ استدلال کرنا اس حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

حرام جانوروں سے علاج

(حدیث ۱۳۵۱) حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان تیمیؓ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنْ قَتْلِ الضِّفْدَعِ لِلدَّوَاءِ — (حم، د، ن، ک) عن عبدالرحمن بن عثمان التيمي — (ح). (۱۳۵۱)

(ترجمہ) آنحضرتؐ نے دوا کے لئے مینڈک کے قتل کرنے سے منع کیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

مینڈک حرام اور نجس ہے' اس لئے اس کو دوائی میں استعمال کرنے سے آپؐ نے منع فرمایا ہے۔ مینڈک کی دو قسمیں ہیں۔ ایک خشکی کا ایک دریائی' دریائی مینڈک کی کسی چیز کو دوا میں استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن خشکی کے مینڈک کو نہیں' حدیث شریف میں خشکی کے مینڈک کو دوائی میں استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

اسی طرح سے ایسے وہ تمام جانور جو حرام ہیں' ان کو بطور دوا کے استعمال کرنا درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی بیماری ایسی ہو کہ اس میں اس جانور کے علاج کے علاوہ اور کوئی طریقہ علاج نہ ہو اور حکماء اسی کے علاج پر متفق ہوں تو بقدر حاجت استعمال مباح ہے۔

۱۳۵۱ (الجامع الصغير: ۹۴۹۹) — رواه احمد وابو داؤد فی آخر السنن والنسائی فی الصید والحاکم فی الطب وقال صحیح وأقره الذهبی.

بقدرِ مجبوری روٹی، کپڑا، مکان معاف ہے

(حدیث ۱۳۵۲) حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِيمَا سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ: بَيْتٌ يَسْكُنُهُ وَثَوْبٌ يُوَارِي عَوْرَتَهُ، وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ۔ (ت، ک) عن عثمان۔ (صح). (۱۳۵۲)

(ترجمہ) ان تین خصلتوں کے علاوہ آدمی کا کوئی حق نہیں۔ (۱) گھر جس میں (بقدرِ ضرورت) رہائش کر سکے۔ (۲) وہ کپڑا جس سے وہ اپنا ننگ چھپا سکے۔ (۳) اور روٹی کا ٹکڑا (جس سے جان بچا سکے) اور پانی جس سے پیاس بجھا سکے۔ (لطائف ومعارف)

علماء نے لکھا ہے کہ اس قدر روٹی جس کا حساب نہیں ہوگا وہ ہے جو بغیر سالن کے ہو اور بعض نے کہا ہے کہ خشک روٹی کا ٹکڑا مراد ہے۔

اور ان تین چار چیزوں کے علاوہ باقی جتنی چیزوں کو بھی آدمی استعمال کرے گا، قیامت کے دن ان کا حساب لیا جائے گا۔ کہاں سے حاصل کی تھیں؟ حلال طریقہ سے حاصل کی تھیں یا حرام سے اور ان کا شکر ادا کیا تھا یا نہیں وغیر ذلک۔

کھانا حاضر ہو تو پہلے کھانا پھر نماز پڑھو

(حدیث ۱۳۵۳) حضرت انسؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت سلمہ بن اکوع اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَحَضَرَ الْعَشَاءُ فَابْدَأُوا بِالْعَشَاءِ۔ (حم، ق، ت، ن، ٥) عن أنس (ق، ٥) عن ابن عمر۔ (خ، ٥) عن عائشة (حم، طب) عن سلمة بن الاكوع (طب) عن ابن عباس۔ (صح) (۱۳۵۳)

۱۳۵۲؎ (الجامع الصغير: ۷۶۶۱) ___ رواه الترمذي في الزهد والحاكم في الرقائق وقال الترمذي حسن صحيح وقال الحاكم صحيح وأقره الذهبي 'اتحاف السادة (۹: ۳۰۱).

۱۳۵۳؎ (الجامع الصغير: ۴۷۳) ___ مسند احمد، بخاري، (۷: ۱۰۷) مسلم، نسائي، ترمذي، ابن ماجة عن انسؓ، بخاري، مسلم، ابن ماجة عن ابن عمرؓ، بخاري، ابن ماجة عن عائشةؓ، مسند احمد، طبراني كبير عن سلمة بن الأكوعؓ وهو حديث صحيح.

(ترجمہ) جب نماز کی اقامت کہی جائے اور شام کا کھانا سامنے رکھ دیا جائے (اور نفس کو اس کی خواہش ہو تو اگر وقت وسیع ہو تو بھوک کی تیزی کو مٹانے کیلئے) کھانا کھالو۔ (تاکہ نماز کا خشوع اور کمال ترک نہ ہو)۔

(لطائف ومعارف)

یہاں نماز سے مراد روزہ دار کے لئے مغرب کی نماز ہے جیسا کہ صحیح ابن حبان کی حدیث میں ہے کہ جب نماز کی اقامت کہی جائے اور تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو چاہئے کہ مغرب کی نماز سے پہلے شام کا کھانا کھالو لیکن خشوع وخضوع کے فوت ہونے کی وجہ سے یہ سبب ہر نماز کے لئے عام ہے۔ اس لئے جب کھانا نماز کے خشوع کے فوت ہونے کا سبب بنے تو پہلے کھانا کھاؤ پھر اطمینان سے نماز ادا کرو۔

مثلہ ممنوع ہے

(حدیث ۱۳۵۴) حضرت عمران اور حضرت ابن عمر اور حضرت مغیرہؓ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنِ الْمُثْلَة.. (ک) عن عمران (طب) عن ابن عمرو عن المغيرة . (صح)(۱۳۵۴)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے مثلہ کرنے سے منع فرمایا۔

(لطائف ومعارف)

مثلہ کہتے ہیں جاندار کے ہاتھ پاؤں کو یا بعض حصوں کو اس کے دوران حیات کاٹنا' انسان کے تو اعضاء زندگی اور مرنے کے بعد ہر حالت میں کاٹنا ممنوع ہے اور حلال جانور کے اعضاء ذبح کرنے کے بعد اس وقت تک نہ کاٹے جائیں جب تک کہ وہ اچھی طرح سے ٹھنڈا نہ ہو جائے۔

۱۳۵۴ (الجامع الصغير: ۹۴۱۹)__ رواه الحاكم عن عمران بن حصين والطبراني في الكبير (۱۲: ۴۰۳) عن ابن عمر بن الخطابؓ (۱۲: ۴۰۳) وعن المغيرة (۱۲: ۴۰۳، ۱۸: ۱۵۷، ۱۵۸). واحمد في مسنده (۴: ۲۴۶، ۴۴۰، ۵: ۱۲) مصنف ابن ابی شیبة (۹: ۴۲۱) بيهقي (۹: ۶۹) درمنثور (۲: ۲۷۸) كنز العمال (۱۱۰۲۸).

متفرقات

۱ - شعر

۲ - کھیل

۳ - سفر

شعر

کونسی شعروشاعری اچھی ہے اور کونسی بری؟

(حدیث ۱۳۵۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَاَنْ یَمْتَلِیَ جَوْفُ رَجُلٍ قَیْحًا حَتّٰی یَرِیَهٗ خَیْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ یَمْتَلِیَ شِعْرًا۔(حم،ق،۴)عن ابی هریرة۔(صح).(۱۳۵۵)

(ترجمہ) کسی آدمی کا سینہ پیپ سے بھر جائے اور اس کی فکر اس کی طرف ہو جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ اس کا سینہ اشعار سے بھرا ہوا ہو۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں ان لوگوں کی مذمت ہے جن کی فکر شعروشاعری کی طرف ہوتی ہے، دین کے مسائل سے بے خبر ہیں۔ شعروشاعری میں مشغولیت کی وجہ سے قرآن کی تلاوت اور اللہ کے ذکر سے بھی محروم رہتے ہیں ایسے اشعار اس حدیث کی رو سے پیپ سے برے ہیں، ہاں اگر دین کے تعلیم وتعلم اور تلاوت واذکار میں خلل نہ آتا ہو تو پھر اشعار لکھنا، یاد کرنا اور کہنا مباح ہے اور اگر ایسے اشعار یاد کئے جائیں جن سے لغت اسلام کا حل نکلتا ہو تو ان کے یاد کرنے پر بھی ثواب ہوگا۔

کھیل

کھیلوں کی ممانعت

(حدیث ۱۳۵۶) حضرت انس اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۳۵۵ (الجامع الصغیر: ۷۲۱۸) ــــ رواه احمد والبخاری (۸:۴۵) ومسلم وابوداود والنسائی والترمذی وابن ماجة 'التاریخ الکبیر للبخاری (۸:۴۲۷).

لَسْتُ مِنْ دَدٍ، وَلَا الدَّدُ مِنِّیْ۔ (خد، هق) عن انس (طب) عن معاویة۔ (صح). (۱۳۵۶)

(ترجمہ) میں کھیل سے نہیں ہوں اور کھیل مجھ سے نہیں ہے (یعنی حضورؐ تمام انواع واقسام کے کھیلوں سے بَری ہیں اور تمام قسم کے کھیل حضورؐ سے بری ہیں)۔

(لطائف ومعارف)

پس جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اقتداء کرنا چاہے تو وہ بھی کھیل تماشہ سے پرہیز کرے۔ آج کل ہاکی، کرکٹ ایسے عالمی کھیل بن چکے ہیں کہ ہمارے گھروں کے تقریباً تمام افراد ان کے دیکھنے اور کھیلنے کی فکر میں رہتے ہیں اور ٹی وی تو تقریباً ہر گھر میں لازمی ہوگیا ہے جس میں عموماً لہو ولعب ہی ہوتا ہے۔

شطرنج وغیرہ کے کھیل کھیلنا

(حدیث ۱۳۵۷) حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ (حم، د، ه، ک) عن ابی موسی۔ (صح). (۱۳۵۷)

(ترجمہ) جس شخص نے شطرنج کھیلی، بے شک اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

(لطائف ومعارف)

امام مسلمؒ نے شطرنج کی مذمت میں یہ حدیث روایت کی ہے:

۱۳۵۶؎ (الجامع الصغیر: ۷۲۴۰) ــــ رواه البخاری فی الأدب المفرد والبیهقی فی السنن عن انس (۱۰: ۲۱۷) والطبرانی فی الکبیر عن معاویة (۱۹: ۳۴۴). وقال الهیثمی رواه الطبرانی عن أحمد بن محمد بن نصر 'الترمذی عن محمد بن عبدالوهاب الأزهری ولم أعرفهما وبقیة رجاله ثقاة ورمز السیوطی لصحته 'مجمع الزوائد (۸: ۲۲۵، ۲۲۶) علل الحدیث لابن ابی حاتم (۲۲۹۵).

۱۳۵۷؎ (الجامع الصغیر: ۹۰۰۷) ــــ رواه احمد (۴: ۳۹۴) وابوداود (۴۹۳۸) وابن ماجة فی الادب (۳۷۶۲) والحاکم فی الایمان (۱: ۵۰) وقال علی شرطهما وأقره الذهبی ولم یضعفه ابو داود' وقال ابن حجر ووهم من عزاه لمسلم.

من لعب بالنرد شیر فکأنما صبغ یده فی لحم الخنزیر ودمه یعنی جس نے شطرنج کھیلی اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور اس کے خون سے رنگ لیا۔

کہا جاتا ہے کہ شطرنج کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سابور بن ازدشیر جو ساسانی بادشاہوں کا پہلا بادشاہ تھا' نے اس کھیل کو ایجاد کیا تھا اور اس کو زمین کی شکل کے مشابہ بنایا تھا اور چار کونوں کو چار فصول سے اور تیس شخصوں کو تیس دنوں سے اور سفیدی اور سیاہی کو رات اور دن سے اور بارہ گھروں کو سال کے مہینوں سے اور تین ایڑیوں کو آسمانی فیصلوں سے کہ انسان کیلئے کیا ہے اور اس کا نقصان کیا ہے اور اس کا فائدہ کیا ہے اور وہ کس طرح سے نقصان سے بچ سکتا ہے اور چال کو ان اغراض کے ساتھ جن کیلئے انسان کوشش کرتا ہے اور شطرنج کھیلنے کو کسب کے ساتھ تشبیہ دی ہے پس جو شخص شطرنج کا کھیل کھیلے گا تو وہ ان مجوسیوں کے طریقہ کو زندہ کرے گا جو اللہ کے سامنے بڑائی جتلاتے تھے۔

شطرنج کھیلنے کی حرمت پر تمام اسلاف کا اتفاق ہے' علامہ ابن قدامہؒ نے اس کی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے۔

آج کل جو کھیل یہودیوں' عیسائیوں' انگریزوں اور ہندوؤں کے ایجاد کردہ ہیں وہ بھی ایسی ہی وجوہ سے حرام ہیں لیکن افسوس کہ آج کل گلی محلوں میں اور گھروں میں موجود کمپیوٹرز پر کفار کے کھیل کھیلنے میں مسلمان نوجوان وغیرہ مصروف ہیں خصوصاً کرکٹ' ہاکی' بیڈمنٹن' ٹینس وغیرہ اس طرح کے سب کھیلوں سے مسلمانوں کو اجتناب کرنا چاہئے۔

کیونکہ ان سے تعلیم و تعلم میں' تعلیم و تربیت میں بھی حرج واقع ہوتا ہے۔ انسان کی قیمتی زندگی کا وقت ضائع ہوتا ہے' نیک اعمال سے محرومی ہوتی ہے خصوصاً گھر کے افراد سے اٹھنا بیٹھنا میل جول متروک ہو جاتا ہے اور گھر کے کام کاج پر بڑا برا اثر واقع ہوتا ہے۔

یہ صورت تو کھیلنے والوں سے متعلق ہے' کھیل دیکھنے والے بھی کھیل کے گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ ان کو بھی جہاں مذکورہ دنیاوی نقصانات برداشت کرنے پڑتے ہیں اس کے ساتھ گناہ بھی ہوگا اور آخرت کا عذاب بھی' یہ بھی نیک اعمال سے ایسے کھیلوں کی نحوست سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ٹی وی کا دیکھنا بھی ان کھیلوں میں داخل ہے' اگر ٹی وی پر کوئی مباح چیز دیکھ لی جائے تو صرف اس کا گناہ نہیں ہوگا لیکن ٹی وی پر مباح پروگراموں میں بھی ناجائز

پروگرام اچانک سامنے آجاتے ہیں اور نامحرم کو دیکھنے سے بچنا بھی ناممکن ہوجاتا ہے۔

قہقہہ اور مسکراہٹ

(حدیث ۱۳۵۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلْقَهْقَهَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَالتَّبَسُّمُ مِنَ اللهِ—(طس) عن ابی هريرة.(۱۳۵۸)

(ترجمہ) قہقہہ شیطان کی طرف سے ہے اور تبسم اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی قہقہہ لگانا شیطانی اثرات کی بناء پر ہوتا ہے اور مسکراہٹ دین کی پیروی کی وجہ سے اسی لئے اگر کوئی شخص نماز میں قہقہہ لگائے گا تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے تبسم سے نہیں ٹوٹتی۔

آج کل ٹی وی وغیرہ پر جو مزاحیہ ڈرامے پیش کئے جاتے ہیں یہ سب شیطانی ہیں جو لوگ ان کو دیکھ کر قہقہے لگاتے ہیں وہ بھی خوب شیطان کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ان کو چاہئے کہ برائی کی اس جڑ ٹیلیویژن وغیرہ سے کنارہ کشی کریں۔

رات کو سفر کرنا

(حدیث ۱۳۵۹) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ، فَاِنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ —(د، ک، هق) عن انس—(صح).(۱۳۵۹)

(ترجمہ) اپنے اوپر رات کو سفر کرنے کو لازم کرلو کیونکہ رات کو زمین (سفر کیلئے) لپیٹ دی جاتی ہے۔

۱۳۵۸؎ (الجامع الصغير: ۶۱۹۶)___ رواه الطبرانی فی الأوسط مجمع الزوائد (۲:۲۹۶).

۱۳۵۹؎ (الجامع الصغير: ۵۵۲۳) ___ مجمع الزوائد (۳:۲۱۳) رواه ابوداود والحاكم فی الحج والجهاد والبيهقی وقال الحاكم على شرطهما وأقره الذهبی فی موضع وقال فی آخر ان سلم من مسلم بن خالد بن يزيد العمری فجيد وقال النووی فی رياض الصالحين بعد عزوه لابی داود اسناده حسن.

لطائف ومعارف

چنانچہ مسافر رات کو اتنا سفر کر لیتا ہے جتنا کہ دن کو نہیں کر سکتا' خصوصاً رات کے آخری حصہ میں' اس میں جو کام بھی آدمی کرتا ہے اس میں برکت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اس وقت میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتے ہیں اور قرآن شریف میں بھی ہے: فأسر بأهلك بقطع من الليل یعنی رات کی تاریکی میں چلو' جب اس کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہو۔

سفر میں رفیق سفر ساتھ لو اور گھر حاصل کرنے سے پہلے اسکے پڑوسیوں کو دیکھو

(حدیث ۱۳۶۰) حضرت رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِلْتَمِسُوا الْجَارَ قَبْلَ الدَّارِ' وَالرَّفِيقَ قَبْلَ الطَّرِيقِ - (طب) عن رافع بن خديج - (ض). (۱۳۶۰)

(ترجمہ) گھر کو خریدنے سے پہلے اس کے پڑوسیوں کو دیکھو اور سفر کرنے سے پہلے رفیق سفر کو تلاش کرو۔

(لطائف ومعارف)

یعنی گھر کے پڑوسیوں کی حسن سیرت معلوم کرو' ایسا نہ ہو کہ گھر لے لو پھر پڑوسیوں کی غلط معاشرت سے ساری زندگی پریشان وپشیمان رہو۔

حضرت رابعہ بصریؒ سے کہا گیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کیوں نہیں کرتیں؟ فرمایا: پہلے پڑوسی کی طلب ہے پھر گھر کی ہوگی۔

اور سفر میں جانے سے پہلے رفیق سفر تیار کرو کیونکہ ہر سفر میں ترک وطن ہوتا ہے اور ہر ترک وطن میں وحشت ہوتی ہے اور رفیق سفر سے وحشت ختم ہو جاتی ہے اور انس

۱۳۶۰ (الجامع الصغير: ۱۵۶۵) ـــ رواه الطبراني في الكبير (۴: ۳۱۹) وابن ابی خيثمة والازدی والعسكری والخطيب في الجامع وهو حديث ضعيف 'مجمع الزوائد (۸: ۱۶۴) ميزان الاعتدال (۳۲۱۷' ۳۲۷۴) لسان الميزان (۱: ۱۲۷) (۳: ۱۸۰).

حاصل ہوتا ہے اور سفر میں رفیق سفر کی وجہ سے بھی بہت سے اُن گناہوں سے آدمی بچ جاتا ہے جن سے تنہائی میں بچنا مشکل ہوتا ہے اور وہ دکھ درد میں معاون بھی ہوتا ہے۔

خاوند کی اجازت کے بغیر حج کرنا محرم کے بغیر عورت کا سفر کرنا

(حدیث نمبر ۱۳۶۱) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔

لَيْسَ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَنْطَلِقَ لِلْحَجِّ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا؛ وَلَا يَحِلُّ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تُسَافِرَ ثَلَاثَ لَيَالٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ تَحْرُمُ عَلَيْهِ۔ (هق) عن ابن عمر۔ (ح). (۱۳۶۱)

(ترجمہ) عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ خاوند کی اجازت کے بغیر حج پر جائے اور یہ بھی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ تین (دن) راتوں کا سفر کرے مگر جبکہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو جس سے اس کا نکاح نہ ہو سکتا ہو (یا خاوند ہو)۔

(لطائف و معارف)

یہاں تین راتوں کے سفر سے مراد شرعی مسافت سفر ہے۔ اور وہ کم از کم اڑتالیس میل ہے۔ کوئی عورت اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ کا سفر تنہا نہیں کر سکتی آج کل بعض عورتوں کو بس، ٹرین، یا جہاز میں طویل سفر کیلئے تنہا بٹھا دیا جاتا ہے اس طرح سے بھی عورت کا تنہا سفر کرنا حرام ہے چاہے آگے سٹاپ پر کوئی اس کو لینے والا آئے یا نہ۔

حج کے سفر کیلئے اگر عورت کو جہاز پر بٹھا دیا جائے اور آگے جدہ ائیر پورٹ پر اس کا کوئی محرم اس کو لینے کیلئے آجائے اور حج کرا دے تو اس کا حج صحیح ہوگا لیکن جہاز کا تنہا سفر حرام ہوگا۔

بلا محرم عورت کا سفر کیوں ممنوع ہے؟

(حدیث ۱۳۶۲) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَةُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ۔ (حم، ق، د) عن ابن عمر۔ (صح). (۱۳۶۲)

۱۳۶۱ (الجامع الصغیر: ۷۶۵۴)

۱۳۶۲ (الجامع الصغیر: ۹۷۷۹) رواه احمد والبخاری (۲: ۵۴) ومسلم فی الحج (ب ۷۴ رقم ۴۱۷) وابو داود والنسائی وفتح الباری (۲: ۵۶۶).

(ترجمہ) عورت تین دن کا سفر نہ کرے مگر محرم کیساتھ۔

لطائف ومعارف

ابن عربیؒ فرماتے ہیں عورتیں اجسام کے ملنے کا موقع ہیں، ہر ایک ان کی خواہش رکھتا ہے۔ عورتیں اپنا دفاع نہیں کرسکتیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان پر پردے کا قلعہ گاڑ دیا۔ ان کو بات کرنے سے منع کیا (مگر بوقت ضرورت تیز لہجے میں) اور ان پر سلام کو حرام قرار دیا اور لوگوں سے دور رکھا، سوائے اس کے کہ جو اس کے لئے حلال ہو جیسا کہ خاوند یا جو اس کا دفاع کرے جیسا کہ اس کے محارم جب ان کی حفاظت ضروری ہوئی تو ان کے ساتھ ایسے ہی کسی شخص کی صحبت شرط ہوئی جو ان کی حفاظت کرے اور یہ حفاظت عورت کو خوف کے مقام پر ضرورت ہوتی ہے اور خوف کا مقام سفر ہے کیونکہ سفر خلوت کی جگہ بھی ہے اور تنہائی کا مقام بھی ہے۔

سفر سے واپسی پر رات کو گھر نہ جائے الا یہ کہ اطلاع ہو

(حدیث ۱۳۶۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

كَانَ لَا يَطْرُقُ اَهْلَهٗ لَيْلًا۔ (حم، ق، ن) عن انس۔ (صح). (۱۳۶۳)

(ترجمہ) آپ ﷺ (جب سفر سے واپس ہوتے تو) رات کے وقت گھر والوں کے پاس نہیں جاتے تھے۔

لطائف ومعارف

یہ عمل اس لئے تھا تاکہ وہ غیر نظافت اور ناپسندیدہ حالت میں نہ ہوں، اس حدیث کے اگلے الفاظ یہ بھی ہیں کہ بلکہ آپ صبح یا شام کے وقت گھر میں تشریف لے جاتے تھے (یا تو سفر کی ترتیب ایسی بناتے کہ صبح یا شام کو گھر پہنچ جائیں ورنہ مسجد میں رک جاتے تھے)۔

اب بھی مسافر کو ایسا ہی کرنا چاہئے لیکن کبھی کبھی اچانک بھی اگر کوئی گھر چلا جائے تاکہ گھر والی میں کوئی بگاڑ نہ ہو جیسا کہ بعض صحابہ کرامؓ نے بھی ایسا کیا تھا تو یہ بھی درست ہے۔

۱۳۶۳ (الجامع الصغیر: ۶۹۰۱) ــــ رواہ احمد (۳:۱۲۵) والبخاری (۳:۹) ومسلم فی الامارۃ (ب ۵۶ رقم ۱۸۰) والنسائی حدیث صحیح.

مرض - مصائب

امراض - مصائب
کا ثواب

مرض - مصائب

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے

(حدیث ۱۳۶۴) حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إذَا اَحَبَّ اللهُ عَبْدًا ابْتَلاهُ لِيَسْمَعَ تَضَرُّعَهُ۔ (هب، فر) عن أبی هريرة (هب) عن ابن مسعود و كردوس موقوفا عليهما (۱۳۶۴)

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اس کو کسی مرض یا پریشانی یا تنگی میں مبتلا کر دیتے ہیں تاکہ اس کے تضرع، تذلل، خضوع اور سوال کی از حد کوشش دیکھیں اور سنیں (تاکہ اس کو اپنی صفت جود و کرم عطاء فرمائیں) جب بندہ دعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں جانی پہچانی آواز ہے اور حضرت جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں یارب! اس کی حاجت کو پورا کر دیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کو چھوڑ دو، میں اس کی دعا کو سننا چاہتا ہوں۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں اسی وجہ سے تم دیکھتے ہو کہ اللہ کے نیک بندے کس طرح مصیبتوں میں مبتلا ہوتے ہیں، یہی اللہ کے معزز ترین بندے ہوتے ہیں، جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر دنیا کے دروازے بند کر دئے ہیں اور شدائد کثیر ہوگئی ہیں تو جان لو کہ تم اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہو وہ تمہیں اپنے اولیاء و اصفیاء کے راستہ پر چلانا چاہتا ہے، اسی معنی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "واصبر لحكم ربك فإنك بأعيننا"۔ مصیبتوں سے لطف اندوز ہونا مقامات عارفین میں سے ہے، کبھی تو مصیبت کسی جرم کی پاداش میں ہوتی ہے، کبھی کسی عمل کے کفارہ کے لئے اور کبھی ترقی درجات اور اعلیٰ منازل تک پہنچانے کیلئے، ان سب کے لئے علامات ہیں پہلی قسم کے لئے علامت

۱۳۶۴ (الجامع الصغير: ۳۵۳) ــــ شعب الايمان للبيهقي، مسند الفردوس للديلمي عن ابی هريرة شعب الايمان للبيهقي عن ابن مسعودؓ، اتحاف السادة (۵: ۳۸) تذكرة الموضوعات (۱۹۳)۔

مصیبت پر صبر نہ ہونا' کثرت جزع فزع اور مخلوق کی شکوہ شکایت ہے' دوسری قسم کی علامت صبر اور عدم شکایت ہے اور بدن پر عبادت کا ہلکا پھلکا ہونا ہے اور تیسری قسم کی علامت رضا' اطمینان اور بدن اور دل پر خفت عمل ہے۔

اکابر پر آزمائشیں

(حدیث ۱۳۶۵) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً اَلْاَنْبِیَاءُ ' ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ ' یُبْتَلَی الرَّجُلُ عَلٰی حَسَبِ دِیْنِہٖ ' فَاِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِہٖ صَلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُہٗ وَاِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِہٖ رِقَّۃٌ اُبْتُلِیَ عَلٰی قَدْرِ دِیْنِہٖ فَمَا یَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتّٰی یَتْرُکَہٗ یَمْشِیْ عَلَی الْاَرْضِ وَمَا عَلَیْہِ خَطِیْئَۃٌ۔ (حم' خ' ت' ہ) عن سعد (صح) (۱۳۶۵)

(ترجمہ) لوگوں میں سے سب سے سخت ابتلاء میں حضرات انبیاء کرام ہوتے ہیں پھر ان سے نیچے کے حضرات درجہ بدرجہ' آدمی کو اس کی دینداری کے لحاظ سے ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے اگر وہ دینداری میں مضبوط ہو تو اس پر ابتلاء بھی سخت ہوتا ہے اور اگر اس کی دینداری میں ضعف اور کمزوری ہو تو اس کو اس کی دینداری کے بقدر مبتلا کیا جاتا ہے مومن پر بلا قائم رہتی ہے حتیٰ کہ وہ اس کو اس حالت پر لے جاتی ہے کہ وہ زمین پر چلتا پھرتا ہے مگر اس کا کوئی گناہ باقی نہیں ہوتا۔

(لطائف ومعارف)

یہ ابتلاء نعمت کے بقدر ہوتا ہے پس جس پر اللہ تعالیٰ کی نعمت اکثر ہوگی اس پر مصیبت بھی سخت ہوگی اسی لئے غلام کے مقابلہ میں آزاد کی سزا ڈبل ہے۔

حضور ﷺ نے بدنی ابتلاء اور خارجی ابتلاء میں فرق نہیں کیا۔ لہٰذا یہ ابتلاء کا لفظ عام ہے چاہے یہ ابدان میں ہو یا اعراض میں ہر وہ شکل جس سے انسان پر ابتلاء ہو وہ سب یہاں مراد ہے۔

۱۳۶۵ (الجامع الصغیر: ۱۰۵۴) ــــ رواہ احمد والبخاری والترمذی والنسائی وابن ماجۃ' کنز العمال (۳۲۵۳' ۳۲۵۵' ۶۷۸۳) اتحاف السادۃ (۵: ۱۱۶) المعجم الصغیر للطبرانی (۱: ۱۸۳) مجمع الزوائد (۱: ۱۸۵) الترغیب والترھیب (۱: ۱۲۷).

اکابرین اسلام پر بھی بڑے بڑے ابتلاء آئے جو شمار سے باہر ہیں۔ مثلاً حضرت یحییٰ بن زکریاؑ کو ذبح کیا گیا' حضرت زکریاؑ کو آرہ سے دولخت کیا گیا' حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت حسینؓ حضرت ابن زبیرؓ حضرت ابن جبیرؒ کو شہید کیا گیا' حضرت امام ابوحنیفہؒ کو قید کر کے زہر سے مارا گیا' امام مالکؒ کے کپڑے اتار کر کوڑوں سے پیٹا گیا اور ان کے بازو کندھوں سے کھینچ لئے گئے' امام احمدؒ کو اتنا مارا کہ آپؒ بے ہوش ہو گئے اور ان کا گوشت کاٹا گیا جبکہ آپؒ حیات تھے' امام سفیان ثوریؒ کو سولی چڑھائے جانے کا حکم دیا گیا تو آپؒ چھپ گئے' امام بویطیؒ قید خانہ میں انتقال کر گئے۔ وغیر ذلک۔

بیماری گناہوں کا کفارہ بھی ہے

(حدیث ۱۳۶۶) حضرت جبیر بن مطعمؓ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَبْتَلِیْ عَبْدَہُ الْمُؤْمِنَ بِالسُّقْمِ حَتّٰی یُکَفِّرَ عَنْہُ کُلَّ ذَنْبٍ۔(طب)عن جبیر بن مطعم(ک)عن ابی ھریرۃ۔(ح)(۱۳۶۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندے کو بیماری میں مبتلا کرتے ہیں تاکہ اس کے ہر گناہ کا کفارہ کر دیں۔

لطائف ومعارف

پس بندے پر بھی لازم ہے کہ وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کیونکہ یہ بھی درحقیقت نعمت ہے کوئی عذاب نہیں ہے کیونکہ دنیا کی سزا ختم ہونے والی ہے اور آخرت کی ہمیشہ رہنے والی' پس جس کی سزا دنیا میں ہی فوراً مل گئی اس کو آخرت میں نہ ملے گی۔ ہاں اگر پوری سزا دنیا میں نہ ملی تو آخرت میں ملے گی اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنے فضل سے درگزر بھی کر سکتا ہے۔

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ مرض سے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے بشرطیکہ صبر

۱۳۶۶ (الجامع الصغیر: ۱۸۴۲) ___ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن جبیر بن مطعمؓ والحاکم عن ابی ھریرۃؓ وقال الھیثمی فی سند الطبرانی عبدالرحمن بن معاویۃ بن الحویرث ضعفہ ابن معین ووثقہ ابن حبان اھ۔

سے مرض کو نبھایا ہو' (کبائر کی مغفرت توبہ سے ہوتی ہے اور توبہ کا معنی ہے کہ توبہ کے وقت سے گناہ کو چھوڑ دینا' گناہوں پر شرمندگی کا اظہار کرنا اور آئندہ کبھی گناہ کی طرف نہ لوٹنے کا عہد کرنا' جب کوئی شخص اس طرح سے توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اپنے فضل سے اس کی بخشش کر دیں گے)۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ "کبھی اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن کو اپنا قرب عطاء کرتے ہیں اور اس کو اپنے لئے منتخب کر لیتے ہیں اور اس کے دل کے مقابل اپنی رحمت اور احسان وانعام کا دروازہ کھول دیتے ہیں تو وہ اپنے دل کے ساتھ وہ کچھ دیکھتا ہے جس کو کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی اور آسمان وزمین کے غیوب کا مطالعہ اور تقریب وکلام لطیف' وعد جمیل اور دلال وادلال' قبولیت دعا' تصدیق وعدہ ثواب' کلمات حکمت جن کو دل کی طرف القاء کیا جاتا ہے کوئی کان نہیں سن سکتا پھر ان چیزوں کو اس بندے کی زبان پر ظاہر کیا جاتا ہے اور اس کے دل پر دین ودنیا کی نعمتوں کو پلٹ دیا جاتا ہے اور اس حالت کو بدستور اس پر قائم رکھا جاتا ہے پس جب وہ اس حالت پر مطمئن ہو جاتا ہے اور اس سے دھوکہ میں پڑ جاتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ میں ہمیشہ اس نعمت سے مالا مال رہوں گا تو اس پر بلا اور مشقت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اس کے اہل میں' اس کے مال میں' اس کے دل میں' پس اس کی وہ سب نعمتیں منقطع ہو جاتی ہیں اور وہ حیران' غمگین' شکستہ دل اور بجھا بجھا سا رہتا ہے۔ اگر وہ اپنے ظاہر حال کو دیکھے تو اور اسی طرح سے جب وہ اپنے دل اور باطن کو دیکھے تو وہ حالت ملتی ہے کہ جو اس کو غمگین کر دیتی ہے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ سے اس بلا سے عافیت کا سوال کرے تو اس کی قبولیت نہیں ہوتی اور اگر کوئی نیک وعدہ خداوندی کی فوری تکمیل کو طلب کرے تو اس کی وہ طلب بھی فوری طور پر پوری نہ ہو اور اگر اس سے کسی چیز کا وعدہ کیا گیا تو وہ اس کو بھی نہیں پہنچ پاتا' اور اگر کوئی خواب دیکھتا ہے تو اس کی تعبیر وتصدیق نہیں کر پاتا اور اگر مخلوق کی طرف رجوع کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا راستہ نہیں ملتا اور اگر کسی رخصت شرعیہ پر عمل کرنا چاہتا ہے تو فوراً گرفت میں آجاتا ہے اور لوگوں کے ہاتھ اس کے گریبان تک اور ان کی زبانیں اس کی ہتک کے لئے کھل جاتی ہیں اور اگر وہ لغزش میں پشیمانی کا اظہار کرے تو اس کی معافی نہ

ملے اور اگر بلا سے نعمت اور رضا کی طرف منتقل ہونا چاہے تو یہ بھی نہ ملے اس وقت اس کا نفس نعمتوں کے زوال میں پگھلنا شروع ہو جاتا ہے موت کی تیاری کیلئے جو اس کے نیک ارادے ہوتے ہیں ان کی تکمیل نہیں ہوتی ہے تمام مخلوقات اس کی تلاشی میں ہوتی ہیں اور وہ ایک مدت کے لئے اس حالت میں رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے تمام بشری اوصاف فنا ہو جاتے ہیں پس جب خالی روح باقی رہ جاتی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ اس کے باطن سے ندا کو سنتے ہیں "ارکض برجلک هذا مغتسل بارد وشراب" اور سب بلا زائل کر دیتے ہیں اور مخلوق کی زبانوں کو اس کی مدح کیلئے کھول دیتے ہیں اور اس کے لئے گردنیں جھک جاتی ہیں اور بادشاہ اور ارباب حکومت اس کے مسخر ہو جاتے ہیں۔"

مصیبت زدہ کا ثواب

(حدیث ۱۳۶۷) حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

قال الله تعالى اِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدًا مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنًا فَحَمِدَنِیْ وَصَبَرَ عَلٰى مَا ابْتَلَيْتُهٗ فَاِنَّهٗ يَقُوْمُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ مِنَ الْخَطَايَا وَيَقُوْلُ الرَّبُّ لِلْحَفَظَةِ اِنِّیْ قَيَّدْتُّ عَبْدِیْ هٰذَا وَابْتَلَيْتُهٗ فَاجْرُوْا لَهٗ مَا كُنْتُمْ تُجْرُوْنَ لَهٗ قَبْلَ ذٰلِكَ مِنَ الْاَجْرِ، وَهُوَ صَحِيْحٌ —

(حم، ع، طب، حل) عن شداد بن اوس — (ح). (۱۳۶۷)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب میں اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو (کسی تکلیف میں) مبتلا کرتا ہوں پھر وہ میری تعریف کرتا ہے اور میرے اس مصیبت میں گرفتار کرنے پر صبر کرتا ہے تو جب وہ اپنے بستر سے اٹھتا ہے تو وہ اپنے بستر سے اس طرح اٹھتا ہے جیسے اس کی ماں نے گناہوں سے پاک اس کو آج ہی جنا ہو اور رب تعالیٰ کراماً کاتبین کو فرماتے ہیں میں نے اپنے اس بندے کو لاچار کیا ہے اور مصیبت میں مبتلا کیا ہے تم اس کے وہ ثواب لکھتے رہو جو تم اس کے لئے اس سے پہلے لکھا کرتے تھے جبکہ وہ تندرست تھا۔

۱۳۶۷ (الجامع الصغير: ۶۰۲۱) — رواه أحمد وابو يعلى والطبراني في الكبير وأبو نعيم تاريخ دمشق (۶: ۲۹۷).

بیماری کی شکایت نہ کرنیوالے کا بدلہ

(حدیث ۱۳۶۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

قال اللہ تعالی: اِذَا ابْتَلَیْتُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنَ فَلَمْ یَشْکُنِیْ اِلَی عُوَّادِہٖ اَطْلَقْتُہٗ مِنْ اِسَارِیْ، ثُمَّ اَبْدَلْتُہٗ لَحْمًا خَیْرًا مِنْ لَحْمِہٖ، وَدَمًا خَیْرًا مِنْ دَمِہٖ، ثُمَّ یَسْتَاْنِفُ الْعَمَلَ - (ک، ہق) عن ابی ہریرۃ - (صح) (۱۳۶۸)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب میں اپنے مؤمن بندہ کو کسی مصیبت میں گرفتار کرتا ہوں اور وہ اپنے عیادت کرنے والوں کے سامنے میری شکایت نہیں کرتا تو میں اس کو اس کی بیماری سے شفاء دے دیتا ہوں پھر اس کا گوشت بدل دیتا ہوں جو اس کے گوشت سے بہتر ہوتا ہے اور اس کے خون کو بھی جو اس کے خون سے بہتر ہوتا ہے پھر وہ نئے سرے سے عمل کرتا ہے۔

لطائف ومعارف

نئے سرے سے عمل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے مرض کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنادیا جاتا ہے اور وہ اس بیماری سے اس طرح نکلتا ہے جیسے وہ شخص جس کو اس کی ماں نے اسی دن جنا ہو اور یہ صورت اس وقت ہوتی ہے جب آدمی گناہوں میں لتھڑا ہوا ہو اور توبہ نہ کی ہو، اللہ تعالیٰ اس پر مرض کو مسلط کر کے گناہوں کے اس میل سے پاک کر دیتے ہیں پھر جب وہ اس پر صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر بھی راضی رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخشنے کے بعد اس بیماری سے آزاد کر دیتے ہیں تاکہ جنت میں وہ اللہ کے پڑوس میں جانے کے لائق ہو جائے پس یہ بیماری اس کیلئے نعمت بن جاتی ہے اور اس کی تکلیف اس پر احسان۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیماری کا شکوہ شکایت کرے تو اس کو یہ ثواب نہیں ملے گا۔

ایک دانشمند کا قول ہے جو شخص تجھ پر رحم کرتا ہے تو اس کی شکایت اس شخص کے پاس نہ کر جو تجھ پر رحم نہیں کرتا ہاں جہاں اظہار میں کوئی حرج نہ ہو وہاں تکلیف کا اظہار

۱۳۶۸ (الجامع الصغیر: ۶۰۶۱) ــــ رواہ الحاکم (۱: ۳۴۸) والبیہقی (۳: ۳۷۵) وقال الحاکم علی شرطہما واقرہ الذہبی فی التلخیص لکنہ قال فی المہذب لم یخرجہ الستۃ لعلتہ اھ. وقال العراقی سندہ جید.

درست ہے جبکہ نیت درست ہو جیسا کہ طبیب کے سامنے بیماری کی حالت بیان کرنا یا کسی اور آدمی کے سامنے تاکہ صبر کی تعلیم حاصل کرلے یا اس لئے کہ اس سے مریض کی اللہ کے سامنے احتیاج اور عجز ظاہر ہو۔

دکھ سے گناہوں کا کفارہ اتارا جاتا ہے

(حدیث ۱۳۶۹)

اِذَا كَثُرَتْ ذُنُوْبُ الْعَبْدِ فَلَمْ يَكُنْ لَهٗ مِنَ الْعَمَلِ مَايُكَفِّرُهَا ابْتَلَاهُ اللّٰهُ بِالْحَزَنِ لِيُكَفِّرَهَا عَنْهُ-(حم) عن عائشة-(ح)(۱۳۶۹)

(ترجمہ) جب کسی بندے کے گناہ زیادہ ہو جائیں اور اس کا عمل ایسا نہ ہو جو ان کا کفارہ بن سکے اللہ تعالیٰ اس کو دکھ میں مبتلا کر دیتے ہیں تاکہ اسے ان گناہوں کا کفارہ بنا دیں۔

لطائف ومعارف

صوفیاء حضرات فرماتے ہیں کہ دکھ اور غم دو طرح سے حاصل ہوتا ہے ایک جب عبادت میں تقصیر ہو دوسرے جب دنیا کی حرص ہو۔

عیادت کے وقت مریض سے اپنے لئے دعا کراؤ

(حدیث ۱۳۷۰) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا دَخَلْتَ عَلٰى مَرِيْضٍ فَمُرْهُ يَدْعُوْلَكَ ، فَإِنَّ دُعَاءَهٗ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ -(ه) عن عمر (ض)(۱۳۷۰)

(ترجمہ) جب تو کسی مریض کے پاس (عیادت کیلئے) جائے تو اس کو کہہ کہ وہ

۱۳۶۹ (الجامع الصغير: ۸۳۸) ـــ مشكوة(۵۲۰۹) رواه احمد وقال المنذرى رواته ثقات الا الليث بن سليم وقال العراقى فيه ليث وهو مدلس وبقيته رجاله ثقات وقد رمز السيوطى لحسنه

۱۳۷۰ (الجامع الصغير: ۵۹۵) ـــ رواه النسائى (۱۲۸:۴) عن حديث جعفر بن برقان عن ميمون بن مهران عن عمر بن الخطاب وجعفر بن برقان اورده الذهبى فى الضعفاء وقال قال ابن خزيمة لا يحتج به انتهى' و ميمون لم يدرك عمر فهو منقطع ايضا' وقال ابن حجر فى الفتح عنده حسن لكن فيه انقطاع' وتقدمه لذلك النووى فى الاذكار فقال صحيح او حسن لكن ميمون لم يدرك عمر وقال المنذرى رواته ثقات لكن ميمون لم يسمع من عمر فزعم الدميرى صحته وهم.

تیرے لئے دعا کرے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے۔

(کیونکہ) مرض مریض کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور وہ اس طرح سے ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کا کوئی گناہ نہ ہو اور فرشتے بھی گناہوں سے معصوم ہونے کی وجہ سے گناہوں سے پاک ہیں۔

اللہ تعالیٰ مریض کے پاس ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا تم نے اس کی عیادت نہیں کی۔ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا' یہ اللہ تعالیٰ کے مریض کی پاس ہونا مریض کے انکساری واضطرار کی وجہ سے ہوتا ہے اس لئے اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہوتی ہے۔

قیام' قعود اور لیٹ کر نماز پڑھنے سے ثواب کی مقدار

(حدیث ۱۳۷۱) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صَلَاةُ الرَّجُلِ قَائِمًا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهٖ قَاعِدًا، وَصَلَاتُهٗ قَاعِدًا عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاتِهٖ قَائِمًا. وَصَلَاتُهٗ نَائِمًا عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاتِهٖ قَاعِدًا—(حم،د)عن عمران بن حصين—(صح). (۱۳۷۱)

(ترجمہ) آدمی کی نماز کھڑے ہو کر افضل ہے بیٹھ کر پڑھنے سے اور اس کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھا ہے (ثواب کے اعتبار سے) کھڑے ہو کر پڑھنے سے اور اس کا لیٹ کر نماز پڑھنا آدھا ہے بیٹھ کر نماز پڑھنے سے۔

لطائف ومعارف

اگر کسی شخص میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت ہے پھر وہ بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے یا بیٹھ کر پڑھنے کی طاقت ہے مگر لیٹ کر پڑھتا ہے تو یہ حدیث اس شخص کے لئے اس کی نماز کا ثواب بتا رہی ہے اور وہ بھی جب کہ وہ نوافل ادا کرے ورنہ فرائض وواجبات کی

۱۳۷۱ (الجامع الصغير: ۵۰۸۱) ـــ رواه احمد وابوداود ورمز السيوطي لصحته. كنز العمال (۱۹۶۵۵).

کھڑے ہوکر طاقت ہوتو بیٹھ کر ہوتے ہی نہیں ہیں اور مریض آدمی جس حالت میں بھی نماز پڑھ سکتا ہے کھڑے ہوکر، بیٹھ کر یا لیٹ کر اس کو ہر حال میں پورا ثواب ملے گا بلکہ بیماری کی مشقت برداشت کرتے ہوئے نماز ادا کرنے کا اور بھی زیادہ ثواب ملے گا۔

نابینا ہوجانیکا انعام

(حدیث ۱۳۷۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ ذَهَبَ بَصَرُهُ فِي الدُّنْيَا جَعَلَ اللهُ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اِنْ كَانَ صَالِحًا—(طس) عن ابن مسعود—(ح). (۱۳۷۲)

(ترجمہ) جس شخص کی بینائی دنیا میں چلی گئی اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیامت کے دن اس کے عوض نور عطاء کریں گے، اگر وہ آدمی صالح تھا تو۔

(لطائف ومعارف)

دنیا میں بینائی جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نابینا ہوگیا ہو یا اس کی آنکھ پھوٹ گئی ہو یا دھنس گئی یا نکال دی گئی ہو، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے لئے اس کا بدلہ نور سے عطاء کریں گے بشرطیکہ وہ آدمی نیک ہو۔ نیک سے مراد مسلمان ہونا ہے جیسا کہ صالح کا معنی اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو والی حدیث میں مسلمان اولاد سے کیا گیا ہے۔

۱۳۷۲ (الجامع الصغیر: ۸۶۸۱) ــــ رواه الطبرانی فی الاوسط ورمز السیوطی لحسنه وقال الهیثمی فیه بشر بن ابراهیم الانصاری وهو ضعیف. مجمع الزوائد (۲: ۳۱۰).

موت - تدفین - وراثت

۱ - فضائل مشکلات موت
۲ - احکام موت ومیّت
۳ - تعزیت
۴ - تدفین
۵ - میّت کا ذکر خیر
۶ - ایصال ثواب
۷ - وراثت

موت - تدفین - وراثت

موت اور فقر سے کراہت نہ کریں

(حدیث ۱۳۷۳) حضرت محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِثْنَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ آدَمَ. اَلْمَوتُ وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْفِتْنَةِ، وَيَكْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ وَقِلَّةُ الْمَالِ أَقَلُّ لِلْحِسَابِ - (ص، حم) عن محمود بن لبيد (صح). (۱۳۷۳)

(ترجمہ) دو چیزیں ایسی ہیں جن کو انسان ناپسند کرتا ہے۔ (۱) موت حالانکہ موت اس کے لئے فتنہ سے بہتر ہے (۲) اور قلت مال کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ قلت مال حساب کتاب کو کم کرنے والی ہے۔

لطائف ومعارف

(۱) فتنہ سے مراد کفر وضلالت ہے یا گناہ ہے یا امتحان وآزمائش وغیرہ ہے کیونکہ جب تک انسان زندہ رہے گا، اس طرح کی آزمائشوں میں واقع ہوتا رہے گا اور اللہ کے مکر سے نقصان پانے والے لوگ ہی بے خوف ہو سکتے ہیں۔

(۲) قیامت کے دن بندے کے قدم اس وقت تک نہیں اٹھ سکیں گے جب تک کہ اس سے چار چیزوں کا حساب نہ لیا جائے ان چار میں سے ایک مال ہے اس کے مال کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ اس کو کہاں سے کمایا تھا اور کہاں خرچ کیا تھا۔ اگرچہ وہ مال حلال ہی کا کیوں نہ ہو پھر بھی اس سے مال کے متعلق سوال ہوگا۔ مال کو مال اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے دلوں کو پھیر دیتا ہے۔

۱۳۷۳ (الجامع الصغير: ۱۶۶) ـــ كنز العمال (۶۰۶۴) سنن سعيد بن منصور، مسند احمد، ابو نعيم، ديلمى حديث صحيح مرسل.

موت مؤمن کیلئے تحفہ ہے

(حدیث ۱۳۷۴) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنجناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ-(طب، حل، ک،هب) عن ابن عمر- (ح). (۱۳۷۴)

(ترجمہ) موت مؤمن کے لئے تحفہ ہے۔

لطائف ومعارف

کیونکہ دنیا محنت، پابندی اور آزمائش کی جگہ ہے کیونکہ ہر وقت مؤمن کو اپنے نفس کو قابو کرنے کی دشواری سہنی پڑتی ہے اور خواہشات نفس سے مقابلہ رہتا ہے اور شیطان سے بھی مدافعت کرنی پڑتی ہے اور موت آتے ہی آدمی اس عذاب سے چھوٹ جاتا ہے اور موت ابدی حیات کا اور سرمدی سعادت کا سبب ہے اور اس کے بعد بڑے اونچے اونچے درجات حاصل ہوتے ہیں پس یہ مؤمن کے حق میں تحفہ ہوئی۔ یہ اگرچہ فنا اور اضمحلال ظاہری ہے لیکن یہ درحقیقت دوسری ولادت ہے اور فنا کے گھر سے بقاء کے گھر تک کا انتقال ہے۔ اگر موت نہ ہوتی تو جنت نہ ملتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہم پر موت کا احسان کرتے ہوئے فرمایا: خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ' اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں موت کو حیات سے پہلے ذکر کیا اس سے اس بات پر تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ موت حقیقی زندگی کی طرف لے جاتی ہے اور موت کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر نعمتوں میں سے شمار کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ. ويبقىٰ وجه ربک ذوالجلال والاكرام فباى الاء ربكما تكذبن. (ہر چیز فنا ہونے والی ہے، صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی۔ پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے) اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے: ثم انشانه خلقا اٰخر فتبارک الله احسن

۱۳۷۴ (الجامع الصغير: ۳۲۵۷) ___ رواه الطبرانی فی الكبير وابو نعيم فی الحلية (۸: ۱۸۵) والحاكم فی المستدرک فی الرقاق (۴: ۳۱۹) والبيهقی فی الشعب قال المنذری بعد عزوه للطبرانی اسناده جيد.

الخالقین. ثم انکم بعد ذلک لمیتون. ثم انکم یوم القیامة تبعثون۔ (پھر ہم نے انسان کو ایک اور شکل میں پیدا کیا پس برکت والی ہے اللہ کی ذات جو تمام پیدا کرنے والوں سے زیادہ اچھی ہے، پھر تم اس کے بعد مرنے والے ہو پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے)۔ یہ موت اور قیامت کیلئے قبروں سے اٹھنے کے تغیرات اس عمدہ تخلیق پر واقع ہوئے ہیں پس اس عمدہ تخلیق کی توڑ پھوڑ اس سے بھی اچھی شکل میں لانے کیلئے کی گئی ہے جیسا کہ امام ابوداود فرماتے ہیں کہ ہر مومن کیلئے موت بہتر ہے۔

پس جو شخص اس بات کی تصدیق نہ کرے تو اس کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھ لے: وما عند اللہ خیر للابرار. (اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے نیک لوگوں کیلئے بہتر ہے) اور حضرت حبان بن اسود فرماتے ہیں موت پل ہے جو دوست کو دوست تک پہنچاتی ہے اور مؤمن کی اللہ کے سامنے بڑی شان ہے، جب وہ اللہ کے سامنے حاضر ہوگا تو وہ اس کو راحت اور خوشبو عطاء کرے گا اور اس کے لئے قبر میں لباس اور خوشبوؤں کا حکم دے گا اور اچھا بچھونا دے گا اور ملائکہ کرام کا انس دے گا یہاں تک کہ اللہ سے ملاقات کرے۔

اور امام رازیؒ فرماتے ہیں موت بدن کی مشقت سے روح کے چھٹکارے کا اور اللہ کی بارگاہ میں پہنچنے کا اور اس کی رحمت کے حصول کا نام ہے پس اس کو کس طرح ناپسندیدہ چیزوں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ اسی وجہ سے بہت سے حضرات نے موت کی تمنا کی ہے جب کہ دوسرے حضرات نے طویل زندگی کی دعا کی ہے تاکہ دین کو قائم کریں اور اس عمل صالح کی کثرت کریں جو درجات کو بلند کرتا ہے اور گناہوں کو مٹاتا ہے اور یہاں پر ایک تیسری جماعت بھی ہے جس نے کچھ بھی پسند نہیں کیا بلکہ جو کچھ اللہ نے ان کے لئے پسند کیا انہوں نے بھی اسی کو پسند کیا۔ انہی میں سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ تھے۔ آپؓ سے ان کے مرض الموت کے وقت عرض کیا گیا کیا ہم آپ کے لئے کوئی طبیب نہ بلا دیں تو آپؓ نے فرمایا مجھے اس نے دیکھ لیا ہے تو پوچھا کہ اس نے کیا کہا ہے فرمایا اس نے کہا ہے میں جو چاہتا ہوں وہی کرتا ہوں، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اس طبیب سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات تھی۔

بعض صوفیاء نے اس حدیث میں موت کا معنی یہ کیا ہے کہ بندہ اپنے اختیار کو اللہ

کے ارادے میں فنا کردے' اگر یہ معنی لیا جائے تو یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جس میں یہ وضاحت ہے کہ مومن کی زندگی اس کی موت سے اچھی ہے۔

اگر صوفیاء کا یہ معنی مراد نہ لیا جائے تب بھی دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ مؤمن کی زندگی اس کی موت سے اس لئے بہتر ہے کہ وہ زندگی میں نیک عمل کرسکتا ہے جبکہ موت آنے کے بعد نیک عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے جس سے آخرت کے درجات کی ترقی رک جاتی ہے اور اگر زندہ رہتا تو زندگی میں نیک عمل کر کے آخرت کے درجات بڑھا سکتا تھا اور موت اس طرح سے بہتر ہے کہ مشقت کی زندگی ختم ہوئی اور انعام واکرام کی شروع ہوئی' لہٰذا مؤمن کی ہر حالت خیر ہے' زندگی بھی خیر ہے' موت بھی خیر ہے اور آخرت بھی خیر ہے' لہٰذا موت کو برا بھلا نہیں کہنا چاہئے جیسا کہ اکثر عوام کی عادت ہے۔

قد قلت اذ مدحوا الحياة فاسرفوا
فی الموت الف فضيلة لا تعرف
منها امان عقابه بلقائه
وفراق كل معاشر لا ينصف

تمنائے موت کی ممانعت

(حدیث ۱۳۷۵) حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ-(۵)عن خباب- (صح). (۱۳۷۵)

(ترجمہ) موت کی تمنا مت کرو (کیونکہ موت کا سامنا بڑا ہولناک ہے)۔

لطائف ومعارف

موت کی تمنا اس لئے مکروہ ہے کہ اس میں ازالہ نعمت حیات کی طلب ہے اور جو بڑے بڑے فوائد اور بہترین نتائج اس زندگی پر مرتب ہوتے ہیں ان سے محرومی کی تمنا بھی ہے کیونکہ لمبی عمر سے نیک کاموں میں اضافہ ہوتا ہے اگرچہ اور کچھ نہ ہو ہمیشہ کے

۱۳۷۵ (الجامع الصغير: ۹۷۳۶) ــــ رواه ابن ماجة (۴۱۶۳، ۴۱۶۷) واحمد والبزار وزاد فإن هول المطلع شديد قال الهيثمي وسنده جيد 'الترغيب والترهيب (۴:۲۵۷).

لئے ایمان ہی سلامت رہے تو یہ بھی کافی ہے۔ اس سے بڑا عمل اور کون سا ہو سکتا ہے۔ اور اگر دینی طور پر زندہ رہنے میں ضرر ہو تو موت کی تمنا میں کراہت نہیں ہے ہاں بہت سے اسلاف نے ملاقات باری تعالیٰ اور حضور بارگاہ قدسیہ کے شوق میں موت کی تمنا ضرور کی ہے لیکن مقام خواص کی نسبت سے اس کی خوبی میں کوئی شک نہیں ہے۔

موت کی سختی سے بچنے کی دعا

(حدیث ۱۳۷۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ ، وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ – (ت‘ه‘ ك) عن عائشة – (صح). (۱۳۷۶)

(ترجمہ) اے اللہ! موت کی شدتوں اور موت کی سکرات میں میری مدد فرما۔

موت کے وقت جنت میں داخل کرنیوالے کلمات

(حدیث ۱۳۷۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَلِمَاتٌ مَنْ قَالَهُنَّ عِنْدَ وَفَاتِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ – ثَلَاثًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ – ثَلَاثًا، تَبَارَكَ الَّذِیْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ – ابن عساكر عن علی – (صح). (۱۳۷۷)

(ترجمہ) کچھ کلمات ایسے ہیں اگر کوئی شخص ان کو وفات کے وقت پڑھ لے تو جنت میں داخل ہوگا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ تین مرتبہ ثَلَاثًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

۱۳۷۶ (الجامع الصغیر: ۱۴۶۶) رواه الترمذی (۲۹۷۸) والنسائی فی عمل الیوم واللیلة، وابن ماجة (۱۶۲۳) والحاکم (۲: ۴۶۵، ۳: ۵۶).

۱۳۷۷ (الجامع الصغیر: ۶۳۷۴) رمز السیوطی لصحته، درمنثور (۱: ۲۴۷) الزهد لابن المبارک (۳۳).

الْعَالَمِيْنَ- تین مرتبہ تَبَارَكَ الَّذِیْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ

لطائف ومعارف

موت سے پہلے آدمی کو چاہئے کہ یہ کلمات کہے پھر کلمہ شہادت کہے کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے: من كان آخر كلامه لا اله الله دخل الجنة (جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا) چاہے گناہوں کی سزا بھگت کر یا دخول اولی کے ساتھ۔

حالت ایمان پر وفات کی علامت

(حدیث ۱۳۷۸) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ يَمُوْتُ بِعَرَقِ الْجَبِيْنِ- (حم،ت،ن،ه،ك)عن بريدة - (ح).(۱۳۷۸)

(ترجمہ) مومن اپنی جبین کے پسینہ کے ساتھ فوت ہوتا ہے۔

لطائف ومعارف

یعنی جب مومن پر موت آتی ہے تو اس کے ماتھے پر پسینہ آجاتا ہے اور یہ اس کے ایمان پر مرنے کی علامت ہوتی ہے کیونکہ جب کسی آدمی کے پاس مالک کی طرف سے کوئی بشارت آئے جبکہ بندہ گناہ گار ہو تو وہ بشارت کے سنتے ہی شرمندہ ہوجاتا ہے اور شرمندگی میں ہی اس کے ماتھے پر پسینہ آجاتا ہے اور موت بھی مومن کیلئے بشارت ہے جب وہ اچھی حالت میں ہو تو مومن کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے کیونکہ موت کے وقت مرنے والے کے نچلے اعضاء پر موت کی ابتداء شروع ہوتی ہے اور اوپر کے جسم پر حیات

۱۳۷۸ (الجامع الصغير: ۹۱۴۵) ــــ رواه أحمد (۵:۳۵۷) والترمذی (۹۸۲) والنسائی (۴:۶) وابن ماجة (۱۴۵۲) والحاكم (۱:۳۶۱) رمز السيوطی لحسنه وقال الترمذی حسن وقال الحاكم صحيح على شرطهما واقره الذهبی وقال الهيثمی رجال احمد رجال الصحيح.

قوت اختیار کر لیتی ہے اور حیاء آدمی کی آنکھوں میں ہوتا ہے اور یہی وقت عالم برزخ کے پردہ کے کھل جانے کا اور بشارت اُخروی کے ظاہر ہونے کا وقت ہوتا ہے اس لئے مومن کو اس حالت میں پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے اور کافر اس حالت سے اندھا ہوتا ہے اور آخرت کی دائمی رسوائی اس کے سامنے ہوتی ہے اس لئے اس کو شرمندگی کا پسینہ نہیں آتا۔

علامہ ابن عربیؒ نے اس حدیث کا یہ معنی لکھا ہے کہ مومن پر موت آسان کر دی جاتی ہے اس پر موت کی شدت صرف اس قدر ہوتی ہے جس سے اس کی جبین پر پسینہ ظاہر ہو جاتا ہے پہلے معنی کی تائید حکیم ترمذیؒ کی روایت کردہ یہ حدیث کرتی ہے جس کو انہوں نے حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی موت کے وقت یہ حدیث بیان کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ موت کے وقت میت پر تین چیزوں کا دھیان رکھا کرو اگر ماتھے پر پسینہ آئے اور آنکھوں سے آنسو نکلیں تو یہ رحمت ہے جو میت پر نازل ہوئی ہے اور گلا دبائی ہوئی کنواری عورت کے نکاح کے وقت دب دب کر جواب دینے کی طرح اس کی آواز ڈوب ڈوب جائے' رنگ گر جائے اور باچھوں سے جھاگ نکلے تو یہ عذاب ہے۔

اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مرنا شہادت ہے

(حدیث ۱۳۷۹) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اُرِيْدَ مَالُهٗ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيْدٌ - (۳) عن ابن عمرو (صح). (۱۳۷۹)

(ترجمہ) جس شخص کا ناحق طور پر مال لیا جا رہا ہو اور وہ اس سے لڑ پڑے اور قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے۔

لطائف و معارف

ایسا شخص آخرت کے حکم کے مطابق شہید ہوگا نہ کہ دنیاوی طور پر یعنی اس کو شہید کا

۱۳۷۹ (الجامع الصغیر: ۸۳۹۶) ــــ رواہ ابو داود فی السنة (۳۱) والنسائی (۷:۱۱۵) وابن ماجة (۲۵۸۲) وقال بعض شراح الترمذی اسنادہ صحیح ورمز السیوطی لصحتہ.

اجر ملے گا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مال کی حفاظت میں لڑنا درست ہے اور اگر لڑنے میں مارا گیا تو اس کو شہید کا ثواب ملے گا لیکن حقیر مال کے پیچھے نہیں لڑنا چاہئے۔

مصیبت کے وقت نوحہ کرنا' گریبان پھاڑنا اور نسب میں طعن کرنا

(حدیث ۱۳۸۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثٌ مِنَ الْكُفْرِ بِاللهِ شَقُّ الْجَيْبِ، وَالنِّيَاحَةُ، وَالطَّعْنُ فِي النَّسَبِ-(ك) عن ابی هريرة.(۱۳۸۰)

(ترجمہ) تین چیزیں اللہ کے ساتھ کفر کرنے کے مترادف ہیں (مصیبت کے وقت) گریبان پھاڑنا' میت پر نوحہ کرنا (بین کرنا) اور نسب میں طعن کرنا۔

(لطائف ومعارف)

اللہ کے ساتھ کفر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نعمت کی ناشکری کرتا ہے۔

رونے سے میت کو تکلیف ہوتی ہے

(حدیث ۱۳۸۱) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ-(ق)عن عمر-(صح).(۱۳۸۱)

(ترجمہ) میت کو زندہ آدمی کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

یہ عذاب تب ہوگا جب میت اس کو پسند کرتی تھی یا وصیت کر گئی تھی اور رونے میں نوحہ اور ماتم ہو۔

یا حدیث کا یہ معنی ہے کہ جب میت فوت ہو رہی ہو اس وقت اگر لوگ روئیں گے

۱۳۸۰؎ (الجامع الصغير: ۳۴۳۷)__ رواه الحاكم في الجنائز وصححه (۱: ۳۸۳) واقره الذهبی. كنز العمال (۸۴' ۴۳۷). موارد الظمآن (۵۷).

۱۳۸۱؎ (الجامع الصغير: ۲۱۳۳)__ رواه البخاری بلفظه ومسلم بهذا اللفظ (ببكاء اهله عليه) (۱۶' ۱۸) وقال السيوطی هذا متواتر' ومصنف ابن ابی شيبة (۳: ۳۹۱)

اور چیخیں گے تو میت کا دکھ بڑھے گا اور موت کی سکرات تیز ہوگی'

علامہ عراقیؒ فرماتے ہیں کہ یوں کہنا چاہئے کہ رونے کی آواز ہی عذاب ہے جس طرح سے ہم بچوں کے رونے سے تکلیف محسوس کرتے ہیں' اسی طرح سے مرنے والا بھی رونے سے تکلیف محسوس کرتا ہے۔

علامہ کرمانیؒ نے بھی اسی معنی کی تائید کی ہے۔

دو ملعون آوازیں

(حدیث ۱۳۸۲) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

صَوْتَانِ مَلْعُونَانِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِزْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ، وَرَنَّةٌ عِنْدَ مُصِيبَةٍ—البزار والضياء عن انس—(صح). (۱۳۸۲)

(ترجمہ) دو آوازیں دنیا میں بھی ملعون ہیں اور آخرت میں بھی' نعمت کے وقت گانا بجانا اور مصیبت کے وقت چیخنا چلانا۔

(لطائف ومعارف)

مزمار کا معنی شراح حدیث نے یہاں پر گانا بجانا لکھا ہے' اس لئے ترجمہ میں یہی معنی ذکر کیا گیا ہے۔

آج کل یہ دونوں صورتیں عام ہوگئی ہیں کہ جب خوشی ہوتی ہے تو لوگ ناچ گانا کراتے ہیں اور جب مصیبت ہوتی ہے تو خوب واویلا کرتے ہیں۔ اگر یہ آوازیں ملعون ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ تو ان آوازوں والے اور ان کی آوازوں کو سننے والے بھی ملعون ہیں۔

تعزیت کا ثواب مصیبت برداشت کرنے کے برابر ہے

(حدیث ۱۳۸۳) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَزّٰى مُصَابًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ— (ت، ه) عن ابن مسعود—

۱۳۸۲ (الجامع الصغير: ۵۰۵۰) ___ رواه البزار والضياء وهو حديث صحيح قال المنذري رواته ثقات. وقال الهيثمي رجاله ثقات. مجمع الزوائد (۳: ۱۳).

(ض). (۱۳۸۳)

(ترجمہ) جس شخص نے مصیبت زدہ کو تعزیت کی اس کے لئے اس (کی مصیبت) کے برابر اجر ہوگا۔

لطائف ومعارف

تعزیت کا معنی مصیبت زدہ کو اللہ کی طرف سے ثواب کی امید دلاتے ہوئے صبر کی تلقین کرنا ہے۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں تعزیت کرنا صبر دلانا اور ایسی بات کا ذکر کرنا ہے جس سے میت والے کو تسلی ہو اور اس کا غم کم ہو اور مصیبت ہلکی ہو جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے:

إن لله ما أخذ وله ما أعطى (جو کچھ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے وہ بھی اسی کا ہے اور جو کچھ دیا ہے وہ اسی کا ہے) یہ تعزیت کے بہترین کلمات ہیں' اس سے آدمی کو اچھی خاصی تسلی ہو جاتی ہے۔

امام شافعیؒ نے محدث عبدالرحمٰن بن مہدیؒ کو ان کے بیٹے کی تعزیت پر یہ شعر لکھ کر بھیجے:

إني معزيک لا اني على طمع
من الحياة ولكن سنة الدين
فما المعزى بباق بعد صاحبه
ولا المعزى ولو عاشا إلى حين

(۱) میں آپ کو تعزیت کرتا ہوں' اس اعتبار سے نہیں کہ مجھے زندگی کی طمع ہے بلکہ اس لئے کہ یہ اسلام کا طریقہ ہے۔

(۲) پس جس کو تعزیت کی جا رہی ہے وہ بھی اپنے فوت ہو جانے والے کے بعد باقی نہیں رہے گا اور نہ ہی تعزیت کرنے والا باقی رہے گا' اگرچہ یہ دونوں کچھ دیر تک زندہ رہیں گے۔

۱۳۸۳؎ (الجامع الصغير: ۸۸۵۱) ــــ رواه الترمذى (۱۰۷۳) وابن ماجة (۱۶۰۲) والبيهقى فى السنن قال الترمذى غريب لا نعرفه إلا من حديث على بن عاصم وقال النووى فى الأذكار إسناده ضعيف وذكره النووى فى الموضوع وقال العلائى له طرق لا طعن فيها وليس واهيا فضلا عن كونه موضوعا.

میت کو قبر میں اتارتے وقت کے کلمات

(حدیث ۱۳۸۴) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

كَانَ اِذَا وَضَعَ الْمَيِّتَ فِي لَحْدِهٖ قَالَ: بِسْمِ اللهِ، وَبِاللهِ، وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ، وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ۔ (د، ت، ة، هق) عن ابن عمر۔ (ح). (۱۳۸۴)

(ترجمہ) جب آنحضرت ﷺ کسی میت کو اس کی لحد میں اتارتے تھے تو یہ الفاظ کہتے تھے:

بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ، وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ. (ہم اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کی معیت کے ساتھ اور اللہ کے راستہ میں اور رسول کریم ﷺ کی ملت کے طریقہ پر اس میت کو لحد میں اتارتے ہیں۔

دفن کے بعد میت کیلئے ایک بہترین دعا

(حدیث ۱۳۸۵) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ، وَسَلُوْا لَهُ التَّثْبِيْتَ، فَاِنَّهُ الْآنَ يُسْاَلُ۔ (د) عن عثمان۔ (ح) (۱۳۸۵)

(ترجمہ) جب آپ ﷺ میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تھے تو اس پر کھڑے ہو کر فرماتے تھے: استغفروا لأخیکم اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو وَسَلُوا له التثبیت اور اس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو کیونکہ اس سے ابھی سوال جواب ہو رہا ہے۔

(لطائف ومعارف)

علامہ آجری نے اپنی کتاب النصیحۃ میں لکھا ہے دفن کرنے کے بعد کچھ دیر ٹھہر جانا

۱۳۸۴؎ (الجامع الصغیر: ۶۸۱۹) ــــ رواه ابو داود والنسائی والترمذی وابن ماجة (۱۵۵۰)) والبیهقی (۴: ۵۵) وابن حبان والحاکم.

۱۳۸۵؎ (الجامع الصغیر: ۶۷۵۷) ــــ رواه ابو داود وسکت علیه واقره المنذری ومن ثم رمز السیوطی لحسنه ورواه الحاکم والبزار باللفظ المزبور 'سنن کبری للبیهقی (۴: ۵۶).

اور میت کے لئے میت کی طرف رخ کر کے اس کی ثابت قدمی کی دعا کرنا مسنون ہے اور یہ دعا ان الفاظ سے کرے:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ وَأَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا وَلَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَيْرًا وَقَدْ اَجْلَسْتَهٗ تَسْأَلُهٗ، اَللّٰهُمَّ فَثَبِّتْهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْآخِرَةِ كَمَا ثَبَّتَّهٗ فِي الدُّنْيَا، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَاَلْحِقْهُ بِنَبِيِّهٖ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ وَلَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهٗ.

(ترجمہ) اے اللہ! یہ آپ کا بندہ ہے، آپ اس کو ہم سے بہتر جانتے ہیں، ہمیں اس کی خیر کا ہی علم ہے آپ نے اس کو سوال جواب کے لئے بٹھلایا ہے اے اللہ! اس کو آخرت میں قول ثابت (ایمان) کے ساتھ ثابت قدم رکھ، جس طرح سے آپ نے اس کو دنیا میں ثابت قدم رکھا ہے، اے اللہ! اس پر رحم فرما اور اس کو اپنے نبی کے ساتھ لاحق فرما اور ہمیں اس کے بعد گمراہ نہ کرنا اور اس کے اجر سے بھی محروم نہ کرنا۔

مُردوں پر سورۂ یاسین پڑھنے کا فائدہ

(حدیث ۱۳۸۶) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِقْرَأُوْا عَلٰى مَوْتَاكُمْ يٰسٓ (حم، د، ہ، حب، ک) عن معقل ابن يسار. (ح). (۱۳۸۶)

(ترجمہ) اپنے مُردے پر سورۂ یاسین کی تلاوت کیا کرو۔

(لطائف ومعارف)

مردوں پر سورۂ یٰسٓ اس لئے پڑھی جاتی ہے تاکہ وہ اس کو سنے اور اس کو اپنے دل پر جاری کرے کیونکہ انسان اس وقت اپنی تمام قوتوں میں ضعیف پڑ چکا ہوتا ہے اور اس کے اعضاء اور دل جواب دے رہا ہوتا ہے اور بالکلیہ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو ایسے وقت میں اس کے پاس ایسی چیز کی تلاوت کی جائے جو اس کی قوت میں اضافہ کرے

۱۳۸۶ (الجامع الصغیر: ۱۳۴۴) ___ مسند احمد وابو داود وابن ماجة فی الجنائز وابن حبان والحاکم ورمز السیوطی لحسنه وضعفه آخرون. موارد الظمآن (۷۲۰)، تفسیر بغوی (۶: ۱۷)

اوراس کی تصدیق کومضبوط کرے اوراس کے یقین کوتقویت دے۔

سورۂ یٰس دوبارہ جی اٹھنے' قیامت' امتوں کے احوال اوران کے خاتمہ کے بیان میں ہے اوراس میں تقدیر کا اثبات بھی ہے اور یہ کہ بندوں کے سب کاموں کا انجام اللہ کی طرف ہوتا ہے اورتوحید کا اثبات' شرکاء کی نفی' قیامت کی علامات' دوبارہ اٹھنا' حشر' پیشی' حساب' جزاء اور حساب کے بعد جنت یا جہنم وغیر ذلک بھی سورۂ یاسین میں موجود ہیں' اس کی تلاوت سے مرنے والے کے ذہن میں ان احوال کا ذکر تازہ ہوتا ہے اور اصول دین کی بنیادوں سے تنبہ ہوتا ہے اوراحوال برزخ وقیامت جن کی طرف وہ منتقل ہونے والا ہے ان کو یاد کرتا ہے۔

علامہ ابن رُفعہؒ نے اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے استدلال کرتے ہوئے اس عمل کوصحیح قرار دیا ہے کہ موت کے بعد مردے پر سورۂ یاسین کی تلاوت کی جائے اور بہتر یہ ہے کہ ان دونوں معنوں کو جمع کرلیا جائے کہ وفات سے پہلے بھی سورۂ یاسین پڑھی جائے اور بعد میں بھی۔

بعض احناف نے اس حدیث سے یہ دلیل پکڑی ہے کہ آدمی اپنے عمل کا ثواب چاہے تلاوت کا ہو' یا نماز کا یا صدقہ یا حج کا کسی بھی دوسرے شخص کو دے سکتا ہے اوراس کی دلیل یہ حدیث بھی ہے اور حضور ﷺ کا اپنی امت کی طرف سے قربانی کرنا اور فرشتوں کا مومنین کے لئے استغفار کرنا بھی ہے اورآیت وان لیس للانسان الا ماسعٰی جس سے منکرین ایصال ثواب نے استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت الحقنابھم ذریتھم والی آیت سے منسوخ ہے یا حضرت ابراہیمؑ وحضرت موسیٰؑ کی قوم کے ساتھ خاص ہے یا کافر مراد ہیں تو اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ کافر کو اس کے کفر کی وجہ سے دوسرے لوگوں کے نیک اعمال مرنے کے بعد فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے۔ باقی رہے مسلمان تو وہ اس آیت کا مصداق نہیں ہیں یا اس آیت میں سعی سے سعی ایمانی مراد ہے کہ کسی شخص کا ایمان دوسرے کے کام نہیں آئے گا۔

علامہ ابن عربیؒ فرماتے ہیں سورۂ یاسین کی تلاوت مردے کے پاس لازماً کرنی چاہئے' پھر فرمایا کہ میں بیمار ہوا اور مجھ پر غشی طاری ہوئی اور اپنے آپ کو مردوں میں

سے سمجھنے لگا تو میں نے ایک جماعت کو دیکھا جو بدشکل تھی اور مجھے اذیت دینا چاہتی تھی اور ایک حسین وجمیل عمدہ خوشبو والے شخص کو دیکھا جو ان کو مجھ سے دفعہ کر رہا تھا حتیٰ کہ وہ ان پر غالب آ گیا پس میں نے اس سے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو اس نے کہا میں سورۂ یاسین ہوں پھر مجھے ہوش آ گیا تو میں نے دیکھا کہ میرے ابا میرے سر کے پاس بیٹھے ہیں اور وہ رو بھی رہے ہیں اور سورۂ یاسین بھی پڑھ رہے ہیں اور اس کو انہوں نے ختم بھی کر لیا۔

موت کے بعد نفع پہنچانے والی چیزیں

(حدیث ۱۳۸۷) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ مَا يُخَلِّفُ الْإِنْسَانُ بَعْدَهُ ثَلَاثٌ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْلَهُ وَصَدَقَةٌ يَجْرِي يَبْلُغُهُ اَجْرُهَا، وَعِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ۔ (ه، حب) عن ابی قتادة۔ (صح). (۱۳۸۷)

(ترجمہ) بہتر چیز جس کو آدمی اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے تین چیزیں ہیں (۱) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے (۲) صدقہ جاریہ جس کا اس کو اجر پہنچے (۳) علم دین جس سے اس کے مرنے کے بعد نفع اٹھایا جائے۔

(لطائف ومعارف)

وَلد صالح سے مراد مسلمان اولاد ہے جب اپنے والد کے لئے مغفرت ونجات کی دعاء کرے گی تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دے گا۔ انشاء اللہ۔

دیگر مسلمان جو مُردوں کے لئے کچھ پڑھ کر یا عمل کر کے بھیجتے ہیں یا صدقہ کرتے ہیں تو ان کا ثواب بھی ان کو پہنچتا ہے۔

مُردوں کو برا بھلا کہنے والا

(حدیث ۱۳۸۸) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

۱۳۸۷ (الجامع الصغیر: ۴۰۸۴) ــــ رواه ابن ماجة (۲۴۱) وابن حبان قال المنذری بعد ماعزاه لابن ماجة إسناده صحيح وعزاه ابن حجر الى مسلم ورواه النسائی ایضا والمعجم الصغير للطبرانی (۱: ۱۴۱) وكنز العمال (۴۳۶۵۹). الترغيب والترهيب (۱: ۱۰۰).

روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَابُّ الْمَوْتٰی کَالْمُشْرِفِ عَلَی الْهَلَکَةِ - (طب)عن ابن عمرو - (ح).(۱۳۸۸)

(ترجمہ) مردوں کو برا بھلا کہنے والا ہلاکت کے کنارے پر ہے۔

لطائف ومعارف

یہاں موتیٰ سے مراد مؤمن مُردے ہیں اور مومن کو موت کے بعد ایذاء دینا زندہ کو ایذاء دینے سے زیادہ سخت ہے کیونکہ زندہ آدمی سے معافی کا حصول ممکن ہے مردہ سے نہیں اسی لئے اس حدیث میں وقوع ہلاکت کی وعید سنائی گئی ہے۔

حالت قرض میں مرنے پر وعید

(حدیث ۱۳۸۹) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِنْدَاللهِ اَنْ یَلْقَاهُ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْکَبَائِرِ الَّتِی نَهَی اللهُ عَنْهَا اَنْ یَمُوتَ الرَّجُلُ وَعَلَیْهِ دَیْنٌ لَایَدَعُ لَهُ قَضَاءً - (حم، د) عن ابی موسی - (ح).(۱۳۸۹)

(ترجمہ) بڑے گناہوں کے بعد جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے کہ جب وہ فوت ہوا تھا تو وہ مقروض تھا اور قرضہ چکانے کیلئے اس کے پاس کچھ نہ تھا۔

موت کی موت اور اہل جنت ودوزخ کا دوام زندگی

(حدیث ۱۳۹۰) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ اُتِیَ بِالْمَوْتِ کَالْکَبْشِ الْاَمْلَحِ، فَیُوْقَفُ بَیْنَ

۱۳۸۸؎ (الجامع الصغیر: ۴۶۱۲) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر.

۱۳۸۹؎ (الجامع الصغیر: ۲۲۰۶) ــــ رواه احمد (۴: ۳۹۲) وابوداود فی البیوع (۳۳۴۲) وسنده جید.

الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُذْبَحُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ فَلَوْ اَنَّ اَحَدًا مَاتَ فَرَحًا لَمَاتَ اَهْلُ الْجَنَّةِ، وَلَوْ اَنَّ اَحَدًا مَاتَ حُزْنًا لَمَاتَ اَهْلُ النَّارِ۔(ت) عن ابی سعید۔(ح) .(۱۳۹۰)

(ترجمہ) جب قیامت کا دن ہوگا تو موت کو سفید ہلکے سیاہ رنگ کے دنبہ کی شکل میں پیش کیا جائے گا پھر اس کو جنت اور جہنم کے درمیان میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا جبکہ جنتی اور دوزخی (اس کو) دیکھ رہے ہوں گے، پس اگر کسی نے خوشی کے مارے مرنا ہوتا تو جنتی (اس خوشی سے) مر جاتے اور کسی نے غم کے مارے مرنا ہوتا تو جہنمی (غم کے مارے) مر جاتے۔

لطائف ومعارف

(۱) اس موت کو ذبح کرنے والے حضرت جبریل علیہ السلام ہوں گے یا حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام یا کوئی اور۔

(۲) علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک دنبہ پیدا کریں گے اور اس کا نام موت رکھیں گے اور جنتیوں اور دوزخیوں کے دلوں میں ڈال دیں گے کہ یہ موت ہے اور اس کے ذبح ہونے کو جنت وجہنم میں دائمی رہنے کی دلیل بنا دیں گے۔

موت کو دنبہ کی شکل میں لانے کی حکمت یہ ہے کہ ملک الموت حضرت آدمؑ کے پاس دنبہ کی شکل میں آئے تھے اور اپنے پروں میں سے چار ہزار پر پھیلائے تھے اھ۔ علامہ قرطبیؒ کے اس قول کی تائید میں بہت سے علماء نے فرمایا ہے کہ موت کو حقیقی طور پر ذبح کیا جائے گا اور ذبح کرنے والا موت کا فرشتہ ہوگا اور سب لوگ اس کو جانتے ہوں گے کیونکہ اسی نے ان کی ارواح کو قبض کیا تھا اور علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ موت کے فرشتہ کو موت دے دی جائے گی وگرنہ ان کے زندہ رہنے سے اہل جنت کا عیش کڑوا ہو جائے جبکہ اہل جنت میں کوئی غم نہ ہوگا۔

علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دوزخی ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے کبھی دوزخ سے نہیں نکلیں گے اور نہ ہی ان پر موت آئے گی جو لوگ یہ کہتے

۱۳۹۰ (الجامع الصغیر: ۸۰۳)۔ رواہ الترمذی (۲۵۵۸) وھو حدیث حسن.

ہیں کہ جہنمی جہنم سے نکال لئے جائیں گے اور جہنم خالی ہو کر فنا کر دی جائے گی تو یہ بات آنحضرت ﷺ کے دین اور اہل سنت والجماعت کے اجماع کے خلاف ہے۔ اھ۔

علم میراث سیکھنے کی اہمیت

(حدیث ۱۳۹۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهُ النَّاسَ، فَإِنَّهُ نِصْفُ الْعِلْمِ، وَهُوَ يُنْسَى، وَهُوَ أَوَّلُ شَيْءٍ يُنْزَعُ مِنْ أُمَّتِي - (ه، ك) عن ابی هريرة - (صح). (۱۳۹۱)

(ترجمہ) وراثت کا علم سیکھو اور لوگوں کو اس کی تعلیم دو کیونکہ یہ آدھا علم ہے جو بھلا دیا جاتا ہے اور یہ (دین کی) سب سے پہلی چیز ہے جو میری امت سے اٹھائی جائے گی۔

لطائف ومعارف

علم میراث کو آدھا علم اس لئے کہا گیا ہے کہ ایک علم حیات سے متعلق ہے اور ایک موت سے، تو یہ موت سے متعلق ہے اس لئے اس کو آدھا علم کہا گیا ہے اور بھلا دئے جانے سے مراد یہ ہے کہ یہ علم تکرار سے ہی حاصل ہوگا خالی ایک دفعہ سننا کافی نہیں ہوگا اور ساری امت سے اس کا وجوب ساقط ہو گیا، بس حدیث سے اتنا مراد ہے کہ اتنا سیکھ لو کہ یہ بھول نہ جائے۔

اپنے ورثاء کو محتاج نہیں چھوڑنا چاہئے

(حدیث ۱۳۹۲) حضرت سعید بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ میرے پاس نبی کریمؐ حجۃ الوداع کے سال میرے درد میں میری عیادت کرنے کیلئے تشریف لائے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں درد کی شدت کو پہنچ چکا ہوں جو آپ دیکھ رہے ہیں اور میں مال دار ہوں اور میری بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں۔ کیا میں اپنے مال کی دو تہائیاں صدقہ کر دوں؟

۱۳۹۱ (الجامع الصغير: ۳۳۲۵) ــــ رواه ابن ماجة والحاكم في الفرائض (۴: ۳۳۲) وقال البيهقي (۶: ۲۰۸) به تفرد حفص وليس بقوى.

فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: آدھا فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: تہائی تو حضورؐ نے فرمایا:

الثُّلُثُ والثُّلُثُ كَثِيْرٌ ، إِنَّكَ أَن تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا ، حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَاَتِكَ. مالک (حم ق ۴) عن سعد . (صح). (۱۳۹۲)

(ترجمہ) تہائی اور تہائی بھی بہت ہے اگر تو اپنے ورثاء کو دولت مند چھوڑ جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ تو ان کو محتاج چھوڑ جائے کہ وہ لوگوں کے سامنے صدقہ کے لئے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تو جو نفقہ بھی خرچ کرتا ہے اور اس میں اللہ کی رضا طلب کرتا ہے تو تجھے اس کا اجر دیا جائے گا حتیٰ کہ اس چیز کا بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں رکھتا ہے۔

اپنی اولاد کو ہدایا میں برابر رکھو

(حدیث ۱۳۹۳) حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

اِعْدِلُوا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ فِي النُّحْلِ ، كَمَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَعْدِلُوْا بَيْنَكُمْ فِي الْبِرِّ وَاللُّطْفِ – (طب) عن النعمان بن بشير – (ح). (۱۳۹۳)

(ترجمہ) اپنی اولاد میں عطایا اور ہدایا میں برابری رکھو، جس طرح سے تم یہ چاہتے ہو کہ وہ (سب) لطف و حسن سلوک میں برابری رکھیں۔

لطائف و معارف

جب کوئی ہدیہ اولاد میں تقسیم کرنا ہو یا اپنی جائیداد اپنی زندگی میں دینی ہو تو ان میں برابر برابر تقسیم کرو تاکہ کسی کے دل میں کسی قسم کی خلش نہ ہو، ہاں اگر کسی کو اپنی خوشی سے یا اس کی زیادہ خدمت کرنے کی وجہ سے یا اس کے زیادہ محتاج ہونے یا دینی فضیلت کی

۱۳۹۲ (الجامع الصغیر: ۳۵۶۹) ــــ رواه مالک فی الموطا واحمد فی مسنده والبخاری ومسلم والنسائی وابوداود والترمذی وابن ماجة والشافعی ایضا.

۱۳۹۳ (الجامع الصغیر: ۱۱۴۶) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر وابن حبان واسناده حسن ، ابوداود (۳۵۴۴) نسائی (۶۲۱۶) مسند احمد (۴: ۲۷۵) مسلم فی الهبات (۱۳).

وجہ سے کچھ زیادہ دینا چاہو تو اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

زندگی میں اولاد کو جائیداد میں برابر کا حصہ دیا جائے

(حدیث ۱۳۹۴) حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا فِیْ أَوْلَادِكُمْ-(ق)عن النعمان بن بشیر (۱۳۹۴)

(ترجمہ) اللہ سے ڈرو اور اولاد میں عدل و مساوات رکھو۔

لطائف و معارف

اپنی اولاد میں عطیہ وغیرہ میں برابری کیا کرو تاکہ کسی کو ترجیح دینے سے والدین کے لئے اولاد میں نافرمانی اور باہمی حسد نہ ہونے لگے' یہ برابری لڑکوں اور لڑکیوں دونوں میں ایک جیسی ہونی چاہئے یعنی اگر کوئی شخص اپنے بیٹے بیٹیوں میں اپنی زندگی میں جائیداد وغیرہ تقسیم کرنا چاہے تو برابر برابر دے' زندگی میں' مرنے کے بعد کی تقسیم میراث پر اس کو قیاس نہ کیا جائے' اگر کسی کو اس کی زیادہ خدمت یا زیادہ محبت کی وجہ سے زیادہ حصہ دینا چاہتا ہے تو زندگی میں یہ بھی کر سکتا ہے جس طرح سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہؓ کو جذاذ کے بیس وسق زیادہ دئے تھے اور حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے حضرت عاصم کو اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ولدام کلثوم کو۔

ورثاء کیلئے حصہ سے زیادہ ترکہ دینے کی وصیت کرنا درست نہیں

(حدیث ۱۳۹۵) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ اَعْطٰی كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ، فَلَا وَصِیَّةَ لِوَارِثٍ-(هـ) عن انس-(ح).(۱۳۹۵)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے پس اب وارث کیلئے وصیت کا حکم باقی نہیں رہا۔

۱۳۹۴ (الجامع الصغیر: ۱۲۱)___ رواه البخاری ومسلم فی الهبات (۱۳).

۱۳۹۵ (الجامع الصغیر: ۱۷۵۸)___ رواه ابن ماجة (۲۷۱۳) وعزاه ابن حجر وغیره لاحمد وابو داود (۲۸۷۰) والنسائی (۶:۲۴۷) والترمذی (۲۱۲۰، ۱۲۱) وابن ماجة من حدیث ابی امامةؓ لایخلو اسناد منها من مقال لکن مجموعها یقتضی ان للحدیث اصلا بل جنح الشافعی فی الام الی ان هذا المتن متواترا ه.

لطائف ومعارف

یعنی جب کوئی شخص فوت ہوتو جتنا بھی اس نے اپنا ترکہ چھوڑا ہے اس کے ورثاء کیلئے اس سے جس جس مقدار میں حصے بنتے ہیں ان کی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تعیین کردی ہے اب مرنے والے کو اپنی جائیداد کے متعلق تقسیم وراثت میں حصص کی تعیین کا حکم باقی نہیں رہا بلکہ منسوخ ہو چکا ہے۔ اس لئے اب اگر کوئی شخص کسی بھی شرعی وارث کے لئے اپنی جائیداد سے کچھ وصیت کر جائے تو وہ مؤثر نہیں ہوگی اس کو صرف وہی حصہ ملے گا جو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنے مرض الوفات سے پہلے اپنی زندگی میں کسی وارث یا غیر وارث کو دیدے تو یہ درست ہے۔ ہاں اگر کسی وارث کے لئے وصیت کر جائے اور ورثاء بھی اس وصیت پر عمل کرنے کیلئے راضی ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

قاتل میراث سے محروم ہو جاتا ہے

(حدیث ۱۳۹۶) ایک صحابی سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ لِقَاتِلٍ مِيرَاثٌ . (٥) عن رجل (ح). (١٣٩٦)

(ترجمہ) قاتل کو میراث نہیں ملے گی۔

لطائف ومعارف

جو لوگ آج کل کسی رشتہ دار کو خفیہ طریقہ سے قتل کر دیتے ہیں اور پھر اس کی جائیداد کے وارث بن جاتے ہیں، چاہے کسی کو معلوم ہو یا نہ ہو ایسا قاتل کبھی بھی اپنے مقتول کے ترکہ کا وارث نہیں بنتا بلکہ اس قاتل پر قتل کا عذاب ہوگا اور مقتول کا ترکہ باقی ورثاء میں ان کے حصوں کے بقدر تقسیم ہوگا، اگر یہ قاتل مقتول کے ترکہ سے اپنے حصے

۱۳۹۶ (الجامع الصغیر: ۷۶۶۳) ــــ رواه ابن ماجة قال الزركشي قال ابن عبدالبر في كتاب الفرائض واسناده صحيح بالاتفاق وله شواهد كثيرة وقال الحافظ ابن حجر رواه الدار قطني والبيهقي من حديث علي وسنده ضعيف جدا. قال عبدالحق وابن الجوزي وقول امام الحرمين ليس هذا الحديث في الرتبة العالية من الصحة عجب فإنه ليس له في اصل الصحة مدخل اهـ.

کے بقدر لے گا یا کل مال پر قبضہ کرے گا تو یہ سب حرام اور گناہ کبیرہ ہوگا۔ آخرت میں اس کی بھی سزا بھگتنی پڑے گی۔

موت کے بعد ثواب کے مستحق حضرات

(حدیث ۱۳۹۷) حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:
اَرْبَعَةٌ تَجْرِیْ عَلَیْهِمْ اُجُوْرُهُمْ بَعْدَ الْمَوْتِ: مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَمَنْ عَلَّمَ عِلْمًا اُجْرِیَ لَهٗ عَمَلُهٗ مَاعُمِلَ بِهٖ وَمَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَجْرُهَا یَجْرِیْ لَهٗ مَاوُجِدَتْ وَرَجُلٌ تَرَکَ وَلَدًا صَالِحًا فَهُوَ یَدْعُوْ لَهٗ۔ (حم، طب) عن ابی امامة۔ (ض). (۱۳۹۷)
(ترجمہ) چار قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کو ان کی موت کے بعد بھی ثواب ملتا رہے گا۔ (۱) جو شخص جہاد فی سبیل اللہ میں چوکیداری کرے گا۔ (۲) جس شخص نے کچھ علم دین سکھایا اس کے لئے اس کے عمل کا اس وقت تک ثواب لکھا جائے گا جب تک کہ اس کی تعلیم پر عمل ہوتا رہے گا۔ (۳) جس نے کسی قسم کا کوئی دائمی صدقہ کیا (جیسے وقف) تو جب تک اس کے صدقہ کی کوئی شکل باقی رہے گی اس کا اجر پہنچتا رہے گا۔ (۴) وہ شخص جس نے کوئی نیک (مسلمان) اولاد چھوڑی اور وہ اس کے لئے دعائے مغفرت اور رحمت کرتی رہی۔

مسئلہ ایصال ثواب

اس حدیث میں ان نیک اعمال کا ذکر ہے جو آدمی خود سرانجام دیتا ہے لیکن ان کا ثواب موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے اس طرح کے جو دوسرے اعمال ہیں وہ بھی حدیث کے مفہوم میں شامل ہیں۔
اور وہ نیک اعمال جو آدمی خود نہیں کرتا بلکہ کوئی دوسرا مسلمان کر کے اس کو ایصال ثواب کرتا ہے، ایسے اعمال کا ثواب بھی مسلمان کو پہنچتا ہے جیسا کہ بہت سی احادیث

۱۳۹۷ (الجامع الصغیر: ۹۳۳) ــــ رواہ احمد (۵: ۲۶۱) والطبرانی فی الکبیر (۸: ۲۴۳) والبزار ورمز السیوطی لحسنه واعله البیهقی وغیره بأن فیه ابن لهیعة ورجل لم یسم، لکن قال المنذری هو صحیح من حدیث غیر واحد من الصحابة.

سے ثابت ہے اور اس کی سب سے بڑی دلیل حج بدل ہے جو باتفاق ائمہ درست ہے اور اس حج کے ذریعہ سے دوسرے مسلمان کو حج کا ثواب پہنچایا جاتا ہے اور حج بدنی' مالی اور زبانی تینوں قسم کی عبادات پر مشتمل ہے اس لئے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو اپنی کسی زبانی یا مالی یا بدنی عبادت کا ثواب ہدیہ کرے تو وہ ثواب دوسرے مسلمان کو بھی پہنچے گا اور ہدیہ کرنے والے مسلمان کے ثواب سے بھی ذرہ برابر کمی نہ ہوگی' دلائل کے لئے میرا عربی رسالہ "ایصال الثواب" ملاحظہ فرمائیں جو "احکام القرآن للتھانوی" کی چوتھی منزل میں شامل ہے جس کو میں نے مفتی جمیل احمد تھانویؒ کے ساتھ مل کر تالیف کیا تھا۔

میت کو اچھائی سے ذکر کرو' برائی سے نہ کرو

(حدیث ۱۳۹۸) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ، وَکُفُّوا عَنْ مَسَاوِیْھِمْ۔ (د'ت'ک'ھق) عن ابن عمر۔ (صح). (۱۳۹۸)

(ترجمہ) اپنے مردوں کی اچھائیاں بیان کیا کرو اور ان کی برائیاں بیان کرنے سے رک جاؤ:

لطائف ومعارف

یعنی مردوں کا ذکر اچھائی سے ہی کرو' ان کا ذکر خیر کے ساتھ کرنا مندوب ہے اور ان کی برائیاں کرنا حرام ہے۔ ہاں اگر ضرورت یا مصلحت ہو جیسے اس کی بدعت اور گمراہی سے بچانا ہو جیسا کہ آنحضرت ﷺ کی احادیث میں ہے:

اسی طرح سے اگر میت کو غسل دینے والا میت کے چہرہ کی نورانیت دیکھے یا اس کی خوشبو پائے تو اس کے لئے مسنون ہے کہ لوگوں کو اس کی حالت بتلائے اور اگر کوئی بری چیز دیکھے جیسے چہرہ سیاہ ہو جائے یا بدبو محسوس کرے یا کسی عضو کی حالت بدلی ہوئی ہو تو اس حدیث کی بنیاد پر اس کو لوگوں کو بتلانا حرام ہے۔

۱۳۹۸ (الجامع الصغیر: ۹۰۵) ___ رواہ ابوداؤد (۴۹) والترمذی (۱۰۱۹) والحاکم والبیھقی (۴:۷۵) والطبرانی (۱۲:۴۳۸)

جنازہ

۱ - فضائل جنازہ

۲ - احکام جنازہ

۳ - دعا بعد جنازہ

جنازہ

جنازہ رکھنے سے پہلے نہ بیٹھو

(حدیث ۱۳۹۹) حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا تَبِعْتُمُ الْجَنَازَةَ فَلَا تَجْلِسُوْا حَتّٰى تُوْضَعَ - (م) عن أبی سعید. (۱۳۹۹)

(ترجمہ) جب تم جنازہ کے پیچھے چلو تو اس وقت تک نہ بیٹھو جب تک کہ جنازہ رکھ نہ دیا جائے۔

لطائف ومعارف

کیونکہ میت متبوع کی طرح ہے اس لئے اس سے پہلے تابع نہ بیٹھے اور اگر کوئی شخص راستہ میں بیٹھا ہوا ہو اور اس کے پاس سے جنازہ گزرے اور قبر پر بیٹھا ہوا ہو اور جنازہ آجائے تو بعض علماء کے نزدیک یہ ہے کہ کھڑا ہو جائے اور بعض کے نزدیک یہ ہے کہ کھڑا نہ ہو اور اگر کوئی مریض ہو یا معذور ہو تو وہ بھی کھڑے ہونے سے مستثنیٰ ہے۔

جنازہ میں سب کیلئے دعا

(حدیث ۱۴۰۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ - (د، ه، حب) عن ابی هریرة - (ح). (۱۴۰۰)

(ترجمہ) جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھو تو اس میں میت کیلئے اخلاص اور حضور

۱۳۹۹ (الجامع الصغیر: ۵۱۵) ــــ ابوداؤد (۳۱۷۳) سنن کبری للبیهقی (۴:۲۶) مسلم.

۱۴۰۰ (الجامع الصغیر: ۷۲۹) ــــ ابو داؤد (۳۱۹۹) ابن ماجة (۱۴۹۷) ابن حبان وأعله المناوی بمحمد بن اسحاق وتبعه ابن حجر فقال فیه ابن اسحاق وقد عنعن لکن اخرجه ابن حبان من طریقین آخرین مصرحا بالسماع.

قلب کے ساتھ دعا کرو'

(لطائف ومعارف)

کیونکہ نماز جنازہ سے مقصود میت کے لئے استغفار اور سفارش کرنا ہے اور اس کی قبولیت کی امید اس وقت زیادہ کی جاسکتی ہے جب خوب اخلاص اور عجز وانکساری سے دعا کی جائے' اسی لئے نماز جنازہ میں ایسی دعا مشروع کردی گئی کہ ویسی زندہ کے لے مشروع نہیں قرار دی گئی۔

علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث ان لوگوں کی بات کو رد کر رہی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ میت کو دعا کا فائدہ نہیں ہوتا۔

اسی سے میت کے لئے ایصال ثواب بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ جس طرح سے جنازہ میں مسلمانوں کی دعا کا میت کو فائدہ پہنچتا ہے تو بقایا وہ اعمال صالحہ جن کا ثواب میت کو بھیجا جا سکتا ہے جیسا کہ حج بدل وغیرہ جس پر تمام ائمہ اسلام متفق ہیں' ان کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے۔

جولوگ آیت قرآنی وأن لیس للإنسان إلا ما سعیٰ سے استدلال کرتے ہیں کہ اس کی رُو سے کسی کا عمل دوسرے کو نہیں پہنچتا تو یہ استدلال کمزور ہے کیونکہ آیت میں ''سعی'' کا مطلب سعی ایمانی ہے کہ ایک شخص کا ایمان غیر مؤمن کو فائدہ نہیں دے گا' باقی رہے نیک اعمال تو ان کا ثواب پہنچتا ہے اس کیلئے بہت سے شرعی دلائل موجود ہیں جیسا کہ حج بدل ہے اس کا ثواب بالاتفاق میت کو پہنچتا ہے اور حج بدل میں قولی' بدنی' مالی تینوں قسم کی عبادتیں موجود ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص زبان کے نیک عمل کا ثواب پہنچانا چاہے تو وہ بھی پہنچے گا اور اگر کوئی مال (صدقہ خیرات) کا ثواب پہنچانا چاہے تو وہ بھی پہنچے گا اور اگر کوئی ان دونوں کے مجموعہ کا ثواب پہنچانا چاہے جیسے بدنی محنت کر کے مسجد کی تعمیر کر کے اس کا ثواب میت کو پہنچادے تو ایسا ثواب بھی پہنچے گا۔

جنازے کے بعد دعا کا استدلال

پاکستان اور ہندوستان کے کچھ مسلمان اس حدیث سے جنازے کے بعد دعا کا

استدلال کرتے ہیں حالانکہ نماز جنازہ میت کے لئے خود دعا ہے اسی میں میت کے لئے اخلاص کے ساتھ دعا کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اس حدیث کی تشریح حضور ﷺ کے عمل سے اس طرح ثابت ہے کہ آپؐ نماز جنازہ میں میت کے لئے مختلف دعائیں فرماتے تھے لیکن جنازے کے بعد دعا نہیں مانگتے تھے' اہل اسلام کے لئے حضور ﷺ کا یہ ارشاد اور آپؐ کا یہ اسوہ ہی کافی ہے' جاہلوں اور عوام کو جن کو نماز جنازہ کی دعا نہیں آتی جنازہ کے بعد شرکاء جنازہ کا اسطرح سے دعا مانگنا جس طرح سے پاک و ہند کے علاقوں میں مروج ہے بدعت ہے۔ ایسی دعا سے میت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور مذکورہ بالا حدیث کے لفظ فاخلصوا له الدعاء سے استدلال کرنا قواعد صرف ونحو سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اگر یہاں فاء تعقیب کے لئے ہوتی تو حضور ﷺ' صحابہ' تابعین' ائمہ مجتہدین اور تیرہ چودہ صدیوں کے علماء واولیاء بھی یہ دعا مانگا کرتے اور نہ ہی فقہ حنفی میں اس کا کوئی صحیح حوالہ ملتا ہے۔

نماز جنازہ میں چالیس موحدین کی شرکت سے مغفرت

(حدیث ۱۴۰۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَايُشْرِكُونَ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فيه . (حم'م'د) عن ابن عباس. (صح). (۱۴۰۱)

(ترجمہ) جو مسلمان آدمی بھی فوت ہوتا ہے اور اس کے جنازہ میں چالیس ایسے آدمی شریک ہوتے ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت (دعائے مغفرت) کو اس میت کے حق میں قبول کر لیتے ہیں۔

لطائف ومعارف

ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ یہ کوشش کرو کہ جب تمہارا کوئی فوت ہو جائے تو اس پر

۱۴۰۱ (الجامع الصغیر: ۸۰۳۴) ــــ رواه احمد ومسلم فی الجنائز (۵۹) ابو داود فی الجنائز وابن ماجة 'سنن کبری للبیهقی (۳: ۳۸۱).

چالیس یا اس سے زیادہ نماز جنازہ پڑھنے والے ہوں کیونکہ اس حدیث کی بنیاد پر یہ لوگ اس کی بخشش کے سفارشی ہوں گے۔

حکایت

ایک عرب شخص ایک جنازہ کے پاس سے گزرا، جس پر لوگوں نے کثیر تعداد میں نماز جنازہ پڑھی تھی۔ اس نے کہا یہ شخص اہل جنت میں سے ہے پوچھا گیا کیونکر؟ کہا وہ کون سا کریم ہے کہ اس کے پاس ایک شخص کے حق میں سفارش کرنے کے لئے کثیر تعداد میں لوگ جمع ہوں اور وہ ان کی سفارش کو رد کر دے، خدا کی قسم! وہ ایسی سفارش کو کبھی بھی رد نہیں کر سکتا پس اکرم الکرماء اور ارحم الرحماء کی کیا شان ہے۔ پس ان لوگوں کی دعا تو سفارش ہی ہے تو اس کو وہ کیوں نہیں قبول کرے گا۔

جنازہ کو جلدی دفن کرو

(حدیث ۱۴۰۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ، فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ - (حم، ق ۴) عن ابی هريرة (صح). (۱۴۰۲)

(ترجمہ) جنازہ کو جلدی لے جاؤ پس اگر وہ صالح ہوگا تو وہ اس خیر کو پہنچے گا جس کی طرف تم اس کو لے جا رہے ہو، اگر صالح نہ ہوگا تو شر ہوگا جس کا بوجھ تم اپنی گردنوں سے اتار دو گے۔

لطائف ومعارف

جلدی لے جانے کا مطلب یہ ہے کہ چلنے کی عام عادت اور تیز چلنے کے درمیان کچھ تیز چال کے ساتھ جنازہ کو لے جانا چاہئے، اس سے زیادہ تیز چلنے میں ان ضعفاء پر

۱۴۰۲ (الجامع الصغير: ۱۰۱۹) ــــ رواه احمد (۲: ۲۴۰) والبخاری (۲: ۱۰۸) ومسلم جنائز (۵۰) والنسائی (۴: ۴۲) وابوداود (۳۱۸۱) والترمذی وابن ماجة وهو حديث صحيح.

مشقت ہوگی جو زیادہ تیز نہیں چل سکتے یا جنازہ اٹھانے والوں پر مشقت ہوگی' یا میت کا کفن بکھرنے وغیرہ کا خطرہ ہے' اس لئے زیادہ تیز چال مکروہ ہے۔

خیر سے مراد مردہ کے لئے قبر کا انعام واکرام ہے جو اس کو قبر میں حاصل ہوگا اور شر سے مراد قبر کا عذاب ہے جو گناہ گار مسلمان کو قبر میں پہنچے گا۔ (اللہ محفوظ رکھے)۔

ضائع ہونے والے بچہ کا ثواب

(حدیث ۱۴۰۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سَمُّوْا اَسْقَاطَكُمْ ،فَاِنَّهُمْ مِنْ اَفْرَاطِكُمْ–ابن عساكر عن ابى هريرة –(ح).(۱۴۰۳)

(ترجمہ) تم اپنے ضائع شدہ بچوں کے نام رکھا کرو' کیونکہ یہ تمہارے لئے آگے بھیجا جانے والا ذخیرہ ہیں۔

لطائف ومعارف

ضائع ہونے والا بچہ وہ ہے جو کمال تخلیق کو پہنچنے سے پہلے ضائع ہو گیا ہو اور فرط اس چیز کو کہتے ہیں جو اپنے لوگوں سے آگے پہنچ جائے تاکہ ان کی ضروریات کا سامان بنے پس یہ ضائع ہونے والا بچہ بھی اپنے والدین کے لئے ان چیزوں کی تیاری کرتا ہے جو آخرت کی منازل ہیں اور مقامات ابرار میں ضروری ہوتی ہیں۔

۱۴۰۳ (الجامع الصغير: ۴۷۱۳)___ رواه ابن عساكر فى التاريخ .

حیاۃ الاموات

۱ - حیاۃ الانبیاء

۲ - حیاۃ الاموات

۳ - سماع موتی

۴ - عذاب قبر

۵ - احکام قبرستان

حیات الاموات

مردہ کو ایذا پہنچانا زندہ کو ایذا دینے کے برابر ہے

(حدیث ۱۴۰۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ کَسْرَ عَظْمِ الْمُسْلِمِ مَیِّتًا کَکَسْرِہٖ حَیًّا۔(عب، ص،د،ہ)عن عائشۃ۔(صح). (۱۴۰۴)

(ترجمہ) مسلمان مردہ کی ہڈی کو توڑنا بھی زندہ مسلمان کی ہڈی کو توڑنے کے برابر ہے۔

لطائف ومعارف

اس حدیث سے مردہ کے زندہ ہونے کی دلیل ملتی ہے کہ مردہ کی ہڈی توڑنے کو زندہ کی ہڈی توڑنے کے برابر قرار دیا ہے، ہاں یہ صورت اس سے مستثنیٰ ہے کہ کوئی شخص کسی مردہ کی ہڈی توڑ دے تو قصاصاً اس کی ہڈی نہیں توڑی جائے گی لیکن سزا کے طور پر اس کو تادیب ضرور کی جائے گی۔

روح کا بدن سے تعلق اور سماع اموات

(حدیث ۱۴۰۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمَیِّتَ اِذَادُفِنَ سَمِعَ خَفْقَ نِعَالِھِمْ اِذَا وَلَّوْا عَنْہُ مُنْصَرِفِیْنَ۔ (طب) عن ابن عباس۔(ح). (۱۴۰۵)

۱۴۰۴ (الجامع الصغیر: ۲۳۴۶) ___ رواہ عبدالرزاق فی مصنفہ وسعید بن منصور فی سننہ وابو داود فی سننہ وابن ماجۃ فی سننہ ،جمع الجوامع (۶۸۲۳)

۱۴۰۵ (الجامع الصغیر: ۲۱۳۵) ___ رواہ الطبرانی فی الکبیر وقال الھیثمی ،رجالہ ثقات ،جمع الجوامع (۵۹۵۴)

(ترجمہ) میت جب دفن کی جاتی ہے تو وہ دفن کرنے والوں کی جوتیوں کی کھسکھساہٹ کو سنتی ہے جب وہ (اسے دفن کر کے) واپس جاتے ہیں۔

لطائف ومعارف

حافظ ابونعیمؒ نے اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بھی روایت کئے ہیں:

فَإِنْ كَانَ مُؤْمِناً كَانَتِ الصَّلٰوةُ عِنْدَ رَأْسِهٖ وَالصِّيَامُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَالزَّكَاةُ عِنْدَ يَسَارِهٖ وَفِعْلُ الْخَيْرَاتِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ.

(یعنی اگر وہ میت مؤمن کی ہوگی تو نماز اس کے سر کے پاس، روزہ اس کی دائیں طرف، زکوٰۃ اس کے بائیں طرف اور نیک اعمال اس کے پاؤں کی طرف سے (عذاب قبر سے) اس کا دفاع کریں گے)۔

علامہ مناوی لکھتے ہیں:

أفتى الحافظ ابن حجر بأن الميت إنما يسأل قاعداً وان الروح إنما تلبس الجثة حال السؤال فى النصف الاعلى فقط وبأن روح المؤمن بعد السؤال فى عليين وروح الكافر فى سجين ولكل روح اتصال ببدنها وهو اتصال معنوى لا يشبه الاتصال فى حال الحياة بل أشبه شيء به حال النائم ويشبهه بعضهم بشعاع الشمس بالنسبة إليها وبه جمع ما افترق من الاخبار أن محل الارواح فى عليين وفى سجين ومن كون الروح عند أفنية قبورها كما نقله ابن عبدالبر عن الجمهور وبان الميت يسمع التلقين لوجود الاتصال المذكور.

(ترجمہ) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے یہ فتویٰ جاری کیا کہ میت سے (قبر میں) بٹھا کر سوال کیا جاتا ہے اور روح حالت سوال میں میت کے اوپر کے آدھے جثہ میں لوٹ آتی ہے، اور سوال کے بعد مؤمن کی روح علیین میں اور کافر کی سجین میں چلی جاتی ہے لیکن ہر روح کا اپنے بدن کے ساتھ معنوی اتصال ہوتا ہے جو دنیا کے اتصال کی طرح نہیں ہے بلکہ اس کی حالت سونے والے کی

حالت کے زیادہ مشابہ ہے اور بعض علماء نے اس کو سورج کی شعاع کے ساتھ مشابہت دی ہے اس تاویل سے وہ تمام احادیث جو مختلف باہمی اختلافات کرتے ہوئے نظر آتی ہیں جمع ہو جاتی ہیں کہ ارواح کا محل علیین اور سجین ہے اور ارواح اہل قبور کے اجسام میں ہوتی ہیں جیسا کہ حافظ ابن عبدالبر نے اس کو نقل کیا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ میت تلقین کو بھی سنتی ہے کیونکہ اس وقت بھی مذکورہ اتصال پایا جاتا ہے (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۲/ ۳۹۸ تحت حدیث نمبر ۲۱۳۵)۔

روح کا جسم سے تعلق

(حدیث ۱۴۰۶) حضرت ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ۔ (حم،م،ہ) عن ام سلمة۔ (صح). (۱۴۰۶)

(ترجمہ) جب روح جسم سے نکلتی ہے تو نگاہ اس کے پیچھے ہو کر دیکھتی ہے کہ یہ کہاں جا رہی ہے۔ (کذا ترجمہ النووی)۔

لطائف ومعارف

کیونکہ روح کا بدن سے اتصال ہوتا ہے' اگرچہ وہ جسم سے نکل چکی ہو پس مردہ دیکھتا ہے' سنتا بھی ہے' جانتا بھی ہے اور سلام کیا جائے تو جواب بھی دیتا ہے' یہ حدیث اس مسئلہ پر قوی ترین دلائل میں سے ہے۔

جمہور اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ روح ایک لطیف جسم ہے جو حقیقت اور صفت کے لحاظ سے دیگر اجسام سے مختلف ہے' بدن میں اس کا تصرف اور عمل اس طرح سے ہوتا ہے جس طرح سے کوئلہ میں آگ اور زیتون میں اس کا تیل۔

جب حضرت ام سلمہؓ کے سابقہ شوہر حضرت ابوسلمہؓ فوت ہونے لگے تو آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو وفات سے ان کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔ آپؐ نے ان کی

۱۴۰۶ (الجامع الصغیر: ۲۰۰۴). رواہ احمد (۶: ۲۹۷) ومسلم فی الجنائز (۷) وابن ماجة (۱۴۵۴) سنن کبری للبیهقی (۳: ۳۸۴) وهو حدیث صحیح.

آنکھیں بند کیں پھر یہ ارشاد فرمایا کہ ''جب روح نکلتی ہے نگاہ اس کے پیچھے دوڑتی ہے'' یہ سن کر حضرت ابوسلمہؓ کے رشتہ دار زور سے رونے لگے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا تم لوگ اپنے لئے سوائے خیر کے کچھ نہ مانگو کیونکہ تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں پھر آپؐ نے حضرت ابوسلمہؓ کے لئے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَۃَ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہُ فِیْ عَقِبِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَنَوِّرْ لَہٗ فِیْہِ.

(لطائف ومعارف)

اگر کوئی شخص مذکورہ دعا کو اپنے کسی مردہ کے لئے پڑھنا چاہے تو ''ابی سلمۃ'' کے بجائے اس کا نام لے۔

(دعا کا ترجمہ) اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما' اس کے درجہ کو ہدایت یافتہ لوگوں کے درجہ تک پہنچا دے اور اس کے پیچھے رہ جانے والوں میں اچھے جانشین بنا اور یا رب العالمین ہمیں بھی بخش اور اس کو بھی بخش' اس کی قبر کو وسیع وعریض کر دے اور اس کے لئے اس کو منور فرما۔

انبیاءؑ اپنی قبور میں زندہ ہیں

(حدیث ۱۴۰۷) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ. —(ع)عن انس— (ح). (۱۴۰۷)

(ترجمہ) انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں مین نمازیں پڑھتے ہیں۔

لطائف ومعارف

انبیاء شہداء کی طرح ہیں بلکہ شہداء سے بھی افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اور اپنے رب کے نزدیک زندہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی زندگی ہمارے سامنے نہیں ہے بلکہ یہ فرشتوں کی زندگی کی طرح ہے اور انبیاء کی زندگی کا بھی

۱۴۰۷ (الجامع الصغیر: ۳۰۸۹) ــــ رواہ ابو یعلی فی مسندہ ورمز السیوطی لحسنہ وقال المحدث عبدالرء وف المناوی وھو حدیث صحیح.

یہی حکم ہے (بلکہ انبیاء کی زندگی شہداء کی زندگی سے افضل ہے) اسی وجہ سے انبیاء کی وراثت نہیں چلتی جیسا کہ علامہ مناوی لکھتے ہیں:

الأنبياء احياء فى قبورهم يصلون لا نهم كالشهداء بل افضل والشهداء احياء عند ربهم وفائدة التقييد بالعندية الاشارة الى ان حياتهم ليست بظاهرة عندنا وهى كحياة الملائكة وكذا الانبياء ولهذا كانت الانبياء لاتورث اهـ (فيض القدير شرح الجامع الصغير ۱۸۴/۳ تحت هذا الحديث).

حیات الانبیاء.

(حدیث ۱۴۰۸) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ عَلٰى مُوْسٰى قَائِمًا يُصَلِّيْ فِي قَبْرِهٖ۔

(حم،م،ن)عن انس۔(صح). (۱۴۰۸)

(ترجمہ) جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے۔

لطائف ومعارف

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث اپنے ظاہری معنی کے ساتھ اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حقیقۃً بیداری کی حالت میں دیکھا تھا اور یہ بھی دلالت کر رہی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہیں اور ایسی نماز پڑھتے ہیں جیسی زندگی میں پڑھتے تھے اور یہ بات ممکن ہے اس میں کوئی مانع نہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ابھی تک دنیا میں ہیں اور یہ عبادت کا گھر ہے پس اگر یہ کہا جائے کہ وہ موت کے بعد نماز کیسے پڑھتے ہیں جبکہ یہ مکلّف ہونے کی حالت نہیں ہے ہم کہتے ہیں یہ حکم تکلیفی نہیں ہے بلکہ اکرام اور تشریف کا حکم ہے کیونکہ انبیائے کرامؑ کے نزدیک دنیا میں نماز کو محبوب کر دیا گیا تھا اور وہ پابندی سے اس کو ادا کرتے رہے

۱۴۰۸ (الجامع الصغير: ۸۱۷۱) ــــ رواه احمد ومسلم فى المناقب (۲۱۶:۳) والنسائى فى الصلوٰة.

پھر جب وہ فوت ہوئے تو بھی ان کی یہی حالت تھی اس لئے ان کو اسی حالت پر باقی رکھا گیا جس کو وہ پسند کرتے تھے پس ان کی یہ عبادت الہامی ہے جیسا کہ فرشتوں کی عبادت ہے جو کہ تکلیفی نہیں ہے اور اس پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے: یَمُوْتُ الرجل علی ما عاش علیه ویحشر علی مامات علیه (آدمی اسی حالت پر مرے گا جس حالت پر اس نے زندگی گزاری ہو اور اس حالت میں اٹھایا جائے گا جس حالت میں وہ فوت ہوا ہوگا)۔

اس پر یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہاں قبر میں بھی نماز پڑھتے دیکھا اور اسی رات آسمان میں بھی دیکھا کیونکہ انبیائے کرامؑ کے مختلف مقامات ہیں جہاں چاہیں جا سکتے ہیں پھر لوٹ کر آ سکتے ہیں یا یہ جواب ہے کہ انبیائے کرامؑ کی ارواح بدن سے جدا ہونے کے بعد رفیق اعلیٰ میں ہیں اور ان کو بدن کے ساتھ لگاؤ اور تعلق ہے جس کی وجہ سے وہ تصرف کی قدرت رکھتے ہیں اور مسلمان کو سلام کا جواب دیتے ہیں اسی تعلق کی بناء پر حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں بھی دیکھا اور آسمان میں بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر سے حضورؐ کے ساتھ معراج کو گئے پھر لوٹ آئے بلکہ یہ مقام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح کا ہے اور قبر آپ کے بدن کا مقام ہے جہاں روز قیامت تک رہیں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات انبیائے کرامؑ اپنی قبور میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہے: اَلأنبیاء أحیاء فی قبورهم یصلون. (انبیائے کرامؑ اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں) آج کل منکرین حیات النبیؐ کا جو فتنہ کھڑا ہوا ہے یہ احادیث ان کے خلاف دلیل ہیں۔ (کذا فی فیض القدیر للمناوی ۵:۵۱۹، ۵۲۰)۔

قبرستان میں سلام کے الفاظ

(حدیث ۱۴۰۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ اِذَا مَرَّ بِالْمَقَابِرِ قَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالصَّالِحِيْنَ وَالصَّالِحَاتِ

وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ—ابن السنی عن ابی هریرة—(ض).(۱۴۰۹)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ جب قبرستان سے گزرتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالصَّالِحِيْنَ وَالصَّالِحَاتِ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ.

(اے مؤمنین، مؤمنات، مسلمین، مسلمات اور صالحین اور صالحات کے علاقے کے لوگو تم پر سلام ہے، ہم بھی انشاء اللہ تمہارے ساتھ آکر ملنے والے ہیں)۔

لطائف ومعارف

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں اس حدیث میں مُردوں پر ایسے ہی سلام کا ذکر ہے جیسے زندوں پر سلام کئے جاتے ہیں۔

اور درج ذیل حدیث میں مُردوں کے سلام سننے کی وضاحت بھی موجود ہے چنانچہ حدیث میں ہے: "ما من مسلم يمر على قبر أخيه فيسلم الاعرف ورد"

رواه عبدالرزاق وقال عبدالحق هذا حديث صحيح :

(ترجمہ) جو مسلمان بھی اپنے مسلمان بھائی کی قبر سے گزرتا ہے اور اس کو سلام کہتا ہے تو وہ اس کو پہچانتا اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

میت پر سلام کے الفاظ

مسلم شریف میں اس دعا کے الفاظ اس طرح سے منقول ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَا حِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.

اور ترمذی شریف میں سلام کے الفاظ درج ذیل طریقہ سے مذکورہ ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ مدینہ کی قبور سے گزرتے تھے تو یوں سلام کہتے تھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَااَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ

۱۴۰۹ (الجامع الصغیر: ۶۷۹۵) ــــ رواه ابن السني (۵۸۳) قال ابن حجر في امالي الأذكار إسناده ضعيف اهـ وقد ورد بمعناه في مسلم.

قبر میں سوال پر حضورؐ کی نبوت کے سوال پر پختہ شہادت دو

(حدیث ۱۴۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فِتْنَةُ الْقَبْرِ فِيَّ، فَإِذَا سُئِلْتُمْ عَنِّيْ فَلَا تَشُكُّوْا - (ك) عن عائشة - (ح). (۱۴۱۰)

(ترجمہ) قبر میں میرے متعلق تم سے امتحان ہوگا پس جب تم سے میرے متعلق سوال کیا جائے تو تم شک نہ کرنا۔

لطائف ومعارف

یعنی قبر میں حضور ﷺ کی نبوت کے متعلق سوال ہوگا پس جس شخص نے یہ جواب دے دیا کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور وہ ایمان سے اس کی تصدیق کرتا ہے تو وہ نجات پائے گا اور جس نے پس وپیش کی یا کہا میں نے لوگوں سے سنا وہ جو کچھ کہتے تھے میں نے بھی وہی کہا تو اس کو عذاب میں ڈالا جائے گا۔

اور جواب میں شک نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تم سے سوال کیا جائے تو تم پختہ طریقہ سے جواب دینا شک اور تردد والا جواب نہ دینا تاکہ تمہیں نجات حاصل ہوجائے۔

عذاب قبر

صدیق اور شہید سے قبر کا امتحان نہیں ہوگا

(حدیث ۱۴۱۱) ایک صحابیؓ نے نبی کریمؐ سے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ شہید کے علاوہ باقی لوگوں سے قبر کا سوال کیا جاتا ہے؟ تو نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

كَفٰى بِبَارِقَةِ السُّيُوْفِ عَلٰى رَأْسِهٖ فِتْنَةً - (ن) عن رجل - (صح). (۱۴۱۱)

۱۴۱۰ (الجامع الصغير: ۵۸۴۰) رواه الحاكم (۲: ۳۸۲).
۱۴۱۱ (الجامع الصغير: ۶۲۴۸) رواه النسائي (۴: ۹۹).

(ترجمہ) شہید کے سر پر بطور امتحان کے تلواروں کا چمکنا ہی کافی ہے۔

لطائف ومعارف

اس حدیث کا ظاہر بتلاتا ہے کہ قبر کا سوال وجواب صرف اس شہید سے نہیں ہوتا جو معرکہ جہاد میں شہید ہو لیکن جہاد میں پہرہ دینے والی احادیث باقی شہداء کے لئے بھی اس کی تعمیم کو ظاہر کر رہی ہیں۔

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ جب شہید سے قبر میں سوال جواب نہیں ہوتا تو صدیق شان میں اس سے بھی بڑا ہے اور اجر میں اعظم ہے وہ زیادہ اس لائق ہے کہ اس سے بھی قبر کا امتحان نہ ہو جیسا کہ قرآن کریم میں صدیقین کو شہداء سے پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

"اولئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء"

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جہاد میں چوکیداری کرنے والے سے قبر میں سوال نہیں ہوگا جبکہ یہ شہید سے کم درجہ کا ہے پس اس شخص کی کیا حالت ہوگی جو اس سے بھی اعلیٰ ہو اور شہید سے بھی۔

قبر میں پہلے پیشاب سے پرہیز کا حساب ہوگا

(حدیث ۱۴۱۲) حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوا الْبَوْلَ فَإِنَّهُ أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ فِي الْقَبْرِ -(طب) عن أبي أمامة (۱۴۱۲)

(ترجمہ) پیشاب سے بچو کیونکہ یہ پہلی وہ چیز ہے جس کے متعلق بندے سے قبر میں حساب ہوگا۔

لطائف ومعارف

تمام اہل سنت کا قبر میں سوال اور عذاب پر ایمان کے واجب ہونے پر اجماع ہے کیونکہ یہ آیات اور احادیث متواترۃ المعنی سے ثابت ہے۔

۱۴۱۲ (الجامع الصغیر: ۱۳۱) ــــ اخرجه الطبرانی فی الکبیر (۸: ۱۵۷) مجمع الزوائد (۱: ۲۰۹) والحکیم فی النوادر وحسنه السیوطی وهو اعلی من ذلک فقد قال المنذری اسناده لابأس به وقال الحافظ الهیثمی رجاله موثقون.

اس حدیث میں ثابت ہوتا ہے کہ پیشاب سے احتیاط نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس سے احتراز نہ کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے پیشاب سے احتراز کو مسنون فرمایا لیکن یہ گناہ کبیرہ کی نفی نہیں کرتا۔ آپؒ کے نزدیک بقدر درہم ہر نجاست معاف ہے یعنی ایسی حالت میں نماز درست ہوگی مگر اس کو بھی دھونا افضل ہے آپؒ نے بقدر درہم معاف ہونے کا قیاس مخرج پاخانہ پر کیا ہے کہ جب صرف ڈھیلے سے استنجاء کیا جائے اور پانی سے نہ دھویا جائے تو پاخانہ کے مخرج سے نجاست کم تو ہو جاتی ہے مگر دھلتی نہیں ہے اور اس جگہ کی مقدار تقریباً ایک درہم کے بقدر ہوتی ہے اس لئے اگر کسی کے کپڑے یا بدن کو کوئی نجاست غلیظہ لگ جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے جو اس جگہ کا حکم ہے اور اس کی تائید دار قطنی شریف کی ایک روایت بھی کرتی ہے۔

عذاب قبر حق ہے

(حدیث ۱۴۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ۔(خط)عن عائشة۔ (صح). (۴۱۳)

(ترجمہ) قبر کا عذاب حق ہے۔

لطائف ومعارف

دیلمی میں اس کے بعد ان الفاظ کا اضافہ ہے: "لا یسمعه الجن والانس ویسمعه غیره" (جس کو جن اور انسان نہیں سن سکتے اور ان کے علاوہ کی مخلوق سنتی ہے)۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص عذاب قبر کا انکار کرے وہ بدعتی ہے نور ایمان اور نور قرآن سے جدا ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ جس کو اصحاب بصیرت نے بھی صحیح کہا ہے کہ قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ

۱۴۱۳ (الجامع الصغیر: ۵۴۰۸) رواه الخطیب والامام البخاری (۲: ۱۲۳) والنسائی (ب ۶۴) مشکوة (۱۲۸) ومسلم کما عزاه الیهما الدیلمی وغیره وقال المناوی رأیته فی صحیح البخاری فی باب ماجاء فی عذاب القبر من کتاب الجنائز بهذا اللفظ من روایة المستملی.

ہے اور اس کی احادیث صحیح ہیں۔

شرح الصدور میں علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں علماء فرماتے ہیں کہ عذاب قبر ہی عذاب برزخ ہے اسی لئے اس کو قبر کی طرف ہی منسوب کیا گیا ہے کیونکہ مُردوں کو اکثر طور پر اسی قبر میں ہی عذاب دیا جاتا ہے۔ پس ہر میت جس کو عذاب دیا جاتا ہے کیا قبر بھی اس عذاب میں شریک ہوتی ہے یا نہیں؟ اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ عذاب کا محل روح اور بدن دونوں ہیں اور میت کے لئے نعمتوں کی بھی یہی تفصیل ہے۔

ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ پھر عذاب قبر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) دائمی جو کہ کافروں اور بعض نافرمانوں کو دیا جاتا ہے اور (۲) منقطع جو ہلکے جرائم والے کو دیا جاتا ہے۔

روض الریاحین میں ہے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ مُردوں کو شب جمعہ میں شرافت وقت کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جاتا اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس وقت عذاب کی چھوٹ مسلمان گناہ گاروں کو ہو کافروں کو نہ ہو لیکن بحر الکلام میں دونوں سے عذاب کی نفی کی گئی ہے اور یہ لکھا ہے کہ کافر سے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات اور تمام رمضان میں عذاب ہٹا دیا جاتا ہے لیکن مسلمان نافرمان کی یہ حالت ہے کہ اس کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے لیکن جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو اس سے عذاب ہٹا دیا جاتا ہے لیکن پھر قیامت تک اس کو عذاب نہیں دیا جاتا اور اگر جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں فوت ہو تو اس کو کچھ وقت کے لئے عذاب بھی ہوتا ہے اور قبر کی تنگی بھی پھر اس سے عذاب کو ختم کر دیا جاتا ہے اور قیامت تک نہیں ہوتا۔

علامہ سیوطیؒ مذکورہ عبارتوں کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ تحقیق دلالت کرتی ہے کہ نافرمان مسلمانوں کو سوائے ایک جمعہ تک کے یا اس سے کم وقت کے علاوہ عذاب نہیں دیا جاتا پس جب یہ گناہ گار مُردے جمعہ کے دن کو پہنچتے ہیں تو عذاب منقطع ہو جاتا ہے پھر نہیں لوٹتا اس کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔

اور ابن قیم کی بدائع الفوائد میں قاضی ابو یعلی سے منقول ہے کہ عذاب قبر کا انقطاع ضروری ہے کیونکہ یہ بھی دنیا کا عذاب ہے اور دنیا و مافیہا منقطع ہونے والی ہے پس ضروری ہے کہ مردوں پر بھی فناء و بلاء لاحق ہو اور وہ اپنی مدت کی مقدار کو نہ پہچان

سکیں اور اس معنی کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جس کو ہناد نے حضرت مجاہد سے نقل کیا ہے کہ کافروں کے لئے تھوڑی سی نیند ہوگی جس میں وہ نیند کا مزہ قیامت تک کے لئے چکھ سکیں گے پھر جب اہل قبور کو (حشر کیلئے) پکارا جائے گا تو کافر کہے گا: "یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا" (ہائے ہم ہلاک ہوگئے ہمیں ہماری قبر سے کس نے کھڑا کر دیا)۔

قبر کا عذاب

(حدیث ۱۴۱۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمَوْتٰی لَیُعَذَّبُوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ، حَتّٰی اِنَّ الْبَهَائِمَ لَتَسْمَعُ أَصْوَاتَهُمْ—(طب) عن ابن مسعود—(ح) (۱۴۱۴)

(ترجمہ) (گناہگار اور کافر) مُردوں کو ان کی قبروں میں (بھی) عذاب دیا جاتا ہے حتیٰ کہ ان کی چیخ و پکار کو جانور تک سنتے ہیں۔

لطائف ومعارف

کتاب وسنت کے دلائل عذاب قبر کے متعلق اتنا کثرت سے واقع ہوئے ہیں کہ ان کا انکار کرنا محال ہے اور اس پر اہل سنت وجماعت کا اجماع ہے' عذاب قبر سے منکر معتزلہ ہیں جو اہل سنت سے خارج ہیں۔

قبر کا عذاب وثواب

(حدیث ۱۴۱۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰی عَنْهُ اَصْحَابُهٗ حَتّٰی اِنَّهٗ یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَکَانِ فَیُقْعِدَانِهٖ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ: مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ؟ لِمُحَمَّدٍ، فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَیَقُوْلُ: اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُاللّٰهِ

۱۴۱۴ (الجامع الصغیر: ۲۱۳۲) ــــ رواہ الطبرانی فی الکبیر وقال الهیثمی سنده صحیح' وقال المنذری اسناده صحیح' مجمع الزوائد (۳:۵۶) امالی الشجری (۲:۳۰۳).

وَرَسُوْلُهٗ، فَيُقَالُ اُنْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ،فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا، وَيُفْسَحُ لَهٗ فِىْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا،وَيُمْلَأُ عَلَيْهِ خَضِرًا اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ،وَاَمَّا الْكَافِرُ اَوِ الْمُنَافِقُ فَيُقَالُ لَهٗ:مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِىْ هٰذَا الرَّجُلِ؟فَيَقُوْلُ:لَا اَدْرِىْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَايَقُوْلُ النَّاسُ،فَيُقَالُ لَهٗ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ،ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَاقٍ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ اُذُنَيْهِ،فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَامَنْ يَلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ، وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهٗ- (حم، ق، د،ن)عن انس- (صح).(۱۴۱۵)

(ترجمہ) جب کسی آدمی کو اس کی قبر میں دفن کیا جاتا ہے اور اس کے متعلقین اس سے واپس ہوتے ہیں وہ مردہ ان کے جوتوں کی کھسکھساہٹ سن رہا ہوتا ہے کہ اسی حالت میں اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں اس کو بٹھا کر اس سے پوچھتے ہیں کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے (اور وہ حضور ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہیں) اگر وہ شخص مؤمن ہو کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں تو اس کو کہا جاتا ہے کہ اپنے جہنم کے ٹھکانہ کو دیکھ جس کو اللہ تعالیٰ نے جنت کے ٹھکانہ کے ساتھ بدل دیا ہے، پھر اس کو وہ دونوں ٹھکانے دکھائے جاتے ہیں پھر اس کی قبر کی ستر ہاتھ توسیع کر دی جاتی ہے اور اس پر قیامت کے دن تک کیلئے ریحان وغیرہ کے ساتھ اس کی قبر کو معطر کر دیا جاتا ہے اور کافر اور منافق کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اس کو کہا جاتا ہے کہ تو اس آدمی (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں۔ میں بھی ویسے ہی کہتا ہوں جیسا کہ لوگ کہتے ہیں تو اس کو کہا جاتا ہے کہ نہ تو نے (استدلال کر کے) اپنے نفس کو جتلایا اور نہ تو نے (تقلید کر کے علماء کی) اتباع کی، پھر اس کو اس کے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کے گرز کے ساتھ مارا جاتا ہے تو وہ ایسا چیختا

۱۴۱۵ (الجامع الصغیر: ۲۰۷۲) ــــ رواہ احمد (۳:۱۲۶) والبخاری (۲:۱۲۳) ومسلم فی الجنة (۷۰، ۷۲) وابوداود (۳۲۳۱) والنسائی (۴:۹۶، ۹۷) ورمز السیوطی لصحته.

ہے جس کو جن وانس کے علاوہ قریب والی ہر مخلوق سنتی ہے اور اس پر اس کی قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں آپس میں گھس جاتی ہیں۔

لطائف ومعارف

سوال: ہمارے برصغیر کے بعض بدعتی علماء حدیث کے لفظ "ھذا الرجل" سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ یہ سوال ایک ہی وقت میں ہزاروں مردوں سے کیا جاتا ہے اور "ہذا" کا اشارہ محسوس مبصر کے لئے آتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ایک ہی وقت میں ہزاروں قبروں میں ہوتے ہیں تو جب قبروں میں موجود ہوتے ہیں تو باقی سب جگہوں میں بھی موجود ہوتے ہیں۔

جواب: ایک دفعہ لاہور میں یہی سوال میرے سامنے مفتی عبدالحکیم شرف قادری نے کیا تھا تو میں نے جواب میں کہا تھا کہ اگر یہاں "ھذا" اسم اشارہ محسوس مبصر کیلئے ہے تو آپ یہ بتائیں کہ حضور ﷺ کا جو جسم ہزاروں قبروں میں نظر آتا ہے وہ حقیقی ہوتا ہے یا مثالی لیکن جواب یہ سوچ کر دینا کہ اگر حقیقی جسم مانو گے تو آپ کو حضور ﷺ کے ہزاروں حقیقی جسم ماننے پڑیں گے جو بذات خود بہت بڑا کفر ہے اور اگر مثالی مانو گے تو آپ کا عقیدہ مثالی جسم کے حاضر ناظر ہونے کا نہیں تو اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

تو اس نے یہ کہا کہ یہ حدیث آپ بھی تو پڑھتے ہیں تو آپ اس کا کیا معنی کرتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ اگر اسم اشارہ کو محسوس مبصر کے لئے تسلیم کیا جائے تو یہ معنی ہوگا کہ حضور اقدس ؐ اپنے روضہ اطہر میں ہی موجود ہوتے ہیں لیکن تمام اہل قبور کے سامنے کے حجابات ہٹا دئے جاتے ہیں اور تمام مُردے آپ ؐ کو ایک ہی جگہ پر دیکھتے ہیں جیسا کہ بعض علماء نے اس حدیث کا یہی معنی کیا ہے اور علامہ ابن بطالؒ وغیرہ نے "ھذا" اسم اشارہ کو محسوس مبصر کے لئے تسلیم نہیں کیا بلکہ کہا کہ یہ حاضر اور غائب دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے پھر انہوں نے اس کی یہ مثال بھی بیان فرمائی کہ ایک شخص دوسرے کو یوں کہتا ہے کہ: "ما تقول فی ھذا السلطان" (اس بادشاہ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں) حالانکہ وہ دونوں اس سلطان کو نہیں دیکھ رہے ہوتے (کذا ذکر النووی ہذا من قول ابن بطالؒ) تو جب "ھذا" کا اشارہ حاضر اور غائب دونوں کے لئے استعمال

ہوتا ہے تو اس سے حضورؐ کے ہر جگہ حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ نکالنا بہت بڑی غلطی ہے۔

ستر ہاتھ قبر کا وسیع ہونا بطور تکثیر کے ہے نہ کہ بطور تحدید جیسا کہ دیگر مقامات میں بھی ستر کے عدد کو کثرت کے معنی میں لیا گیا ہے حد بندی کے معنی میں نہیں۔

"لا دریت ولا تلیت" کے جملہ کے تحت علماء نے یہ تشریح کی ہے کہ عمل کے دو راستے ہیں یا تو استدلال کے ساتھ اپنے آپ کو تعلیم دے یا تقلید کر کے علماء کی اتباع کرے یعنی جو کچھ وہ کہتے ہیں اسے تسلیم کرے اور وہ لوگ جو نہ خود استدلال کر سکتے ہیں اور نہ علماء کی اتباع وتقلید کرتے ہیں پھر بھی قرآن وحدیث کے مطالعے میں اپنی عقل کے گھوڑے دوڑاتے ہیں اور جو کچھ ان کے ذہن میں آتا ہے اس کو وہ دین بنا لیتے ہیں ان کو اس حدیث سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ مولانا خیر محمدؒ بانی جامعہ خیر المدارس ملتان پاکستان فرمایا کرتے تھے کہ قبر میں غیر مقلدین کو جب فرشتے گرز ماریں گے تو وہ ان سے یہی کہیں گے: "لا دریت ولا تلیت" (نہ تجھ میں خود سمجھ تھی اور نہ تو نے تقلید کی تھی) یاد رہے کہ یہاں غیر مقلدین سے یہ معروف فرقہ مراد نہیں ہے بلکہ ہر وہ شخص جو دین کی سمجھ نہیں رکھتا اور علماء کی بات تسلیم نہیں کرتا ایسا ہر شخص اس حدیث کا مصداق ہے۔

اس حدیث کے آخری جملوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر کا عذاب حق ہے۔ اس کی دلیل یہ حدیث بھی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ لولا ان لا تدافنوا لدعوت اللہ ان یسمعکم من عذاب القبر. (یعنی اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذاب قبر سے (جو مردوں کی چیخ وپکار ہوتی ہے اس کو) سنا دے۔

یہ حدیث جس طرح سے قبر کے مردوں کے عذاب کی دلیل ہے اسی طرح سے وہ مُردے جن کو درندے اور پرندے کھا گئے اور ان کے اعضاء مشرق ومغرب میں پھیل گئے تو اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کا جو ان کے اجزاء اصلی سے جدا ہو گئی ہیں ان سے تعلق پیدا کر دیتا ہے جو اس کی اول عمر سے انتہاء عمر تک حالت نمو میں ان مردوں کے اجزاء بنے ہوں جن کے ساتھ ارواح کا تعلق ہوتا ہے چنانچہ ان کے بدن کے تمام اجزاء میں زندگی پیدا کرتے ہیں اور ان کو راحت یا عذاب دیا جاتا ہے اور یہ چیز کوئی مستبعد نہیں

ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام جزئیات کے عالم ہیں اس لئے ان کے جدا ہونے کو اور مواقع ومقامات کو بھی جانتے ہیں اور اجزاء اصلی اور غیر اصلی کو بھی جانتے ہیں اور اصلی اجزاء کے ساتھ ارواح کے تعلق قائم کرنے پر قادر ہیں جس طرح سے حالت اجتماع اجزاء میں روح کو ان کے متعلق کرنے پر قادر ہیں۔

نیز یہ حدیث سماع موتی پر بھی دلالت کرتی ہے جو حضرات سماع موتی کے منکر ہیں یہ حدیث ان کے خلاف قوی ترین دلیل ہے۔

عذاب قبر کے بعض واقعات

(حدیث ۱۴۱۶) حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ، فَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِهٖ عُذِّبَ—ابن منيع عن زيد بن ارقم—(صح). (۱۴۱۶)

(ترجمہ) قبر کا عذاب حق ہے اور جو شخص اس پر ایمان نہیں رکھتا اس کو عذاب دیا جائے گا۔

لطائف ومعارف

امام ابن المدینیؒ فرماتے ہیں ہمارا ایک دوست تھا۔ میں اپنے کام کو گیا تو مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا میں اس کی قبر کے پہلو کے قریب پہنچا اور میں نے اس کے قریب ہی نماز پڑھی پس میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے قبر کے ایک کونہ سے رونے کی آواز سنی۔ میں اس کے مزید قریب ہوا تو اس سے رونے کی آواز بھی سنی اور یہ بھی کہ وہ کہہ رہا تھا ہائے میں روزہ رکھتا ہوتا' میں نماز پڑھتا ہوتا' پس مجھے کپکپی طاری ہو گئی۔ میں جس کے پاس گیا ہوا تھا میں نے اس کو بلایا تو اس نے بھی وہی آواز سنی جو میں نے سنی تھی پھر میں لوٹ آیا لیکن دو مہینہ تک بخار میں رہا۔

شیخ شہاب الدین ابن حجر فرماتے ہیں میں اپنے والد کی قبر پر جا کر ہمیشہ تلاوت کیا کرتا تھا۔ رمضان کے مہینہ میں ایک دن خوب اندھیرے میں نکلا اور ان کی قبر پر تلاوت

۱۴۱۶ (الجامع الصغیر: ۵۴۱۲) ــــ رواہ ابن منیع فی مسندہ والدیلمی عن ابن ارقم ایضا 'نسائی (ب ۶۴) مشکوۃ (۱۲۸) بخاری (۱۲۳:۲).

کرنے لگا۔ مقبرہ میں میرے سوا کوئی نہیں تھا' پس میں نے بہت بڑی آہ سنی اور اونچی آواز سے رونا بھی ایسی قبر سے جو پختہ تعمیر شدہ تھی جس نے مجھے گھبرا دیا اور میں نے قراءت روک دی اور میں نے کان لگایا تو قبر کے اندر سے عذاب کی آواز سنی اور اس عذاب میں مبتلا آدمی کی ایسی آہ و پکار تھی جس کی سماعت دل کو پھاڑ دینے والی ہے پس جب روشنی پھیل گئی تو اس کی آواز کا احساس مخفی ہو گیا پس میں نے اس قبر کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے کہا یہ فلاں آدمی کی قبر ہے جس کو میں مل بھی چکا تھا۔ یہ مسجد اور نماز اور خاموش رہنے کا پابند تھا لیکن سود کا معاملہ کرتا تھا۔ میں نے جب یہ حکایت اپنے شہر کے بعض لوگوں کے سامنے ذکر کی تو انہوں نے کہا کہ اس سے بھی زیادہ واقعہ عبدالباسط کا ہے جو فلاں قاضی کا قاصد تھا جب ہم نے اس کی قبر کھودی تا کہ اس میں کسی اور میت کو دفن کریں تو ہم نے دیکھا کہ اس کی گردن میں لوہے کی زنجیر پڑی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ایک سیاہ کتا بندھا ہوا ہے پس ہم اس سے ڈر گئے اور اس کو مٹی سے بند کر دیا۔ (اعاذنا اللہ منہ)۔

ابن منیع اور دیلمی میں اس حدیث کا اگلا حصہ ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے:

وشفاعتی یوم القیامة حق فمن لم یو من بھالم یکن من أھلھا اھ. (یعنی قیامت کے دن میری شفاعت بھی حق ہے پس جو شخص اس پر ایمان نہیں رکھتا وہ اس کا مستحق نہیں ہوگا)۔

عادل وظالم حکمرانوں کی قبر کی حالتیں

(حدیث ۱۴۱۷) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْاِمَامَ الْعَادِلَ اِذَا وُضِعَ فِی قَبْرِہٖ تُرِکَ عَلٰی یَمِیْنِہٖ، فَاِذَا کَانَ جَائِرًا نُقِلَ مِنْ یَمِیْنِہٖ عَلٰی یَسَارِہٖ—ابن عساکر عن عمر بن عبدالعزیز بلاغا—(ح). (۱۴۱۷)

۱۴۱۷ (الجامع الصغیر: ۱۹۵۵) ــــ رواہ ابن عساکر فی تاریخہ' جمع الجوامع للسیوطی (۵۳۹۲).

(ترجمہ) جب عادل حکمران کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اس کو اس کی داہنی کروٹ پر باقی رکھا جاتا ہے (جیسا کہ اس کو اس کروٹ پر دفن کیا گیا تھا) اور اگر وہ ظالم ہوتا ہے تو اس کو داہنی کروٹ سے بائیں کروٹ پر تبدیل کر دیا جاتا ہے (یعنی اس کا رخ قبلہ سے پھیر کر اس کی پشت قبلہ کی طرف کر دی جاتی ہے)۔

لطائف ومعارف

دائیں کروٹ برکت ہے اور اللہ کو محبوب ومختار ہے اور یہ ابرار کو حاصل ہوتی ہے اور بائیں کروٹ نحوست کے لئے ہے اور یہ بدکاروں گناہگاروں کے لئے ہے۔

حدیث کے لفظ ''الامام العادل'' سے سربراہ مملکت اور اس کے ماتحت کے تمام حکمران مراد ہیں۔

قبر پر کچھ نہ لکھا جائے

(حدیث ۱۴۱۸) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى اَنْ يُكْتَبَ عَلَى الْقَبْرِ شَيْءٌ (ه، ك) عن جابر- (صح). (۱۴۱۸)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے قبر پر لکھنے سے منع فرمایا ہے۔

لطائف ومعارف

ترمذی شریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: نهى عن تجصص القبور وأن يكتب عليها وأن توطأ (آپ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر لکھنے اور ان پر چلنے سے منع فرمایا)۔

قبروں کو پختہ نہ کرنا بلکہ مٹی ڈال کر اس پر تعویذ بنا دینا مسنون ہے اور اگر علامت کے طور پر قبر کے لئے کچھ لکھنا ہو تو میت کے سرہانے قبر کے قریب تحریر شدہ لوح لگا دی جائے اور قبروں پر چلنا' قبروں کو روندنا' جوتوں کے ساتھ چڑھنا' قبروں پر بیٹھنا یہ بھی

۱۴۱۸ (الجامع الصغير: ۹۳۷۱) ــــ رواه ابن ماجة (۱۵۶۳) والحاكم في الجنائز وقال الحاكم على شرط مسلم واقره الذهبي ورواه عنه الترمذي ايضا بغير لفظه وقال حسن صحيح.

سب ممنوع ہے۔

قبرستان جانا

(حدیث ۱۴۱۹) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ، فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ-(ه)عن ابن مسعود- (صح). (۱۴۱۹)

(ترجمہ) میں نے تمہیں قبرستان جانے سے منع کیا تھا پس تم قبرستان جایا کرو کیونکہ یہ قبریں (تمہیں) دنیا سے بے رغبت کریں گی اور آخرت یاد دلائیں گی۔

لطائف ومعارف

آنحضرت ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ جنت البقیع اور شہداء کے قبرستانوں میں ان کے لئے دعا و استغفار کے لئے تشریف لے جاتے تھے اس لئے اب بھی مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کی قبور پر جائیں اور ان کیلئے دعا اور استغفار کریں۔

بزرگوں کے مزارات پر جا کر منتیں ماننا اور چڑھاوے چڑھانا یہ سب شرک و بدعت کی چیزیں ہیں اور آج کل جو مزارات پر عورتیں جمع ہوتی ہیں یہ بھی منع ہے۔

احمد رضا خان صاحب نے بھی اپنی بعض کتابوں میں عورتوں کو قبرستان جانے سے منع کیا ہے۔

قبر پر یا قبر کی طرف نماز پڑھنا

(حدیث ۱۴۲۰) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لَاتُصَلُّوْا اِلٰى قَبْرٍ، وَلَا تُصَلُّوْا عَلٰى قَبْرٍ-(طب)عن ابن عباس- (ض). (۱۴۲۰)

۱۴۱۹ (الجامع الصغیر: ۶۴۳۰) ــــ رواه ابن ماجة وقال المنذری اسناده صحیح واخرجه مسلم بلفظه 'کنز العمال (۴۲۵۵۴).

۱۴۲۰ (الجامع الصغیر: ۹۸۱۴) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر (۱۱: ۳۷۶) قال الهیثمی فیه عبدالله بن کیسان المروزی ضعفه ابو حاتم ووثقه ابن حبان ورواه مسلم من حدیث ابی مرثد بلفظ: لا تصلوا إلی القبور ولا تجلسوا علیها.

(ترجمہ) قبر کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ہی قبر کے اوپر نماز پڑھو۔

لطائف ومعارف

قبرستان میں جو مساجد بنی ہوتی ہیں اگر تحقیق ہو کہ یہاں قبریں نہیں تھیں تو ان میں نماز پڑھی جائے جبکہ مسجد کی چار دیواری موجود ہو اور اگر پرانے قبرستان میں کہیں قبروں کا نام ونشان مٹ گیا ہو اور وہاں چار دیواری کے بغیر مسجد کی جگہ مختص کر دی جائے تو وہاں بھی نماز پڑھنے سے احتراز کیا جائے۔

اگر کسی انسان کا نماز پڑھنے سے ایسی جگہ پر تبرک حاصل کرنے کا ارادہ ہو تو یہ بدعت ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔

مُردوں کو برا کہنا ممنوع ہے

(حدیث ۱۴۲۱) حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنْ سَبِّ الْاَمْوَاتِ۔ (ک) عن زید بن ارقم۔ (صح). (۱۴۲۱)

(ترجمہ) جناب نبی اکرم ﷺ نے مُردوں کو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے۔

لطائف ومعارف

مردوں کو برا کہنے کی اس لئے ممانعت ہے کہ انہوں نے اگر کچھ برے اعمال کئے ہیں تو ان کی سزا ان کو مل رہی ہوگی یا اللہ تعالیٰ نے ان کو بخش دیا ہوگا۔ اس لئے اب ان کو برا کہنے کی ضرورت نہیں ہے اور اس سے لواحقین میت کو بھی اذیت ہوتی ہے اس لئے بھی مردہ کو برا کہنا منع ہے۔ میت کو یہ برا کہنے کی ممانعت اس وقت ہے جبکہ میت مسلمان ہو ہاں اگر میت کافر ہو یا علانیہ طور پر فسق وفجور یا بدعت میں مبتلا رہی ہو تو ایسے اموات کو برا کہنا حرام نہیں ہے جبکہ ان کو برا کہنے کا مقصد دوسرے لوگوں کو ان کے شر سے بچانا ہو۔

۱۴۲۱ (الجامع الصغیر: ۹۴۶۷) ___ رواہ الحاکم ورواہ احمد (۴: ۲۵۲) من حدیث زیاد بن علاقة ورمز السیوطی لصحته. جامع مسانید (۱: ۹۲).

خواب اور تعبیر

۱ - سچے خواب

۲ - جھوٹے خواب

۳ - حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت

۴ - اچھے اور بُرے خواب

۵ - خوابوں کی حقیقت

۶ - خوابوں کے ضرر سے بچنے کا طریقہ

خواب - تعبیر

مؤمن کے سچے خواب اور ختم نبوت

(حدیث ۱۴۲۲) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ، فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ، وَلٰكِنَّ الْمُبَشِّرَاتُ رُؤْيَا الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ، وَهِیَ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ۔

(حم، ک، ت) عن انس — (صح). (۱۴۲۲)

(ترجمہ) رسالت اور نبوت دونوں کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اب میرے بعد کوئی (نیا نبی اور) رسول نہیں آئے گا لیکن مبشرات (کا سلسلہ) جاری رہے گا۔ (صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مبشرات کیا ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا) صالح مسلمان آدمی کا خواب (جو وہ اپنی نیند کی حالت میں دیکھے گا) اور یہ خصائل نبوت میں سے ایک خصلت ہے۔

لطائف ومعارف

جو لوگ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی اور رسول کے آنے کے قائل ہوئے ہیں۔ وہ اس طرح کی احادیث کے بھی منکر ہیں اور آیت قرآنی "ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين" کے بھی منکر ہیں۔ اس لئے دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، کافر ہیں، مرتد ہیں، اسی عقیدہ پر امت کا اجماع ہے اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے قرب قیامت تشریف لانے کا عقیدہ احادیث سے متواتراً ثابت ہے یہ قرب قیامت میں تشریف لائیں گے یہ کسی نئی شریعت کے ساتھ نبوت نہیں کریں گے بلکہ ان کی اپنی شریعت حضور ﷺ کی شریعت کی وجہ سے منسوخ ہو گئی اور اب یہ حضور ﷺ کی شریعت کی اتباع کریں گے۔

۱۴۲۲ (الجامع الصغیر: ۲۰۰۰) — رواہ احمد (۳: ۲۶۷) والترمذی (۲۲۷۲) والحاکم فی الرؤیا (۴: ۳۹۱) وقال علی شرط مسلم واقرہ الذہبی.

یہ حدیث ختم نبوت کی واضح دلیل ہے جن گمراہوں نے مؤمن کے خوابوں سے اجراء نبوت کی دلیل لی ہے' یہ حدیث اس کی نفی کر رہی ہے ورنہ تو ہر مؤمن نبی ہوگا۔ (العیاذ باللہ)۔

مؤمن کے خواب کی عظمت

(حدیث ۱۴۲۳) حضرت انس' حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رُؤیَا الْمُؤمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ —(حم،ق) عن انس(حم،ق،د،ت)عن عبادة بن الصامت (حم،ق،ه) عن ابی هریرة—(صح). (۱۴۲۳)

(ترجمہ) مؤمن کا خواب نبوت کے حصوں میں سے چھیالیسواں حصہ ہے۔

لطائف ومعارف

مؤمن کے خواب سے مراد یہاں نیک خواب ہے جیسا کہ ابن ماجۃ کی حدیث میں موجود ہے کیونکہ خواب اجزائے نبوت میں سے اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ مومن صادق اور صالح سے ظاہر نہ ہو۔

صادق ترین خواب کا وقت

(حدیث ۱۴۲۴) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَصْدَقُ الرُّؤیَا بِالْاَسْحَارِ — (حم' ت'حب'ک'هب) عن ابی سعید (صح). (۱۴۲۴)

۱۴۲۳ (الجامع الصغیر: ۴۳۸۹) — رواه احمد (۲: ۲۳۳) والبخاری (۹: ۳۹) ومسلم فی الرؤیا (۶) ترمذی (۲۲۷۸) عن انس واحمد والبخاری ومسلم والترمذی عن عبادة بن الصامت واحمد والبخاری ومسلم وابن ماجة عن ابی هریرة.

۱۴۲۴ (الجامع الصغیر: ۱۰۸۳) — رواه احمد (۳: ۲۹، ۶۸) والترمذی (۲۲۷۴) وابن حبان والحاکم (۴: ۳۹۲) وقال صحیح واقره الذهبی فی التلخیص. ورواه البیهقی فی شعب الایمان.

(ترجمہ) سب سے سچا خواب سحری کے وقت کا ہوتا ہے۔

لطائف ومعارف

کیونکہ اس وقت روشنی پھیل رہی ہوتی ہے اور دل اور بدن نیند سے راحت حاصل کر چکا ہوتا ہے اور تکان کے خیال پر جو اثرات واقع ہوتے ہیں ان سے نکل چکا ہوتا ہے ایسے احوال میں جب دل فارغ ہو اس وقت کے خواب صحیح حالات کی عکاسی کرتے ہیں اور کیونکہ یہ فرشتوں کے فجر کی نماز میں حاضر ہونے کا وقت ہوتا ہے۔

سحری کا وقت رات کے آخری اور صبح کے شروع وقت کا نام ہے' رات غیب اور تاریکی کو ظاہر کرتی ہے اور دن وضاحت کا وقت اور سعادت مغیبات ومقدرات کا منتہیٰ ہوتا ہے' اسی لئے علمائے تعبیر نے رات کے خوابوں کو دن کے خوابوں سے زیادہ صاف اور سچا تسلیم کیا ہے اور جبکہ سحر کمال انکشاف وتحقیق کے استقبال کا وقت ہے' لازم ہے کہ اس وقت جو کچھ دیکھا جائے وہ قریب الظہور اور قریب الوقوع ہو۔

سوال:

یہ حدیث حاکم اور دیلمی کی ضعیف سند سے حضرت جابرؓ سے روایت کردہ حدیث کے معارض ہے جس میں یہ ہے: اصدق الرؤیا ما کان نهارا لأن الله عزوجل خصنی بالوحی نهاراً. (یعنی سب سے سچا خواب وہ ہے جو دن میں دیکھا جائے کیونکہ اللہ عزوجل نے مجھے دن کے وقت وحی کے ساتھ خاص کیا ہے یعنی عموماً جو وحی آتی ہے یا وحی کی ابتداء ہوئی وہ دن کو ہوئی)۔

جواب:

کبھی کبھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ دن کے خواب رات کے خواب سے زیادہ سچے ہوتے ہیں لیکن اس حدیث میں دن کا تقابل رات کے ساتھ ہے وقت سحر کے ساتھ نہیں۔ لہٰذا سحر کا خواب ہر حال میں دن کے خواب سے عموماً زیادہ درست ہوتا ہے۔

خواب میں حضورؐ کی زیارت

(حدیث ۱۴۲۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ

نے ارشاد فرمایا:

مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِی، فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ — (حم، خ، ت) عن انس. (۱۴۲۵)

(ترجمہ) جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔

لطائف ومعارف

حضور ﷺ کو خواب میں دیکھنے والا حضورؐ کو دیکھنے والا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے مجھے اس صفت پر دیکھا جس پر میں ہوں، اس کو بشارت ہونی چاہئے کہ اس نے میری حقیقت کو دیکھا ہے اس حدیث کا یہ معنی بھی ہے کہ حضورؐ کو دیکھنے والا حضورؐ کو ہی دیکھتا ہے، کوئی اضغاث احلام اور شیطانی خیالات نہیں ہوتے۔

اور ہر شخص حضور ﷺ کو اپنے اپنے اعمال کے مطابق دیکھتا ہے، اسی لئے مختلف حالات میں مختلف شکلیں اس کو نظر آسکتی ہیں۔

اچھے اور برے خوابوں کے ذریعہ عمل پر تنبیہ

(حدیث ۱۴۲۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَرَادَاللّٰهُ بِعَبْدٍ خَیْرًا عَاتَبَهٗ فِی مَنَامِهٖ — (فر) عن انس (ض). (۱۴۲۶)

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو خواب میں تنبیہ کرتے ہیں۔

(یعنی) اس کو ایسا خواب دکھاتے ہیں جس سے اس کی عملی حالت کا اظہار ہو اور

۱۴۲۵ (الجامع الصغیر: ۸۶۸۸) ـــ رواہ احمد والبخاری والترمذی، مجمع الزوائد (۷: ۱۷۳، ۲۸۱) مسلم (۱۷۷۵).

۱۴۲۶ (الجامع الصغیر: ۳۸۴) ـــ رواہ الطبرانی (۸/۲۷۴) وجمع الجوامع وعزاہ الی مسند الفردوس للدیلمی (۹۴۳) وھو حدیث ضعیف.

اس کو تنبیہ ہو کہ اس نے اپنی عملی زندگی کا رخ کس طرف موڑ لیا ہے مثلاً برے خواب نظر آنا یا ایسے خواب جن سے تنبیہ ہو کہ تمہارا بد عملی سے عنداللہ کتنا درجہ گر گیا ہے جیسا کہ حضرت ابو اسید انصاریؓ رات کو سورۂ بقرہ کا ورد کرتے تھے ایک رات نہ پڑھ سکے خواب میں ایک گائے کو دیکھا جوان کو روندرہی تھی تو انہوں نے حلف اٹھایا کہ وہ پھر کبھی یہ ورد نہیں چھوڑیں گے۔ اسی طرح سے جو آدمی نیک اعمال کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اچھے خوابوں کی شکل میں بشارت سناتے ہیں۔

برا خواب دیکھنے کے بعد کیا کرنا چاہئے

(حدیث ۱۴۲۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةَ فَلْيُفَسِّرْهَا، وَلْيُخْبِرْبِهَا، وَإِذَا رَأَى الرُّؤْيَا الْقَبِيحَةَ فَلَا يُفَسِّرْهَا، وَلَا يُخْبِرْبِهَا۔ (ت) عن أبی هريرة – (ح). (۱۴۲۷)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی شخص اچھا خواب دیکھے تو اس کو بیان کرے اور اگر برا خواب دیکھے تو اس کو کسی سے بیان نہ کرے۔

لطائف ومعارف

اچھا خواب وہ ہے جس میں کوئی بشارت، عذاب الٰہی سے ڈرا دیا گناہ یا غفلت وغیرہ پر تنبیہ ہو اور اگر اچھا خواب نہ دیکھے تو شیطان کے شر سے اور خواب کے شر سے پناہ مانگے اور بائیں طرف تین مرتبہ تھوک کر دوسری کروٹ لیٹ جائے اور کہا گیا ہے کہ آیت الکرسی بھی پڑھ لے۔

خوابوں کی حقیقت

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ خواب اللہ تعالیٰ کی عجیب صنعت اور فطرت انسانی کے

۱۴۲۷ (الجامع الصغير: ۶۱۸) ــــ رواه الترمذی (۳۴۵۳) بسند صحيح وابن ماجة باللفظ المزبور (۴: ۳۹۲) كنز العمال (۴۱۳۹۲).

عجائبات میں سے ہے اور یہ عالم ملکوت کی واضح ترین دلیل ہے' جبکہ مخلوق تمام عجائب قلب اور عجائب عالم سے غفلت کے سبب اس سے غافل ہیں' خوابوں کی حقیقت یہ ہے کہ دل آئینہ کی مثل ہے اس میں حقائق کی تجلی ہوتی ہے اور جو کچھ ابتداء خلق عالم سے انتہائے عالم تک مقدر ہے سب لوح محفوظ میں منقوش ہے جس کو یہ آنکھ نہیں دیکھ سکتی اور یہ لوح دنیا کی لوح اور اس کی کتابت کے مشابہ بھی نہیں ہے' یہ لوح ایک آئینہ کی مثل ہے جس میں صورتیں ظاہر ہیں' اگر ایک آئینہ کو دوسرے آئینہ کے سامنے رکھا جائے تو ان دونوں میں جو کچھ ہوگا وہ ایک دوسرے میں نظر آئے گا جیسے ان کے درمیان کوئی حجاب نہ ہو' اسی طرح سے دل نقوش علوم کا تمثیلی آئینہ ہے اور لوح تمام علوم کا آئینہ ہے' دل خواہشات نفس میں اشتغال اور مقتضائے حواس کی وجہ سے اپنے اور لوح محفوظ کے مطالعہ کے دوران حجاب میں واقع ہو جاتا ہے' اگر نیکیوں کی کثرت ہو جائے تو حجاب ہٹ کر لوح محفوظ کی رفعت آئینہ دل میں عالم ملکوت کی کوئی شے تیز روشنی کی صورت میں چمکنے لگتی ہے' یہ روشنی باقی رہتی ہے جب تک اس کا دل نیک اعمال کرنے میں بیدار رہے' جب دل اور روح کے درمیان سے حجاب اٹھ جاتا ہے تو نیند حواس کو عمل کرنے سے روک دیتی ہے مگر خیال کو حرکت کرنے سے نہیں روک سکتی کہ دل میں کیا واقع ہو رہا ہے پھر یہ خیال اس مشاہدہ کو کسی قریبی شکل میں متشکل کر دیتا ہے اور یہ خیال باقی رہ جاتا ہے' معبر کو چاہئے کہ وہ اس خیال کا لحاظ کرتے ہوئے اس کی تعبیر کے حقیقی معانی مناسبہ کی طرف رجوع کرے۔

برے خوابوں کا ضرر دور کرنے کا طریقہ

(حدیث ۱۴۲۸) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا حَلَمَ اَحَدُكُمْ فَلَا يُحَدِّثِ النَّاسَ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ فِي الْمَنَامِ۔

(م' ٥) عن جابر. (۱۴۲۸)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی برا خواب دیکھے تو لوگوں کو نیند میں شیطان کے کھیلنے کی حکایت نہ کرے۔

۱۴۲۸ (الجامع الصغير: ٥٦٧) ــــ مسلم 'ابن ماجة كنز العمال (۴۱۳۹۱).

لطائف ومعارف

شیطان برے خواب اس لئے دکھاتا ہے تاکہ آدمی غمگین ہو اور اپنے رب سے بدگمان ہو اور اس کا ذکر کم کردے بلکہ اس کی طرف التفات نہ کرے۔

حضور ﷺ نے خواب کو لوگوں میں اس لئے بھی بیان نہ کرنے کا فرمایا ہے کہ مبادا کوئی جاہل شخص غلط تعبیر دے کر اس کو کسی مصیبت میں نہ ڈال دے۔

ایسے خواب دیکھنے کے بعد آدمی اس طرف تھوک کر دوسری کروٹ بدل لے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے اور اس خواب کو چھپالے کسی کے سامنے اس کا اظہار نہ کرے۔ اگر کوئی یہ طریقہ استعمال کرے گا تو اس کو یہ خواب نقصان نہیں پہنچائے گا۔

نیز نیند میں شیطان کے کھیلنے کا مطلب احتلام وغیرہ کی حکایت ہے۔ دوسروں کے سامنے اس کی بھی حکایت نہ کی جائے کہ میں نے رات ایسا اور ایسا خواب دیکھا ہے۔

برے خواب کے ضرر سے بچنے کی تدبیر

(حدیث ۱۴۲۹) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ – (م'د'ه) عن جابر. (۱۴۲۹)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جس کو پسند نہیں کرتا تو بائیں طرف تین مرتبہ تھوکے اور تین مرتبہ تعوذ پڑھے اور جس کروٹ پر لیٹا ہوا تھا اس کی بجائے دوسری کروٹ پر لیٹ جائے۔

خواب گھڑنے کی سزا

(حدیث ۱۴۳۰) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

۱۴۲۹ (الجامع الصغیر: ۶۱۹) ـــ رواہ مسلم فی الرؤیا (۵) وابوداود (۵۰۲۲) والنسائی وابن ماجة (۳۹۰۸) مستدرک حاکم (۴: ۳۹۲)

مَنْ تَحَلَّمَ كَاذِبًا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنَ ،وَلَنْ يَعْقِدَ بَيْنَهُمَا-(ت،ه)عن ابن عباس- (صح). (۱۴۳۰)

(ترجمہ) جس شخص نے جھوٹا خواب بیان کیا قیامت کے دن اس کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ دو جَوؤں کے درمیان گرہ لگائے لیکن وہ ہرگز ان دونوں کے درمیان گرہ نہیں لگا سکے گا (لیکن اس کو اسی حکم میں لگانا تکلیف میں رہنا پڑے گا)۔

لطائف ومعارف

جھوٹے خواب بیان کرنے پر یہ سزا اس لئے ہے کہ خواب کا جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا ہے کیونکہ خواب نبوت کا جزء ہے پس جو چیز نبوت کے اجزاء میں سے ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور خالق پر جھوٹ بولنا مخلوق پر جھوٹ بولنے سے زیادہ برا ہے۔

آج کل بعض لوگ جھوٹے خواب بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے فلاں ولی کی زیارت کی، فلاں نبی کی زیارت کی، میں نے آج رات حج کیا ہے تاکہ لوگوں پر اس کی دینداری کا رعب پڑے ایسے شخص کو قیامت کے دن یہ عذاب ہوگا۔

۱۴۳۰ (الجامع الصغیر: ۸۵۷۷)___ رواه الترمذی (۲۲۸۳) ولكن لا يذكر لفظ "يوم القيمة" وابن ماجة (۳۹۱۶) بل رواه البخاری بلفظ من تحلم بحلم لم يره كلف ان يعقد بين شعير تين ولن يفعل.

کتاب الطب

۱ - طب نبوی

۲ - احکام علاج

۳ - طریقہ ہائے علاج

۴ - جدید طریقہ ہائے علاج

۵ - بعض مفردات کے خواص

طب

حقیقی طبیب اللہ ہے

(حدیث ۱۴۳۱) حضرت ابورمثہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰہُ الطَّبِیْبُ – (د) عن ابی رمثه – (صح). (۱۴۳۱)

(ترجمہ) (حضرت ابورمثہؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میرے والد نے آنحضرت ﷺ کی پشت پر کوئی چیز (مہر نبوت) دیکھی تو عرض کیا: آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کا علاج کر دوں کیونکہ میں طبیب ہوں آپؐ نے ارشاد فرمایا:) اللہ ہی طبیب ہے۔ (وہی حقیقی معالج ہے کیونکہ طبیب وہ ہے جو دوا اور بیماری کی حقیقت کو جانتا ہو اور صحت اور شفاء پر بھی قادر ہو اور یہ صفت سوائے اللہ کے اور کسی میں نہیں۔ اس لئے جب صحت کی دعا کرنی ہو تو یوں کہنا چاہئے: تو ہی معالج ہے تو ہی طبیب ہے کسی اور کو حکیم تو کہا جا سکتا ہے طبیب نہیں کیونکہ طبیب کہنا توقیفی امر ہے جو بندے کو حاصل نہیں ہے۔

ہر بیماری کا علاج

(حدیث ۱۴۳۲) حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ ،وَجَعَلَ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءً، فَتَدَاوَوْا، وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ–(د)عن ابی الدرداء(ض). (۱۴۳۲)

۱۴۳۱؎ (الجامع الصغیر: ۱۴۴۵) ــــ رواه ابو داود (۴۲۰۷) والنسائی' مسند احمد (۴:۱۶۳).

۱۴۳۲؎ (الجامع الصغیر: ۱۶۹۶) ــــ رواه ابوداود فی الطب (۳۸۷۴) قال الصدر المناوی فیه اسماعیل بن عیاش وفیه مقال 'سنن کبری للبیهقی (۱۰:۵).

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے بیماری بھی نازل کی ہے دوا بھی اور ہر بیماری کے لئے دوا ہے پس دوا کیا کرو لیکن حرام سے علاج نہ کرنا۔

لطائف ومعارف

دوا سے علاج کرنے کا حکم استحبابی ہے، صحت مند شخص کو کوئی دوا استعمال نہیں کرنا چاہئے کیونکہ دوا کی یہ خاصیت ہے کہ جب اس کو مرض اور ضرورت کے موقع میں استعمال نہ کیا جائے تو ضرر پہنچاتی ہے۔

حرام دوا سے علاج نہ کرو الا یہ کہ مجبوری ہو کہ اس کے علاوہ اس مرض کا کوئی علاج نہ ہو سکتا ہو تو اس سے بقدر ضرورت کر لیا جائے۔

اپریشن مجبوری پر کیا جائے

آج کل انگریزی ہسپتالوں میں بہت سے امراض کا علاج آپریشن کے ذریعے کیا جاتا ہے، یہ شرعاً اس وقت جائز ہے جب اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ علاج اس مرض کے دفعیہ کے لئے موجود نہ ہو، اس کا فیصلہ ماہر اطباء اور ماہر ڈاکٹروں سے معلوم کر کے کیا جا سکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے سامنے اس طرح کا ایک واقعہ پیش آیا جس کو محدث حمید بن زنجویہ نے نقل کیا ہے کہ انصار کے کچھ لوگ آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے بھائی کو استسقاء بطن کی بیماری ہے کیا آپ ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ ہم اس کا علاج کر لیں۔ آپ نے پوچھا: کس چیز سے؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہاں ایک یہودی ہے جو پیٹ کو چاک کرے گا تو حضور ﷺ نے اس کو ناپسند کیا اور فرمایا کہ میں اس کی اجازت نہیں دیتا حتیٰ کہ وہ لوگ آپؐ کے پاس دو یا تین مرتبہ حاضر ہوئے اور ہر مرتبہ حضور ﷺ نے انکار کیا پھر اجازت دے دی تو انہوں نے یہودی کو بلایا تو اس نے اس مریض کا پیٹ چاک کیا اور اس سے پرندہ کا بچہ نکالا، پھر اس کے پیٹ کو دھو کے سی دیا اور دوائیں کھلائیں پھر وہ صحیح ہوا اور تندرست ہو گیا پس حضور ﷺ نے اس کو مسجد کے پاس سے گزرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ فلاں آدمی نہیں ہے؟ تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ہاں۔ تو فرمایا: اس کو میرے پاس لے آؤ پھر آپؐ نے اس کے

پیٹ کو دیکھا تو وہ صحیح ہو چکا تھا تو ارشاد فرمایا: ان الذی خلق الداء جعل له الدواء الا السام (حمید بن زنجویہ) (جس ذات نے بیماری پیدا کی اس نے اس کا علاج بھی پیدا کیا سوائے موت کے (کہ وہ آ کر رہے گی)۔

علاج کے طریقے

(حدیث ۱۴۳۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ اللَّدُودُ، وَالسُّعُوطُ، وَالْحِجَامَةُ، وَالْمَشْيُ - (ت) وابن السني وابو نعيم في الطب عن ابن عباس - (صح). (۱۴۳۳)

(ترجمہ) سب سے بہترین چیز جس کے ساتھ تم علاج کرتے ہو پینے کی دوا ہے اور ناک میں چڑھانے کی دوا ہے اور فصد کھولنے کی دوا ہے اور دواءِ مسہل ہے۔

لطائف ومعارف

طب یونانی اور طب اسلامی کے حکماء کے علاج کا طریقہ بھی انہیں چار طریقوں پر منحصر رہا ہے۔ اس سے آدمی میں جو بیماری ہوتی تھی اس کی صفائی ہو جاتی تھی اور بیماری دور ہو جاتی تھی اب بھی جن حکماء کا یہ طریقہ ہے وہ بیماری کو جڑ سے اکھیڑ دیتے ہیں لیکن موجودہ زمانہ میں انگریزی علاج نے اتنی مقبولیت حاصل کی ہے کہ لوگوں کی توجہ حکماء کی طرف ہونے کی بجائے ایلو پیتھک' بائیو کیمک اور ہومیو پیتھک کی طرف ہوگئی ہے۔ ان ڈاکٹروں کو اصل بیماری کا عموماً پتہ نہیں چلتا' مریض دکھ سہہ سہہ کر آخر رخصت ہو جاتا ہے۔ اگر یونانی طریقہ علاج کی حکومت سرپرستی کرے تو اب بھی مشکل سے مشکل بیماریوں کا کامیاب علاج ہو سکتا ہے۔

۱۴۳۳ (الجامع الصغیر: ۴۰۹۸) ــــ رواه الترمذی فی الطب وابن السنی وابو نعیم کلاهما فی الطب النبوی وقال الترمذی حسن غریب ورواه عنه ابن ماجة ایضا 'کنز العمال (۲۸۱۶۵).

دوشفاؤں شہد اور قرآن کو لازم کرلو

(حدیث ۱۴۳۴) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالشِّفَاءَيْنِ الْعَسَلِ وَالْقُرْآنِ – (ه، ك) عن ابن مسعود – (صح). (۱۴۳۴)

(ترجمہ) اپنے اوپر دو شفاؤں شہد اور قرآن کو لازم کرلو۔

لطائف ومعارف

شہد کے شفاء ہونے کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے (فیه شفاء للناس) یہ ہر طرح کی بیماری میں کس طرح شفاء بنتی ہے، مقدار کیا ہے، طریقہ کیا ہے؟ اس کو روحانی اور جسمانی اطباء نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کر دیا ہے اور قرآن کریم کے شفاء ہونے کا ذکر بھی قرآن کریم میں موجود ہے: "وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين".

نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں شہد اور قرآن کا ذکر کر کے طب انسانی اور طب الٰہی دونوں کو جمع کر دیا ہے، اسی طرح سے فاعل طبیعی اور فاعل روحانی اور طب اجساد اور طب ارواح اور سبب ارضی اور سبب سماوی کو بھی جمع کر دیا ہے۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں حضور ﷺ نے جنس شفاء کو دو قسموں شفاء حقیقی اور شفاء غیر حقیقی پر تقسیم کیا ہے۔

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ امراض قلبیہ کا مجموعہ شبہات اور خواہشات ہیں اور قرآن کریم ان دونوں کے لئے شفاء ہے کیونکہ اس میں براہین قطعیہ بھی ہیں اور مطالب عالیہ پر دلالت بھی جو قرآن کریم کے سوا کسی اور کتاب میں نہیں ملتے۔

شہد کے فوائد

واوحى ربك الى النحل ان اتخذى من الجبال بيوتا ومن الشجر

۱۴۳۴ (الجامع الصغير: ۵۵۳۴) رواه ابن ماجة (۳۴۵۲) رواه الحاكم (۴: ۳۰۰) في الطب وقال على شرطهما وقال البيهقي في الشعب (۹: ۱۴۴) الصحيح موقوف على ابن امسعود.

ومما یعرشون ثم کلی من کل الثمرات فاسلکی سبل ربک ذللا یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاء للناس (النحل ۶۸-۶۹)

(ترجمہ)۔ آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے جی میں یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑوں میں گھر (یعنی چھتہ) بنالے اور درختوں میں (بھی) اور لوگ جو عمارتیں بناتے ہیں ان میں بھی چھتہ لگالے (چنانچہ ان سب موقعوں پر وہ چھتہ لگاتی ہے) پھر ہر قسم کے (مختلف) پھلوں سے (جو تجھ کو مرغوب ہوں) چوستی پھر (چوس کر چھتہ کی طرف واپس آنے کیلئے) اپنے رستوں میں چل (جو تیرے لئے بااعتبار چلنے کے اور یاد رہنے کے) آسان ہیں (چنانچہ بڑی بڑی دور سے رستہ بھولے ہوئے اپنے چھتے کو لوٹ آتی ہے۔ پھر جب چوس کر اپنے چھتہ کی طرف لوٹتی ہے تو) اس کے پیٹ میں سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے (یعنی شہد) جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں کہ اس میں لوگوں (کی بہت سی بیماریوں) کیلئے شفاء ہے۔

قرآن مجید کی طرح احادیث مبارکہ میں بھی شہد کے بارے فضائل اور علاج ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ چنانچہ وہ بھی قارئین کی نظر کرتے ہیں۔

(۱) عن ابی هریرة رضی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لعق العسل ثلث غدوات کل شهر لم یصبه عظیم من البلاء (ابن ماجة شریف).

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر مہینہ میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے تو اس پر کوئی بڑی مصیبت نہیں آئے گی۔

(نوٹ) مہینہ کے کسی خاص تین دنوں کی تخصیص نہیں ہر مہینہ جن تین دنوں میں چاہے استعمال میں لائیں۔

(۲) عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علیکم بالشفائین: العسل والقرآن (ابن ماجة، مستدرک حاکم).

(ترجمہ) حضرت ابن مسعودؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے

ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا اپنے اوپر دو شفاؤں کو لازم کرلو ایک شہد دوسری قرآن۔ (لطائف ومعارف)

اس حدیث میں دو شفاء دینے والی چیزوں کو جمع کیا گیا ہے یعنی طب انسانی کو بھی اور طب الٰہی کو بھی۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ شہد اور قرآن میں دو قسم کی شفاء کو جمع کیا گیا ہے۔ شفاء حقیقی کو بھی اور غیر حقیقی کو بھی یعنی حقیقی شفاء تو قرآن ہی سے ہے جو دنیا و آخرت میں انسان کو ہر موڑ پر تکلیفوں میں بچائے رکھے گا۔ لیکن مجازی غیر حقیقی شفاء شہد وغیرہ میں ہے (جو صرف دنیاوی زندگی کے فائدے کیلئے ہے) اور قرآن مجید نے شہد کے بارے میں فیہ شفاء للناس (اس میں لوگوں کیلئے شفا ہے) فرمایا اور اپنے لئے شفاء لما فی الصدور (دلوں کی بیماریوں کا شفاء دہندہ) فرمایا علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں امراض قلب کے پیدا ہونے کا سبب شبہات اور شہوات (خواہشات) ہیں اور قرآن دونوں کیلئے شفاء ہے کیونکہ قرآن پاک میں مضبوط اور پختہ دلائل ہیں نادر مطالب عالیہ کی نشاندہی فرمائی گئی ہے جن کی قرآن پاک کے سوا دنیا کی کوئی دوسری کتاب حامل نہیں پس یہ قرآن حقیقت میں شفا دینے والا ہے۔ لیکن یہ شفاء قرآن مجید کی فہم پر موقوف ہے۔

(۳) عن ابن عمرؓ انه كان لا يشكو شيأ الا تداوى بالعسل حتى يدهن به الدمل والقرحة والقرصة (حيوة الحيوان، ص ۳۴۵، ج ۲).

(ترجمہ) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ان کو جب بھی تکلیف ہوتی تو وہ شہد ہی سے دوا کرتے تھے حتی کہ پھوڑا، زخم اور سانپ، پسو کے کاٹے پر بھی شہد کی مالش کرتے تھے۔

(۴) روى عن عوف بن مالكؓ انه مرض فقال ائتونى بماء فان الله تعالى يقول وانزلنا من السماء ماء مباركا ثم قال واتونى بعسل وقرأ الآية.

(ترجمہ) حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آپؓ بیمار ہوئے اور فرمایا میرے پاس پانی لاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وانزلنا من السماء ماء مبارکا (اور ہم نے آسمان سے مبارک پانی نازل فرمایا) پھر فرمایا اور میرے پاس شہد لے آؤ اور قرآن مجید کی آیت شہد والی پڑھی۔

صدقہ سے بیماریوں کا علاج

(حدیث ۱۴۳۵) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

دَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ-ابو الشيخ فى الثواب عن ابى امامة. (۱۴۳۵)

(ترجمہ) اپنے بیماروں کا علاج صدقہ کے ساتھ کیا کرو۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ طب کی دو قسمیں ہیں، جسمانی اور روحانی اور حضور ﷺ نے دونوں کی رہنمائی فرمائی ہے۔ اس حدیث میں بیماروں کا علاج صدقہ کے ساتھ کرنے کا حکم فرمایا ہے اور بہت سے حضرات نے اس کا تجربہ بھی کیا اور انہوں نے روحانی دواؤں کو اتنا اثر انگیز پایا کہ وہ اثر ان کو حسی دواؤں سے نہ پہنچا اور اس چیز کا وہی انکار کرے گا جس پر کثیف حجاب ہو۔

حضور ﷺ دلوں کے طبیب ہیں پس جو شخص اپنے پاس رب العباد کی طرف توجہ کی کامل استعداد رکھتا ہے، اس کے لئے حضور ﷺ کا حکم ہے کہ وہ طب روحانی کا علاج کرے اور جو اس درجہ میں نہیں ہے تو وہ حسی دواؤں سے علاج کرے۔

سفر السعادۃ میں لکھا ہے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بیماریوں کا علاج تین قسم سے کرتے تھے۔ طبعی دواؤں سے اور الٰہی دواؤں سے اور طبعی اور الٰہی کے مرکب سے۔

سلک الجواہر میں لکھا ہے ضرورت کے وقت صدقہ کرنا سنت مؤکدہ ہے، خواص مومنین اللہ کے سامنے اپنی حاجات رکھنے سے پہلے صدقہ کرتے تھے اور جس درجہ میں ان کے مریض کو شفاء کی احتیاج ہوتی تھی لیکن جس قدر کچھ زیادہ یا کم ہوتا تھا اسی مقدار میں صدقہ زیادہ یا کم ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ جب وہ کسی مخفی مصیبت کو دور کرنا چاہتے تو کسی ایسی

۱۴۳۵ (الجامع الصغیر: ۴۱۶۵) ــــ رواه ابو الشيخ فى الثواب ورواه البيهقى فى سننه (۳: ۳۸۲) والخطيب من حديث ابن مسعود ورواه ايضا الطبرانى فى المعجم الكبير من حديث ابى امامة (۱۰: ۱۵۸) والديلمى من حديث ابن عمر وعزاه السيوطى لهما فى الدرر (۸۴) مجمع الزوائد (۳: ۶۳) تاريخ بغداد للخطيب البغدادى (۶: ۳۳۴، ۱۳: ۲۱).

چیز کا صدقہ کرتے جو کسی کو معلوم نہ ہوتا۔ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے معاملہ کو سمجھتے تھے جب ان کو کوئی ضرورت پیش آتی تھی جس کو یہ جلدی سے حاصل کرنا چاہتے تھے جیسے مریض کی صحت تو عمدہ کھانا تیار کرنے کا حکم دیتے، جس کے ساتھ کامل دنبے کا گوشت بھی تیار ہوتا تھا پھر اس کے کھانے پر اللہ کیلئے ٹوٹے ہوئے دلوں والے حضرات کو بلاتے تھے ان کا ارادہ یہ ہوتا تھا کہ جان کے بدلہ میں جان کا فدیہ ہو جائے گا اور بعض حضرات کا جب کوئی مریض ہوتا تو وہ اپنے نزدیک زیادہ قیمتی چیز کو بطور صدقے کے خرچ کرتے جیسے لونڈی یا غلام کو آزاد کرنا یا گھوڑے کی قیمت فقراء پر تقسیم کرنا اور فقراء بھی وہ جو دست سوال دراز کرنے سے بچتے ہوں۔

سوال:

علامہ حلیمیؒ فرماتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اعمال اور صحت اور بیماری کو متعین نہیں کر دیا پھر صدقہ وغیرہ سے علاج کا کیا فائدہ ہے۔

جواب:

یہ بات درست ہے کہ اللہ کے نزدیک بعض بیماریوں کا علاج دوا سے ہو اور وہ صحیح ہو جائے اور اگر لا علاج چھوڑ دیا جائے تو بیماری اس کو ہلاک کر دے۔

آب زم زم غذا بھی ہے شفاء بھی

(حدیث ۱۴۳۶) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

زَمْزَمُ طَعَامُ طُعْمٍ ، وَشِفَاءُ سُقْمٍ—(ش) والبزار عن ابی ذر — (صح). (۱۴۳۶)

(ترجمہ) آب زم زم کھانے کا کھانا ہے اور بیماری کی شفاء ہے۔

۱۴۳۶ (الجامع الصغیر: ۴۵۶۱)— رواہ ابن ابی شیبة ومجمع الزوائد (۳: ۲۸۶) کنز العمال (۳۴۷۸۰) کشف الخفاء (۱: ۵۳۱) والبزار وقال الهیثمی رجال البزار رجال الصحیح ورواه عنه الطیالسی قال ابن حجر فی مسلم دون قوله وشفاء سقم. الکامل لابن عدی (۶: ۲۳۰)

(لطائف ومعارف)

حضرت محبّ الدین طبریؒ فرماتے ہیں زمزم مسجد حرام میں ایک کنواں ہے اس کے اور کعبہ کے درمیان اڑتیس ہاتھ کا فاصلہ ہے۔ زمزم کا نام زم زم اس کے پانی کی کثرت کی وجہ سے رکھا گیا ہے یا حضرت جبریل علیہ السلام کے پر مارنے کی اور اس کے پاس بات کرنے کی وجہ سے رکھا گیا یا کسی اور وجہ سے (یہ بھی مشہور ہے کہ جب زم زم کا پانی حضرت اسماعیلؑ کی ایڑیوں کے مارنے کی جگہ سے نکلا تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اس پانی کے اردگرد رکاوٹ بنادی اور فرمایا زم زم (رک جا) شاید اس وجہ سے بھی زم زم کو زم زم کہتے ہیں)۔

طَعَامُ طُعْمٍ یعنی متواتر کئی دنوں تک کے لئے اس کے استعمال کرنے سے غذا کی قوت بھی اس سے حاصل ہوتی ہے لیکن اس کے لئے صدق شرط ہے جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے زم زم طعام ثابت ہوا۔ حتیٰ کہ اس کے پینے سے ان کا گوشت بھی بڑھ گیا اور موٹے بھی ہو گئے اور ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ جب ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ شریف پہنچے تو ان کو جاننے والا کوئی نہیں تھا اور کسی کے سامنے اپنی حاجت رکھتے ہوئے بھی ان کو شرم آئی تو چالیس دن تک آب زم زم پر گزارہ کیا پھر ان پر فتوحات کا ایسا دروازہ کھلا کہ ایک ہی وقت میں ان کے دسترخوان پر کثیر تعداد میں مہمان کھانا کھاتے تھے۔ **وغیر ذلک من الحکایات.**

شفاء سقم بیماری کی شفاء حسی طور پر بھی ہوسکتی ہے اور معنوی طور پر بھی، اس میں بھی قوت ایمانی اور کمال یقین ضروری ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے اس کے پینے والے کے لئے دنیاوی اور اُخروی مقاصد کے حصول کے لئے نیت کو مسنون قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آب زم زم میں ایسی خاصیات اور خصوصیات رکھی ہیں کہ انگریز کی جدید لیبارٹریوں میں جب اس کی تحقیق کی گئی تو یہ بات ثابت ہوئی کہ روئے زمین پر اس سے بہتر کوئی پانی نہیں ہے اور اس میں ایسے اجزاء ہیں جو انسان کی صحت کیلئے مفید ہیں اور امراض کی شفاء میں کارآمد ہیں۔ جس پر بے شمار لوگوں کے تجربات شاہد ہیں۔

نیز آب زمزم پینے کے وقت جو دعاء کی جائے وہ بھی قبول ہوتی ہے جیسا کہ

حدیث شریف میں آتا ہے: مَاء زمزم لِمَا شُرِبَ لَهُ (آب زمزم جس مقصد کیلئے استعمال کیا جائے یا جو دعاء کر کے پیا جائے وہی مقصد حاصل ہوتا ہے۔) اکابر نے اس حدیث پر ہر طرح سے عمل کیا اور تجربہ کیا۔ واقعی اس حدیث کو اپنے مضمون میں درست پایا اور اپنے مقاصد حاصل کئے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے جب آب زمزم پیا تو یہ دعا کی یا اللہ میں اس کو اس لئے پیتا ہوں کہ آپ اس کے بدلہ میں ہماری قیامت کی پیاس بجھا دیں۔

اکابر کی آب زمزم پینے کے موقعہ کی مختلف دعائیں اگر دیکھنا چاہیں تو سائد بکداش کی کتاب "ماء زمزم" ملاحظہ فرمائیں۔

آب زمزم کے کئی نام ہیں۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں: برّۃ، مضنونۃ، شراب الابرار۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں صلوا فی مصلی الاخیار واشربوا من شراب الأبرار. اخیار کی نماز کی جگہ پر نماز پڑھو اور ابرار کا پانی پیو، عرض کیا گیا اخیار کی نماز پڑھنے کی جگہ کون سی ہے، فرمایا میزاب رحمت کے نیچے، عرض کیا گیا ابرار کا پانی کیا ہے؟ فرمایا آب زمزم اور یہ کتنا ہی شان والا پانی ہے۔

تعویذ اور جھاڑ پھونک اور جادو کا حکم

(حدیث ۱۴۳۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنِ الرُّقٰى، وَالتَّمَائِمِ، وَالتِّوَلَةِ- (ک) عن ابن مسعود- (صح). (۱۴۳۷)

(ترجمہ) جناب نبی اکرم ﷺ نے جھاڑ پھونک سے، تعویذ اور جادو ٹونہ سے منع کیا ہے۔

لطائف ومعارف

حدیث میں جس جھاڑ پھونک سے منع کیا گیا ہے وہ وہ ہے جو قرآن، اللہ کے اسماء اور صفات اور مسنون جھاڑ پھونک کے علاوہ ہے، کفر شرک جادو وغیرہ کے کلمات ہوں

۱۴۳۷ (الجامع الصغیر: ۹۳۹۰) ــــ رواہ الحاکم والنسائی (۲۶۸:۶) مسند احمد (۲۶:۲).

اور تعویذ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو گلے میں یا بازو پر یا جسم کے کسی حصہ پر باندھی جائے۔ اگر تعویذ میں کوئی خلاف شرع بات نہ ہو تو اس کے پہننے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نسائی اور حاکم وغیرہ میں یہ عمل مروی ہے کہ وہ چھوٹے بچوں کو اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر کل شیطان وھامة وعین اللامة لکھ کر پہنا دیتے تھے جب وہ بڑے ہو جاتے تھے تو ان کو یاد کرا دیتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ تعویذ کا پہننا مطلقاً ممنوع نہیں ہے جبکہ اس کا مضمون شریعت کے مطابق ہو۔

اور تِوَلَة سے مراد وہ تعویذ ہے جو جادو وغیرہ کے ذریعہ عورت کو مرد کی محبت کے دام تزویر میں پھنسایا جاتا ہے' اس لئے یہ عمل حرام ہے' ہاں اگر شادی شدہ مرد عورت کی باہمی محبت کے لئے کوئی آیت یا دعا لکھ دی جائے تو یہ درست ہے بلکہ مطلوب ہے۔

علامہ ابن التینؒ نے قرآن اور اسمائے الٰہیہ کے ساتھ جھاڑ پھونک اور تعویذ کو جائز اور طب روحانی قرار دیا ہے۔ یہ الفاظ جب تک نیک لوگوں کی زبانوں پر آتے تھے اور وہ پڑھ کر دم کرتے تھے یا لکھ دیتے تھے تو لوگوں کو اس طریقہ سے صحت حاصل ہو جاتی تھی لیکن جب ایسے افراد کمیاب ہوئے تو یہ علاج بھی تقریباً متروک ہو گیا اور حکماء اور ڈاکٹروں کی طرف جانے لگے۔

فی زمانہ بہت سے لوگوں نے تعویذ' جادو ٹونہ وغیرہ کو اپنا پیشہ بنا رکھا ہے اور اپنے آپ کو اس فن میں پیر اور پروفیسر اور عامل کا نام دیتے ہیں اور شرعی غیر شرعی ہر طرح کی عبارتیں تعویذ میں لکھتے ہیں اور یہ تحقیق نہیں کرتے کہ میں جس کیلئے لکھ کر دے رہا ہوں یہ تعویذ اس کو دینا درست بھی ہے یا نہیں؟ یہ کسی پر ظلم و زیادتی کیلئے تو تعویذ لینے نہیں آیا وغیر ذلک۔ اس طرح کے پیشہ ور عاملین کا پیشہ ناجائز اور اس کی آمدنی حرام ہے' ایسے لوگوں کو خوف خدا کرنا چاہئے اور آخرت کے حساب سے ڈرنا چاہئے' ہاں اگر کوئی کسی کے دکھ درد کیلئے' آسیب اور جنات کو دور کرنے کیلئے' اپنے مال کی حفاظت کیلئے اس طرح کے تعویذ دے اور ان کے مضامین شریعت کے خلاف نہ ہوں تو اس حد تک درست ہے لیکن تعویذوں کی بھاری رقمیں وصول کرنا ضرورت مندوں پر ظلم ہے۔ عوام کو چاہئے کہ ایسے شعبدہ بازوں

اور کاروباری لوگوں سے تعویذ لینے کی بجائے علماء اور نیک لوگوں سے رابطہ کریں۔

بغیر طبی علم اور تجربہ کے مطب کرنا جرم ہے

(حدیث ۱۴۳۸) حضرت ابن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ فَهُوَ ضَامِنٌ – (د،ن، ه ، ك)عن ابن عمر –(صح). (۱۴۳۸)

(ترجمہ) جس شخص نے ڈاکٹری اور طبابت اختیار کی جبکہ وہ طب کو نہیں جانتا تھا تو وہ ضامن ہوگا۔

لطائف ومعارف

یعنی اگر کسی ناواقف طب نے کسی کا علاج کیا اور وہ اس کے سبب سے مر گیا تو اس کو اس کی دیت ادا کرنی پڑے گی' کیونکہ اس کے سبب سے قتل واقع ہوا اور جس شخص کو تجربہ اور اعتماد حاصل ہو اور اس نے اہل طب سے اس فن کو سیکھا ہے' پھر طب اختیار کی اور اپنی محنت اور کوشش خرچ کی تو اس پر کوئی ضمان نہیں۔

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں مجھے اس میں کسی امام کا اختلاف معلوم نہیں ہے کہ معالج جب علاج میں تعدی کرے اور مریض ضائع ہو جائے تو وہ دیت کا ضامن ہوگا لیکن اس کو قصاصاً قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ معالج نے مریض کی اجازت کے بغیر اس کا علاج نہیں کیا اور اس کی ضمان عاقلہ پر ہوگی۔ عاقلہ سے مراد طبیب کے قبیلہ کے لوگ ہیں۔

پوسٹمارٹم وغیرہ حرام ہے

(حدیث ۱۴۳۹) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۴۳۸ (الجامع الصغیر: ۸۵۹۶) ــــ رواه ابو داود (۵۰۶۰) والنسائی متصلا ومنقطعا وابن ماجة فی الدیات والحاکم فی الطب (۴: ۲۱۲) عن ابن عمرو بن العاص قال الحاکم صحیح واقره الذهبی ورواه الدار قطنی من طریقین مرسلاً وضعفاً.

كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِ عَظْمِ الْحَيِّ فِي الْإِثْمِ – (٥) عن ام سلمة–(ح). (١٤٣٩)

(ترجمہ) (مسلمان) میت کی ہڈی کو توڑنا زندہ کی ہڈی کو توڑنے کی طرح ہے' گناہ کے اعتبار سے۔

لطائف ومعارف

کیونکہ مسلمان میت موت کے بعد بھی ایسی ہی محترم ہے جیسی حالت زندگی میں ہوئی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤمن کی عزت اس کی موت کے بعد بھی ایسے ہی باقی رہتی ہے جس طرح سے اس کی زندگی میں ہوتی ہے۔

فی زمانہ انگریزی علاج کی تربیت کے لئے یا سبب موت کی تفتیش کے لئے جو پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے یہ بھی گناہ ہے' پوسٹ مارٹم کرنے والے بھی گناہ گار ہیں اور کرانے والے بھی اور حکم دینے والے بھی' یہ گناہ یا تو میت کی اہانت کی وجہ سے ہے یا مردے کی تکلیف اور اذیت کے سبب سے' جیسا کہ اس طرح کی دوسری حدیث میں ہے جس کے یہ الفاظ ہیں: "کسر عظم المیت ککسرہ حیا" (میت کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہی ہے جیسا کہ زندہ کی ہڈی کو توڑنا)۔

خبیث دواؤں سے علاج

(حدیث ۱۴۴۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

نَهٰى عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيْثِ–(خم، د، ت، ٥، ك)عن ابی هريرة – (صح). (١٤٤٠)

١٤٣٩ (الجامع الصغير: ٦٢٣٢) ـــ رواه ابن ماجة (١٦١٧) وفی الامام لابن دقيق العيد ان مسلما رواه ورد عليه.

١٤٤٠ (الجامع الصغير: ٩٣٨٧) ـــ رواه احمد (٢: ٣٠٥) وابو داود (٣٨٧٠) والترمذی (٢٠٤٥) وابن ماجة (٣٤٥٩) والحاكم (٤: ٤١٠).

(ترجمہ) آپ ﷺ نے خبیث دوا سے منع فرمایا۔

لطائف ومعارف

خبیث دوا سے مراد زہر ہے یا نجس چیز ہے یا شراب اور حرام جانوروں کا گوشت اور ان کی لید اور پیشاب ہے جب تک پاکیزہ دوا سے علاج ممکن ہو تو اس طرح کی خبیث دواؤں سے علاج کرنا حرام ہے اور جب حاذق حکماء یہی کہیں کہ اس بیماری کا علاج سوائے ایسی دواؤں کے ممکن نہیں ہے تو بقدر ضرورت ان سے علاج کیا جاسکتا ہے۔

حرام میں شفاء نہیں ہے

(حدیث ۱۴۴۱) حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمْ یَجْعَلْ شِفَاءَ کُمْ فِیْمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ۔(طب)عن ام سلمة(صح). (۱۴۴۱)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفاء ان چیزوں میں نہیں رکھی جن کو تم پر حرام قرار دیا ہے۔

لطائف ومعارف

اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو اپنے بندوں پر حرام قرار دیا ہے ان کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان کو ایسی بری چیزوں میں تلوث سے بچانا چاہتا ہے اور اس نے جس چیز کو بھی حرام کیا ہے اس سے کسی بہتر چیز کو اس کا بدل بنایا ہے' پس جو لوگ اس بدل کو استعمال نہیں کرتے بلکہ ممنوع چیز کا ارتکاب کرتے ہیں وہ جائز چیز کے نفع سے محروم ہو جاتے ہیں اور جو شخص اس میں غور کرے گا اس پر حرام چیز کا چھوڑنا آسان ہو جائے گا اور مفید وحلال کو استعمال میں لائے گا' اگر حرام چیز نے مرض کے ازالہ میں اثر دکھا بھی دیا تو اس

۱۴۴۱ (الجامع الصغیر: ۱۷۷۳) رواه الطبرانی وابو یعلی کما فی الدرر للسیوطیؒ (۴۵) وقال الهیثمی اسناده منقطع ورجاله رجال الصحیح ورواه عنها ایضا ابن حبان والبیهقی (۱۰: ۵) باللفظ المذکور قال النووی فی المهذب واسناده صویلح انتهی' وقال ابن حجرؒ ذکره ابن خالد تعلیقا عن ابن مسعود قال وقد اوردته فی تعلیق التعلیق من طرق صحیحة.

کے نتیجہ میں خبث قلبی نمودار ہوگا اور اس طرح سے حرام سے علاج کرنے والا بدن کا علاج تو کرلے گا مگر روحانی طور پر دل کو مریض بنائے گا۔

حرام جانوروں سے علاج

(حدیث ۱۴۴۲) حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان تیمیؓ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنْ قَتْلِ الضِّفْدَعِ لِلدَّوَاءِ – (حم،د،ن،ک) عن عبدالرحمن بن عثمان التيمىؓ – (ح). (۱۴۴۲)

(ترجمہ) آنحضرتؐ نے دوا کے لئے مینڈک کے قتل کرنے سے منع کیا ہے۔

لطائف ومعارف

مینڈک حرام اور نجس ہے اس لئے اس کو دوائی میں استعمال کرنے سے آپؐ نے منع فرمایا ہے۔ مینڈک کی دو قسمیں ہیں: ایک خشکی کا ایک دریائی' دریائی مینڈک کی کسی چیز کو دوا میں استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن خشکی کے مینڈک کو نہیں' حدیث شریف میں خشکی کے مینڈک کو دوائی میں استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

اسی طرح سے ایسے وہ تمام جانور جو حرام ہیں ان کو بطور دوا کے استعمال کرنا درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی بیماری ایسی ہو کہ اس میں اس جانور کے علاج کے علاوہ اور کوئی طریقہ علاج نہ ہو اور حکماء اسی کے علاج پر متفق ہوں تو بقدر حاجت استعمال مباح ہے۔

متعدی امراض والوں سے احتیاط

(حدیث ۱۴۴۳) حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا

اتَّقُوا صَاحِبَ الْجُذَامِ كَمَا يُتَّقَى السَّبُعُ، إِذَا هَبَطَ وَادِيًا فَاهْبِطُوا غَيْرَهُ۔ ابن سعد عن عبدالله بن جعفر. (۱۴۴۳)

۱۴۴۲ (الجامع الصغير: ۹۴۹۹) ـــ رواه احمد وابو داود فى أواخر السنن والنسائى فى الصيد والحاكم فى الطب وقال صحيح وأقره الذهبى.

۱۴۴۳ (الجامع الصغير: ۱۴۲) ـــ سنن كبرى للبيهقى (۷: ۲۱۸) طبقات ابن سعد وله شاهد يقويه.

(ترجمہ) مجذوم سے اس طرح سے بچو جس طرح سے درندہ سے بچا جاتا ہے جب وہ کسی وادی میں اترے تو تم دوسری وادی میں اترو۔

لطائف ومعارف

اس حدیث میں متعدی امراض والوں سے احتیاط کرنا ثابت ہوتا ہے۔

وبائی علاقے میں جانے اور اس سے ہجرت کرنے کا حکم

(حدیث ۱۴۴۴) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُوْنِ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِ، وَاِذَا وَقَعَ وَاَنْتُمْ بِاَرْضٍ فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا فِرَارًا مِنْهُ - (حم، ق، ن) عن عبدالرحمن (ن) عن اسامة بن زيد - (صح). (۱۴۴۴)

(ترجمہ) جب تم کسی علاقے میں طاعون کی ہوا کا سنو تو اس علاقے میں نہ جاؤ اور جب تم طاعون کے علاقہ میں ہو تو وہاں سے فرار اختیار نہ کرو۔

لطائف ومعارف

طاعون ایک وباء اور بیماری ہے جس سے فضاء خراب ہو کر لوگوں کی صحت کو بگاڑ دیتی ہے اور اس سے کثرت سے موتیں واقع ہوتی ہیں جیسا کہ طاعون عمواس میں کثرت سے صحابہ کرامؓ کی شہادتیں واقع ہوئی تھیں۔

طاعون کے علاقے سے بھاگنا اس لئے جائز نہیں کہ یہ تقدیر سے بھاگنا ہے اور اگر طاعون میں مبتلا کوئی شخص اپنا علاقہ چھوڑ کر کسی دوسرے علاقے میں جائے گا تو اپنی بیماری کے پھیلانے کا سبب ہوگا؛ جس سے مزید کئی ہلاکتیں واقع ہوں گی اور ہلاکتوں کا سبب بننا حرام ہے؛ اس لئے جو شخص طاعون کے علاقے میں رہتا ہو اور اس کو طاعون کی وباء بالکل نہ لگی ہو اور ڈاکٹر لوگ بھی اس کی صحت کی تائید کردیں تو پھر اس وبائی علاقے کو چھوڑ کرنے کا

۱۴۴۴ (الجامع الصغير: ۷۰۰) ــــ رواه احمد (۲۰۶:۵) والبخاری (۱۶۸:۷) ومسلم والنسائی عن عبدالرحمن بن عوف ورواه النسائی عن اسامة بن زيد وهو حديث صحيح.

اتنا گناہ نہیں جتنا کہ وباء میں مبتلا شخص کے وبائی علاقے کو چھوڑنے کا گناہ ہے۔

اور اگر کوئی صحت مند وبائی علاقے کو وباء کے علاوہ کسی دوسری ضرورت کی وجہ سے چھوڑنا چاہے تو اس کے لئے یہ علاقے چھوڑنا درست ہے جیسا کہ حدیث کے لفظ فراراً منه اس پر دلالت کر رہے ہیں۔

پانی سے بخار کے علاج کا طریقہ

(حدیث ۱۴۴۵) حضرت ابن عباس وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحُمّٰی مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ (حم، خ) عن ابن عباس (حم، ق، ن، ٥) عن ابن عمر (ق، ت، ٥) عن عائشة (حم، ق، ت، ن، ٥) عن رافع بن خديج (ق، ت، ٥) عن اسماء بنت ابی بکر — (صح). (۱۴۴۵)

(ترجمہ) بخار گرمی کی لو سے ہے پس اس کو پانی سے ٹھنڈا (یا ختم) کیا کرو۔

لطائف ومعارف

بخار اگر گرمی سے ہو تو ٹھنڈے پانی سے ہاتھ پاؤں اور چہرہ کو دھونا چاہئے اور کچھ ٹھنڈا پانی پی لینا چاہئے تاکہ جسم کو ٹھنڈک پہنچ کر بخار اتر جائے۔ بخار والے آدمی کو مکمل طور پر پانی میں نہلانا مہلک ہے۔ آج کل بعض ڈاکٹر ایسی بات کرتے ہیں لیکن بعض دفعہ مریض کی ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے لیکن لوگ اس کا احساس نہیں کر پاتے کیونکہ نہانے سے تمام مساموں میں پانی چلا جاتا ہے اور بخار اس کا گلا گھونٹ دیتا ہے کیونکہ جسم کے ظاہر بدن کو ٹھنڈک پہنچی اور داخل بدن میں حرارت موجود ہے تو طبیعت اس کی متحمل نہیں ہوتی۔ اگر بخار سردی کا ہو تو پانی اتنا گرم کر لیا جائے جس کا ہاتھ پاؤں تحمل کر

۱۴۴۵ (الجامع الصغیر: ۳۸۳۸) — رواه احمد (۱: ۲۹۱) والبخاری عن ابن عباس (۴: ۱۴۶) واحمد والبخاری ومسلم فی السلام (۷۸) والنسائی وابن ماجة عن ابن عمر ورواه البخاری ومسلم والترمذی وابن ماجة عن عائشة ورواه احمد والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجة (۲۴۷۱) عن رافع بن خديج ورواه البخاری ومسلم والترمذی وابن ماجة عن اسماء بنت ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنهم.

سکیں پھر ایسے مریض کے باقی تمام جسم کو گرم لحاف میں چھپا کر صرف اس کے ہاتھ نکال کر گرم پانی سے ہاتھ دھو دیئے جائیں کچھ دیر پھر ہاتھ چھپا کر کچھ دیر کے لئے گرم پانی سے پاؤں دھو دیئے جائیں تو سردی کا کیسا ہی سخت بخار کیوں نہ ہو اتر جائے گا۔

کلونجی میں شفاء ہے

(حدیث ۱۴۴۶) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ فِيْهَا شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا الْمَوْتَ . أبو نعيم فى الطب عن بريدة. (ح) . (۱۴۴۶)

(ترجمہ) کلونجی میں ہر بیماری کی شفاء ہے مگر موت۔

لطائف ومعارف

ہر بیماری سے مراد وہ بیماریاں ہیں جو رطوبت، برودت اور بلغم سے پیدا ہوتی ہیں کیونکہ کلونجی گرم خشک ہے۔

کلونجی کے خواص

(حدیث ۱۴۴۷) حضرت ابن عمر، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ، فَإِنَّ فِيْهَا شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ وَهُوَ الْمَوْتُ—(ه)عن ابن عمر (ت، حب)عن ابى هريرة (حم) عن عائشة—(ح). (۱۴۴۷)

(ترجمہ) اپنے اوپر اس سیاہ دانہ (کلونجی) کو لازم کرلو کیونکہ اس میں سام کے

۱۴۴۶ (الجامع الصغير: ۳۷۸۰) ___ رواه ابو نعيم فى الطب النبوى ورواه الطبرانى عن أسامة بن زيد قال الهيثمى ورجاله ثقات.

۱۴۴۷ (الجامع الصغير: ۵۵۸۰) ___ رواه ابن ماجة عن ابن عمر (۳۴۴۸) والترمذى (۲۰۴۱) وابن حبان عن ابى هريرة وأحمد عن عائشه (۲: ۲۴۱) ورواه عنها ابو يعلى والديلمى ايضا.

سواہر بیماری کی شفاء ہے اور سام سے مراد موت ہے۔

لطائف ومعارف

کلونجی ہر اس بیماری کو شفاء دیتی ہے جو رطوبت سے پیدا ہوتی ہو اور نباتات میں سے کوئی ایسی چیز نہیں جو ہر طرح کے علاج کے لئے جامع ہو اور ہر طرح کی طبیعت کے لئے مفید ہو سوائے اس کلونجی کے۔

مختلف بیماریوں میں کبھی تو اس کو مفرد استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی مرکب شکل میں' کبھی پیس کر اور بغیر پیسے' کبھی کھا کر' کبھی پی کر کبھی پٹی کی شکل میں بہر حال کلونجی امراض باردہ کے لئے مفید ہے۔

زیتون کے منافع

(حدیث ۱۴۴۸) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِئْتَدِمُوْا بِالزَّيْتِ، وَادَّهِنُوْا بِهٖ ، فَاِنَّهٗ يَخْرُجُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ۔ (ه، ك، هب) عن ابن عمر (صح). (۱۴۴۸)

(ترجمہ) زیتون کا سالن بنالیا کرو اور اس کا تیل (بدن اور بالوں کو) لگایا کرو' کیونکہ یہ ایک مبارک درخت سے نکلتا ہے۔(۱)۔

لطائف ومعارف

(۱) کیونکہ اس کے منافع بہت ہیں اور شریف اور مبارک مقامات پر اس کی افزائش ہوتی ہے اور اس میں خیر الٰہی رکھی گئی ہے' اس کا استعمال حجاز جیسے مخصوص علاقوں کیلئے درست ہے اس حدیث کا مصداق بھی ایسے ہی لوگ ہیں جن کے علاقے گرم ہوں یہ ان کی صحت واصلاح بدن کیلئے مفید ہے' اور ٹھنڈے علاقوں کیلئے یہ مضر ہے' زیتون کے فوائد میں سے یہ ہے کہ یہ زہر میں مفید ہے' قبض کو رفع کرتا ہے۔

۱۴۴۸ (الجامع الصغیر: ۳۲) ــــ صحیح ابن ماجة' مستدرک حاکم' شعب الایمان بیهقی والدارقطنی فی الافراد وابو یعلی' وعبد بن حمید' کتاب العلل للترمذی.

زیتون سے بواسیر کا علاج

(حدیث ۱۴۴۹) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُبَارَكَةِ زَيْتِ الزَّيْتُوْنِ فَتَدَاوَوْا بِهٖ، فَإِنَّهٗ مَصَحَّةٌ مِنَ الْبَاسُوْرِ – (طب) وابو نعيم عن عقبة بن عامر – (صح). (۱۴۴۹)

(ترجمہ) اپنے اوپر اس مبارک درخت زیتون کے تیل کو لازم کرلو اور اس سے علاج کرو کیونکہ یہ بواسیر میں فائدہ دیتا ہے۔

لطائف ومعارف

اگر زیتون کے تیل کو بواسیر کی جگہ لیپ کیا جائے تو بواسیر کے لئے مفید ہے۔

گائے کے دودھ میں شفاء، گھی میں دوا اور گوشت میں مرض ہے

(حدیث ۱۴۵۰) حضرت ملیکہ بنت عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْبَانُ الْبَقَرِ شِفَاءٌ، وَ سَمْنُهَا دَوَاءٌ، وَلُحُوْمُهَا دَاءٌ – (طب) عن مليكة بنت عمرو – (ح). (۱۴۵۰)

(ترجمہ) گائے کے دودھ میں شفاء ہے اور اس کے گھی میں علاج ہے اور اس کے گوشت میں بیماری ہے۔

(لطائف ومعارف)

گائے کے دودھ میں امراض سوداویہ، غم، وسواس کا علاج موجود ہے، صحت کی

۱۴۴۹ (الجامع الصغير. ۵۵۸۲) ــــ رواه الطبرانی فی الكبير (۱۷: ۲۸۱) وابونعيم فی الطب النبوی وقال الهيثمی فی مجمع الزوائد (۵: ۱۰۰) فيه ابن لهيعة وبقية رجاله رجال الصحيح.

۱۴۵۰ (الجامع الصغير: ۱۵۶۱) ــــ رواه الطبرانی والبيهقی وفيه ضعف. اتحاف السادة (۵: ۲۶۶) كنز العمال (۲۸۲۰۹).

حفاظت کرتا ہے' بدن کو مرطوب رکھتا ہے' پیٹ کو اعتدال کے ساتھ قضائے حاجت کی سہولت مہیا کرتا ہے' اگر اس کو شہد کے ساتھ استعمال کیا جائے تو جسم کے اندر کے زخموں کو درست کرتا ہے' ہر قسم کے زہر کو دور کرنے میں مفید ہے چاہے سانپ نے ڈس لیا ہو یا بچھو نے' اس سب کی تفصیل علم طب میں موجود ہے۔

گائے کے گھی میں علاج ہے کیونکہ یہ مشروب سمیات کا تریاق ہے۔

اور اس کا گوشت اس وجہ سے بیماری ہے کہ سوداوی مزاج کے لوگوں کے جسم کیلئے نقصان دہ ہے جیسے کسی کو سرطان ہو' خارش ہو' جذام ہو' چوتھیا کا بخار ہو' یہ تلی کو بڑھاتا ہے وغیر ذلک۔

یہ عرب کے علاقہ کی بات ہے بعض دیگر علاقوں کے لوگوں کے طبائع مختلف ہوتے ہیں ان کے لئے اس کی ایسی مضرت نہیں ہوتی۔

گائے کے دودھ میں شفاء ہے

(حدیث ۱۴۵۱) حضرت طارق بن شہاب بجلیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَهٗ شِفَاءً فَعَلَيْكُمْ بِاَلْبَانِ الْبَقَرِ فَاِنَّهَا تَرُمُّ مِنْ كُلِّ الشَّجَرِ۔(حم) عن طارق بن شهاب۔ (صح). (۱۴۵۱)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے جہاں بیماری کو اتارا ہے وہاں شفاء کو بھی نازل کیا ہے پس تم گائے کا دودھ پیا کرو کیونکہ یہ ہر درخت سے کھاتی ہے۔

لطائف ومعارف

یعنی تمام قسم کے نباتات اور درختوں سے گائے کھاتی ہے' جس کے ان گنت منافع حاصل ہوتے ہیں بعض کو اطباء جانتے ہیں اور باقی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس چھپا رکھا ہے اور دودھ سے بعض ایسے فوائد حاصل ہوتے ہیں جو بیماری کا خود بخود علاج بن جاتے ہیں کہ استعمال کرنے والے کو خبر بھی نہیں ہوتی۔

۱۴۵۱ (الجامع الصغیر: ۱۷۸۱) ــــ رواہ احمد (۴:۳۱۵).

گائے کے دودھ، گھی اور گوشت کا استعمال

(حدیث ۱۴۵۲) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ، فَإِنَّهَا دَوَاءٌ، وَأَسْمَانِهَا، فَإِنَّهَا شِفَاءٌ وَإِيَّاكُمْ وَلُحُومَهَا، فَإِنَّ لُحُومَهَا دَاءٌ- ابن السنی وابو نعیم (ک) عن ابن مسعود- (صح). (۱۴۵۲)

(ترجمہ) اپنے اوپر گائے کے دودھ کو لازم کرلو کیونکہ یہ دوا ہے اور اس کے گھی کو بھی کیونکہ یہ شفاء ہے اور اس کے گوشت سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ یہ بیماری ہے۔ (لطائف ومعارف)

گائے کے دودھ میں اس لئے بھی شفاء ہے کہ حدیث میں ہے گائے کا دودھ پیا کرو کیونکہ یہ ہر قسم کے درختوں سے کھاتی ہے اور ہر بیماری کا علاج ہے۔

اور گائے کے گوشت کا بیماری ہونا عرب کے بعض خطوں کے اعتبار سے ہے ورنہ عموماً گائے کے گوشت میں ایسی کوئی بیماری نہیں ہوتی ورنہ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں موجود ہے: وَجَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ کہ آپؑ مہمان فرشتوں کے لئے گائے کا بچھڑا بھون کر لائے تھے۔ یہ مقام مدح ہے اس سے معلوم ہوا کہ عموماً ہر علاقے کی گائے کا گوشت بیماری نہیں ہوتا اور ہر گائے کا گوشت بھی بیماری نہیں ہوتا اور عرب کے علاقوں کی ہر گائے کا گوشت بھی بیماری نہیں ہوتا ورنہ نبی کریم ﷺ اپنی ازواج کی طرف سے گائے کی قربانی نہ کرتے۔

علامہ حلیمیؒ فرماتے ہیں گائے کے گوشت میں بیماری یہ ہے کہ بلادِ حجاز میں اس کا گوشت خشک ہوتا ہے اور جو شخص اس کا گوشت کھائے گا خشکی پیدا ہو کر ضرر ہوگا لیکن اس

۱۴۵۲ (الجامع الصغیر: ۵۵۵۷) ــــ شرح معانی الآثار (۴: ۳۲۶) رواہ ابن السنی وابو نعیم والحاکم فی المستدرک فی باب الطب (۴: ۱۹۷) وقال صحیح وأقره الذهبی (۸۲، ۸۵) وقال النسائی قد تساهل الحاکم فی تصحیحه وقال الزرکشی قلت بل هو منقطع وفی صفته نظر فإن فی الصحیح أن المصطفی ﷺ ضحی عن نسائه بالبقرة وهو لا یتقرب بالداء.

کا دودھ مرطوب ہے اور گھی ٹھنڈا ہے پس ہر ایک میں شفاء ہے۔

چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنے کے طبی فوائد

(حدیث ۱۴۵۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیُشَمِّتْهُ جَلِیْسُهُ، فَاِنْ زَادَ عَلٰی ثَلَاثٍ فَهُوَ مَزْکُوْمٌ، وَلَا یُشَمَّتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ -(د)عن ابی هریرة - (ح). (۱۴۵۳)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے تو اس کا ہمنشین اس کو چھینک کا جواب دے اور اگر چھینکنے والا تین دفعہ سے زیادہ چھینکے تو وہ زکام کا مریض ہے اور تین چھینکوں کے بعد جواب نہ دیا جائے (بلکہ اس کیلئے شفاء اور عافیت کی دعا کرے)۔

لطائف ومعارف

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب الادب المفرد میں حضرت علیؓ سے روایت ہے:

من قال عند عطسة سمعها الحمدلله رب العالمين على كل حال ما كان لم يجد وجع الضرس ولا الاذن ابدا.

(ترجمہ) جس شخص نے کسی کی چھینک سن کر الحمدللہ رب العالمین علی کل حال ما کان کہا اس کو داڑھ اور کان کا درد کبھی نہیں ہوگا۔

(سند حدیث کی تحقیق): حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث حضرت علیؓ کا ارشاد ہے اور اس کے سب راوی معتبر ہیں اور ایسی بات اپنی رائے سے نہیں کہی جا سکتی اس لئے یہ حضورؐ کا ہی ارشاد ہوگا۔

اور امام طبرانی نے ضعیف سند سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

من بادر العاطس بالحمد عوفی من وجع الخاصرة ولم یشک ضرسه ابدا.

۱۴۵۳؎ (الجامع الصغیر: ۷۵۹) ــــ رواه ابو داود وحسنه السیوطی وعزاه النووی فی الاذکار لابن السنی (فی عمل الیوم اللیلة) (۲۴۷) وعزاه ابن حجر لابی یعلی تاریخ دمشق (۲: ۴۵۳).

(ترجمہ) جو شخص چھینکنے والے کے جواب میں فوراً الحمدللہ رب العالمین کہے گا اس کو نہ تو کبھی کوکھ کا درد ہوگا اور نہ اس کی داڑھ کو تکلیف ہوگی۔

مسواک کے دس فوائد

(حدیث ۱۴۵۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ، فَنِعْمَ الشَّيْءُ السِّوَاكُ، يَذْهَبُ بِالْحَفَرِ وَيَنْزِعُ الْبَلْغَمَ وَيَجْلُو الْبَصَرَ، وَيَشُدُّ اللِّثَةَ، وَيَذْهَبُ بِالْبَخَرِ، وَيُصْلِحُ الْمَعِدَةَ، وَيَزِيدُ فِي دَرَجَاتِ الْجَنَّةِ، وَيُحْمِدُ الْمَلَائِكَةَ، وَيُرْضِي الرَّبَّ، وَيُسْخِطُ الشَّيْطَانَ، عبدالجبار الخولانی فی تاریخ داریا عن انس — (صح). (۱۴۵۴)

(ترجمہ) اپنے اوپر مسواک کرنے کو لازم کرلو پس مسواک بہترین چیز ہے یہ دانتوں کی جڑوں میں جو بیماری ہوتی ہے اس کو ختم کرتا ہے بلغم کو بھی اکھیڑ دیتا ہے نگاہ کو تیز کرتا ہے مسوڑوں کو مضبوط کرتا ہے منہ کی بدبو کو دور کرتا ہے معدہ کی اصلاح کرتا ہے جنت کے درجات کو بڑھاتا ہے اور ملائکہ کو خوش آتا ہے اور رب کو راضی کرتا ہے اور شیطان کو غصہ دلاتا ہے۔

والـلّٰهَ ـ جلَّ جَلالُهُ ـ أسألُ ، سُؤالَ الضارعِ الخاشعِ أن يَتقبَّلَهُ مع جميعِ تَصانِيفِي ، ويَجعلَها نافِعَةً لعبادِهِ . وآخِرُ كلامِنا أنِ الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العالمين، والصلوة والسلامُ على رسولِهِ محمدٍ وآلِهِ وصحبِهِ ، وعلى جميعِ الأنبياءِ والملائكةِ والمُرْسَلِين.

محتاج رحمت باری تعالیٰ

امداداللہ انور

۲۵ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ مئی ۲۰۰۶ء

درس گاہ جامعہ قاسم العلوم ملتان۔ پاکستان

۱۴۵۴ (الجامع الصغیر: ۵۵۳۱) ـــ رواه عبدالجبار الخولانی فی تاریخ داریا، مجمع الزوائد (۱: ۲۲۰). مصنف ابن ابی شیبة (۲: ۹۶).

مختصر حالات
مؤلف: حضرت مفتی امداد اللہ انور دامت برکاتہم
از
محمد حماد القاسمی تلمیذ حضرت مفتی صاحب
محمد سعود کشمیری تلمیذ حضرت مفتی صاحب

حالات

حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب دامت برکاتہم

حالات
مفتی امداد اللہ انور دامت برکاتہم

نام:

مولانا ابو محمد امداد اللہ انور بن مولانا عزیز اللہ رحمانی بن منشی اللہ وسایا بن محمد اسماعیل بن محمد عیسیٰ۔

پیدائش:

ملتان کے مشہور قصبہ عنایت پور میں تقریباً ۱۹۶۳ء میں اپنے ننہیال میں اپنے نانا مولوی احمد دین بن مولوی سونہارا بن ..... بن اللہ داد بن رائے غازی محمد کے گھر میں پیدا ہوئے۔

والدین:

والد صاحب نے پرائمری تک کی تعلیم حاصل کی تھی لیکن صحیح العقیدہ گھرانے کی تربیت سے عقائد واعمال کی درستگی ہوئی' اکابر علماء دیوبند کی صحبت حاصل کی جیسے شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ، محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوریؒ حضرت اقدس مولانا عبداللہ درخواستیؒ اور بیعت کا تعلق سب سے پہلے شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ سے قائم کیا اب برکت العصر حضرت اقدس شیخ المشائخ سلطان الخاطین سید انور حسین نفیس رقم المعروف سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم سے ہے۔

والد صاحب نے بیس سال تک ملک کے طول وعرض میں تمام بڑے چھوٹے شہروں میں اکابر علماء دیوبند کی مسلکی کتب علماء ومحققین تک پہنچائیں اور ان کی صحبتوں سے فیض حاصل کرتے رہے' کچھ عرصہ مناظر اسلام علامہ دوست محمد قریشیؒ کے زمانہ میں دفتر تنظیم اہل سنت ملتان کی جزوی نظامت بھی کی تھی۔

یہ وہ زمانہ تھا جب مولانا عبدالشکور دین پوریؒ علامہ دوست محمد قریشیؒ، علامہ عبدالستار تونسویؒ علامہ سید نور الحسن بخاریؒ، مولانا غلام قادر ملتانی' مولانا ضیاء القاسمیؒ، سید عبدالمجید ندیم اسی دفتر کے تابندہ ستارے تھے اور ملک کے گوشہ گوشہ میں مسلک اہل سنت کا پرچار کرتے تھے۔

آپ کو اکابر علماء دیوبند کے ساتھ والہانہ محبت ہے' تاریخ کی کتابوں کے مطالعہ سے شغف رکھتے ہیں' خصوصاً حضرت سید احمد شہیدؒ اور حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور ان کی تحریک مجاہدین سے دلی عقیدت اور محبت ہے۔

اگر کہیں سیکڑوں میل دور بھی اکابر علماء دیوبند کی کوئی شخصیت تشریف لا رہی ہو تو وہاں پہنچنا' ان کی زیارت کرنا اور ان کا بیان سننا ان کا محبوب عمل ہے۔

تادم تحریر ان کی عمر ساٹھ سال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر شریف میں اور علم وعمل میں برکت عطاء فرمائے۔

والدہ صاحبہ بہت صالح خاتون تھیں۔ آج سے چالیس سال پہلے اپنے گھر میں انہوں نے مسلمان بچیوں کی بنیادی تعلیم کے لئے ایک درسگاہ قائم کی جس میں علاقہ کی لڑکیاں، چھوٹے بچے اور خواتین قرآن کریم اور بہشتی زیور، تعلیم الاسلام وغیرہ کی تعلیم حاصل کرتی تھیں۔

انہوں نے اپنے بچے کو علاقہ کے ایک اچھے مدرسہ میں ابتدائی تعلیم کے لئے بٹھایا، یہ مدرسہ گھر سے ایک میل دور تھا اور راستہ میں ایک نہر بھی پڑتی تھی، اس لئے ان کو ہر وقت بچے کی فکر لگی رہتی تھی مگر دینی تعلیم کے لئے اس پریشانی کی کوئی پرواہ نہ کی۔

ابھی مفتی صاحب کی عمر سات برس کی ہوگی کہ والدہ صاحبہ کو ایک جان لیوا بیماری نے اپنی لپیٹ میں لے لیا چنانچہ ان کو ملتان کے بڑے ہسپتال میں داخل کرادیا گیا وہاں کافی عرصہ زیر علاج رہیں ادھر مفتی صاحب نے اپنے بچپن میں والدہ کے متعلق ایک ایسا خواب دیکھا جس سے وہ بڑے پریشان ہوئے اور اس خواب سے ڈر گئے جب ان کی بیماری کو کچھ عرصہ گزر گیا تو اس خواب کی تعبیر سامنے آ گئی اور وہ یہ تھی کہ والدہ صاحبہ کا انتقال ہوگیا۔

مغرب کی نماز کے کچھ دیر بعد بیماری کے دکھ جھیلتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہی وفات سے کچھ دیر پہلے کسی کے ذریعے پیغام بھیجا کہ میرے بیٹے کو بلوا دو، جب ان کا پیغام پہنچا تو وہ مغرب کی نماز سے سلام پھیر چکا تھا۔ وہ نماز سے فارغ ہوکر جب پہنچا تو ان کی موت کی سکرات شروع ہوچکی تھی اور ماں بیٹے کی یہ آخری ملاقات حسرت میں ہی بدل کر رہ گئی۔

جب والدہ ماجدہ کا انتقال پرملال ہوا تو اس وقت مفتی صاحب کی عمر آٹھ سال کی تھی اور ناظرہ قرآن کریم پڑھ چکے تھے۔

ان کی وفات کے بعد مفتی صاحب کی تربیت ان کے نانا مولوی احمد الدین مرحوم اور ان کی اہلیہ جو مفتی صاحب کی سب سے چھوٹی پھوپھی تھیں، نے فرمائی اور تعلیم کی فکر کی۔

تعلیم

آٹھ سال کی عمر میں اپنے بڑے پھوپھا مولانا محمد عبداللہ فاضل جامعہ خیر المدارس

اور ان کے برادر اکبر مولانا عبدالرحیم اشعرؒ سابق نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان سے مدرسہ مطالب العلوم عنایت پور میں ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا عبداللہ صاحب اپنے وقت کے ولی کامل ہیں۔ تہجد کے پابند ہیں، دن کو روزانہ دس پارے تلاوت کرتے ہیں۔ مفتی صاحب نے کریما سعدی، پندنامہ، بدائع منظوم، نام حق، مالا بدمنہ، گلستان سعدی اور بوستان سعدی اپنے رشتہ دار مولانا عبدالحیٔ المعروف مولوی حضور بخش صاحب سے پڑھیں۔ انہوں نے اپنی (۸۰) سال کی زندگی تدریس اور دینی خدمات میں گزاری۔

فارسی کے کچھ اسباق اور صرف ونحو تلمیذ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ فاضل دیوبند، فاضل علوم صرف ونحو حضرت مولانا محمد حسین بیٹ کیسریؒ سے پڑھی۔

بعدازاں شجاع آباد میں اپنے والدین کے مرشد شیخ طریقت حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ کے معروف مدرسہ اشرف العلوم میں نورالایضاح اور کنزالدقائق حضرت بہلویؒ اور حضرت عبداللہ درخواستیؒ کے داماد مولانا عبدالحمیدؒ سے، نفحۃ العرب مولانا دوست محمد کبیر والویؒ تلمیذ حضرت مدنیؒ سے، ایساغوجی، قال اقول، مرقات، شرح تہذیب مولانا اللہ یار میراں ملہؒ سے اور ہدایۃ النحو اور اصول الشاشی حضرت بہلویؒ کے فرزند اصغر حضرت مولانا عزیز احمد بہلوی سے پڑھیں۔

پھر چند دن خیر المدارس میں داخلہ لیا مگر کسی مجبوری کی وجہ سے اس کو چھوڑ کر پاکستان کی عظیم درسگاہ جامعہ قاسم العلوم ملتان میں داخلہ لیا اور ہدایہ اول سے لے کر بخاری شریف تک تمام کتب اسی مدرسہ میں مکمل کیں، شرح جامی، جلالین اور ابوداود مناظر اسلام حضرت مولانا منیر احمد حال نائب شیخ الحدیث باب العلوم کہروڑ پکا سے، متنبی، محیط الدائرہ، مشکوۃ، طحاوی مولانا خدا بخش میلسوی ثم ملتانی سے، ہدایہ ثالث، توضیح التلویح، سنن ترمذی حضرت مولانا محمد اکبر خان صاحب (حال شیخ الحدیث مدرسہ قاسم العلوم) سے، تفسیر بیضاوی اور صحیح بخاری جلد دوم مولانا محمد امین صاحب سے، ہدایہ رابع اور سنن ابن ماجۃ حضرت مولانا محمود الحسن صاحب سے، نورالانوار مولانا اعزاز احمد صاحب سے اور بخاری جلد اول شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد صاحب سے پڑھیں۔

ترجمہ وتفسیر قرآن شیخ الحدیث والتفسیر محقق العصر امام اہل سنت حضرت مولانا ابو الزاہد محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم العالیہ مدرسہ نصرت العلوم سے گوجرانوالہ میں پڑھے انہی دنوں میں ایک دن مفتی صاحب گوجرانوالہ کے مشہور عالم مولانا قاضی شمس الدین سابق مدرس دارلعلوم دیوبند کی زیارت کے لئے گئے تو انہوں نے بھی سورۂ کہف اور سورۂ مریم کے خلاصے اور موضوعات بیان کر کے اپنی طرف سے تفسیر کی سند عنایت فرمائی اور یہ بھی کہا کہ جیسی میں نے تفسیر پڑھائی ہے ایسی مولوی سرفراز نہیں پڑھا سکتا۔ حالانکہ ان کا جملہ ان کی معاصرانہ چشمک کا نتیجہ تھا۔

آپ سے پہلے حضرت عبداللہ بہلویؒ کے بڑے صاحبزادے اور خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ سے بھی ترجمہ وتفسیر پڑھی۔ یہ تفسیر دراصل حضرت بہلویؒ کے ترجمہ اور حواشی تھے ان کا طرز حضرت شیخ التفسیر مولانا حسین علی واں بھچرانؒ کا طرز تھا کیونکہ اس میں حضرت بہلویؒ حضرت مولانا حسین علیؒ کے شاگرد تھے۔

فن مناظرہ کی تربیت

فن مناظرہ سے خصوصی واقفیت کے لئے دفتر تنظیم اہل سنت ملتان میں اور دفتر ختم نبوت ملتان اور دیگر مقامات پر ملک کے مشہور مناظرین سے تربیت حاصل کی، ردشیعیت پر مناظر اسلام علامہ عبدالستار تونسوی اور ان کے صاحبزادہ مولانا عبدالغفار تونسوی اور علامۃ العصر محقق کبیر مناظر اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب پی ایچ ڈی لندن حال جسٹس سپریم کورٹ پاکستان، ردعیسائیت پر حضرت مولانا بشیر احمد حسینی اور عبدالرحیم منہاج سابق ڈیوڈ منہاس سے پڑھا جو کہ فیصل آباد کے عیسائی ہونے کے زمانہ میں پادری رہ چکے تھے پھر جب وہ مسلمان ہوئے تو عیسائیوں نے ان سے سب اعزازات چھین لئے، لیکن یہ منہاج صاحب چونکہ عالم دین نہ تھے سابق عیسائی پادری تھے اس لئے تربیتی کورس میں مسلمان طلباء کو ایسے بے کار بلکہ بعض واہیات جوابات اور خلاف تحقیق اور خلاف اسلام باتیں بھی کہہ جاتے تھے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔

رد بریلویت پر مولانا حبیب اللہ ڈیروی، مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب سے اور رد غیر مقلدیت ولامذہبیت پر مناظر اسلام محقق اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ سے اور رد مرزائیت پر حضرت مولانا اللہ وسایا اور فاتح مرزائیت اور بحر معلومات مولانا علامہ عبدالرحیم اشعرؒ سے تربیت حاصل کی۔

مناظروں کا درس وتدریس

رجب ۱۴۰۶ھ میں جامعہ قاسم العلوم سے دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں رد عیسائیت پر مناظرہ کی تربیت کے لئے مولانا بشیر احمد حسینی شورکوٹی کے ساتھ بطور معین کے کورس کرایا پھر اس سے اگلے سال پروفیسر ڈاکٹر علامہ خالد محمود سرپرست اعلیٰ تنظیم اہل سنت ملتان پاکستان کی فرمائش پر سالانہ مناظرہ کے تربیتی کورس میں طلبہ کی مستقلاً رد غیر مقلدین پر کئی دن تربیت کی۔ کراچی کے مشہور جامعہ دارالعلوم حنفیہ اورنگی ٹاؤن میں بھی رد غیر مقلدیت پر کورس کرایا، گوجرانوالہ کے مشہور مدرسہ نصرت العلوم میں جو طلبہ شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم کے پاس ترجمہ وتفسیر پڑھنے کیلئے گئے ہوئے تھے ان کو رد عیسائیت پر لیکچر دیا اور اب تو الحمدللہ مختلف عنوانات پر مناظروں کے مختلف مقامات پر تربیتی کورکراتے ہیں۔

مناظرے

مناظرہ کا ذوق طالبعلمی کے زمانہ سے تھا کیونکہ حضرت نے صرف ونحو اور فارسی کی بعض کتابیں غیر مقلدین کے مشہور مدرسہ دارالحدیث محمدیہ جلالپور پیروالہ ضلع ملتان میں بھی پڑھی تھیں۔ غیر مقلدین کی عادت ہے کہ وہ ہر ملنے والے کو اپنے اختلافی مسائل کی تبلیغ کرتے ہیں اور بحث مباحثہ میں لگے رہتے ہیں۔ انہوں نے مولانا کو بھی آرام سے نہ پڑھنے دیا خواہ اساتذہ ہوں یا طلبہ سب بحث کرتے تھے اور مناظروں کے چیلنج دیتے تھے، حتیٰ کہ داخلہ کے پہلے دن جب طلبہ کی حاضری ہوئی اور حاضری میں مولانا کا نام لیا گیا تو غیر مقلدین کے مشہور ومعروف شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود نے جب ان

کا نام سنا تو چونک اٹھے کہ یہ امداد اللہ نام کا کون طالب علم ہے' لڑکوں نے نشاندہی کی کہ یہ ہے تو انہوں نے کہا کہ حاضری کے بعد میرے پاس آنا جب یہ حاضری کے بعد ان کو ملنے گئے تو انہوں نے کہا کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اچھا آدمی نہیں تھا۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے اس کے ملفوظات لکھے ہیں اور اس میں دیکھو کہ ایک دفعہ کا واقعہ لکھا ہے کہ اس سے ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت آپ حلوہ تو کھا لیتے ہیں گوہ کیوں نہیں کھاتے تو انہوں نے بشکل انسان ہو کر حلوہ کھا لیا اور بشکل خنزیر ہو کر گوہ کھا تھا نویؒ صاحب نے اس پر حاشیہ لکھا کہ اس کو حفظ مراتب کہتے ہیں (حالانکہ حضرت تھانویؒ کے اس حفظ مراتب کے جواب سے مولوی صاحب کے اعتراض کا جواب ہو جاتا تھا) انہوں نے دوسرا اعتراض مولانا روم کی مثنوی شریف پر کیا کہ اس کو حاجی صاحب پڑھاتے رہے اور کہا کہ تم مثنوی کو فارسی کا قرآن کہتے ہو حالانکہ یہ بات بھی جھوٹ تھی۔ تیسری بات کہی کہ آمین آہستہ کہنے کی کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ اگر صحیح حدیث پیش کر دو تو میں حنفی ہو جاؤں گا (حالانکہ آمین آہستہ کہنے پر بہت سی صحیح احادیث احناف کے پاس موجود ہیں تفصیل کے لئے اعلاء السنن اور آثار السنن کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے) اس نے اعتراضات کرنے کے بعد کہا کہ تم اپنا نام بدل لو اور حنفی مذہب چھوڑ دو لیکن اللہ تعالیٰ نے مولانا کے دل میں اس وقت پندرہ سال کی عمر میں یہ بات ڈال دی کہ علمائے دیوبند' علمائے احناف دنیا میں کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کے پاس اس کے اعتراضات کے ضرور ٹھوس جوابات موجود ہوں گے ورنہ کثرت سے حنفی دیوبندی نہ ہوتے اور ان غیر مقلدین کی تعداد تو آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔ اس لئے ان کے اعتراضات کی کوئی حیثیت نہیں ہے' بہرحال وہاں ایک سال کے دوران کئی مرتبہ غیر مقلد طلبہ سے بلکہ بعض اساتذہ سے بھی اختلافی موضوعات پر بحثیں ہوئیں۔ مولانا نے اس وقت ان کے خلاف احسن الکلام وغیرہ کا مطالعہ کیا تھا اور اپنے دلائل اور ان کے دلائل کے جوابات یاد کر لئے تھے۔ اس لئے ان مباحث میں ان کو برتری حاصل ہوئی ایک تو یہ فائدہ ہوا کہ ان کے اختلافی مسائل کا علم ہوا دوسرا گفتگو کا طریقہ معلوم ہوا تیسرا اپنے دلائل سے واقفیت حاصل ہوئی چوتھا کتابوں اور کتابوں کے مصنفین سے بھی کافی

واقفیت حاصل ہوئی۔

چنانچہ اسی بنیاد پر جامعہ قاسم العلوم میں ہدایہ اول کے سال میں طلبہ کی سطح پر فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر انہوں نے ایک مناظرہ کیا۔ انہوں نے حنفی مسلک اختیار کیا اور فریق مخالف دورہ حدیث کا طالبعلم مولوی نذیر احمد علی پوری تھا جو دوسری مرتبہ دورہ حدیث کر رہا تھا۔ اس کا معاون دورہ حدیث کا ساتھی مولوی شبیر احمد تھا جو اس سال وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحان میں پاکستان بھر میں اول پوزیشن میں رہا۔ مولانا کے معین مشکوۃ کے دو ساتھی تھے جن کو کسی بھی چیز کا خاص پتہ نہ تھا پھر بھی الحمدللہ مولانا نے مکمل طور پر مناظرہ میں فتح حاصل کی جبکہ فریق مخالف غیر مقلدین سے مناظرہ کی تربیت حاصل کر کے آیا تھا پھر بھی اس کو شکست نصیب ہوئی۔

دورہ حدیث کے سال میں بوہڑ گیٹ کی ایک مسجد میں غیر مقلدوں کے خلاف دو جمعے پڑھائے اور ایک جمعہ کے بعد ملتان بھر کے غیر مقلد علماء کے مقابلہ میں مسئلہ حیات النبیؐ پر گفتگو کی اور ان کو لاجواب کیا۔

غیر مقلدوں کے مشہور عالم عبدالستار حماد مدینہ یونیورسٹی سے قاسم العلوم ملتان میں مقرر کئے گئے۔ انہوں نے ایک دفعہ طالب علموں کے سامنے طلبہ کو ردحنفیت پر چیلنج کیا کہ میں دنیا بھر کے حنفیوں کو لاجواب کر سکتا ہوں مولانا نے حضورؐ کے سماع صلوٰۃ وسلام کے متعلق من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته، کے بیس حوالے اور چوبیس محدثین کی تصحیح لکھ کر اپنا موقف پیش کیا اور اس سے اس کے رد کا مطالبہ کیا تو اس کو اس کا کوئی جواب نہ آیا بلکہ اس واقعہ کو چوبیس سال ہونے کو ہیں اس کا جواب اس کے ذمہ قرض ہے۔

ملتان کے مشہور غیر مقلد مناظر عبدالرحمٰن شاہین کے ساتھ بھی محلہ قدیر آباد میں باقاعدہ ایک مناظرہ ہوا۔ جس میں وہ علی الاعلان کئی باتوں کا قائل ہوا اور بغیر قائل ہوئے اس کو جان چھڑانا مشکل ہو گیا۔ یہ مناظرہ رفع یدین کے موضوع پر تھا جیسا کہ اس کی عادت ہے وہ اپنے مسئلہ کے ثبوت کے لئے ناقص عبارتیں پیش کرتا تھا اور دھوکہ سے کام نکالنا چاہتا تھا۔

غیر مقلدین کے جس شیخ الحدیث مولوی سلطان محمود جلالپوری نے مولانا کو زمانہ طالبعلمی میں چیلنج دیا تھا مولانا نے اس کو جب بڑے درجہ کی کتابوں میں پہنچے تو بالمشافہ گفتگو میں دو مرتبہ لاجواب کیا ایک دفعہ اتفاقاً جلالپور سے ملتان کی طرف دونوں اکٹھے سفر کر رہے تھے۔ مولانا نے درمیان سفر ان سے پوچھا کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ تقلید شرک ہے ہر آدمی کو چاہئے کہ تقلید چھوڑ دے اور خود قرآن وحدیث سے اجتہاد کرے خیر سے آپ بھی مجتہد ہوں گے آپ ہمیں مہربانی کر کے اپنے اصول اجتہاد جو آپ نے خود قرآن اور حدیث سے مستنبط کئے ہیں بیان کریں۔ اس میں ایسا کوئی اصول بیان نہ کریں جو سابق میں ائمہ مجتہدین استنباط کر کے اختیار کر چکے ہوں ورنہ آپ مجتہد کی بجائے مقلد اور مشرک بن جائیں گے اس سوال کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ تک اکٹھے سفر ہوتا رہا لیکن مولوی صاحب کو کوئی جواب نہ آیا اور تادم حیات وہ اس کا جواب نہ دے سکا۔

ایک دفعہ مولانا زمانہ طالبعلمی میں ہی مولوی سلطان محمود کو جلالپور میں ان کے مدرسہ میں ظہر کی نماز کے بعد ملنے کے لئے گئے اس وقت وہ ظہر کی نماز پڑھا کر اپنے مدرسہ کے مدرسین اور جماعتیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ مولانا نے پوچھا کہ حضرت آپ کے نزدیک بغیر فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی۔ میرا خیال یہ ہے کہ آپ کی نماز فاتحہ پڑھنے کے باوجود بھی نہیں ہوتی۔ انہوں نے دلیل پوچھی تو مولانا نے کہا کہ آپ ادھوری حدیث پر عمل کرتے ہیں مکمل حدیث مسلم شریف میں موجود ہے۔ جس میں یہ ہے کہ جو شخص فاتحہ نہ پڑھے اور فاتحہ کے علاوہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

لا صلوٰة لمن لم یقرأ بام القرآن فصاعدا. (مسلم باب ۱۱ حدیث نمبر ۳۷، ابو عوانة ۱: ۱۲۴).

چونکہ اعتراض بجا تھا اور حدیث بھی متن اور سند کے اعتبار سے صحیح تھی۔ اس لئے اس حدیث کی رو سے ان کی نماز نہیں ہو سکتی تھی تو انہوں نے جواب میں سرے سے فصاعداً کے لفظ کا ہی انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے پاکستان کی مسلم پڑھی ہے۔ ہندوستان کی پڑھی ہے، ایران کی پڑھی ہے، مصر اور لبنان کی پڑھی ہے۔ کسی بھی مطبوعہ

میں فصاعداً کا لفظ نہیں ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ آپ پاکستان کی مسلم شریف منگوالیں میں آپ کو اسی میں ثابت کر دیتا ہوں تو انہوں نے اپنے مدرسہ کے مدرس اور لائبریری کے انچارج سے کہا کہ مسلم لے آؤ۔ اس نے کہا کتب خانہ کی چابیاں مولانا محمد رفیق اثری صاحب کے پاس ہیں جو کہ فیصل آباد امتحان لینے کیلئے گئے ہوئے ہیں تو مولوی صاحب نے کہا یہ کیا بات ہوئی جب ہمیں کتاب کی ضرورت پڑتی ہے تو چابیاں مولوی رفیق کے پاس ہوتی ہیں۔ جاؤ تالا توڑ دو اور کتاب لے آؤ۔ بس یہ سن کر مولوی (عبدالخالق) صاحب کھڑے ہوئے اور کتب خانہ سے پانچ منٹ کے اندر اندر کتاب لے آئے۔

وہ اس لئے چابی کا بہانہ کر رہے تھے کہ حدیث مسلم میں موجود تھی۔ یہ اپنے شیخ کی عزت بچانے کے لئے حدیث رسولؐ چھپانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن اس کے شیخ کو ذہول ہوا ہوا تھا اس لئے اتنا سختی سے ڈانٹ کر کتاب منگوائی جب کتاب آ گئی تو چونکہ مولوی عبدالخالق صاحب کو پتہ تھا کہ مسلم شریف میں حدیث موجود ہے۔ اس لئے کتاب مولانا کو دینے کی بجائے خود ورق گردانی کر کے کہا حضرت آپ ٹھیک کہتے ہیں بچے کو غلطی لگی ہے مسلم شریف میں یہ حدیث نہیں ہے پھر دوسرے غیر مقلد نے کہا کہ کتاب مجھے دکھا دیں۔ میں بھی دیکھ کر بچے کو تسلی کرا دیتا ہوں اس نے بھی ورق گردانی کے بعد کہا کہ حضرت ٹھیک کہتے ہیں کہ مسلم شریف میں یہ حدیث نہیں ہے تیسرے نے کہا کہ تین گواہیاں ہونی چاہئیں مجھے دکھاؤ میں بھی دیکھ لوں۔ اس نے بھی دیکھا اور یہی کہا۔ مولانا نے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے پہلے آپ کو کتاب نہیں مل رہی تھی اب کتاب لائے ہو تو مجھے نہیں دکھا رہے ہو۔ جب دلیل میں نے دی ہے تو حوالہ کا ثبوت بھی میرے ذمہ ہے۔ کتاب مجھے دو۔ میں خود حدیث نکال کر دکھاؤں گا چنانچہ انہوں نے بادل نخواستہ کتاب مولانا کو دے دی۔ انہوں نے مسلم شریف کے ج ۱ ص ۱۷۰ سے وہ حدیث نکال کر دکھا دی۔

جب حدیث دیکھی تو غیر مقلد بدحواس ہو گئے اور بڑے مولوی صاحب نے کہا مجھے غلطی لگی ہے۔ ہاں ہاں یہ حدیث مسلم میں موجود ہے۔ اس کے بعد اس کا کوئی جواب نہ دے سکے کہ کیا ہماری نمازیں جو فاتحہ کے علاوہ کی قراءت کے بغیر ادا کی گئی ہیں وہ ہوئیں یا

نہ ہوئیں۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث صحیح تھی اور جواب نہ بن سکا تو معلوم ہوا کہ انہوں نے دبے لفظوں یہ تسلیم کرلیا کہ ہماری نمازیں فاتحہ پڑھنے کے باوجود نہیں ہوئیں۔

مذکورۃ الصدر واقعہ میں جس مولوی عبدالخالق صاحب کا ذکر آیا ہے ایک دفعہ یہ مولانا کے پاس سے گزرے جبکہ مولانا سے ایک طالب علم فاتحہ خلف الامام پر بحث کر رہا تھا تو مولوی صاحب نے کہا کہ کیا گفتگو کر رہے ہو؟ مولانا نے فرمایا کہ بس ہم آپس میں طلبہ گفتگو کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آؤ میں تمہیں سمجھاتا ہوں چنانچہ مولانا ان کے پاس چلے گئے اس وقت مدرسہ کے درجہ کتب کے ساٹھ طلبہ موجود تھے ان کے سامنے ابوداؤد شریف منگوا کر مولانا کو حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت جو محمد بن اسحاق سے مروی ہے، دکھائی۔ مولانا نے اس وقت اس کے آٹھ جواب دیئے مثلاً محمد بن اسحاق پر امام مالکؒ وغیرہ کی جرح ہے۔ محمود بن ربیع پر جرح ہے۔ سند میں اضطراب ہے اور جس جملہ سے غیر مقلدین استدلال کرتے ہیں اس کا امام ابن تیمیہ کے حوالہ سے مدرج (الحاقی) ہونا ثابت کیا تو مولوی صاحب کو اس کا کوئی جواب نہ آیا اور یہ کہا کہ تم جو امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتے تو تمہارے پاس کیا دلیل ہے تو مولانا نے ترمذی شریف کی حضرت جابر بن عبداللہؓ والی روایت پیش کی: من صلی رکعة لم یقرأ فیها بام القرآن فهی خداج الا وراء الامام.

(ترجمہ) جس آدمی نے کوئی نماز پڑھی اس میں فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے مگر امام کے پیچھے نہ پڑھے) اور فرمایا کہ امام ترمذیؒ نے اس کو روایت کر کے اس کی تصحیح کی ہے تو مولوی عبدالخالق کو اس کا کوئی جواب نہ آیا تو کہا کہ تم بھی نئی حدیث پیش کرو میں بھی نئی پیش کرتا ہوں۔ مولانا نے جواب میں کہا ہمارے پاس تو یہی پرانی حضور ﷺ کی حدیثیں ہیں ہم تو نئی نہیں بنا سکتے چونکہ یہ بات طالب علم سن رہے تھے۔ ایک طالب علم غصے سے آگے بڑھا اور حدیث کو ماننے کی بجائے استاذ کی حمایت میں مولانا کو دھمکیاں دینے لگا لیکن مولوی صاحب نے کہا کہ چھوڑ دو اس کو ہم سمجھا دیں گے پھر مولوی صاحب نے مولانا کو فقہ حنفی سے نفرت دلانے کے لئے ایک غیر مقلد کی بدنام زمانہ کتاب ''حقیقت الفقہ'' دی۔ مولانا نے اس کو چند دن اپنے پاس رکھ کر واپس کر

دیا۔ حقیقت الفقہ کے بارے میں بعد میں تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ اس میں فقہ حنفی پر جھوٹے الزام لگائے گئے ہیں۔ بہرحال ان کے مدرسے سے ایک سال تعلیم پانے کے بعد وہ مدرسہ چھوڑ دیا اور شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کے مدرسہ اشرف العلوم شجاع آباد میں داخلہ لے لیا۔

ایک مرتبہ ملتان کی ایک حنفیوں کی مسجد میں غیر مقلدین نے اپنی جماعت ثانیہ شروع کرادی تھی مسجد کے لوگ ان کے فتنہ سے بڑے پریشان تھے۔ انہوں نے مولانا کو جمعہ کے خطاب کے لئے بلایا تو مولانا نے جمعہ میں فقہ حنفی کی تائید اور غیر مقلدیت کی حقیقت پر خطاب کیا' جس میں غیر مقلدین کی کئی عبارات کا حوالہ بھی دیا ان میں سے ایک عبادت فتاویٰ ثنائیہ کی بیان کی کہ اگر عصر کی نماز کے وقت فٹبال کھیلنے کا وقت نہ ملے تو عصر کی نماز ظہر کے وقت میں پڑھ لیں حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ نماز تو وقت پر فرض ہے اور وقت سے پہلے نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی کیونکہ ابھی اس کا وقت ہی نہیں آیا ہوتا غیر مقلدین کو یہ بات بہت بری لگی۔ نماز جمعہ کے بعد ان کا ایک بدمعاش چھرا نکال کر لے آیا کہ کہاں ہے وہ مولوی جس نے ہم پر الزام لگائے ہیں۔ ہم اس کو زندہ نہیں جانے دیں گے۔ خیر سے اس مسجد کے حنفی امام بھی بڑے قد کاٹھ کے مالک تھے' انہوں نے کہا کہ اگر لڑنا چاہو تو ہم لڑنے کے لئے تیار ہیں اور اگر حوالہ چاہئے تو ہم ثابت کر دیں گے۔ اس نے کہا کہ نماز کے وقت فٹبال کھیلنے والی بات غلط ہے' مولانا نے کہا کہ اگر سچ ثابت کر دیں تو کیا تم غیر مقلدیت سے توبہ کرلو گے اب چونکہ وہ حق کے سمجھنے کے لئے تو آیا نہیں تھا صرف لڑنا مقصود تھا اس لئے لاجواب ہو کر چلا گیا۔ اس جمعہ کا اہل محلّہ پر بہت اچھا اثر ہوا مسجد والوں نے دوسرے جمعہ پر بھی خطاب کا تقاضا کیا۔ مولانا نے دوسرا جمعہ پڑھایا۔ پڑھانے کے بعد اہل محلّہ نے کہا کہ یہاں کچھ غیر مقلد جمع ہیں۔ وہ آپ سے بعض مسائل پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ گفتگو کرنا چاہیں تو ہم آپ کو لے جاتے ہیں اور اگر آپ کے پاس وقت نہیں تو ہم معذرت کر لیتے ہیں۔ مولانا نے میدان چھوڑنا مناسب نہ سمجھا بلکہ غیر مقلدین کے پاس پہنچ گئے وہاں جا کر دیکھا تو تیس کے قریب غیر مقلد مولوی جمع ہیں اور حنفی کوئی بھی نہیں ہے ایسے

لگتا تھا جیسے غیر مقلد اپنی مسجدوں میں جمعہ پڑھا کر فارغ ہو کر یہ معرکہ سر کرنے کے لئے جمع ہو چکے ہیں۔ مولانا کے ہم خیال صرف دو آدمی تھے جو ان کو اس مجلس میں لے گئے تھے' مولانا کے بیٹھتے ہی ان میں سے کئی لوگوں نے بیک وقت گفتگو شروع کر دی۔ مولانا نے جواب میں کہا کہ سب کو بیک وقت جواب دینا تو میرے لئے مشکل ہے ایک آدمی کو متکلم مقرر کر لو' وہی سب کی ترجمانی کرے اور جو سوال کرنا ہو اس کو بتا دو۔ جو طریقہ آپ نے اختیار کیا ہے وہ تہذیب کے دائرہ میں نہیں آتا تو انہوں نے فیصل آباد کے ایک مولوی کو منتخب کیا تو اس نے مسئلہ حیات النبی ﷺ پر گفتگو شروع کی' مولانا نے اس کو مدلل جواب دیا تو اس نے کہا کہ حضور ﷺ کے سماع صلوٰۃ وسلام کی آپ نے جو حدیث پیش کی ہے اس کی صحت ثابت کریں۔ مولانا نے کہا کہ چونکہ پہلے سے نہ کوئی مجلس مذاکرہ طے تھی اور نہ ہی موضوع طے تھا اس لئے میرے پاس یہاں حوالہ کی کتابیں نہیں ہیں یا تو مجلس اور مقرر کرو یا میں تحریری طور پر جواب بھجوا دوں گا تو انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں تحریری جواب دے دیں۔ اس کے بعد ایک اور غیر مقلد شور کرنے لگا مولانا نے فرمایا کہ تم اس وقت بول سکتے ہو جب پہلے متکلم کی شکست لکھ دو' خیر بحث ختم ہو گئی۔ مولانا نے اپنی دلیل من صلی علی عند قبری سمعته' ومن صلیٰ علی نائیا ابلغته' کے بیس حوالے اور چوبیس محدثین کی تصحیح ایک کاغذ پر لکھ کر بھجوا دی' غیر مقلدوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا وہ تحریر گھومتے گھماتے ملتان کے غیر مقلدین کے مشہور مدرسہ دار الحدیث محمدیہ میں اس کے بڑے استاذ عبد الستار حماد کے پاس پہنچی یہ مدینہ یونیورسٹی سے پڑھ کر آیا ہوا تھا اور مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں بھی مدینہ یونیورسٹی کی تقرری کی وجہ سے ایک دو گھنٹے پڑھانے آتا تھا۔ اس نے دوران کلاس مولانا کو بلوایا کیونکہ مولانا ابھی قاسم العلوم میں دورہ حدیث کی تعلیم میں تھے۔ مولانا اس کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ یہ تحریر آپ کی ہے۔ مولانا نے کہا کہ ہاں۔ پھر اس نے سب کلاس کے سامنے کہا کہ میرے پاس اتنا علم ہے کہ میں تمام دنیا کے حنفی علماء کو جواب دے سکتا ہوں۔ یہ تحریر لکھ کر آپ نے مجھے چھیڑا ہے۔ مولانا نے جواب میں کہا کہ ایسی بات آپ کو ہمارے طلبہ کے سامنے کہنا درست نہیں ہے۔ اگر واقعی آپ

میں احناف کو جواب دینے کی قوت ہے تو حق یہ تھا کہ آپ اس کا جواب لکھ کر لے آتے۔ خالی دعووں سے دبانے سے جواب نہیں بنتا۔ باقی رہی یہ بات کہ ہم نے آپ کو چھیڑا ہے تو یہ بات قطعاً غلط ہے' اس پرچہ پر کہیں آپ کا نام جواب کے لئے نہیں لکھا گیا بلکہ آپ کی باتوں سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ملتان کے غیر مقلد آپ کے مقلد ہیں اور آپ اپنے آپ کو امام اعظم کہتے ہیں کہ اس کا جواب آپ نے اپنے ذمہ سمجھا اور کسی اور غیر مقلد کو اس کا جواب لکھنے کو نہ کہا لیکن افسوس کہ خود بھی جواب نہ لکھ سکے۔ اس نے کہا کہ میں مدینہ یونیورسٹی میں تمہاری شکایت کروں گا مولانا نے فرمایا کہ ہم بھی ان کو حقیقت حال لکھ بھیجیں گے۔ اس پر بات ختم ہوگئی اور اس کے بعد وہ چند دن مدرسہ میں آیا اور پھر قاسم العلوم میں تدریس چھوڑ دی۔ شاید وہ اس گفتگو کے سننے والے طلبہ سے شرمندہ تھا کہ اس کو اس کا کوئی جواب نہ آسکا تھا اور افسوس کہ اس گفتگو کے بعد سے لے کر اب تک بیس سال ہونے کو ہیں اور وہ اس صفحہ کا جواب نہیں لکھ سکا۔

۱۴۲۵ھ میں غیر مقلدوں کے مناظر عبدالرحمٰن شاہین سے مسئلہ رفع یدین پر مناظرہ ہوا۔ جس میں مولانا محمد امین اوکاڑویؒ کے بھائی مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ العالی مناظر تھے مولانا اس مناظرے میں سرپرست رہے اور ضرورت کے مواقع اس کے اعتراضات کے جواب کی مفتی انور صاحب کو نشاندہی کرتے رہے اور کئی مواقع پر خود بھی عبدالرحمٰن شاہین کے دجل وفریب پر گرفت کی' جس کا جواب دینے کی بجائے وہ کوئی صحیح جواب نہ دے سکتا۔ حاضرین نے مولانا کی مسکت گرفت کو سن کر بحث کا صحیح تجزیہ کرلیا اور ان کو پتہ چل گیا کہ نماز میں رفع یدین نہ کرنے کا موقف صحیح ہے اور شاہین اس کا جواب نہیں دے سکتا۔

شمشاد سلفی سے بحث

اردو بازار لاہور میں فاروقی کتب خانہ پر ایک دفعہ غیر مقلدوں کے مشہور مناظر مولوی شمشاد سلفی نارنگ منڈی والے سے بحث ہوئی' مولانا نے اس سے پوچھا کہ تم لوگوں کو تقلید چھوڑنے کی ترغیب دیتے ہو' وہ خود قرآن وحدیث پڑھے ہوئے نہیں

ہوتے بلکہ بات سمجھانے پر بھی ان کو سمجھ نہیں آتی۔ وہ تقلید چھوڑ دیں تو کیا کریں؟ کہا کہ وہ مجتہد سے پوچھیں۔ مولانا نے پوچھا اس وقت لاہور جیسے عظیم شہر میں تمہارے کتنے آدمی مجتہد ہیں جن سے عوام پوچھ کر عمل کریں تو اس نے کہا دو تین تو ہوں گے۔ مولانا نے فرمایا کہ جلسوں میں تو آپ یہ بات نہیں کہتے کہ جو مجتہد ہو اس سے پوچھو اور یہ بھی نہیں کہتے کہ لاہور میں صرف دو تین ہیں اور پھر یہ عجیب بات ہے کہ تم اس عام آدمی کو اپنے مجتہد کا مقلد بنا رہے ہو صرف اتنا فرق ہے کہ احناف خیر القرون کے اس امام کو مجتہد مانتے ہیں جس کو ساری امت مجتہد کہتی ہے اور وہ ان کی تقلید کرتے ہیں تم نے ایسے مجتہد کی تقلید کو شرک قرار دیا زندہ مجتہد کی تقلید کو لازم کر دیا یہ شرک کیوں نہیں ہوتی جبکہ تم جس کو مجتہد کہہ رہے ہو وہ مجتہد تو کیا دین کا پورا عالم بھی نہیں ہے۔ مولانا نے فرمایا خیر اس بات کو جانے دو دوسرے مجتہدین کی باتیں تو پھر ہوں گی یہ بتاؤ کہ تم خود بھی مجتہد ہو یا نہیں؟ اس نے کہا کہ میں دعویٰ تو نہیں کرتا لیکن الحمدللہ میں بھی مجتہد ہوں۔ مولانا نے پوچھا کہ ہر مجتہد کے اصول اجتہاد ہوتے ہیں۔ تمہارے اصول اجتہاد کیا ہیں۔ اس نے کہا کہ میرا اصول اجتہاد یہ آیت ہے: مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. مولانا نے فرمایا کہ آیت پھر پڑھو اس نے پھر اسی طرح پڑھی۔ مولانا نے تیسری مرتبہ پڑھوائی تو پھر اسی طرح پڑھی یعنی مَا آتَاکم کی جگہ ما اَتَاکم پڑھا یعنی آتاکم کے ہمزہ کو نہ کھینچا' مولانا نے فرمایا تم کیسے مجتہد ہو تمہیں تو قرآن کی وہ آیت بھی پڑھنا نہیں آتی جو تمہارا اصول اجتہاد ہے تم ما آتاکم کو مَا اَتَاکم پڑھتے ہو۔ جس طرح تم آیت پڑھ رہے ہو اس کا معنی یہ ہے کہ جس وقت رسول تمہارے پاس آئے تو تم اس کو گرفتار کر لو اور جب منع کرے تو چھوڑ دو۔ یہ تمہارا اصول اجتہاد ہے یا رسول اللہ ﷺ کی توہین؟ تو اس نے فاروقی کتب خانہ کے عبدالخبیر سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اس نے کہا یہ فلاں مولانا ہیں اور عربی میں مفتی جمیل احمد تھانوی کے ساتھ تفسیر احکام القرآن کا کام کر رہے ہیں تو اس نے کہا تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ میں بات میں احتیاط کر لیتا۔

مماتیوں سے مباحثے اور مناظرے

تقریباً ۱۴۰۸ھ میں مظفر گڑھ کے شہر روہیلانوالی میں مماتیوں کے مولوی محمد یونس نعمانی کے ساتھ مسئلہ حیات النبی ﷺ پر بحث ہوئی' مولانا سائل تھے اور مولوی یونس مجیب تھا۔ مولانا جو سوال کرتے تھے مولوی صاحب اس سوال سے گریز کرتے ہوئے دوسری طرف بھاگ جاتے تھے تو مولانا اس کو جواب دیتے تھے کہ جو آپ کہہ رہے ہیں یہ ہمارے سوال کا جواب نہیں۔ ہمارا سوال یہ ہے لیکن چونکہ وہ سوالات مشکل اور لاینحل ہوتے تھے اس لئے وہ ان کے جوابات پر نہ آتا تھا' وہ عام مُردوں کے سماع کی طرف دوڑتا تھا چنانچہ اس نے بحث کے دوران یہ بھی کہا کہ یہ قبر نہیں جس میں مردے دفن کئے جاتے ہیں۔ قبر برزخ میں ہوتی ہے وہاں پر مردے کی روح سنتی ہے اور اس کے حوالے کے لئے شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کے موضح القرآن کی یہ عبارت پیش کی کہ قبروں میں پڑے ہیں دھڑ سنتی ہے روح' مولانا نے اس حوالے پر فرمایا کہ آپ کی اس بحث کا بھی اب فیصلہ ہو گیا ہے۔ دیکھو اس حوالے میں حضرت شاہ صاحبؒ نے لکھا ہے کہ قبروں میں پڑے ہیں دھڑ دنیا جانتی ہے کہ دھڑ کون سی قبر میں ہوتا ہے اور کہاں دفن کیا جاتا ہے' پس شاہ صاحبؒ کی عبارت سے فیصلہ ہو گیا کہ قبر یہی ہے جس میں دھڑ رکھے جاتے ہیں۔ باقی دھڑ کا سننا بھی اسی حوالے سے ثابت ہو رہا ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ سنتی ہے روح اور روح کا باختلاف روایات جسم سے متعلق ہونا یا لوٹنا اس بات کی دلیل ہے کہ میت کے بدن کو ایک کونہ حیات حاصل ہے بلکہ دنیا سے بھی زیادہ تعلق کے بعض اکابر قائل ہوتے ہیں اور حدیث میں مردہ کے سلام سننے کی تصریح بھی موجود ہے تو جب قبر پر سلام کہنے والے کے سلام کو روح سنے گی تو ثابت ہوا کہ اس سننے میں قبر کے دھڑ کا بھی دخل ہے۔ جس کی وجہ سے روح سنتی ہے ورنہ اگر خالی روح کا سننا صحیح ہوتا تو مردے کی روح ہر جگہ سے سنتی ہوتی۔ مولانا صاحب کو اس کا کوئی جواب نہ آیا اور اس کی جماعت کے حواری لڑنے کے لئے کھڑے ہو گئے تو مولانا نے کہا کہ بھئی لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک بات تھی جو واضح ہو گئی ہے۔

احمد پور شرقیہ کے قریب ایک کھچی شہر ہے اس میں مماتیوں کے مشہور مناظرین مناظرے میں جمع ہوئے اور ان کے مقابلہ کے لئے مولانا اور مفتی محمد انور اوکاڑوی اور مولانا منیر احمد استاذ الحدیث باب العلوم کہروڑ پکا اور مولوی جمیل الرحمٰن عباسی جمع ہوئے جو بعد میں دار العلوم مدنیہ بہاولپور کے مدرس بنے ہیں۔ مولانا جمیل الرحمٰن عباسی سلمہ نے دورہ حدیث کے سال میں مماتیوں سے مناظرہ کیا اور یہ تینوں حضرات اس کے معاون تھے۔ مولانا دوران مناظرہ اپنے مناظر کو کتابوں سے حوالے نکال کر دیتے رہے اور وہ حوالے پیش کرتے رہے اور مخالفین کے جواب دیتے رہے۔ مولانا نے موطا امام مالکؒ اور دیگر کئی کتابوں سے بعض ایسے حوالے اپنے مناظرہ کو پڑھنے کے لئے دیئے تاکہ عوام صریح احادیث کو سن کر کسی فیصلے تک پہنچ سکیں چنانچہ جب وہ حوالے ہمارے مناظر نے پڑھے چونکہ وہ سند کے اعتبار سے بھی صحیح تھے اور مسلک کے اعتبار سے بھی، حاضرین نے اسی وقت ہماری فتح کے نعرے لگائے اور مماتیوں کو ان کا کوئی جواب نہ آسکا اور مناظرہ میں ہمارے حضرات کی فتح ہوگئی۔

ان سے اور بھی کئی مقامات پر کامیاب مباحثے بھی ہوئے ہیں۔

بریلویوں سے مناظرہ

جب مولانا دار العلوم اسلامیہ لاہور میں حضرت مفتی جمیل احمد تھانویؒ کے ساتھ تفسیر احکام القرآن لکھتے تھے ان دنوں فقہی کتابوں کی تحقیق کے لئے لاہور میں بریلویوں کے مدرسہ جامعہ نظامیہ جانا ہوا، وہاں کے صدر مفتی مولوی عبد الحکیم شرف قادری سے ملاقات ہوئی۔ یہ مولوی صاحب، مولوی احمد رضا خان بریلوی کے فتاویٰ رضویہ کی تخریج وترجمہ کا کام کر رہے تھے۔ یہ بریلوی علمی حلقوں کی جانی پہچانی بھی شخصیت تھے۔ ان سے مولانا نے ملاقات کی اور کچھ قدیم فقہ کی کتابوں کے بارے میں پوچھا تو اس میں کامیابی نہ ہوئی لیکن بعض اختلافی مسائل چل پڑے مثلاً مسئلہ حاضر ناظر، مولانا نے اس پر صرف ایک دلیل پوچھی جو صحیح، صریح اور غیر معارض ہو۔ جس سے ثابت ہو کہ آنحضرت ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں تو اس نے یہ حدیث پڑھی کہ جب

آدمی کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس سے پوچھا جاتا ہے من ربک، ما دینک اور ما تقول فی حق هذا الرجل کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تو اس شخصیت کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ اس شخصیت سے مراد حضورؐ ہیں اور هذا الرجل میں هذا کا اشارہ محسوس مبصر کے لئے ہے یا نہیں۔ مولانا نے فرمایا اسم اشارہ بھی محسوس مبصر کے لئے ہے اور حدیث بھی صحیح ہے تو کہا کہ ایک وقت میں دنیا میں ہزاروں جگہ پر مُردے سے یہی سوال ہوتا ہے۔ اگر حضورؐ حاضر ناظر نہ ہوں تو ہر قبر میں هذا کے ساتھ کیسے اشارہ کیا جا سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں۔ مولانا نے اس حدیث سے یہ استدلال پہلی مرتبہ سنا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کا مسکت جواب ان کے دل میں ڈال دیا۔ مولانا نے پوچھا کہ مفتی صاحب یہ بتائیں کہ یہ جو مثلاً بیس ہزار قبروں میں ایک وقت میں حضورؐ نظر آتے ہیں اور آپ کے عقیدے کے مطابق قبر میں موجود ہوتے ہیں اور حضورؐ کا جو جسم ان کو نظر آتا ہے وہ حقیقی ہوتا ہے یا مثالی، اس نے کہا آپ کے سوال کا کیا مقصد ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ اگر آپ اس کو حقیقی جسم قرار دیں گے تو آپ کو ان قبروں میں حضورؐ کے بیس ہزار حقیقی جسم ماننے پڑیں گے جو مرزا قادیانی کے کفر سے بھی بڑا کفر ہے اور اگر آپ ان کو مثالی جسم قرار دیتے ہیں تو یہ آپ کا عقیدہ نہیں تو اس نے کہا کہ پھر آپ بھی تو یہ حدیث پڑھتے ہیں۔ آپ کے نزدیک اس کا کیا معنی ہے؟ مولانا نے فرمایا ہمارے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بنفس نفیس اپنے روضہ اقدس میں موجود ہوتے ہیں اور جہاں جہاں اہل قبور سے آپ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا جاتا ہے وہاں وہاں تمام اہل قبور کے سامنے سے پردے ہٹا دئے جاتے ہیں کیونکہ وہ عالم برزخ ہے مٹی کی کثافت ان کے سامنے پردہ نہیں بن سکتی اور تمام مردے حضور ﷺ کو ایک ہی جگہ میں دیکھتے ہیں۔ اس طرح سے نہ ہمیں کئی ہزار حقیقی محمد رسول اللہ ماننے پڑے اور نہ کئی ہزار مثالی جسم اس پر وہ لاجواب ہو گئے بلکہ ان کو سمجھ آ گیا کہ ہمارا اس حدیث سے استدلال غلط ہے پھر اس نے بہار شریعت کے مصنف مولوی بہار علی بریلوی کی کتاب صحیح البہاری کا پرانا ایڈیشن نکالا اور پوچھا کہ اس کے بارے میں آپ تبصرہ کریں۔ مولانا نے پانچ منٹ

میں اس کا تجزیہ کر کے پانچ چھ نقائص بیان کئے تو قادری صاحب وہ بھی سن کر خاموش رہے پھر کچھ عیسائیت پر بھی گفتگو ہوئی تو اس پر بھی وہ معلومات سن کر حیران رہ گیا پھر علامہ انور شاہؒ کی فیض الباری شرح بخاری کی ایک عبارت پر اعتراض کیا۔ مولانا نے اس کا جواب روح المعانی سے حضرت عائشہؓ کے قول سے دیا۔ اس وقت مولانا کی عمر تقریباً چوبیس سال تھی۔ وہ اس عمر میں اتنی وسیع معلومات اور اتنے گہرے تجزیہ کو سن کر یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ آپ کی عمر بہت کم ہے لیکن میں حیران ہوں کہ میں نے جتنے موضوعات چھیڑے ہیں آپ کو ان سب پر عبور ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اس کے بعد مجلس برخواست ہو گئی اور مولانا واپس ہو گئے۔ بعض دیگر بریلویوں سے بھی چھوٹے موٹے مباحثے ہوئے۔

شیعوں سے مباحثہ

لاہور جماعت اسلامی کے مرکز منصورہ کے پاس اہل تشیع کا ایک تحقیقی ادارہ ہے جس میں وسیع لائبریری کا انتظام کیا گیا ہے جس کا نام زینبیہ لائبریری ہے۔ ایک مرتبہ مولانا کتابوں کی جستجو کے سلسلہ میں اس لائبریری میں چلے گئے تو لائبریرین حضرات نے مولانا سے تعارف پوچھا تو مولانا نے بتایا کہ میں آپ کے قریب علامہ اقبال ٹاؤن سے آیا ہوں، دو طلبہ بھی مولانا کے ساتھ تھے۔ ان کا بھی بتایا کہ یہ ہمارے شاگرد ہیں۔ آپ کی لائبریری دیکھنے آئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا آپ کیا کرتے ہیں؟ بتایا کہ شعبہ تحقیق میں کام کر رہے ہیں تو لائبریری انچارج نے کہا کہ آپ محقق ہیں۔ ہمارے پاس بھی ایک مجتہد محقق ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ان کے ساتھ کسی مسئلہ پر بحث کریں۔ ہم آپ دونوں کی بحث سننا چاہتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ میں مناظر نہیں ہوں۔ اس لئے بحث کا کوئی فائدہ نہیں۔ انہوں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا جو آدمی محقق ہوتا ہے اس کو کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہوتا ہے اس لئے آپ بھی کچھ نہ کچھ بحث سے ضرور مستفید فرمائیں پھر انہوں نے اپنے مجتہد کو بلا لیا۔ باہمی تعارف کے بعد مولانا کو کہا گیا کہ آپ کوئی سوال کریں۔ مولانا نے فرمایا کہ آپ کی شیعہ کتب میں ایک روایت

ہے۔ لا ایمان لمن لا تقیة له کیا آپ اس کو صحیح تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟ تو شیعہ مجتہد نے کہا کہ بالکل ہم اس کو صحیح تسلیم کرتے ہیں اور یہ ہماری کتب میں موجود ہے اور ہمارے ایمان کی بنیاد ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ تقیہ کی تعریف کیا ہے؟ انہوں نے پوچھا کہ آپ کیا سمجھتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا سچ کو چھپانا اور جھوٹ کو ظاہر کرنا آپ کے نزدیک تقیہ کی تعریف ہے۔ اس نے کہا بالکل ٹھیک ہے' تقیہ کی یہی تعریف ہے۔ اب جب مولانا نے ان سے یہ اقرار لے لیا تو فرمایا آپ کے مذہب کے لکھنے والے مصنفین مومن تھے یا نہیں؟ انہوں نے کہا سب مؤمن تھے۔ مولانا نے فرمایا کہ چونکہ آپ کی کتابیں لکھنے والے مؤمن تھے اور مؤمن کی تعریف آپ کے نزدیک یہی ہے کہ وہ تقیہ کرے یعنی سچ کو چھپائے اور جھوٹ کو ظاہر کرے۔ کتابیں لکھنا ظاہر کرنا ہے اور نہ لکھنا چھپانا ہے چونکہ یہ مومن تھے تو انہوں نے جو کچھ لکھا وہ جھوٹ کو ظاہر کیا اور جو کچھ چھپایا وہ سچ تھا۔ اب آپ کو اس چھپائے ہوئے سچ کا تو پتہ نہیں اور جو انہوں نے ظاہر کیا اس کو آپ اپنے مذہب کی کتابیں سمجھتے ہیں۔ اس روایت کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی کتابوں میں جھوٹ لکھا ہوا ہے اور آپ کا مذہب اسی جھوٹ پر قائم ہے۔ اس لئے ہمارے مقابلہ میں آپ کا کوئی بھی مسئلہ جو آپ اپنی کتابوں سے لیں گے وہ جھوٹا ہوگا تو مجتہد صاحب نے اس کے جواب میں کہا کہ آپ کا اعتراض بجا ہے لیکن کم از کم میں ایسی فرسودہ روایات کو نہیں مانتا۔ مولانا نے فرمایا آپ کے نہ ماننے سے شیعہ مذہب اور شیعہ حضرات کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ تو اس روایت کی رو سے باطل ثابت ہو چکے ہیں۔ باقی رہا آپ کا اس روایت کے ماننے سے انکار کرنا تو یہ ہمارے اعتراض کے جواب نہ ہونے پر اختیار کیا گیا ہے ورنہ شیعہ مذہب اور شیعہ کتابوں میں جو اس قسم کی روایات ہیں ان کا آپ نے اس مباحثہ سے پہلے کوئی رد کیا ہوتا اور لکھا ہوتا تو ہم مان لیتے اور اب بھی اگر واقعی آپ اس جواب میں سچے ہیں تو پھر آپ کوئی کتاب ایسی ترتیب دیں جس میں شیعہ مذہب کی ایسی روایات کو بیان کریں جن کو آپ نہیں مانتے یا شیعہ مذہب میں غلط قسم کی داخل روایات ہوگئی ہیں ان کی نشاندہی کیلئے کتاب تصنیف

کریں تا کہ سب شعبوں کو معلوم ہو کہ ہمارے مذہب کی کتابوں کیا کیا غلطیاں ہیں چونکہ یہ طرز بحث ہی ایسا تھا کہ اس کے بعد کوئی اور مسئلہ چھیڑنے کی ضرورت ہی نہیں تھی اس لئے مجتہد صاحب کچھ نہ بول سکے اور فبهت الذی کفر کا مصداق بن گئے۔

عیسائیوں سے مناظرہ

مولانا نے مشکوٰۃ شریف کے سالانہ امتحان کے بعد کی چھٹیوں میں عیسائیت کے خلاف مطالعہ کیا اور بعض علماء کے پاس بھی کچھ وقت لگایا اور بائبل کا مطالعہ اور اس کا بائبل کے دوسرے نسخوں کے ساتھ تقابل بھی کافی حد تک کیا تھا۔ اس لئے دورہ حدیث کے زمانہ میں ردعیسائیت پر بھی ان کو کافی واقفیت ہو گئی تھی اور اپنی بائبل پر اسلام کی حقانیت اور عیسائیت کی تردید کے بارے میں نشانات لگا دئے تھے اور مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کی مشہور زمانہ کتاب ''اظہار الحق'' کے اردو ترجمہ ''بائبل سے قرآن تک'' تین جلد کا بھی اچھی طرح مطالعہ کیا تھا اور مولانا تقی عثمانی صاحب کے اضافی حواشی کا بھی مطالعہ فرمایا تھا۔ اس لئے ان کو ردعیسائیت کا خاص ملکہ حاصل ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ مولانا ملتان ہائی کورٹ روڈ پر نشتر ہسپتال کے قبرستان کے قریب ایک چرچ جس کا نام فل گاسپل اسمبلیز تھا اس کو دیکھنے کے لئے گئے تو ایک بوڑھے پادری صادق مسیح سے ملاقات ہوئی۔ اس نے مولانا سے پوچھا کیسے آئے۔ مولانا نے مقصد بتایا تو اس نے کہا کہ اگر اسلام کے بارے میں کچھ معلومات چاہئے ہوں تو ہم سے بھی پوچھ لینا۔ مولانا نے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو ہم آپ سے عیسائیت کے بارے میں پوچھنے آئیں گے اس نے کہا کہ ہم منتظر رہیں گے۔ آپ کب آئیں گے؟ مولانا نے فرمایا کہ ہم اگلے جمعہ کو آئیں گے چنانچہ مولانا نے دو طالب علم ساتھ لئے اور جمعہ کے دن ان کے چرچ چلے گئے وہاں پانچ چھ پادری اور بھی بیٹھے تھے یہ پادری صادق مسیح ان سب کا ہیڈ تھا۔ یہ بھی موجود تھا مولانا اپنے ساتھ اپنے مطالعہ کی بائبل بھی لے گئے تھے۔ پادری صادق مسیح نے کہا کہ پوچھیں جو سوال آپ نے پوچھنے ہیں تو مولانا نے بائبل کھولی اور اس کی تورات کی پانچویں کتاب استثناء کا باب نمبر ۳۳ نکالا اور اس کا فقرہ نمبر ۲ پڑھا کہ:

خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔

مولانا نے فرمایا: دیکھو یہاں ہانگ کانگ کی ۱۹۸۵ء کی اردو بائبل کے ایڈیشن میں لاکھوں قدسیوں کا ذکر ہے جبکہ گڈ نیوز بائبل میں Ten Thousand (دس ہزار) ہے اور اردو کی قدیم بائبلوں میں بھی دس ہزار ہے اور کیتھلک بائبل میں دس ہزار کی بجائے مریبہ قادیش کا لفظ ہے اور عربی بائبل میں اَتـــی مـــن ربـــوات القدس (مقدس ٹیلوں سے آیا) کے الفاظ ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ ایک ہی مقام کا اختلاف ہے آپ بتائیں کہ ان میں سے کون سی بائبل صحیح ہے اور کون سی غلط ہے؟ اس نے کہا کہ میں اگلے جمعہ برطانیہ جا رہا ہوں آپ کا یہ سوال میں پادریوں سے نوٹ کروالیتا ہوں۔ برطانیہ میں دنیا کے بڑے بڑے پادریوں کا اجتماع ہے۔ میں یہ بات ان کے سامنے رکھوں گا اور ان سے اس کا جواب لاؤں گا۔ آپ دوسرے جمعہ مجھ سے اس کا جواب لے لیں۔ اب کوئی اور سوال کریں۔ مولانا نے دوسرا سوال یہ کیا کہ تمہاری بائبل کی کتاب تواریخ دوم باب ۲۲ کے فقرہ نمبر ۲ میں لکھا ہے: ''اخزیاہ ۴۲ برس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا'' حالانکہ اس کے باپ کی عمر چالیس برس تھی جب وہ مرا تھا اور اخزیاہ اپنے باپ کی وفات کے متصل بعد تخت نشین ہوا اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹا باپ سے دو سال بڑا تھا جبکہ بائبل کی ایک اور کتاب سلاطین باب ۸ فقرہ ۲۶ میں ہے: ''اخزیاہ بائیس برس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخزیاہ تخت نشینی کے وقت بائیس برس کا ہی تھا لیکن بائبل کی کتاب تواریخ دوم اخزیاہ کو باپ سے بھی دو برس بڑا بتا رہی ہے۔

پادری نے کہا اس کا یہ سوال بھی لکھ لو پھر مولانا سے پوچھا اور سوال کریں؟

تو مولانا نے فرمایا انجیل متی میں متی باب ۲ فقرہ ۲۳ میں ہے:

''اور ناصرہ نام کے ایک شہر میں جا بسا تا کہ جو نبیوں کی معرفت کہا گیا وہ پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائے گا''۔

مولانا نے فرمایا کہ اس انجیل میں حضرت مسیح کے ناصرہ شہر میں بسنے کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ نبیوں کی معرفت یہ بات کی گئی تھی کہ وہ ناصرہ میں رہے گا اور ناصری کہلائے گا۔ اس انجیل سے پہلے عہد نامہ قدیم میں تمہارے بقول انبیاء کی انتالیس کتابیں موجود ہیں تو نبیوں نے جو کچھ ان کے بارے میں کہا ہے اگر وہ موجود ہے تو ثابت کریں ورنہ تسلیم کریں کہ سابقہ کتابیں درست نہیں۔ اگر وہ درست ہیں تو متی کی یہ بات درست نہیں۔ اس نے کہا کہ اس سوال کو بھی لکھ لو۔

دوران گفتگو جب مولانا اپنی بائبل سے حوالے نکال کر دکھا رہے تھے تو جگہ بہ جگہ بائبل میں نشان لگے ہوئے تھے اس نے حیران ہو کر کہا یہ سب نشان ہمارے خلاف ہیں یا آپ بھی بائبل کی کسی بات کو مانتے ہیں۔ مولانا نے الزامی طور پر فرمایا کہ کیوں نہیں۔ بائبل کی جن باتوں کو ہم مانتے ہیں تم نہیں مانتے۔

مثلاً بائبل کی پہلی کتاب پیدائش باب ۱۷ فقرہ ۹ سے لے کر ۱۴ تک اس عبارت کو ہم مانتے ہیں تم نہیں مانتے۔ عبارت یہ ہے:

''پھر خدا نے ابراھام (ابراہیم علیہ السلام) سے کہا کہ تو میرے عہد کو ماننا اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت اسے مانے اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانو گے سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کیا کرنا اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ تمہارے ہاں پشت در پشت ہر لڑکے کا ختنہ جب وہ آٹھ روز کا ہو کیا جائے خواہ وہ گھر میں پیدا ہو خواہ اسے کسی پردیسی سے خریدا ہو جو تیری نسل سے نہیں۔ لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد اور تیرے زرخرید کا ختنہ کیا جائے اور میرا عہد تمہارے جسم میں ابدی عہد ہوگا اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اپنے لوگوں میں سے کاٹ ڈالا جائے کیونکہ اس نے میرا عہد توڑا۔''

مولانا نے فرمایا: اس عبارت میں عہد سے مراد نبوت ہے جب تک اسرائیلی ختنہ کراتے رہے نبوت ان میں چلتی رہی جیسا کہ انجیل میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی ختنہ ہوا تھا لیکن جب سے انہوں نے ختنہ کرانا چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے اسرائیلیوں

سے نبوت کے عہد کو توڑ کر اپنے عہد کو بنی اسماعیلؑ سے جوڑ دیا اور حضرت محمد کو نبی بنا کر بھیجا کیونکہ اسرائیلیوں کے ختنہ چھوڑنے کے بعد بھی اسماعیلی یعنی عرب خاندان اپنے بچوں کا ختنہ کرتے چلے آرہے تھے اور حضور ﷺ کے بعد سے لے کر تمام مسلمان اپنا ختنہ کراتے ہیں۔ اس لئے نبوت کا عہد مسلمانوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں بصورت خاتم الانبیاء باقی ہے۔ اس سے پہلے جتنی قوموں میں نبی آئے ان کا عہد نبوت ختم کر دیا گیا اب مسلمان حق پر ہیں اور ختنہ نہ کرانے والی قومیں ناحق پر ہیں' چنانچہ توریت کا یہ عہد مسلمانوں کو سچا ثابت کر رہا ہے اور یہودیوں اور عیسائیوں کو جھوٹا۔

پادری صادق نے اس کا یہ جواب دیا کہ ختنہ کے حکم کو پولُس رسول نے منسوخ کر دیا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ پولُس میں صلاحیت نہیں تھی کہ وہ اس حکم کو منسوخ کر سکے۔ اس لئے کہ روایت کی مذکورہ عبارت میں اس ختنہ کو ابدی عہد قرار دیا گیا ہے اسی بناء پر حضرت مسیحؑ کا بھی ختنہ ہوا بلکہ روایت کے اس حکم کو حضرت مسیحؑ بھی منسوخ نہیں کر سکتے تھے جیسا کہ متی کی انجیل باب ۵ افقرہ ۱۷ سے لے کر ۱۹ میں ہے کہ حضرت مسیحؑ نے فرمایا:

''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے''۔

تو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام توریت کے کسی حکم اور شوشے کو منسوخ نہیں کر سکتے تو پولُس کی کیا حیثیت ہے کہ وہ اس حکم کو بدل سکے۔

اور بھی کئی سوالات مولانا نے اس کو اس طرح کے لکھوائے پھر دیگر پادریوں نے کہا کہ ہمارے یہ بڑے پادری تو انگلستان جا رہے ہیں' دوسرے جمعہ آپ کو ان سے جواب مل جائے گا اگر آپ چاہیں تو اگلے جمعہ تشریف لے آئیں تو ہمارے ایک مناظر پادری آپ کے مقابلے کے لئے موجود ہوں گے چنانچہ مولانا اس جمعہ بھی تشریف لے گئے تو ان کا وہ پادری تو مقابلہ کے لئے نہ آیا لیکن اس چرچ میں موجود پادری خود مقابلہ پر اتر آئے۔ مولانا نے ان کو بھی لاجواب کر دیا پھر پوچھا کہ پادری صادق مسیح صاحب

جنہوں نے پچھلے جمعہ گفتگو کی وہ کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ وہ انگلستان جا چکے ہیں۔ آپ کو اگلے جمعہ ملیں گے لیکن جب مولانا اس کمرہ بحث سے باہر نکلے تو پادری صادق مسیح بھی اپنے گھر کے دروازے سے اچانک مولانا کے سامنے نکلا تو مولانا اس کو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کس طرح سے انہوں نے جھوٹ بولا اور اپنی شکست کو چھپایا ہے لیکن وہ پادری جو اچانک سامنے آیا تو دم بخود رہ گیا اور ایسا ذلیل و رسوا ہوا کہ منہ سے کوئی کلمہ بھی نہ کہہ سکا۔ الحمدللہ مولانا ان سب کے سامنے اتمام حجت کر کے اور ان کو شکست دے کر کامیاب لوٹ آئے۔ یاد رہے کہ یہ سب پادری مل کر خطوط اور مستقل رسالوں کی شکل میں لوگوں کو دعوت و تبلیغ کرتے تھے اور تحریری امتحانوں کی شکل میں ان پرچوں میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد جاری کرتے تھے۔

ایک اور مناظرہ

لاہور میں کئی عیسائیوں سے گفتگو ہوئی جب وہ لاجواب ہوتے تھے تو ایک پادری کا حوالہ دیتے تھے کہ وہ ہماری طرف سے لاہور میں مسلمانوں کے مقابلہ میں جواب دینے کے لئے متعین ہے۔ اس کا نام پادری عزیز الرحمٰن ہے وہ مزنگ چونگی کے قریب وارث روڈ پر ایک چرچ کا ذمہ دار ہے۔ مولانا اس کو شکست دینے کے لئے بھی ایک دفعہ اپنے دوست خواجہ نذیر احمد بٹ کو ساتھ لے کر اس کے پاس چلے گئے۔ مولانا کو کسی ذریعہ سے معلوم ہو چکا تھا کہ وہ پہلے مسلمان تھا اب عیسائی ہو چکا ہے۔ ملاقات کے وقت مولانا نے اس سے پوچھا: تم نے اسلام چھوڑ کر عیسائیت کو قبول کیا اس کے کیا اسباب ہیں؟ تمہیں عیسائیت میں کیا خوبیاں نظر آئیں کہ تم نے اسلام کو چھوڑ دیا؟ تو وہ پہلے تو ٹال مٹول کرتا رہا پھر مجبور ہو کر اس نے اپنی کہانی شروع کی کہ میں سرگودھا میں بریلوی علماء کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ میرے ابا جی نے بارہا کہا کہ ہمارے پاس اسلامی کتابوں کا ذخیرہ ہے ان کا مطالعہ کیا کرو لیکن میرا جی نہیں چاہتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے مطالعہ کے لئے کوئی کتاب تلاش کی تو مجھے انجیل لوقا مل گئی۔ میں نے اس کا مطالعہ کیا تو مجھے اس میں بڑی راحت محسوس ہوئی۔ میں نے اس کو بار بار پڑھا تو میرے

دل نے کہا کہ یہ مذہب سچا ہے پھر میں نے گوجرانوالہ کے تھیولاجیکل سیمنریز کالج میں عیسائیت کی تعلیم کے لئے داخلہ لے لیا۔ میں نے وہاں بائبل کی مختلف تعلیمات میں شمولیت کی اور بائبل کی مختلف تعلیمات حاصل کیں۔ مولانا نے اس کے جواب میں فرمایا کہ تمہارا انجیل لوقا سے راحت حاصل کرنا ہوسکتا ہے کہ تم بطور دھوکہ کے کہہ رہے ہو ورنہ تو انجیل کے مطالعہ سے کوئی راحت نہیں ہوتی۔ ہوسکتا ہے کہ خدا نے تمہیں گمراہ کرنا ہو اور شیطانی اثرات نے تمہیں راحت کی شکل دکھائی ہو اور اگر راحت پر ہی سچ جھوٹ کا مدار رکھا جائے تو تمہیں نفسانی راحت ولذت حاصل ہوئی روحانی نہیں کیونکہ نفسانی لذت آدمی کو گناہ میں بھی حاصل ہو جاتی ہے اس وضاحت کے بعد مولانا نے اس سے کہا کہ کوئی ایسی وجہ بیان کرو جو واقعی مذہب بدلنے کا صحیح سبب بن سکتی ہو تو اس نے کہا دیکھو بائبل میں ہے:

''گھاس کملا جاتی ہے پھول مرجھا جاتا ہے لیکن خداوند کا کلام ازل سے ابد تک قائم ہے''۔

دیکھو اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بائبل اپنی اصل حالت میں قائم ہے' اس میں کوئی تحریف نہیں ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بائبل خدا کا کلام ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ تمہارے اس حوالے میں جو بات کہی گئی ہے وہ خداوند کے کلام کے متعلق ہے جبکہ تم بائبل کو خدا کا کلام نہیں مانتے بلکہ اس کے بارے میں تمہارا دعویٰ ہے کہ اس کو الہامی مصنفین نے روح القدس کی تحریک سے لکھا ہے۔ اس لئے اس سے بائبل کی سچائی معلوم نہیں ہوتی۔ اگر اس سے تم بائبل کا صحیح سالم ہونا ثابت کرو گے تو ہم بائبل کے ایک ہی نسخہ میں تضادات' تحریفات اور ترمیمات ثابت کر دیں گے اور خود یرمیاہ کے صحیفہ میں ہے کہ تم نے خداوند خدا رب الافواج کے کلام کو بدل ڈالا ہے۔ اگر کلام سے مراد بائبل ہے تو بائبل کی اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ تمہاری بائبل محرف ہو چکی ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر اس سے بائبل ہی مراد لی جائے اور تمہاری پیش کردہ عبارت کو صحیح سمجھا جائے تب بھی تم اس عبارت سے استدلال نہیں کر سکتے کیونکہ جس بائبل کے بارے میں درست یا غلط ہونے کی بحث ہو رہی ہے تم اس کے اندر سے اس کے حق میں کوئی دلیل

نہیں دے سکتے کیونکہ دنیا کی کسی عدالت کا یہ دستور نہیں کہ وہ ملزم سے صفائی کی دلیل مانگے اور پھر اس کی صفائی کو قبول کرے بلکہ صفائی یا جرم خارجی دلائل سے ثابت کئے جاتے ہیں۔ اس لئے تم بائبل کی سچائی کے دلائل خارجی طور پر پیش کرو لیکن وہ کوئی صحیح دلیل پیش نہ کر سکا اور مولانا اس مرتد پادری پر اتمام حجت کر کے واپس آ گئے۔

پادری وکلف اے سنگھ سے گفتگو

لاہور فیروز پور روڈ نزد مزنگ چونگی عیسائیوں کی کتابوں کی اشاعت کا بہت بڑا ادارہ ہے جس کا نام مسیحی اشاعت خانہ ہے۔

اس میں مولانا کے بقول پاکستان کا سب سے زیادہ سمجھدار پادری وکلوف اے سنگھ رہتا ہے جو خدائی گرفت سے کانوں سے بالکل بہرہ ہے لیکن اس نے بہت ساری کتابیں اپنے مذہب کی تائید میں لکھی ہیں' اس سے مختلف اختلافی مسائل پر گفتگو ہوئی۔ اس کا ایک سوال یہ تھا کہ اسلام بڑا تشدد پسند مذہب ہے' کسی مسلمان کو مذہب تبدیل کرنے کی اجازت نہیں دیتا حالانکہ ہر مسلمان کو اختیار ہونا چاہئے کہ جو چاہے کوئی سا بھی دین اختیار کر لے' مولانا نے اس کو تحریری طور پر جواب لکھ کر دیا کہ اسلام تشدد پسند نہیں ہے بلکہ اگر کوئی مسلمان مرتد ہو جائے تو اس کے قتل کا حکم تشدد کی وجہ سے نہیں دیتا بلکہ اسلام میں یہ حکم ہے کہ جو شخص اپنا دین بدلے اس کو قتل کر دو اور جب کوئی شخص مسلمان ہوتا ہے تو وہ اسلام کے تمام احکام کا پابند ہوتا ہے تو جب کسی شخص نے کلمہ پڑھا تو وہ اسلام کے تمام احکام کا پابند ہو گیا اور یہ کلمہ اس کا اسلام کے ساتھ پابندی احکام کا معاہدہ ہوتا ہے اس لئے جب وہ مسلمان ہوا تو جیسے اس پر باقی احکام لازم ہوئے اسی طرح اس نے اس معاہدہ میں یہ بھی تسلیم کیا کہ اگر میں اسلام سے پھر جاؤں تو مجھے اسلام کے ضابطہ کے مطابق قتل کر دینا تو اب یہ مرتد کا قتل اس کے اپنے معاہدہ کے تحت ہوتا ہے جبراً نہیں ہوتا۔

پادری نے مولانا کا جواب سن کر اطمینان کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ جیسے علماء اگر دین کو سمجھائیں تو ہمیں آسانی سے دین سمجھ آ سکتا ہے۔ آپ مہربانی فرما کر ہمارے ادارہ

میں تشریف لایا کریں تا کہ ہم اسلام کو سمجھ سکیں لیکن چونکہ غیر مذہب اداروں میں آنا جانا خطرناک بھی ہوسکتا ہے اور ضرورت مند کو چاہئے کہ وہ خود طلب لے کر علماء اسلام کے پاس آئے اور سیکھے اس لئے مولانا دوبارہ اس کے پاس اس ادارہ میں نہ گئے۔

تھیولاجیکل سیمنریز کالج گوجرانوالہ میں مباحثے

اس کالج میں پاکستان بھر کے عیسائیوں کو بائبل کی تعلیم دی جاتی ہے اور پادری بنانے کے کورس کرائے جاتے ہیں۔ اس کا سربراہ پاکستان کا مشہور پادری مصنف ومترجم کے ایل ناصر اور اس کی بیوی مسز کے ایل ناصر ہے۔[1]

[1] انہوں نے انگریزی کی ایک کتاب، جس کو دنیا بھر کے درست خیال بڑے بڑے پادریوں نے انگلش میں تصنیف کیا، اس کا ان دونوں میاں بیوی نے مل کر اردو میں ''ہماری کتب مقدسہ'' کے نام سے چار سو صفحات پر مشتمل ترجمہ کیا ہے۔ اس میں بائبل کی تحریفات کے بارے میں مسلمانوں کے لئے بہت مواد موجود ہے اس میں انہوں نے پروٹیسٹینٹ فرقہ کی بائبل کی تمام کتابوں کے متعلق مناسب تجزیے کئے ہیں اور تقریباً ہر کتاب کے بارے میں یہ رائے دی ہے کہ ہمیں اس کے مصنف کے بارے میں پتہ نہیں، اس کی زبان کا پتہ نہیں اس کے زمانہ تحریر کا پتہ نہیں۔ اس لحاظ سے یہ کتاب بڑی اہم کتاب ہے جس کی رو سے ہر پادری کو مناظرہ میں شکست دی جاسکتی ہے کیونکہ اس سے عیسائیوں کے پاس موجود بائبل میں توریت، زبور وغیرہ کی کتابوں کا غیر مستند ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہی باتیں رومن کیتھولک کی بائبل کی ہر کتاب کے شروع میں موجود ہیں۔

مولانا نے پادری کے ایل ناصر سے بھی بحث کی اور اس کو بھی ہرایا اور اس کے کالج کے بڑے پادری سے بھی بحث کی اور اس کو شکست دی۔

لاہور میں بشپ جان الیگزنڈر سے بھی بعض مسائل پر گفتگو ہوئی اور اس کو شکست دی اور بھی کئی پادریوں سے مباحثے ہوئے اور انہیں بھی ناکامی ہوئی۔

ہندوؤں کو تبلیغ اسلام

ایک دفعہ مولانا عمرہ سے واپسی پر تیز گام کے ایئر کنڈیشنڈ ڈبہ میں کراچی سے ملتان کا سفر کر رہے تھے۔ راستے میں سندھ کے کسی اسٹیشن سے ایک ہندو مرد اور ایک

ہندو عورت سوار ہوئے۔ ان کی بکنگ مولانا کی سامنے والی سیٹ پر ہوئی۔ مولانا نے اندازہ لگالیا کہ یہ ہندو ہیں۔ عورت تو ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی وہ ہندو مولانا کے سامنے والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ مولانا نے اس سے پوچھا کہ تمہارا عقیدہ ہے کہ انسان دنیا میں مختلف شکلوں میں جنم لیتا رہتا ہے کبھی انسان، کبھی گدھا، کبھی کتا، کبھی خنزیر، کبھی چوہا، کبھی بلی، کبھی چیونٹی، کبھی چھپکلی وغیرہ وغیرہ یہ شکلیں اس کو اس کے اعمال کی وجہ سے ملتی ہیں۔ اگر اعمال اچھے ہوئے تو انسان کی شکل میں جنم لیتا ہے ورنہ جیسا عمل ویسی شکل، اس نے کہا بالکل آپ نے درست فرمایا۔

مولانا نے اس سے پوچھا کہ آپ انسان بنے ہیں آپ نے اب انسان کا جنم لیا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ آپ اس سے پہلے کے کسی جنم میں انسان والے اعمال کر کے آئے ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ نے وہ کون سے اعمال کئے تھے جن کی وجہ سے آپ انسان کی شکل میں پیدا ہوئے ہیں؟ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ مولانا نے پوچھا انسان بننے سے پہلے کون سے جانور کی شکل میں تھے؟ اس نے کہا مجھے یہ بھی معلوم نہیں۔ مولانا نے پوچھا کہ تم انسان کے جنم میں تو پیدا ہو گئے ہو اب تم اپنے اعمال کے متعلق کیا خیال رکھتے ہو کہ اگلے جنم میں تم کون سے جانور بنو گے۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ مولانا نے پوچھا کہ ہندو مذہب میں کون سے ایسے اعمال ہیں جن کے کرنے سے آدمی انسان کا جنم لیتا ہے اور کون سے ایسے اعمال ہیں جن سے آدمی کتے کا جنم لیتا ہے اور کون سے ایسے اعمال ہیں جن کے کرنے سے اس کو سانپ کا جنم ملتا ہے۔ غرضیکہ تم اسی طرح تمام جانوروں کے جسم کو قیاس کر لو اس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ مولانا نے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ جو جانور جس جس جنم میں اس وقت موجود ہیں یہ جب انسان تھے تو انہوں نے گناہ کئے تھے کیا ان کو اپنے پہلے جنم یاد ہیں؟ کہا نہیں جیسا کہ مجھے بھی یاد نہیں۔ مولانا نے پوچھا کہ ان کو پتہ ہے کہ کون سے گناہوں کی وجہ سے یہ اس جنم میں آئے ہیں اور ان کو کتے، بندر، چیونٹی وغیرہ کی شکل میں سزا دی جا رہی ہے کہا ان کو یہ بھی معلوم نہیں جیسا کہ مجھے اپنے نیک اعمال کا پتہ نہیں جن کی وجہ سے مجھے انسان کا جنم ملا۔ مولانا نے فرمایا کہ پھر ذرا غور کر کے دیکھو کہ تمہیں معلوم نہیں کہ کون سے نیک اعمال کی

وجہ سے تمہیں انسان بنایا گیا اور ان نیک اعمال کے ثواب کے طور پر تمہیں انسان کی شکل دی گئی اور جو جانور اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لئے ذلیل اور حقیر جانوروں کی شکل میں پیدا کئے گئے ان کو بھی معلوم نہیں کہ ہمیں کن گناہوں کی وجہ سے یہ ذلیل جانور بنایا گیا جب نیکی اور گناہ کا دوسرے جنم میں علم ہی نہ ہو اور نہ ہی اس کی سزا کا علم ہو تو پورا ہندو دھرم باطل اور بے حقیقت ہو جاتا ہے۔ تم سمجھ دار ہو کر کس طرح سے ایسے مذہب پر چل رہے ہو جس کی اچھائی اور برائی کی سزا اور انعام کا بھی کسی کو کسی جنم میں علم نہیں۔ کیا تمہارے ہندو مذہب کے باطل ہونے کے لئے اتنی بات کافی نہیں ہے تو اس نے کہا کہ مولانا آپ نے جس طرح سے مجھے ہندو مذہب کی حقیقت سمجھائی ہے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ہندو مذہب کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ تم تعلیم یافتہ آدمی ہو، میرے ان سوالات پر غور کرو بلکہ اپنے دیگر ہندوؤں کو اور ہندوؤں کی نیچی اور اونچی ذات والے کھتریوں، برہمنوں اور شودریوں کو اور اپنے مذہب کے پیشواؤں کو پوچھو اور انہیں سمجھاؤ کہ تم کس طرح برائی کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہو۔ غور کرو اسلام ایسا مذہب ہے جو عالم دنیا، عالم برزخ اور عالم آخرت سب میں نیکیوں کی پہچان کراتا ہے اور عذاب اور ثواب کی حقیقت بیان کرتا ہے۔ انسان کو قبر اور حشر میں اگر انعام ملے گا تو اس کو اپنے اعمال کا پتہ ہوگا۔ اگر سزا ملے گی تو اپنی بداعمالیوں کا پتہ ہوگا اور اگر جہنم میں کافروں کی شکلیں بدل کر خنزیر کی شکل دے دی جائے گی تو بھی ان کو اپنے کفر و شرک اور گناہوں کا علم ہوگا۔ اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرو، اسلام کی خوبیوں پر غور کرو۔ انشاء اللہ تمہیں اسلام کی سچائی واضح طور پر نظر آئے گی اور ہندو مذہب میں گہرائی سے غور کرو، تمہیں ہندو مذہب کی برائیاں نظر آئیں گی اور اگر ہو سکے تو میرے سوالوں کا اپنے پیشواؤں سے جواب لے کر میرے پتہ پر روانہ کر دینا لیکن کئی سال گزر گئے اس ہندو نے اپنے پیشواؤں سے مولانا کے سوالات کا جواب لے کر اب تک نہیں بھیجا۔

اسی طرح اور بھی کئی ہندوؤں سے گفتگو ہوئی اور گفتگو میں مولانا کا مزاج ان کو اسلام کی تبلیغ کرنا تھا، ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

تدریس

دورۂ حدیث سے ۱۴۰۵ھ میں فارغ ہونے کے بعد سورج میانی کی ایک مسجد میں تقریباً پانچ مہینے امامت کی خدمت انجام دی اور جمعہ اور درس بھی دیتے رہے۔ اس مسجد کے بانی مولوی عبدالرحمٰن ہیں جن کے والد مولانا غلام مصطفیٰ صاحب خیر المدارس میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے زمانہ میں تدریس کرتے تھے۔ مولانا نے اسی زمانہ میں کتابوں کی تصنیف اور اشاعت کا کام شروع کر دیا تھا جو مسجد کے متولی مولوی عبدالرحمٰن کو پسند نہ آیا تو مولانا نے مسجد چھوڑ کر خیر المدارس کے دارالافتاء میں خیر الفتاویٰ پہلی جلد کی تصحیح، ترتیب میں حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ معاونت کا کام کیا اس جلد میں مولانا نے مفتی صاحب کی اجازت اور تصحیح سے کئی فتاویٰ لکھ کر درج کئے، پہلی جلد کا بالکل آخری فتویٰ بھی مولانا کا لکھا ہوا ہے جو غیر مقلدین کی تردید میں ہے۔ بڑے مدلل اور دلچسپ انداز سے مولانا نے اس کو لکھا ہے۔ سالانہ چھٹیوں میں خیر المدارس کے مفتی حضرات شعبان، رمضان اور شوال کی تعطیلات پر چلے گئے تو مولانا اس عرصہ میں اپنے لکھے ہوئے فتاوی کو خیر المدارس کے صدر مفتی حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالستار صاحب دامت برکاتہم سے تصحیح کرا لیتے تھے۔ تصحیح کا معنی ''الجواب صحیح'' لکھوانا ہے یہ نہیں کہ یہ غلط فتوے لکھتے تھے اور مفتی صاحب ان کی تصحیح کرتے تھے۔ شوال کے اخیر میں دارالعلوم اسلامیہ لاہور سے مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہ العالی کی طرف سے تدریس اور تحقیق کی جگہ آئی چونکہ تحقیق میں مفتی جمیل احمد تھانویؒ کے ساتھ تفسیر احکام القرآن میں عربی کا کام کرنا تھا چنانچہ مولانا نے مولانا قاری حنیف جالندھری مہتمم جامعہ خیر المدارس سے خواہش ظاہر کی کہ اس جگہ پر مجھے بھیج دیا جائے چنانچہ قاری صاحب مدظلہ نے مولانا کو ایک خط لکھ کر مولانا مشرف صاحب کے پاس بھیج دیا وہاں مولانا مشرف صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مختلف باتوں میں تجزیہ کر کے مولانا کو بحیثیت مدرس اور بحیثیت معاون مفتی جمیل احمد

تھانویؒ مقرر کرلیا۔ تنخواہ میں سات سو روپے ماہوار مقرر ہوئے مکان کا بھی وعدہ کیا جو چند مہینے کے بعد دے دیا مولانا نے وہاں مدرسہ کے ایک ٹائم میں تدریس کی اور دوسرے ٹائم میں حضرت مفتی صاحبؒ کی معاونت فرمائی۔ شروع کے تین چار سال تدریس بھی کرتے رہے اور مفتی صاحب کی خدمت میں بھی بیٹھتے رہے بعد میں سارا وقت مفتی صاحب کے لئے ہی مخصوص ہوگیا چھ سال دارالعلوم اسلامیہ میں خدمت کے بعد ملتان میں جامعہ قاسم العلوم کے مہتمم حضرت مولانا عبدالبر محمد قاسم کی دعوت پر شعبہ تحقیق سے وابستہ ہوئے' تقریباً پندرہ سال سے جامعہ قاسم العلوم میں شعبہ تحقیق کے ساتھ تخصص فی الفقہ وغیرہ کی تدریس بھی کررہے ہیں۔

شعبہ تحقیق وتصنیف

حضرت نے زمانہ طالب علمی میں غیر مقلدین کے پاس جب صرف ونحو پڑھی تھی انہی دنوں میں حضرت محقق العصر حضرت مولانا ابوزاہد مولانا سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کی کتاب احسن الکلام کا مطالعہ کیا تھا۔ اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ جہاں یہ مسئلہ قرأت خلف الامام پر بہترین تحقیق پیش کرتی ہے اسی طرح سے تحقیق کی راہ بھی سکھاتی ہے۔ اس میں بہت سارے اصول وقواعد محقق کے لئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس میں کتابوں کا تعارف بھی ہے اور مصنفین کا بھی' اس کتاب کی مدد سے حضرت مولانا نے دیگر حدیث' تفسیر وغیرہ کی کتابیں دیکھیں اور ان کی معلومات حاصل کیں وہاں سے تحقیقی ذہن بن گیا پھر مولانا کی اور کتابوں کا مطالعہ کیا پھر ملک کی چھوٹی بڑی لائبریریوں کے سفر کئے اور ان میں موجود کتابیں دیکھیں' ان کے جائزے لئے' ان سے واقفیت حاصل کی' ان کے مضامین دیکھے' ان کا اسلوب دیکھا' اکابرین کی ان کتابوں کے بارے میں آراء دیکھیں اور دورہ حدیث سے فراغت کے بعد خیر المدارس کے دارالافتاء میں جو آٹھ دس ماہ کا عرصہ گزرا تھا تو اس دوران دارالافتاء کی کتابیں اور خیر المدارس کی لائبریری کی کتابیں دیکھیں پھر احکام القرآن للتھانویؒ کی تالیف کیلئے

مولانا ادریس کاندھلویؒ کا کتب خانہ موجود تھا اور دارالعلوم اسلامیہ کی بہترین لائبریری بھی مدنظر تھی۔ کچھ مولانا کے پاس اپنی کتابیں بھی تھیں۔ لاہور کی بڑی لائبریریاں مثلاً جناح لائبریری، دیال سنگھ لائبریری، پنجاب پبلک لائبریری، مفتی غلام سرور کی لائبریری، مولوی عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی لائبریری میں موجود کتابوں سے واقفیت حاصل کی، اس سے کتابوں سے واقفیت کے طور پر بڑا فائدہ ہوا۔

احکام القرآن للتھانوی کی تالیف

حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ نے خانقاہ تھانہ بھون میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ سے فقہ حنفی کی تائید اور غیر مقلدین کے اعتراضات کے جواب میں بیس سال کے عرصہ میں بیس جلدوں میں عربی زبان میں اعلاء السنن لکھوائی تھی۔

یہ ایسی کتاب ہے جس کی نظیر فقہ حنفی کی کتابوں میں نہیں ملتی۔ اسی طرز پر حضرت تھانویؒ نے حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ سے احکام القرآن کی تالیف شروع کرائی۔ مولانا نے ایک منزل ہی لکھی تھی کہ ڈھاکہ چلے گئے اور کافی عرصہ تک یہ کام معطل رہا۔

حضرت مفتی جمیل احمد تھانویؒ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ تفسیر احکام القرآن کی تالیف کے کافی عرصہ تعطیل کے بعد مجھے حضرت حکیم الامتؒ نے ایک دن فرمایا: مولوی ظفر احمد ڈھاکہ چلے گئے ہیں میرا جی چاہتا ہے یہ کام مکمل ہو لیکن اس کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی۔ مفتی صاحبؒ نے عرض کیا حضرت اگر آپ چاہیں تو اب بھی یہ کام ہوسکتا ہے حضرت نے پوچھا کس طرح؟ فرمایا کہ دیوبند میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور مولانا ادریس کاندھلوی صاحبؒ موجود ہیں۔ اگر آپ نے ان کو فرمائیں تو وہ اس کام کو کر سکتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں ان کو ابھی لکھتا ہوں پھر آپؒ نے ایک آیت منتخب کی جس پر پہلے مولانا ظفر احمد عثمانیؒ بھی لکھ چکے تھے وہی آیت الگ الگ خط میں مفتی شفیع صاحب کو بھی لکھی اور مولانا ادریس صاحب کو بھی، اور مفتی جمیل صاحب سے فرمایا کہ تم بھی لکھو جب ان حضرات کا دیوبند سے لکھا ہوا جواب پہنچا اور مفتی جمیل

صاحبؒ نے بھی اپنا لکھا ہوا پیش کیا تو حضرت تھانویؒ نے سب کو ملاحظہ کر کے فرمایا۔ الحمدللہ! سب کام کر سکتے ہیں۔ مفتی جمیل صاحبؒ فرماتے ہیں جب میں حضرت کی مجلس سے اٹھ گیا تو خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ نے مجھے بیان کیا کہ آپ کے جانے کے بعد حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ ان سب سے جمیل کا لکھا ہوا زیادہ اچھا ہے۔

پھر حضرت تھانویؒ نے احکام القرآن کی تالیف کا کام ان حضرات پر تقسیم کر دیا پہلی منزل تو حضرت مولانا ظفر احمدؒ لکھ چکے تھے دوسری بھی ان کے لئے چھوڑ دی۔ تیسری اور چوتھی منزل مفتی جمیل صاحبؒ کے ذمہ لگائی، پانچویں چھٹی مفتی شفیع صاحبؒ کے اور ساتویں مولانا ادریس کاندھلوی صاحبؒ کے ذمہ لگائی اور اس کتاب کا مقدمہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے ذمہ لگایا چنانچہ ان سب حضرات نے کام شروع کر دیا مفتی جمیل صاحبؒ نے تیسری منزل تھانہ بھون میں رہ کر لکھ دی تھی اور پانچویں، چھٹی، ساتویں منزل کا کام بھی مکمل ہو گیا تھا لیکن مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی دوسری منزل اور مفتی جمیل صاحبؒ کی چوتھی منزل رہ گئی تھی۔

اختتامیہ

وسعت رحمت خداوندی

حضرت ابوادریس خولانیؒ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپؐ حضرت جبریل علیہ السلام سے' آپ اللہ تبارک وتعالیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"یَا عِبَادِیْ إِنِّی حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُهُ بینکم مُحَرَّمًا فَلا تظالموا ' یا عبادی اِنَّکُمُ الَّذِیْنَ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ ' وَاَنَا الَّذِیْ اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ وَلَا اُبَالِیْ ' فَاسْتَغْفِرُوْنِی اَغْفِرْلَکُمْ ' یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ أُطْعِمْکُمْ ' یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ کَسَوْتُهُ فَاسْتَکْسُوْنِیْ اُکْسِکُمْ ' یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَآخِرَکُمْ وَإِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ مُلْکِیْ شَیْئًا ' یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَآخِرَکُمْ وَأَنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰی أَتْقٰی قَلْبِ رَجُلٍ مِنْکُمْ لَمْ یَزِدْ ذٰلِکَ فِیْ مُلْکِیْ شَیْئًا ' عَابِعِبَادِیْ لَوْ أَنَّ أَوَّلَکُمْ وَآخِرَکُمْ وَإِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ کَانُوْا فِیْ صَعِیْدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُوْنِیْ فَاَعْطَیْتُ کُلَّ إِنْسَانٍ مِّنْهُمْ مَا سَأَلَ ' لَمْ یَنْقُصْ ذٰلِکَ مِنْ مُلْکِیْ شَیْئًا اِلَّا کَمَا یَنْقُصُ الْبَحْرُ أَنْ یُغْمَسَ الْمِخْیَطُ فِیْهِ غَمْسَةً وَاحِدَةً ' یَا عِبَادِیْ إِنَّمَا هِیَ اَعْمَالُکُمْ اَحْفَظُهَا عَلَیْکُمْ ' فَمَنْ وَجَدَ خَیْرًا فَلْیَحْمَدِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ' وَمَنْ وَجَدَ غَیْرَ ذٰلِکَ فَلا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ".

قال أبو مسهر : قال سعید بن عبدالعزیز : کان أبو إدریس إذا حدّث بهذا الحدیث جثا علی رکبتیه' هذا حدیث صحیح ' رُوِیناه فی صحیح مسلم وغیرة ' ورجال إسناده منی إلی أبی ذرّ رضی الله عنه کلهم دمشقیون ' ودخل أبو ذر رضی الله عنه دمشق ' فاجتمع فی هذا

الحديث جمل من الفوائد : منها صحة إسناده و متنه و علوة و تسلسله بالدمشقيين رضى الله عنهم و بارک فيهم . و منها ما اشتمل عليه من البيان لقواعد عظيمة فى أصول الدين و فروعه و الآداب ولطائف القلوب وغيرها ' ولله الحمد.

روينا عن الإمام أبى عبدالله أحمد بن حنبل رحمه الله تعالى ورضى عنه قال : ليس لأهل الشام حديث أشرف من هذا الحديث.(الأذكار للنووى)

(ترجمہ) اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا ہے اور تمہارے درمیان بھی اس کو حرام کیا ہے' پس تم آپس میں (ایک دوسرے پر) ظلم نہ کیا کرو' اے میرے بندو! تم رات دن خطا کرتے رہتے ہو اور میں گناہوں کو معاف کرتا رہتا ہوں اور مجھے معاف کرنے میں کوئی پرواہ نہیں ہوتی' پس تم مجھ سے معافی مانگو میں تمہیں معاف کروں گا' اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو' مگر جس کو میں کھلاؤں' پس مجھ سے کھانا مانگو' میں تمہیں کلاؤں گا' اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر جس کو میں پہناؤں پس تم مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں پہناؤں گا۔

اے میرے بندے! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے انسان اور جنات سب ایک بدکار ترین شخص کے دل کی طرح ہو جائیں تو میرے ملک میں کچھ کمی نہیں آئے گی۔

اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے انسان اور جنات سب ایک صالح ترین شخص کے دل کی طرح ہو جائیں تو میرے ملک میں کچھ اضافہ نہ ہوگا۔

اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے انسان اور جنات سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور مجھ سے مانگنا شروع کر دیں اور میں ان میں سے ہر ایک کو وہ سب کچھ دیدوں جو کچھ وہ مانگے تو میرے ملک میں کچھ کم نہ ہوگا' مگر جتنا کہ سمندر میں ایک مرتبہ سوئی کو ڈبونے سے کمی ہوتی ہے

اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں' میں ان کو تمہارے لئے محفوظ کر رہا ہوں' پس جو خیر پائے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور جو خیر نہ پائے وہ اپنے ہی نفس کو ملامت کرے۔